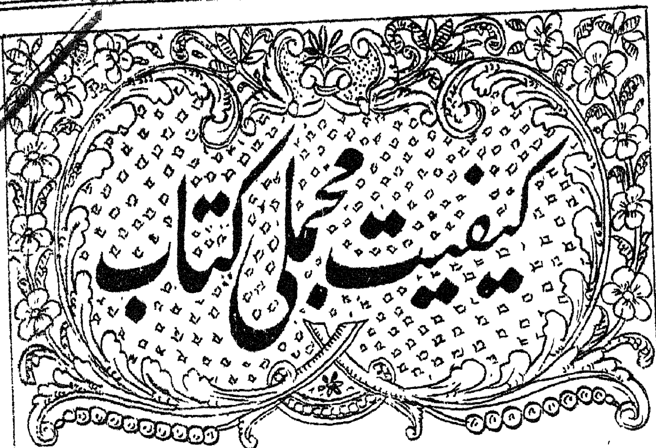


یہ کتاب اصل مین ترجمہ ہے کتاب الطہارت ابو علی احمد بن محمد
بن یعقوب بن مُسکَویہ رازی کا —

اس کتاب کو اونہون نی غالبًا ۳۹۲ھ مین تصنیف فرمایا تھا —

کتاب اخلاق حکیم ابروس رسالہ ارسطاطالیس — مقالات حکیم
افلاطون ثانی کا یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا —

یہ ہمعصر شیخ الرئیس حکیم ابو علی بن سینا کے ہین —

اونہون نے بھی اپنی بعض کتابون مین انکا ذکر کیا ہے —

سنہ ۴۲۰ھ ہجری مین دار فانی سے انتقال فرمایا —

خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے بخواہش ناصر الدین عبد الرحیم
بن ابی منصور بادشاہ اَلمُوتْ و قُہِستان سنہ ۶۳۳ھ ہجری مین بزبان
فارسی ترجمہ کرکے اخلاقِ ناصری نام رکھا —

اسی کتاب کا ذکر سنکر سلطان ایلخان ہلاکو نے حضرت محقق کو

طلب کیا خورشاہ بن علاء الدین شاہ کے واسطے سے بادشاہ
ہلاکو خان کی صحبت اختیار کی —

سنہ ۱۲۵۶ عیسوی میں اوسنے اپنے کل امور مہمہ ریاست کا انتظام
محقق کے سپرد کیا —

کتاب تحریر اقلیدس — تحریر مجسطی — تحریر متوسطات
— کتاب زیج ایلخانی — کتاب تذکرۃ الہیئت — کتاب
سی فصل نجوم — بیست باب اسطرلاب وغیرہ وغیرہ میں
تصنیف و تالیف فرمائیں —

رصدخانہ مراغا بشہر تبریز بھی ہلاکو خان کی فرمایش سے آپنے
مرتب فرمایا تھا —

جسمیں کوئی دوربین نہتی مگر ان کو ستارونکی حرکت محسوس
ہوتے تھے —

اصل کتاب الطہارۃ عربی کپتان فلی جیمس صاحب
قائمقام صاحب رزیڈنٹ بہادر لکھنو کی فرمایش سے سنہ ۱۲۵۱
ہجری میں مطابق سنہ ۱۸۳۵ عیسوی میں چھپی —

مگر بسبب اسکے کہ زبان کتاب الطہارت کی عربی تھی اور ترجمہ
محقق کا نہایت دقیق و دشوار فہم تھا کم استعداد سمجھ نہیں سکتے تھے

جناب حکیم سیّد ظفر مہدی صاحب تعلقدار علی نگر
رئیس جرول آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر ضلع بہرایچ ملک اودھ
نے ان دونون کتابونکا زبان فصیح اردو مین ترجمہ کیا —

ایک تمہیدی حکایت مین ایک حکیم کی زبان سے اس کتاب کے
مطالب کو بہت توضیح و تفصیل سے بیان کیا ہے —

اکثر مطالب حسب حال زمانہ اضافہ فرمائے ہین —

مشکل مقامون کو سوالات وارد کرکے جواب مین حل کیا ہے —

اسکی دو جلدین ہین — جلد اوّل مین چار جلسے ہین —

جلسۂ اوّل اخلاق نیک مین یعنے انسان کی وہ ذاتی صفتین
جنسے چال چلن درست ہوتا ہے —

جلسۂ دوم اون برے چال چلنون کا بیان جنسے خراب
عادتین پیدا ہوتی ہین —

جلسۂ سوم بری عادتون کے علاج کا طریقہ جسکے اختیار کرنے
سے عادات بد زایل ہوجاتے ہین —

جلسۂ چہارم گھر کے انتظام کا بیان — گھر بنانے کے قواعد
— مال حاصل کرنے اور خرچ کرنے کے طریقے — لڑکون کی تربیت
بولنے چالنے کے آداب — چلنے پھرنے کی تہذیب — کھانا

کہانے اور ریاضت کرنے کے اصول - نوکرون سے خدمت لینے کے قاعدے - نیک طینت ملازم کی پہچان -

دوسری جلد مین دو جلسے ہین

پہلا جلسہ آپس کے میل جول باہم لطف و اتحاد دوستی کی حقیقت اور ہر ایک کے اقسام - تمدن کی شرح - اجتماعات مردم کا طریقہ - اور جو جو امر اسکے متعلق ہین -

دوسرا جلسہ بادشاہون - راجاؤن - تعلقدارون کا رعایا کے ساتھہ اور رعایا کا اونکے ساتھہ سلوک اور اوسکے وجوہ و اسباب - ادنے و اعلے ہر قسم کے لوگون سے ملنے کا طریقہ - ہر ایک کے حدود و مراتب - باہم دوستون کے شرائط علاوہ اسکے بہت سے مفید اصول و قواعد اسکے ذیل مین بیان کیے گئے ہین - آخر مین حکیم افلاطون کی وصیت کا ترجمہ جو حکمت اخلاق مین نہایت مفید ہے درج کیا گیا ہے - زیادہ تفصیل مطالب کی ہر جلد کی فہرست صفحات سے معلوم ہوگی - فقط

المرقوم ۶ - ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ۲۳ جنوری سنہ ۱۸۸۵ع

سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض جرول

فہرست جلد اوّل

فہرست تہذیب الخصائل ترتیب الفضائل جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اول

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

فہرست جلد اوّل

مضمون کتاب	نمبر صفحہ

فہرست جلد اوّل

مضمون کتاب	نمبر صفحہ

فہرست جلد اول

تمام شد فہرست جلد اول
تہذیب الخصائل
تہذیب الفضائل

تقریظ

جناب مؤسس اساس علم و حکمت ✤ مؤانس
ناموس شریعت و ملت ✤ معلم محاسن اخلاق ✤
متمم مکارم وفاق ✤ فرّاع فروع و اصول ✤ علام
علوم معقول و منقول ✤ عماد الدین ✤ سناد المؤمنین ✤
آیة اللہ علی العباد ✤ و حجتہ فی البلاد ✤ العالم الربانی
و المحقق الثانی ✤ تاج العلماء ✤ سراج الحکماء ✤
صدر الشریعۃ الغراء ✤ عین الحکمۃ البیضاء ✤ الوحید
الاوحد ✤ مولانا السید علی محمد ✤ دامت انوار
افاضاتہ ساطعہ ✤ و اقمار افاداتہ طالعہ ✤ یادگار
حضرت سلطان العلما جناب رضوانمآب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہ

بر کتاب تہذیب التحصیل و تہذیب الفضائل

باسمہ سبحانہ
وبحمدہ ما اعلیٰ شانہ

علم اخلاق کی بزرگی وعمدگی شہرہ آفاق ہے اور اوسکی روشنی کے ساتھ چاند ماند چاندنی سرد ہے سورج کا چہرہ زرد ہے دہوپ اوسکے آگے گرد ہے اسلیئے کہ منطق وغیرہ مین ثابت ہوا ہے کہ علم کی خوبی کا مدار اوسکے موضوع اور غایت کی خوبی پر ہے بلکہ مذاق حکمت اخلاق تو یہ ہے کہ خالی عمدگی موضوع کی بے سود ہے اگر غایت اور نتیجہ کی عمدگی نہو الغرض انسان کی راہ سے فضیلت اور عمدگی علم کی منحصر ہے عمدگی مین اوسکے نتیجہ اور فائدہ کی مثلاً فلسفہ اعلیٰ کے موضوع مین خدا کہ جو سب سے بڑہکے ہے داخل سہی لیکن صیغہ غیب مین عقل متوسط کے بیکار ہونے کی وجہ سے اس علم کا نتیجہ جو بجز حیرت کے اور کچھ نہین ہوتا تو یہ علم ممدوح نہین رہا بلکہ عقل ہی کے راہ سے مذموم ہوگیا ہے اور اسکی کیا خصوصیت عمدہ سے عمدہ جو چیز تجویز کیجائے جب اوس مین کوشش بیکار ہوگی تو وہ سب لغو ہے پس سب سے اہم غایت کا لحاظ ہوا اور اس علم

اخلاق کی غایت عمدہ غایات مین سے ہے تو یہ علم ہی عمدہ ترین علوم
مین سے ہے دین کی راہ سے بہی و عقل کی راہ سے بہی لیکن دین کی راہ
سے پس اسلیے کہ یہ قوت بازو علم دین کا ہے اسلیے کہ علم دین نیز
ہی پاک عقیدون کے بعد مدار ثواب و عذاب کا چال چلن پر ہے
پر رکہا ہے اور سب مذہبی عقیدے درستی چال چلن کا نتیجہ ہی
دیتے ہین پہر ایک تو مجمل علم ہوتا ہے جیسے جاہل کو اکسیر معلوم ہے
کہ یہ اکسیر ہے اور ایک تفصیلی جیسے اوسکے کاریگر مہوس کو
کہ وہ اوسکی رتی رتی ایک ایک جز کو جانتا ہے اور آنچون کی
کمی بڑہ سے واقف ہوتا ہے اور علم دین کے گر اور
اوسکے حکمون کی لاگین اور بہید ہے اس علم کے نہین کہلتے
اور لمین معلوم نہین ہوتین حالانکہ لم کے کہلجانے سے حکمون
بڑی پختگی ہوجاتی ہے اور مثال اوسکی یہ ہے کہ زید نے
عمرو سے کہا کہ یہ کہانا نہ کہانا تو منع تو کیا اور عمرو بہی اوسے
سمجہا لیکن اوسے تردد رہا کہ منشا اس حکم کا کیا تہا خود اوسکا
کہانا زید ہی کو منظور تہا یا مجہسے بڑہکے کسی اور کا یا میری نالائقی
یا اس کہانے کی برائی یا ناپاکی یا زہر کا ہونا سمجہن یا اپنی خست
اور علی ہذا القیاس تو ممکن ہے کہ وہ خفیف وجہون کو ترجیح

دیکھے یا اوس حکم کو بیوجہ جان کے اور اوس حکم دینے والے کی
الفت پر بہر وسا کرکے نافرمانی کر بیٹھے بخلاف اسکے کہ اگر زید
پہلے سے اپنا منشا بھی بیان کر دیتا کہ اسمین زہر ملا ہوا ہے تو تو
کبھی عمرو بہوسے سے بھی اودہر ہاتھ نہ بڑہاتا تو اسی طرح دین
حق کی بہین ہزار دنیے والے اعلے التعلیم کی علم اخلاق سے کھل کے
غفلت کے پردے آنکھون پتے اوٹھہ جاتے ہین اور معلوم
ہوجاتا ہے کہ اللہ اکبر یہ بہورسے تہے اِس اِس حکم شرعی
کے اور عقیدہ شرع کے حکمون کا اور ناطقون یعنے پیمبرون
اور اساسون یعنے اماموں کا بہت بختہ ہوجاتا ہے اور لیکن دنیا
کی راہ سے پس اسلیے کہ مدار ترقی وتنزل دنیا کا بھی چال
چلن ہی پر ہے اور جب کبھی کسی قوم نے ترقی کی ہے تو
ایک اچھے ہی چلن کی وجہ سے اور جب کبھی کسیکو تنزل ہوا ہے
تو ایک برے ہی چلن کی وجہ سے جیساکہ خطبہ قاصعہ وغیرہ
سے جناب امیر علیہ السلام کے ثابت ہے الغرض اس علم
کا ایک ٹکڑا آدم صورت کو آدم سیرت بناتا ہے ✤ اور
دوسرا ٹکڑا اوسے گرستی سکہاتا ہے ✤ اور تیسرا ادنے آدنی
کو راج اور سلطنت تک پہونچاتا ہے ✤ پس یہ علم ہمارے

ہمائے اقبال ہے اور شاہنشاہوں کا سرتاج ہے + اور جو اسکا پابند نہین ضرور اوسکا گھر ایک دن تاراج ہے + اور بتدریج ہر شخص کو اوسکی مزاولت پر ضرور ہے علم و عمل دونو طرح سے اور اسکی جڑون اور ٹہنیون کی جانچ اور پرکھہ اسکے صاف حاصلون کی اور اسکی گنجلکون کی اور شمار کر لینا اسکے بڑے چھوٹے سب گنجانہون کا اور آپس مین ہم منقسم ہوجانا اسکی پابندی پر تاکہ فضول حلف اور عمدہ قسم اس کا ایک جز ہوجائے اور جناب رسالت مآب کی تعریف بطریق اوسے اوسکی طرف عائد ہو بلکہ والی ملک کو یہ لازم ہے کہ وہ ایسی دانائی لوگون کو سکھلوائی اخلاقی مدرسے جاری کرے کہ جنمین علم اخلاق پڑہایا جائے اور کچھہ اور ایسے مدرسے امتحانی کہ جنمین آزمایش کیجائے چال چلن کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ کس درجہ کا کمال حاصل ہوا کیونکر ایسا نہو حالانکہ یہی حکمت تو گویا کہ مرادف ہے حکمت ناموس یعنے شرع شریف کی اور اسی کے لیئے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ شرع اور حکمت جڑوان بہنے ہین یا وہ ایک ہی سیب کے ٹکڑے ہین یا وہ دونو عقل ہی کے بہیس ہین اور اسی لیے قرآن مین بقراط سقراط کیسی حکمت پر اعتنا نہین کی گئی لیکن اس اخلاقی حکمت کے جو نقاد تھے یعنے

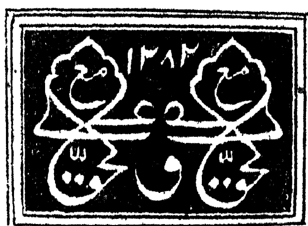
حضرت لقمان اونکی تعریف قرآن مین موجود ہے اور اسی آبدار
موتی کے لیے سمندر کی تہا مین غوطہ لگا کے جانا روا ہے + اور
اسی کے لیے دل کے خون کا سمندر بہانا بجا ہے اور سب سے
بڑہ کے اسکی پابندی لازم ہے بادشاہون اور وزیرون اور امیرون
اور عالمون کو اور شرع کے حاکمون کو + اور بعد اونکے حسب مراتب
تمام عالم کو اور کیا بڑا حق ہے اوس عالم کا کہ جو یہ فیض تمام عالم
مین پہیلائے اور اونہین اسکے عمدہ نتیجون سے کامیاب فرمائے
کیونکر نہین حالانکہ جس عالم سے فیض علم کا ظہور نہین + وہ وہ آئینہ
ہے جسمین نور نہین + اور خود بہی اوسے عمل مین لائے + اور دونکو
بہی اوسکا پابند بنائے + کیونکر نہین حالانکہ عالم کا بیعمل ہونا روا نہین
اسلیئے کہ جس سورج مین نور نہو وہ کالا توا ہے + اور انہین نکتہ تازونکے
اس ہادی کے عالیجناب + معلے القاب + متکی اریکۂ علم و
کمال + متوسد وسادۂ جاہ وجلال + عالم علامہ + فرد فہامہ +
سید سند + وحید اوحد + جنیبی + مولوی + حکیم سید ظفر مہدی
صاحب تعلقدار جردل مین کہ اونہون نے اس زمانہ کساد بازار
علم و ہنر مین سعی بلیغ فرماکے اس فن شریف + اور علم لطیف
مین کتاب + مستطاب + تہذیب الخصایل و تہذیب الفضایل

نوک ریز قلم + ہدایت رقم + فرمائی واقعی یہ کتاب اور کتابوں سے
اس فن کی ممتاز ہے + مضامین عالی ایکطرف عجیب و غریب
اسکی پرداز ہے + پس منصفون کو چاہیئے کہ اس کوشش بلیغ
کو رائگان نجانین + بلکہ اس دُر بے بہا کی قدر پہچانین +
دل سے اسکی پابندی کرین + اور اسکے بڑے نیتجون کو ہاتھ
نہ دین کہ عمدگی مضامین عالیہ + و مطالب فائقہ + مین یہ
رسالہ بے نظیر ہے + اور پردازمین بہت دلپذیر ہے + اسکا
طرز طرز جدید ہے + دین و دنیا مین یہ انشاءاللہ مفید ہے +
واللہ الموفق +

حررہ ہیچمدان خادم الشریعہ علی محمد عفی عنہ

تمت

مہر طغرا



مہر سادہ



قطعهٔ تاریخ طبع کتاب تهذیب الخصایل و تهذیب الفضایل از حضرت مصنف

چو شد طبع تهذیب اخلاق نیک / به تایید و توفیق خلاق اکرم

به تاوین این لعل گشته دلم خون / پی این گهر شیشه غوطه خوردم

بیاید کتابی که چون خضر رهبر / هدایت بفرماید از بهر عالم

به هر نکته رازی به هر حرف رمزی / به هر لفظ پندی باندرز باهم

به لفظش فصاحت به معنیش بلاغت / به حرفش متانت به حجت مسلم

معلم به صبیان و ناصح به شبان / پی صاحب حکم قانون محکم

هر آن با شعوری کز و پند گیرد / کند سر به تعمیل احکام او خم

رساند باخلاق قدسی کمالش / خصال بهیمی زداید ز آدم

پی اهل ملت اصول شریعت / پی اهل حکمت حکیم معظم

عروسی مزین به ملبوس سندس / به زیبارخی گشته حسن مجسم

دل پیر کنعان و چشم زلیخا / به نظاره اش گشته یکجا فراهم

چو این یوسف مصر خوبی بیاید / بجان می خریدش عزیز مکرم

اثیم از پی سال طبعش تمنی / ندا داد هاتف که اکسیر اعظم

۱۳۰۲ھ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و ستایش و سپاس ÷ اور حمد و ثنائے بیقیاس ÷ اوس خداوند حقیقی کی شان
عالی شان کو سزاوار ہی جسکے صفات باکمال عین ذات لایزال ہین ÷ اور آثار
سلطنت اوسکے بے نقص و زوال ہین ÷ صحن حجابخانۂ عظمت اوسکا ایسا
وسیع ہی کہ عقل دوربین اوسکا احاطہ تصور مین لا نہین سکتی ÷ اور کنگرۂ بارگاہ
عزت اوسکا ایسا رفیع ہی کہ کمند وہم و گمان وہان تک پا نہین سکتی ÷
نعمت اوسکی تمام ہی ÷ اور رحمت اوسکی عام ہی ÷ بعد عدم ہمکو وجود
کیا ÷ محض بندہ نوازی سے جنس اشرف المخلوقات مین محسوب و معدود کیا
چشم بینا و گوش شنوا عطا کیے ÷ فہم و ادراک کیواسطے حواس ظاہری و باطنی
دیے ÷ ہدایت کیواسطے انبیا بھیجے ÷ تعلیم علم و عمل کے واسطے حکما و علما پیدا
کیے ÷ افعال حمیدہ اور خصائل پسندیدہ پر وعدۂ اجر و ثواب فرمایا اور کردار

زشت وعاداتِ ذمیمہ پر عذاب وعقاب سے ڈرایا ❊ زبان گویائی اوسکی توصیف قدرت مین لال ہے ❊ مخلوق سے بیانِ نعمتِ خالق محال ہے ❊ جب کلمۂ مَاعَرَفْنَاكَ زبان وحی ترجمان رسول سے جاری ہو ❊ تو بیدائے ناپیدا کنار مدحت مین پائے فکر بشر کو لغزش نہ کیونکر طاری ہو ❊ ❊ ❊

نعت سرورِ کائنات مفخرِ موجودات حضرت خاتم المرسلین اشرف النبیین محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وآلہ الطاہرین المعصومین

درود نامحدود اوس رسول کریم ❊ منطوق اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ ❊ کے ہدیہ بارگاہ کے لائق ہی ❊ کہ دین جسکا تمامی ملل وادیان پر فائق ہی ❊ اوسیکے وجود باجود کے فیض سے بنی نوع انسان اشرف المخلوقات کہلائے ❊ اور اوسیکے یمن قدم سے اہل عرب حالتِ بہیمی کو چھوڑکر جامہ آدمیت مین آئے ❊ اوسکی شریعت سراپا حکمت مجموعۂ اخلاق ہی ❊ اوسیکے فضائل باکمال کا آوازہ شہرۂ آفاق ہی ❊ ماسوائے اللہ سے ایک حرف نہ سیکھا نہ پڑہا ❊ اسکے نشان علمِ محیط اوسکا کہانسے کہانتک چڑہا ❊ شاہراہ خداشناسی کو چراغ ھدایت سے روشن کردیا ❊ اور چمنستان ایمان کو جو خار وخاشاکِ کفر والحاد سے بھرا تہا پاک کرکے گلشن کردیا ❊ اوسیکے نشان دہی سے حدود حق وباطل نمایاں ہوگئے ❊ اور اوسیکے فیض ارشاد سے طریقے اعمال صالح کے آسان ہوگئے ❊ اوسیکی برکت قدم سے ہر طالبِ آخرت کے واسطے راہ نجات کشادہ ہی ❊

خطبہ

اوسیکے خوان کرم پیر ہر نعمت دنیوی و اخروی مہیا و آمادہ ہے یعنی ختم اولیا اشرف صفیا خاتم انبیا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تحفۂ سلام اونکے برادر بجان برابر نفس رسول زوج بتول باب مدینہ حکمت و علم حصن حصین وقار و حلم شاہنشاہ اقلیم شجاعت خدیو بارگاہ عصمت و طہارت سلطان ممالک فتوت و مروت سبب اساس نصفت و عدالت بانی مبانی ارکان علم و حکمت مشید قواعد صداقت و محبت صاحب المفاخر والمناقب مولانا امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زیبا ہے جنکے کلام حکمت نظام نے دفتر نصائح قدیمہ کو تقویم پارینہ بنا دیا اور مواعظ حسنہ نے قلوب زنگ آلود کو صیقل کر کے آئنہ بنا دیا ایسے ایسے خطب انشا کئے کہ کلمات حکماء متقدمین سہو محو ہو گئے اور ایسے ایسے مکاتیب احکام اپنے ولات و حکام کو تحریر فرمائے کہ اسفار سابقین صفحۂ عالم سے دہو گئے قلم دو زبان ذوالفقار سے نام و نشان جہالت کو قلم کر کے علم ہدایت کو بلند کر دیا اور آب شمشیر آبدار سے خارستان ضلالت نشان کو گلستان حکمت بنا کر رشک باغ ارم کر دیا حضرت واہب العطیات نے آپکو وہ ملکۂ فضایل عطا کیا کہ معاندین سے چھپا اور معارضین سے اخفا ممکن نہوا صلوٰۃ اللہ علیہ و علی اولادہ الطیبین الطاہرین الی یوم الدین

سبب تالیف

امّا بعد خدمات عالیۂ اصحاب اطیاب * و ارباب الباب * مین یہ ازبرخوان لوح ابجدخوانی * کوس نواز اقلیم ہیچمدانی * بندہ سقیم * ظفرمہدی اثیم بن سیّد حسن زکی موسوی نیشاپوری اسبل اللہ علیہ سجل الغفران * وحلّل الرضوان * ملتمس ہے کہ ایک روز فقیر بالش استراحت پر سر تفکّر کو رکھے ہوئے اپنے ابنائے جنس و اہل زمانہ کے حال پُراختلال پر نظر بصیرت اور تغیّرات و تبدّلات زمانہ پر عبرت * کر رہا تھا افراط قلق سے کف افسوس ملتا تھا * ہر دم نالۂ سرد دل پر درد سے نکلتا تھا * جب کثرت تفکّر سے جی گھبرایا اضطراب خاطر نے اوٹھا کر بٹھایا * گردن کو سینے کی طرف جھکایا * دفعتًا لوح دل پر اس آیہ مبارک کو تحریر پایا * اِنَّ اللہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ یعنے خداوند متعال * کسی قوم کی عزّ و جلال * حشمت و اقبال * کو نہین بدلتا جب تک وہ اپنے نفوس کی خرابی کے درپے نہین ہوتے * اپنے ہاتھون سے اپنی عزّت و آبرو نہین کھوتے * سمجھا کہ فی الحقیقت ابناء روزگار کی زیادہ ابتری کا باعث خرابی اخلاق ہے * جملہ اہل حکمت و اصحاب شریعت کا اس امر پر اتفاق ہے * حضرت حق سبحانہ و تعالٰے نے اکثر مقامات قرآنی مین بھی ارشاد کیا ہے * خطبہ قاصعہ وغیرہ مین جناب امیر المومنین علیہ السّلام نے بھی بالتفصیل بیان فرمایا ہے * تاریخ و سیر کے مطالعے سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے

تجربہ چشم دید سے یہی مفہوم ہوتا ہے کہ ادبار و انکسار اوسیوقت اپنا جلوہ
دکھاتا ہے ٭ جب کسی گروہ کے خلق و حکمت و دین ہاتھ سے نکلین و قوت تاو
جہل و تعصب سے لمن الملک بجاتے ہین ٭ خود رائی سے دعوٰی انانیت
فرماتے ہین ٭ پابندی سے کنارہ کرتے ہین ٭ بے راہ قدم دہرتے ہین ٭
جس کی صحبت مین بیٹھ جاتے ہین ٭ اوسکی پردا اوٹھاتے ہین ٭ علم و حکمت
کو چھوڑتے ہین ٭ حصول تمدن سے منہ موڑتے ہین ٭ ظاہری باتون پر مائل ہین
آل کو نہین دیکھتے ٭ غافل ہین ٭ دنیا مین ایسا تو کوئی اشخاص نہین جسمین کچھ بھی اچھی بات
کا اثر نہین ٭ مگر نفع و ضرر کا سمجھنا بشر کا کام ہے ٭ اور ہر شے کا آگا پیچھا سوچنا
اسیکا کام ہے ٭ ایسے مضامین کو تصور کر کے فقیر نے ارادہ کیا کہ کوئی کتاب حکمت
اخلاق مین لکھون ٭ مگر تردد تہا کہ کس کتاب کو پیش نظر کرون ٭ اسوجہ سے کہ اخلاق
مین دو قسمین ہین ٭ ہر ایک قسم مین مختلف تصنیفین ہین ٭ ایک وہ قسم ہے جو قرآن
و حدیث سے اخذ کیگئی ٭ جیسے کتاب اخلاق محسنی و اخلاق جلالی وغیرہ
دوسری قسم مین اقوال حکماء سابقین ٭ و علماء محققین ٭ سے بدلایل و براہین عقلی ضبط
تحریر مین آئی ہے ٭ ہرچند دونو اصل مین ایک ہین ٭ اور دونو کے نتیجے نیک
ہین ٭ مگر تجربہ بہی قسم اول کو ایک قسم کی خصوصیت ہے ٭ اور قسم دوم اوس سے
زیادہ عام پسند و کثیر المنفعت ہے ٭ اس قسم کے عمدہ ترین کتب کامل ترین
مصنفات مین وہ کتاب ہے جسے جناب عالم خبیر ٭ حکیم بصیر ٭ نقاد علوم حکمیہ جلال

سبب تالیف

غوامض طبیہ جامع علوم حکمت اوالی العلوم صاحب نفس زکی؛ حکیم ابوعلی احمد
بن یعقوب بن مسکویہ خازن رازی نے زمانہ حکومت سلطنت بادشاہ
جہان پناہ؛ مؤید من اللہ عضد الدولہ و عز الدولہ میں تحریر فرمائی تھی اور
کتاب الطہارۃ نام رکھا تھا؛ اوسی کتاب کا ذکر ہے کہ ایک روز حکیم ابوعلی
سینا کا مجلس جناب ممدوح میں گذر ہوا امتحاناً ایک جزو پیش کر کے جناب
ممدوح سے کہا کہ آپ اسکی پیمایش از روے شعیرات کر دیجیے؛ حکیم ابوعلی
مسکویہ نے کتاب الطہارۃ کا ایک جزو شیخ کو دیکر فرمایا کہ آپ اپنے اخلاق کو
اس کتاب سے درست کیجیے؛ چنانچہ حضرت محقق طوسی طاب ثراہ نے کتاب
اخلاق ناصری میں اوس کتاب کی بہت مدح و ثنا فرمائی ہے؛ اور
بمقتضائے رعایت حقوق تقدیم ترتیب کی نسبت بھی اوسی کی طرف
دی ہے؛ حقیر نے بھی چاہا کہ اوسی کتاب کے ترجمہ پر جرأت کروں تا بتبع
سیرت محقق پر قدم رکھوں؛ مگر نسخے اوس کتاب کے ایسے نہ تھے
کہ لفظی ترجمہ اوسکا مفید ہوتا؛ سواے تضیع اوقات کے کوئی فائدہ نہ نکلتا
شاید اسی وجہ سے حضرت محقق نے بھی اخلاق ناصری میں ترجمہ پر اکتفا نہیں فرمائی
بہت سے مضامین عالی بڑھا کر جودت طبیعت دکھائی؛ چند اوراق کا ترجمہ
حقیر نے اخلاق ناصری سے کیا ہے چونکہ عبارت اوسکی فارسی ہے؛ مگر قالب حکمت و
اصطلاحات صنعت سے نہایت دقیق ہو گئی ہے؛ بسبب وقوفیت کامل و عبور مسائل اسکا

سبب تالیف

سمجھنا بھی دشوار ہے ✤ اشخاص زمانہ کیواسطے یہ راہ بھی مشکلگذار ہے ✤ تب خیال آیا
کہ ایک حکایت کے پیرائے مین اس مطلب کو ادا کرون ✤ سوالات وارد کرکے
ابواب متعلقہ کو ادا کرون ✤ چنانچہ بعض علماء اعلام کے سامنے بھی فقیر نے اس مطلب
کا اظہار کیا ✤ بخیال مزید احتیاط اس مسئلہ کا استفسار کیا ✤ اونکی رائے رزین نے
بھی اس طریقے کی تحسین کی ✤ اونکا مصنفین سابقین ذکر فرما کر میرے قلب مضطرب
کی تسکین کی ✤ الحمد للہ کہ باوجود کثرت اشتغال ✤ و توزع بال ✤ بہت کم زمانہ مین
فقیر نے اس کتاب کی تحریر سے فراغ حاصل کیا ✤ بقدر وسعت و طاقت سلاست
و متانت و تہذیب و ترتیب مین کامل کیا تہذیب الخصائل و تہذیب
الفضائل نام رکھا ناظرین نقاد ✤ و مطالعین وقاد ✤ خود نظر فرمائینگے کہ فقیر نے
کیا جان فشانی و عرق ریزی کی ہے ✤ اور کسقدر توضیح و توشیح مطالب مین
داد محنت و مشقت دی ہے ✤ انشاء اللہ حظ وافر اوٹھائینگے ✤ خود سمجھ جائینگے ✤
کہ آیا یہ کتاب محض تالیف ہے ✤ یا از نوع تصنیف ہے ✤ خصوصاً اوس وقت مین
جب اصل کتاب الاخلاق حضرت محقق علیہ الرحمہ کو مطالعہ فرمائینگے ✤ اور
مضامین ملحقہ و لطائف ترجمہ کو نظر مین لائینگے ✤ الحاصل اصحاب باخبر ✤
و ارباب فضل و ہنر ✤ مین گذارش ہے کہ اگر فکر نارسا سے کہین انکشاف
مدعا یا ادائے مطلب مین کسیطرح کی غلطی یا تسامح ہوا ہو تو ذیل کرم سے
چھپائین ✤ یا قلم اصلاح اوٹھا کر محو و اثبات سے مزین فرمائین ✤

درنہ زبان طعن کو نہ ہلائین ✤ اور عفو و اغماض کو کام مین لائین وما توفیقی

الا باللہ سبحانہ وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

آغاز داستان نوایجاد ✤ وحکایت طبعزاد ✤

سرزمین مغرب مین ایک بادشاہ تھا بھرام شاہ نام ✤ عقل وخرد کا خام ✤ شراب ثروت سے مدہوش ✤ کثرت غیظ وغضب سے ہمہ تن جوش ✤ قوت مین پہلوان تھا ✤ سن مین جوان تھا ✤ ارکین دولت پر مدار تھا ✤ فقط رعب شاہی پر اجراے کار تھا ✤ تھوڑی سی خطا پر سزاے سخت دیتا تھا ✤ اندک خلاف پر گھر بار لوٹ لیتا تھا ✤ بادشاہ کا ایک چھوٹا بھائی تھا خسرو مرزا نام عقیل وفہیم ✤ شجاع وحلیم ✤ ہر بونگ دیکھکر امور سلطنت سے کنارہ کش رہتا تھا ✤ کسی کام مین دخل نہ دیتا تھا ✤ مفسدون نے بادشاہ کے کان بھرے اور بجاے خود کہنے لگے ✤ کہ حضور کے بھائی صاحب حسد کے مارے جلے جاتے ہین ✤ دربار مین بھی کم آتے ہین ✤ فرمان روائی کی تاک ہے ✤ منظور تشمنون کا ہلاک ہے ✤ بادشاہ نے کہا کہ وہ تو بہت سعادتمند ہے مجھکو بہت چاہتا ہے ایسا گمان کیونکر کرون اون مفسدون نے کہا کہ یہ حضرت کی صاف باطنی کا نتشا ہے ورنہ حضرت یوسف کے بھائیون نے بواسطہ حسد اپنے بھائی سے کیا نہین کیا بندگان حضور کو احتیاط پر ضرور ہے ✤ اور جان بوجھکر عرض نکرنا خیرخواہی سے دور ہے ✤ بادشاہ سنکر چپ ہو رہا ✤ دلمین اندیشہ

حکایت تمہیدی

پیدا ہوا۔ شدہ شدہ خسرو مرزا کو بھی خبر بیوقوفی بھائی کے قلت فہم سے
اندیشہ پیدا ہوا۔ اور بعد غور و فکر کی اسبابت پر یہی کو قرار [illegible] کہ سفر
تا پرسان مین جو کچھ نہو جائے تعجب ہے بہتر ہے کسی حیلہ سے [illegible]
کا حفظ کرون یکسیطرف کو نکل چلون۔ رزق کا [illegible] خدا است

خلاف رای سلطان رای جستن ‖ بخون خویش باشد دست شستن

ایک عرضداشت بادشاہ کو لکھی

مضمون عرضداشت مشعر طلب اجازت سفر حج بیت اللہ

عرضداشت بحضور فائز النور حاشیہ بوسان بساط فیض مناط حضرت قبلہ ارباب
عقیدت و کعبۂ اصحاب ارادت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
سایۂ عاطفت و امان دولت بندگان دار الصولت مین وہ آسایش پائی اور
اس بےفکری سے بعیش و کامرانی بسر کی کہ ناز پروری اعلیٰ حضرت فردوس
آشیان کی بھول گئی حضرت حق جلّ و علی آفتاب اقبال عدو مال بندگان
عالی کو تا دیرگاہ افق عروج پر روشن و تابان رکھے ایسے آقائے قدردان بدسے
زیادہ مہربان کے قدمون سے دوری اختیار کرنا کسیطرح گوارا نہین ہے
مگر حج بیت اللہ الحرام ذمۂ غلام واجب ہے از آنجا کہ حیات ناپایدار ہے
اور رفتار عمر بے اعتبار ہے اگر تفضلات شاہنشاہی حال غلام پر مبذول ہو
تو بندۂ گنہگار بمین انفاس خدام فرض خداوند غفار سے سبکبار ہو جاوے

حکایت تمہیدی

لہذا امیدوار مراحم و بندہ نوازی ہون کہ رخصت انصراف زمین حجاز و اجازت بجا آوری فریضۂ خداوند کارساز عطا فرمائی جاوے کہ بمیامن الطاف بندگان دارا دربان منزل مقصود کو پہونچکر اور شرف آستانہ بوسی بیت اللہ الحرام سے مشرف ہوکر بدعائی ازدیاد عمر و دولت و ترقی جاہ و سلطنت مشغول رہون جب عرضداشت ملاحظہ بادشاہ سے گذری سماعت کرکے دلمین کہا کہ مفت بلا ٹل گئی دستخط کیا کہ ہرچند مفارقت برادر عزیزتر از جان کی ناگوار خاطر بادولت و اقبال ہے مگر ادائی فریضے سے باز رکھنا مناسب نہین لہذا رخصت منظور ہے بعد اطلاع منظوری خسرو مرزا نے سامان سفر کیا تاریخ معین پر ملازمت کیواسطے در دولت پر حاضر ہوی باریاب کورنش ہوکر بعطائی خلعت رخصت و زاد راہ کے سرفراز ہوی ایک خواص کو مع چند مردم فوج کی حکم معیت کا ہوا زوجہ اور فرزند مسمی والاگھر کو ہمراہ لیکر روانہ منزل مقصود ہوئے بعد طے مراحل و قطع منازل مکہ معظمہ مین پہونچے بعد فراغت اعمال حج و زیارت کے متوجہ عراق عرب ہوئی اور دار العلم بغداد مین سکونت اختیار کی والاگھر کو تحصیل علوم کے واسطے مدرسہ مین سپرد کیا اور آپ گوشۂ عافیت مین بستر توکل پر تکیہ کرکے دروازہ آمد و شد کا بند کرلیا تین برس کے بعد زوجۂ خسرو مرزا نے راہ آخرت لی مصیبت تنہائی اور غم جدائی نے کاہش جان کی دو برس بعد خسرو مرزا نے جہان گذران کو چھوڑا دنیا اور اہل دنیا سے

حکایت تمہیدی

منہیہ سواد الالمعہ دریتیم ہوگیا درد تنہائی سے دل دونیم ہوگیا مگر عقل خداداد
اور علم و استعداد سے مالامال تھا ثابت قدمی کو ہاتھ سے ندیا اور شغل درس
وتدریس کو بدستور جاری رکھا یہانتک کہ جملہ علوم سے فراغ حاصل کیا اور
فاضل کامل ہوا باقتضاے راے رزین وہدایت خرد دوربین ایک عرضداشت
اپنی چچا بھرام شاہ بادشاہ کی خدمتمین لکھی اور بعضے از تاجران کے ہاتھہ بھیجی

سواد عرضداشت والالمعہ بنام بھرام شاہ مشعر اخبار فوت مادر و پدر و استجازت حضوری آستان بادشاہ

عرضداشت بحضور آستان بوسان در دولت فلک صولت حضرت سکندر
شوکت فریدون حشمت خدیو گیہان خداوند دین و ایمان ظل السبحان خلیفۃ
الرحمان ادام اللہ مملکتہ وسلطنتہ وافاض علی العالمین برہ وکرامتہ جبس دوز
فلک کجرفتار نے قدم مبارک بندگان عالی شان سے جدا کرکے آوارہ غربت
کیا پے درپے ہدف سہام مصیبت بنایا پھلے والدۂ ماجدہ عازم خلد برین
ہوئین سن بعد ایک مہینہ کا عرصہ ہوتا ہے کہ جناب والد ماجد اعلی اللہ مقامہ
نے سفر آخرت اختیار کیا ہنگام انقطاع نفس والپسین مگر زیارت جمال
باکمال کے محرومی کا تاسف کیا اور خانہ زاد عقیدت بنیاد کو استعداد
بندگی خدام عالی کی وصیت فرمائی اب علاوہ بلاے یتیمی وغربت کے
آرزوے پابوس میمنت مانوس خدام سوہان روح غلام ہے لہذا العبد

حکایت تمہیدی

التماس حال شکستہ کی عرض ہے کہ اگر قلمِ فیض رقم مجاز ارشاد ہو تو غلامِ عقیدت طراز سر کو بجای قدم فرسودۂ راہ نیاز کرکے حاضرِ آستان معدلت نشان بندگان دارا دربان ہو کر سعادت زیارت بہترین عبادت سے مشرف ہو اور مادام حیات موظف بدعای ترقی عمر و دولت رہے جب تاجر نے عرضداشت کو درگاہ بادشاہ مین گذرانا بعد ملاحظہ کے منشی الملوک کو حکم ہوا کہ جواب مین شقہ مشعر دلجوئی و طلب تحریر کرے اور خلعت ماتم پرسے کا اور زاد راہ بھیجے اور ایلچی خوان خواص کو حکم ہوا کہ شقہ و خلعت ہمراہ لیکر جائے اور شاہزادے کو لائے

سواد فرمان بہرام شاہ بنام شاہزادۂ والا گہر مشعر ماتم پرسی و دلجوئی و طلب

قرۂ باصرۂ شہریاری و جہان پناہی راحت روح شاہنشاہی بہار بوستان سعادت و اقبال اختر سپہر ابہت و اجلال محفوظ بحفظ جناب الٰہی و محظوظ بعواطف شاہنشاہی بودہ بداند نکہت ریاض سعادت و ہدہد سبای حسن عقیدت یعنی عرضداشت عزیز دافر تمیز ملاحظۂ اشرف و اعلے سے گذری ادراک رحلت برادر عزیز از جان تجاوز اللہ عن سیاتہ وادخلہ فی الجنان سے کدورت و غبار ملال باعث تکدر آئینہ خاطر قمر تمثال ہوا ازانجا کہ ہر نوش کو لازمہ نیش اور ہر ذی حیات کو یہی راہ تیرہ و تار درپیش ہے بجز صبر و شکیبائی کے راہ چارۂ انسان مسدود ہے اور ہر ذی وجود کے واسطے گزند اجل موجود ہے لازمہ سعادت

حکایت تمہیدی

خردمندی یہی ہے کہ دامن استقلال کو ہاتھ سے نہ دو اور حضور بابدولت واقبال کو
زیادہ تر منظور پسماندگان مسافر عدم سے متوجہ شفقت وعاطفت اپنے حال پر سمجھو اور
حضور کو ہمہ تن مشتاق دیدار فرحت آثار اپنا تصور کرکے بمجرد صدور شقہ شفقت
مرقع کے عزیمت مستقر الخلافت درست کرو اور جسوقت سرحد مملکت آبائی
پر پہونچو حکام ولایات پادشاہی کو اپنی ورود سے آگاہ کرو تمہارے استقبال کو
آوینگے اور اپنے اپنے حدود سے بخیر وعافیت باہر پہونچاوینگے اور شرح اشتیاق
دیدار زبانی ایلچی خان کے کہ مع خلعت ماتم وزاد راہ کے آتا ہے حالی خاطر سعادت
ماثر ہوگی والدعا ایلچی خان حسب الحکم سرعت سیر کو کام مین لاکے وارد بغداد
ہوا اور بعد ادائے مراسم تعزیت وعطائے خلعت وفرمان شاہی زادراہ کو حاضر
کرکے منتظر ہوا اب حضور سفر مین تعجیل فرمائین القصہ والا گہر نے بسرعت
تمام سامان سفر کو انجام دیکر اور اجمال واثقال کو ہمراہ لیکر بغداد سے وطن آباو
اجداد کیطرف راہ لی جب سے کہ اپنی آبائی ملک مین داخل ہوئے ہر ولایت سے
حکام استقبال کرتے تھے اور اپنے حدود سے باعزاز واحترام تجاوز کرکے رخصت
ہوتے تھے بعد طے مراحل اور قطع منازل جب شہر دولت آباد دار الخلافت
بہرام شاہ تین کوس کی فاصلہ پر رہ گیا خستگی راہ نے قدم پکڑے اور مصلحت
ایزدی نے اجازت آگے بڑھنے کی نہ دی اوسی مقام پر شب بسر کی صبح کو
علے الصباح مع لشکر وسپاہ نقارہ دیتے ہوئے اور سلامی لیتے ہوئے وارد

حکایت تمہیدی

شہر پناہ پر پہونچے یہان کچھ اور ہی سامان نظر آیا سپاہ متعینہ شہر کو سرِ راہ
تشویش پایا گھبرایا حال پوچھا معلوم ہوا کہ رات کو ایک شب حضرت کی آنکھ لگ گئی
ایک درد کی بلا اتصال غم معدہ مین شکایت کی اطبا و حکما طلب ہوئے سب نے
کوئی بہوت نسخہ بتایا تہا کہ وجع الفواد دمبدم زیادہ ہوا عرصہ قلیل مین نبض
اقدس عالیہ ہے لیکن حرکت ہوئی نہ اور کی سنی نہ اپنی کہی شہر مین کہرام ہے
محل سرائی خاص مین ماتم عام ہے یہ سنکر والا گہر نے سندل کو سر پر پٹک
دیا گہوڑے کو دپٹایا نقارہ وارون اور نشان سرنگون ہو گئے دیکھا ہوا اور دو لت
پر آباد گانون کہ بید او تمام شہر کو ہنسان پایا جہین کہا کہ بہت بہتر ہوا کہ
کل شکوہ مین یہان نہین پہونچا ورنہ ارباب فساد ہزار طرح کی گمان بد میری
طرف لیجاتے ارکین دولت جو باہر تہے سلام کرکے ہمراہ ہوئے خوابگاہ
شاہی پر پہونچے یہان وزیر و امرا جمع تہے سبکے سر زانو سے لگے سر جہکا
تہے باہم تشویش کی باتین تخت نشینی کی مصلحتین ہو رہی تہین کوئی
کہتا تہا کہ بادشاہ مغفور کے اگرچہ بیٹا نہ تہا دختر تو ہے اوسیکو تخت پر
بٹہا دو کیا عورتین صاحب تخت و تاج ہوتی ہی نہین دوسرا کہتا ہے
کہ سبحان اللہ عورتین خلق مین واسطے امور خانہ داری کے ہین نہ کہ
واسطے سرداری اور شہریاری کے ایسے خیالات کا دلمین گذرنا گویا ناموس
شاہی کی پردہ دری کرنا ہے ایک جواب دیتا ہے کہ بادشاہ بیگم صاحبہ

حکایت تمہیدی

خود ہی زمام امور سلطنت کو اپنے ہاتھہ مین لین اور تاج و تخت شاہی کو
زینت دین کیا سلطنت بے بادشاہ رہیگی اسی اثنا مین والاگھر ننگے سر داخل ہوے
سبھون کی زبان پر بالاتفاق جاری ہوا کہ لو وارث تخت و افسر شاہی و سزاوار
نگین و کجکلاہی آپہونچا حق تعالی نے غیب سے حفظ سلطنت کا سامان
کر دیا والاگھر نے سب کا سلام تو لیا مگر کسی کا جواب ندیا چچا کی نعش پر جا کر
گر پڑا اور ڈاڑہین مار مار کر رونے لگا وزیر نے ہاتھہ باندہ کر کہا یہ وقت گریہ و
رقت نہین بلکہ ہنگام انتظام سلطنت ہے حضرت غفران پناہ کی اولاد مین
سوای ایک شاہزادی کے کوئی اولاد نرینہ نہین ہے جانشینی بندگان سلطانی
کا کوئی قرینہ نہین ہے حضور کو سب سے زیادہ استحقاق تاج و تخت ہے ایسے
وقت مین حضور رونق افزاے دار الخلافت ہوے یہ بھی خواہش بخت ہے ہم
خانہ زاد و نکو دو پہر فکر و تشویش کرتے گذرے اور تیر ذہن ہدف مقصود پر
نہین پہونچا اگر دفن سے فراغت ہو جائیگی اور تخت نشینی کی نوبت نہ آئیگی تو یقین
ہی کہ شہر مین بلکہ ملک مین غدر ہو جاوے اوباشون اور بدمعاشونکی بن آے
اس خانہ بے چراغ کو براے خدا روشن فرمائیے اور ہم سب بندگان شاہی کو عذاب
سخت سے چھوڑائیے والاگھر نے کہا کہ امر سلطنت نہایت صعب و دشوار ہے
اور بادشاہ واسطہ درمیان بندہ و پروردگار ہے والی ملک درحقیقت ودیعت
خدا کا امانت دار ہے مین ایسی لیاقت نہین رکھتا اور یہ بار گران مجھہ سے سنبھل

حکایت تمہیدی

نہین سکتا اور قطع نظر اسکے جب والد بزرگوار عازم بیت اللہ ہوے تھے مین طفل
مکتب تہا من بعد مسافرت مین بسر کی دستور سلطنت اور طریقۂ معدلت سے
ناواقف محض ہون اور تیسری یہ بات ہے کہ جناب چچی صاحبہ بجائے حضرت کے
اور میرے والدین کے میری مالک ہین بے اونکی مرضی کے مجھکو کمر بھی کھولنا
منظور نہین چہ جائے سلطنت وزیر نے عرض کی البتہ یہ بات حضور کی لایق
تسلیم ہے ابھی مین جاتا ہون اور پیشگاہ جناب ملکۂ عالم سے اجازت لاتا ہون
نواب وزیر الممالک حرم سرا کی ڈہوڑی پہ حاضر ہوئے اور محلدار سے عرض کرائی
اگرچہ یہ وقت لایق عرض و معروض کے نتھا مگر مجبوری ہے امور سلطنت مین
اختلال آتا ہے بنا ہوا گھر ایک ساعت مین بگڑا جاتا ہے حضور بیگم صاحبہ
ایکدم کیواسطے صبر کی سل سینۂ مبارک پر رکھہ لین اور ڈہوڑی تک تشریف
لائین اور دو باتین ضروری سماعت فرمائین محلدار نے عرض کی اخبار منتشر
سُنکر غم و اندوہ بہول گیا آنکھوںمین آنسو خشک ہوگئے پریشان ہو کر بادشاہ بیگم
ڈہوڑی پر آئین وزیر نے عرض کی کہ مشیّت پروردگار یہی تھی جو ظہور مین
آئی بادشاہ مغفور نے نہ کسی کو وارث تخت چھوڑا نہ وصیّت کا موقع ملا
دفعتہً آسمان مصیبت پھٹ پڑا اگر قبل دفن کسیکی جانشینی نہین ہوتی ہے
تو یقین ہے کہ شہر و ملک مین غدر ہو جائے حسب المطلب حضرت مغفور
کے حضور کا بھتیجا والا گہر اسیر قسمت وارد ہوا ہے نعش عم بزرگوار پر

حکایت تمہیدی

رو رہا ہے اگر حضور مناسب سمجھین تو اوسکو تاج بخشی کرین خانہ زاد کی راے
مین حق بحقدار پہونچیگا بیمحل نہوگا بادشاہ بیگم نے رو کر کہا کہ ہزار شکر خدا
کہ اوسنے ایسے وقت مین بھیجدیا والاگہر کے ہوتے ہوئے اور کون ہے جسے
تخت نشین کروگے بہتر ہے کشتی خلعت کی اور والاگہر کو میرے پاس بھیجدو
نوابصاحب تسلیم بجالاکر رخصت ہوئے سب کو ٹھون مین قفل پڑے تھے
اونمین تعجیل مین نکلنا خلعت کا متعذر رہوا بہرام شاہ کے سر کا تاج اور قلمدان
خاص کشتی مین لگاکر محل مین بہیجا والاگہر کو ساتھ لیکر ڈہوڑہی پر آئے محلدار
شاہزادیکو ہمراہ لیکر اندر گئی والاگہر چچی کے قدمون پر گرکے بے اختیار رونے
لگا بیگم صاحبہ نے سر بھتیجے کا اوٹھا کر چھاتی سے لگایا اور کہا کہ بیٹا موقع
رونے اور بیقرار ہونیکا نہین ہے گھر کو دیکھو اور سلطنت موروثی کو سنبھالو
یہ کہکر تاج سر پر رکھدیا اور قلمدان ہاتھ مین دیا والاگہر نے اوٹھکر تسلیم
کی اور کہا کہ مین غلام فرمان بردار ہون جو ارشاد کیجیے اوسکی تعمیل مجھپر واجب ہے
یہ کہکر باہر آیا ارکین دولت نے لیجاکر تخت شاہی پر بٹھایا نذرین گذرین
توپین سلامیکی سر ہوئین ہنڈورا پٹا دہائی پھری تمام شہر مین شہرت
ہوگئی من بعد بہرام شاہ کا غسل و کفن کر کے دفن کیا حکام سلطنت کو
احکام تحریر ہوئے دوسرے روز جشن قرار پایا بار عام ہوا ارکان دولت کو
علی قدر مراتب خلعت عنایت ہوئے مہر کندہ کی گئی سکہ پڑا عادل شاہ

حکایت تمہیدی

لقب ہوا بر خواست کیوقت حکم دیا کہ شام کو شہر کے حکما اور علما اور فضلا او
شعرا جو اپنے اپنے علم و ہنر مین کامل ہون حاضر آوین دیوان خاص مین رونق
ہوئی اہل کمال کی ملازمت ہوئی علے قدر لیاقت خلعت و انعام تقسیم ہوا
وزیر الممالک سے عادل شاہ نے کہا کہ ہم بیگانہ وار اس دیار مین وارد ہوئے
تقدیرات الٰہی نے خاک سے اوٹھا کر اوج افلاک کو پہونچایا ہم نہین جانتے کہ ہمارے
گھر مین خرچ کسقدر ہے اور آمدنی کتنی ہے اور صرف سالانہ کسقدر ہے اور خزانہ مین
نقد و جنس کتنا ہے اور حکّام ہمارے ملک مین کتنے ہین اور کیا مشاہرہ ہے
اور کس لیاقت کے ہین اور صدر مین عمّال کتنے ہین اور صرف کتنا ہے اور عملداری
کا دستور ہمارے گھر مین کیا ہے ہم ان سب باتونکو معلوم کرنا چاہتے ہین وزیر نے
عرض کی زہے طالع ہمارے اور خوشا نصیب اس سلطنت کے جو حضور ایسا
بادشاہ بینا ہمکو ملا آجتک ان باتونکا کوئی پوچھنے والا نہ تھا خیر خواہ اور بدخواہ
سب ایک گھاٹ اوتارے جاتے تھے اب جس جس تفصیل کے ساتھ ارشاد ہو
کاغذ مرتب کر کے حاضر کرون بادشاہ نے کہا کہ فوج مین ایسا کاغذ مطلوب ہے
جسمین نام اور قوم اور عہدہ اور مشاہرہ اور عمر معلوم ہو اور یہ ظاہر ہو کہ کہان
متعین ہے اور کیا کام کرتا ہے اور کب سے نوکر ہے اور کیا کیا ہنر جانتا ہے اور
اسیطرح جملہ ملازمین اور عہدہ داران و منصب داران اور وظیفہ خوران کی فہرست
مطلوب ہے اور دفتر مال کا بھی خلاصہ ایسا ہو جسمین کمی اور بیشی جمع کی بہ نسبت

حکایت تمہیدی

سالہائے گذشتہ و پیوستہ کے معلوم ہو اور محبرائی و منہائی اور وصول و باقی
دریافت ہو سکے اور خزانہ اور توشکخانہ اور دواب کی موجودات کی فہرست بقید
نوعیت چاہیے بہت جلد ان سبکو درست کر کے پیش کیجیے اور یہ تو تمکو معلوم
ہوگا کہ نالشات رعایا مقدمات فوجداری اور دیوانی اور مال مین کیونکر گذرتی تہین یا
اور انجام اونکا کیا ہوتا تہا اور یہ بہی معلوم ہو سکتا ہے کہ کتنے مقدمات کس سال مین
دائر ہوے اور کتنے فیصل ہوے اور کتنے خارج ہوے اور نتیجہ کیا نکلا وزیر الممالک نے
عرض کی کہ پیر و مرشد کاغذات جو حضور نے ارشاد فرمائے تلاش و تجسس سے مرتب
کرکے حاضر کرنا ممکن ہے مگر نالشات کا کوئی حساب نہین مل سکتا دادرسی کا
تو دروازہ ہی بند تہا عرضیاں اہل حاجت کی اگر گذرتی تہین تو حکام ماتحت کے
نام دستخط ہو کر بہیج دیجاتی تہین مگر مجہے نہین معلوم ہوتا تہا کہ انجام اونکا کیا ہوا
بادشاہ نے کہا کہ یہ بہی دریافت ہونا ضرور ہے کہ کتنے آدمی محبس مین قید ہین
اور کیا علت ہے اور کتنے اضلاع مین اور کتنے فوج مین نظربند ہین اسکی
فہرست بہی تیار کرکے جلد حاضر کرو وزیر نے بہت خوب کہکر تسلیم عرض
کی اور اپنی کچہری کو گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ان سب مراتب کو منشی الملوک
بذریعۂ حکم قلمبند کرکے پاس وزیر الممالک کے بہیجے اور حکم دیا کہ ایک اشتہار اس
مضمون کا تحریر ہو کر مقامات صدر مین مشتہر ہو اور ہر صوبہ و ضلع و
قصبہ مین آویزان کیا جائے کہ جو شخص جس فن مین اور جس ہنر مین اور جس علم مین

حکایت تمہیدی

اور جس صنعت مین دستگاہ کامل رکھتا ہو اور اپنے فیض کو عالم مین شایع کرنا
چاہتا ہو چاہیے کہ بواسطہ حکّام یا بلاواسطہ حضور مین اطلاع کرے بعد امتحان کے
حسب لیاقت اوسکے پرورش کیجاویگی بادشاہ یہ احکام دیکر تخلیہ مین گئے
اور ارکین دولت محکمہ وزارت مین آئے وزیر نے تمام عملہ کو مخاطب کرکے
کہا کہ حضرت نے جو حکم دیا ہے وہ تم سبنے سنا اور سمجھا اب وہ دن اندھادھند
کے گئے شخص بیدار ہے سابقہ ہے نالائق کا گذارا نہین ہے اپنے سررشتے کا
کام جو شخص ہوشیاری سے انجام دے سکے وہ اپنی کارگذاری دکھاوے
اور جسکو لیاقت نہو اوسکو مناسب ہے کہ استعفا دیکر کنارہ کش ہو جاوے
اس عہد مین ہر شخص اپنی لیاقت کے موافق عزّت و منصب پائیگا یہ کہکر اجراے
امور سلطنت مین مصروف ہوا تمام عملہ کے دلون مین تھرتھری پڑگئی اور خوف
بازپرس سب پر طاری ہوا بادشاہ نے اپنا دستور مقرر کیا کہ تھوڑی رات
رہے بیدار ہوکر بعد فراغت ضروریات کے حمام کرنا اور تبدیل لباس کرکے
نماز پڑہنا سوار ہوکر تفریح کے واسطے جانا جاتے ہوے سواری کو تیز لیجانا
پھرتے ہوے آہستہ آہستہ آنا راہ مین ہر طرح کی تفتیش کرنا اور مستغیثونکی
عرایض لینا اور متوجہ ہوکر سُننا پلٹ کر دربار عام مین سب مجرائیون کا سلام
لینا دربار خاص مین بیٹھکر کاغذ ملاحظہ کرنا امور کلیات سلطنت کو نافذ کرنا
اور دستورات قدیم کو اصلاح و ترمیم کرنا اور قواعد نامناسب کو منسوخ کرنا

حکایت تمہیدی

اور قواعد جدید عدل و انصاف کے جاری کرنا دہاںسے اوٹھکر محل مین جاکر
بادشاہ بیگم کو تسلیم بجالانا اور وہین خاصہ نوش فرمانا اور کلمات اطاعت و
تسکین زبان پر لانا وہاںسے خواب گاہ مین آکر کتب کا مطالعہ فرمانا نماز کو وقت پر
ادا کرنا تیسرے پہر کو بعض متازعات جولائق خود ملاحظہ فرمانیکے ہون اونکو
فیصل کرنا اور بعد نماز شام تخلیہ کرکے علما اور فضلا سے صحبت مین علم کا مذاکرہ
کرنا اور قریب بانصف شب کے خاصہ نوش کرکے استراحت کرنا اسیطرح سے
جب چالیس روز گذر گئے اور مراسم چہلم بہرام شاہ کے ادا ہو چکے بادشاہ بیگم نے
وزیر الممالک کو ڈیوڑہی پر طلب کرکے کہا کہ خدا کی مشیت مین میرے اولاد
نرینہ ہونا مقدر نتھا تو اوسکا شکوہ کیا شکر ہے اوس کا کہ سلطنت اس
خاندان سے باہر نہین گئی جو مستحق و لائق اسکے تھا اوسیکو ملی میرا دل چاہتا ہے
کہ مین بعد کو میری سلطنت میری نسل دختری سے باہر نجائے تمہاری بھی صلاح
ہو تو مین شادی نیک اختر کی والا گہر کے ساتھہ کردون گھر کی گھر ہی مین
رہیگی اور اگر چراغ لیکر ڈہونڈہو گی تو ایسا لائق داماد نہ ملیگا وزیر نے عرض کی
کہ خدا حضور کو سلامت رکھے فدوی کے دلمین کئی بار آیا کہ مین یہ مشورہ حضور مین
عرض کرون مگر رعب حضور کا مانع میری جرأت کا ہوا نہایت مناسب ہے
اگر اجازت ہو تو خدمتمین جہان پناہ کے عرض کرون اور فدوی کو باور ہے کہ وہ
ایسے سعادتمند اور صاحب عقل سلیم و فہم مستقیم ہین کہ اگر حضور کو اپنی کنیز کے ساتھہ

حکایت تمہیدی

شادی کرنا منظور ہو تو وہ کبھی انکار نکرینگے اور یہ تو اونکے چچا کی بیٹی ہے ہر طرح
سے پلہ برابر ہے بیگم صاحبہ نے فرمایا بہت اچھا اونکا استمزاج لیکر دیبا عرض
کرو وزیر نے تخلیہ مین عادل شاہ سے مکنون خاطر بادشاہ بیگم کا ظاہر کیا گردن
جھکا کر کہا کہ مین بہر حال تابع فرمان ہون جو اونکی مرضی ہے اوسمین مجھکو مجال
عذر و تامل کیا ہے مین غلام بے زر ہون اگر مجھکو بیچ بھی لین تو عذر نہین ہے الغرض
تاریخ معین ہوئی بڑی دہوم دہام سے شادی ہوگئی عادل شاہ شبانہ روز
مصروفِ انتظام تھے کاغذات کا دیکہنا اور حسب مناسب عزل و نصب کرنا
ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر لائق اور ہوشیار اور ممتحن اور کارگذار افسر و حکّام مقرر کرتے
جاتے تھے اور نالائقون کو نکالتے جاتے تھے کسیکو انعام دیکر عہدہ سے موقوف
کیا کسی کو مادام حیات جاگیر یا تنخواہ خانہ نشینی مقرر کرکے رخصت کیا مردم جو کہ
جو مردمان کم و اور کمزور او مسن تھے اونکو نکالکر نظامت مین بھرتی کرکے تحصیل کا
کام کرنیکو مقرر کیا سپاہ جنگی کو زور آور و قدآور آدمیون سے آراستہ
کیا ایسی خوش اسلوبی سے انتظام کیا کہ جسکو معزول و موقوف کیا وہ بھی
مدّاح و معترف احسان و سلوک گیا ہر ولایت اور ہر صوبہ و ضلع سے اہل کمال
چلے آتے تھے اور بعدِ امتحان حسبِ لیاقت عہدہ و منصب پاتے تھے ایکروز
ایک خبردار نے پرچہ گذرانا کہ بڑے چوک مین ایک شخص وارد ہوا ہے حالت
ظاہری اوسکی سقیم ہے مشہور حکیم ہے گزی اور کمّل کے سوا کوئی لباس نہین ہے

حکایت تمہیدی

بجز چند کتابون کے کچھ پاس نہین ہے اوسنے ایک اشتہار بقلم جلی نہایت خوشخط
لکھکر اپنی فرودگاہ کے دروازے پہ چسپان کیا ہے امور عجیبہ کا اوسمین ذکر لکھا ہے
نقل اشتہار منسلک پرچۂ اخبار نظر اقدس سے گذرتی ہے ۔

نقل اشتہار فیض آثار

ہر خاص و عام پر واضح ہو کہ مین ایک بندہ ذلیل خدا ہون وطن مالوف سے جدا ہون
فقیر دولتمند ہون مقلد حکمائے خردمند ہون جو دولت حق تعالی نے مجھکو دی ہے
اوسکا نفع خلق کو پہونچانا مقصود ہے جسکی تفصیل ذیل مین محدود ہے وہ وہ سر کمال
کاسۂ فقیر مین موجود ہے اول مردونکو جلاتا ہون دوم بہائم کو آدمی بناتا ہون
سوم کور مادرزاد کو بینائی دیتا ہون چہارم خانۂ تار کو بے مشعل و شمع کے
روشنائی دیتا ہون پنجم محتاجون کو دولت دکہاتا ہون ششم نامردون کو
مردمی کی قوت لاتا ہون العبد بندۂ ذمیم عبد الحکیم اس خبر کو
دیکھکر عادل شاہ نے کہا یہ عبارت لائق فکر و غور ہے اسکا ظاہر اور ہے اور
باطن اور ہے بیشک یہ شخص جامع کمالات ہے لائق ملاقات ہے اپنے معتمدین
سے ایک شخص کو حکم دیا کہ تو جاکر ہماری طرف سے بعد سلام پیام دے کہ ہمکو
تمہاری ملاقات کا اشتیاق ہے اگر ہرج اوقات نہو تو تکلیف فرمائیے فرستادہ
جاکر پیغام بادشاہ کا پہونچایا اوسنے سر تسلیم کو باادب جھکایا اور زبان پر لایا
کہ مین فقیر دہ بادشاہ جہانگیر میر العباس گدایانہ لائق دربار شاہانہ نہین ہے

حکایت تمہیدی

بالفرض اگر جاؤن تو ندرکو ہنر و دینار کہان سے لاؤن اگر اس تہیدستی پر بھی طلب
مین اصرار ہے تو بشرط منظوری چند شرائط البتہ حاضری سے دفع انکار ہے
اول یہ کہ اراکین سلطنت و دولت پیشوائی کو آئین دوم یہ کہ وزیر الممالک
در دیوان خاص سے ہمراہ لیجائین سوم یہ کہ حضرت ظل سبحانی سروقد تعظیم
کرین اور اپنے برابر جگہ دین اگر یہ التماس منظور نہین تو فقیر کو بھی ملازمت کچھ
ضرور نہین پیغام برنے تمام تقریر کو حضور بادشاہ مین عرض کیا عادل شاہ نے
بعد غور کے کہا کہ ہمکو یہ سب منظور ہے دوسرے روز پیر ملاقات کا حوالہ ہوا
اور وزیر کو استقبال کا حکم ملا جب وقت آیا چند خواص طلب مین روانہ ہوئے
حکیم نے کمل کی عبا اوڑھ لی ایک لکڑی ہاتھہ مین لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور دولت
پر اراکین سلطنت نے سلام کیا اور ہمراہ ہوئے دروازہ دیوان خاص پر وزیر الممالک
نے آکر بعد سلام ہاتھہ مین ہاتھہ دیا کلمات شوقیہ کہتے ہوئے ساتھہ چلے جب
بادشاہ کے سامنے لب فرش پہونچے عادل شاہ خود اوٹھہ کھڑے ہوئے ایک
قدم بڑھکر ہاتھہ پکڑ لیا بغلگیر ہوکر برابر بٹھالیا معانقہ کو نسبت بشرائط
مقبولہ اضافہ کیا بعد مزاج پرسی کے پوچھا کہ اسم شریف جواب مین حکیم نے کہا
عبد الحکیم سوال وطن مالوف جواب مسقط الراس حوالی یونان مسکن آبا
مازندران سوال عمر شریف جواب اسّی برس سے متجاوز سوال اشتہار سے
معنی لفظی مراد ہین یا اصطلاحی جواب معنی مصطلح مقصود ہین سوال

حکایت تمہیدی

مطالب اشتہار کی تفصیل چاہتا ہون جواب بیان اجمالی یہ ہے کہ سبب
فواید علم و حکمت کے ہین اور بیان تفصیلی ہر فقرہ کا جدا ہے سوال فقرہ اول
کا کیا بیان ہے جواب علم بمنزلۂ حیات کے ہے اور جہل ممات ہے جسطرح
میت کسی کو نہ نفع پہونچا سکتی ہے نہ ضرر یونہین جاہل قدرت کسی کی
نفع و ضرر پر نہین رکھتا اور صاحب علم آپ خود بھی منتفع ہوسکتا ہے اور غیر کو
بھی نفع و ضرر پہونچا سکتا ہے سوال جاہل اور میت کی تشبیہ تام نہین
جواب تشبیہ مین ہر چیز مشبہ کو مشبہ بہ سے مقابل ہونا ضرور نہین بلکہ تشبیہ
دینے والا جس امر خاص سے ارادہ کرے اوسی سے مشابہت مقصود ہوتی ہے
شیر کی شجاعت سے اگر انسان کو تشبیہ دین تو کہینگے کہ زید مثل شیر کے ہے
تو کیا سمجھا جائیگا کہ زید کے پاؤن چار ہین اور دم بھی ہے اور درندہ بھی ہے اور
اگر کسی کو خوبصورتی مین چاند سے تشبیہ دین تو کیا یہ بھی مقصود ہوگا کہ چہرہ
اوسکا بالکل گول ہے اور کوئی علامت منہ اور ناک و آنکھ کے بھی اوسمین نہین
اسیطرح یہان مقصود میت سے اوسکی بے اختیاری ہے نفع و ضرر پہونچانے مین
سوال میت کے جسم کو اگر کوئی اوٹھا کر دوسرے شخص پر گرا دے تو
یقیناً اوسکی چوٹ لگیگی اور سگ و شغال اور مچھلیان اوسکے گوشت سے
نفع بھی اوٹھا سکتے ہین جواب میت کے اختیار سے کوئی امر نہوا بلکہ
غیر کے اختیار سے ضرر و نفع دونون ظہور مین آئے اسیطرح سے جاہل کا بھی فعل

حکایت تمہیدی

اضطراری بطور عادت کے ہے اوسکے انجام کو اچھا سونچکر نہین کرتا ہے اور
کسی نے اگر سمجھہ بوجھکر کیا ہے تو اثر اوس عقل کا ہے جو اوسکے ساتھہ پیدا
ہوئی ہے اور جاہل کی عقل بھی لائق اعتبار نہین ہے اسلیے کہ روشنی چشم
انسان کی مدِ نگاہ سے زیادہ نہین دیکھہ سکتی اگر کوئی شی دور ہو تو کوئی بے عینک
اور دوربین کے دیکھہ نہین سکتا اور اگر کوئی شے نہایت باریک ہو تب بھی اوسکی
ماہیت کو پہچان نہین سکتا اگرچہ نہایت قریب ہو لیس قوت بصر بشری
کو عقل سمجھنا چاہیے اور علم کو عینک اور خوردہ بین اور دوربین تصور کرنا چاہیے
اور دوسری وجہ تشبیہہ کی یہ ہے کہ جاہل جب مرجاتا ہے تو اوسکا قول اور فعل
سب مرجاتا ہے اور صاحبِ علم جب مرجاتا ہے تو اوسکا فعل شخصی البتہ
مرجاتا ہے مگر قول اوسکا اور تصنیف اور تحریر اوسکی نہین مرتی اور جو عمل نیک
اوسنے جاری کیا ہے اور خلق نے اوسکو اختیار کرلیا ہے وہ سب اوسکے وجود
پر گواہی دیتے ہین اور جو فیض اوسکی ذات سے پیدا ہوا ہے جبتک خلق میں
باقی رہیگا تب تک عقلا اوسکو زندہ تصور کرینگے اس فقرے سے میرا مقصود
یہ ہے کہ مین انسان کو علم تعلیم کرتا ہون جس سے حیات ابدی حاصل ہوتی ہے
سوال فقرۂ دوم کی شرح بیان کیجیے جواب اسکا بیان یہ ہے کہ جانور
اور انسان دونون پر تعریف عام حیوان کی صادق ہے اور فرق درمیان
بہایم و انسان کے عقل و فہم ہے اور علامتِ ظاہری انسان کی نطق ہے

حکایت تمہیدی

اسی وجہ سے بہایم کو حیوان صامت اور انسان کو حیوان ناطق کہتے ہین اور
بسبب اسکے انسان کو فضیلت ہے اور وجہ فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ
نے انسان مین تین قوّتین پیدا کی ہین قوّت بہیمی جسکو نفس امّارہ کہتے ہین اور
قوّت سباعی جسکو نفس لوامہ سے تعبیر کرتے ہین اور قوّت ملکی جسکو نفس مطمئنہ
بولتے ہین اگر انسان نے نفس بہیمی کی اطاعت اختیار کی جانورون سے بدتر
ہوگیا اگر قوّت ملکی کے خصائل کو اختیار کیا تو ملائکہ سے ترجیح لیگیا اور ماہیت
افعال وخواص کی بیعلم کے دریافت نہین ہوسکتی جاہل ہمیشہ متابعت نفس
امّارہ کی کریگا اور خصائل بہائیم اوسمین پیدا ہونگے میرا مطلب اس فقرے سے
یہ ہے کہ مین علم سکھا کر انسان کی نگاہ مین فرق درمیان بہائیم وانسان کے
جلوہ گر کرسکتا ہون جب انسان واقف ہوگا اور خصائل بہائیم کو چھوڑدیگا
اور جو صفات کہ انسان کے لائق ہین اونکو اختیار کریگا آدمی ہوجائیگا سوال
اس مطلب کی تفصیل اور توضیح اور خصائل سہ گانہ بتصریح بیان کیجے اوّل قوّت ملکیہ
کی خاصیت ہے فکر کرنا دریافت مین ہر شے کی حقیقت اور ماہیت کے
اور تمیز کرنا ہر شے کی کیفیّت وکمیّت اور نفع وضرر مین دوم قوّت غضبی جسکو
سباعی کہتے ہین باعث ہوتی ہے دلیری اور سختیون کے اوٹھا لینے کی
اور شوق سرداری وطلب جاہ کی سوم خاصہ قوّت بہیمی کا یہ ہے کہ کھانے
پینے کی لذّت کیطرف رغبت کرے اور رفع شہوات اور جذب منفعت پر

حکایت تمہیدی

توجہ طبیعت ہو سوال ہر گاہ یہ قوتین انسان مین از روے خلقت کے پیدا ہین
تو انسان پر الزام عیب کا کیون ہوتا ہے جواب استعدادان سب قوتونکی
از روے خلقت ہے مگر جب یہ قوتین اعتدال پر ہونگی تو صفات حمیدہ پیدا ہونگے
اور جب اعتدال سے زیادہ یا کم ہونگے تو عیب ہو جائیگی اور سمجھنا انکا علم پر منحصر
ہے جسکو علم ہے وہ اپنے عیب پر واقف ہوگا تو کم کو زیادہ اور زیادہ کو کم کرکے
اعتدال پر لا سکیگا اور جاہل کے عیوب ترقی کرتے جائینگے سوال کسیقدر
عیوب قوتِ بہیمیہ اور قوتِ غضبیہ کے بیان کیجیے جواب اول قوتِ بہیمیہ
جب حالتِ افراط یا تفریط مین ہوگی تو اوس سے افعال ذمیمہ پیدا ہونگے
مگر جسقدر قلتِ اور کثرت قوت کی ہوگی ویسی ہی مراتب مین تفاوت ہوگا
جیسا کہ ہر قسم کے جانورون کی عادات اور افعال مین تفاوت ہوتا ہے
ویسا ہی آدمیون کے افعال و عادات مین تفاوت ہوتا ہے تحصیل
معاش مین بعضون کی مشابہت کتّے کی ہوتی ہے کہ ایک کہر پر قناعت
نہین کرتا ہے اور تلاش خور دنیمین دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور چرا کے
چھپا کے جسطرح بنتا ہے اپنا قوت حاصل کرتا ہے اور پھر خواہش اوسکی
کم نہین ہوتی اور بعضے کتّے ایسے بھی ہوتے ہین کہ ایک گھر سے دوسرے
گھر نہین جاتے اور یہ بات اکثر اثر تعلیم سے پیدا ہوتی ہے اور بعض آدمیونکی
مشابہت بکریون کی ہوتی ہے کہ اگر اونکو باندہ کر کھلائین تو آسودہ نہین

حکایت تمہیدی

ہوتی اور لاغر ہو جاتی ہے اور چھوڑ دو تو پھلے اوسی چیز پر رغبت کریگی جو
کسی کے ہرج و نقصان کے ہو ایکطرف کو جنگل کی گھانس سبز و شاداب
لگی ہے اور ایکطرف پھولونکے درخت ہین اور چھوٹے قد ایسے ہین کہ بکری لیکے
دو لقمے بھی نہون پھلے اوسی پر جھکے گی اور گھانس پر رغبت نکریگی یہی
حال بعض آدمیون کا ہے کہ جو ممنوعات عقلی اور شرعی ہین اونھین کیطرف
توجہ کرتے ہین رو معیشت کہ جو طریقہ مناسب سے ہو اوسکی نسبت توجہ بھی
نکرینگے اور اپنی تن پروری سے غرض رکھینگے کسیکا نقصان ہو تو کچھ غم نہین اپنے
واسطے ذلّت و رسوائی ہو تو کچھ پروا نہین اور بعض کی مشابہت چوہونکی
ہوتی ہے کہ غیر کا نقصان شدید کرکے اپنی حاجت قلیل کو رفع کرتے ہین
ایسے لوگون سے ایسے افعال ہوتے ہین کہ اپنی شکم پروری کیواسطے غیرونکا
زوال نعمت کر ڈالتے ہین اور اکثر آپ محروم رہ جاتے ہین اور پھر اوسی حرکت
کو کیے جاتے ہین اور یہی حال ہے جلب منفعت کا کہ اپنی رفع حاجت اور
حصول منفعت کیواسطے جھوٹ بولتے ہین فریب دیتے ہین چوری کرتے
ہین ڈاکہ مارتے ہین رہزنی اختیار کرتے ہین پیشۂ رذیل اور حرفہ ذلیل گوارا
کرتے ہین ذلتین اوٹھاتے ہین مارے جاتے ہین قید ہوتے ہین اور باز نہین
آتے ہین اور رفع شہوات مین بھی مراتب ہین بعضون کی مشابہت بکری اور
خوک کی ہے کہ اپنے غلبۂ شہوت مین دیوانے ہو جاتے ہین حلال و حرام اور نیک

وہا کی کچھہ پروا نہین کرتے اسی شوق مین از خود رفتہ رہتے ہین اور بعض کی
مشابہت کتّون کی اور دیگر درندہ جانورون کی ہوتی ہے کہ جب موسم اونکی
مستی کا آتا ہے تو کہانا پانی آرام کرنا سب بہول جاتے ہین اور ان اقسام کے لوگ
خوبی و زشتی پر نظر کمتر رکھتے ہین اور بعض فی الجملہ نفاست کو دخل دیتے ہین اور
حسن پرستی اور عیش پسندی مین افراط کرتے ہین ایسے لوگون کا انجام اونسے
زیادہ بد ہوتا ہے ایسے ہی عشقبازی اور حسن پرستی مین ہزارون گھر خاک مین
ملگئے ریاستین اور سلطنتین فنا ہوگئین اعزا و اقارب چھوٹ گئے اکثرون کے ہاتھہ پاؤن
ٹوٹ گئے اکثر مال دار افلاس مین مبتلا ہوے اکثر امراض سخت مین گرفتار بلا ہوئے
اکثرون نے اپنے کو اس آگ سے جلا کر خاک کر ڈالا بہتون نے زہر کہا کر اپنی
جان عزیز کو ہلاک کر ڈالا بعضے امرا ہین کہ جنکی ازواج کی انتہا نہین اگر اپنی اوقات
عزیز کو مصاحبت نسوانمین صرف کرین تو آٹھوین پانچوین رہوین روز بھی باری
نہ آوے اسپر توار داور توا تر ازواج کا منقطع نہین ہوتا اگر کوئی نصیحت کرتا ہی
تو اوسکا جواب دیتے ہین کہ ہماری زبان انواع اغذیہ کی خوگر ہوگئی ہے ایک
قسم کے کہانے پر ہمسے قناعت نہین ہوسکتی حالانکہ علت غائی سب کی
ایک ہے اور مقصود اصلی افراط مین ضایع ہوتا ہے اور وہ قباحتین پیدا ہوتی ہین
جنکا دفع کرنا دشوار ہے اور دنیا و آخرت دونو خراب جاتے ہین دوم قوّت
غضبیّہ اور سباعیّہ کا خاصہ کثرتِ قہر اور شدّت غلبہ اور شوق انتقام اور

حکایت تمہیدی

خشن مزاجی اور درشتی طبعی اور طلب رفعت و ثروت اور خواہش جنگ و صولت
ہوتا ہے ذراسی بات خلاف مزاج ہوجانے پر بگڑ جانا کلمات سخت منہ سے
نکالنا مار بیٹھنا اور درپے ہلاکت ہوجانا بیضرورت عقلی لڑ بیٹھنا اور کو بھی
ہلاک کرنا خود بھی صدمہ اوٹھانا خاصہ جانوران درندہ کا ہے جیسے شیر اور
بھیڑیا وغیرہ مشہور ہے کہ شیر کے بچے بہت ہوتے ہین شیر کی مادہ کو جب بچے
دودھ پینے کے لیے بہت گھیرتے ہین اور سب اپنی اپنی طرف منہ لگا کر چوستے ہین وہ
ناخوش ہوکر بعض بچونکو پاؤن سے یا ہاتھہ سے جھٹک دیتی ہے ناخن تیز
اوسکا اونکی جلد نازک مین لگجاتا ہے اوسی صدمے سے وہ مرجاتے ہین
بعضے درندہ جانور بھوک کی شدت مین اپنے بچونکو کھاجاتے ہین یہی حال ہے
بعضے غصہ ور جاہلون کا کہ اپنی اولاد کو تربیت کرنا نہین جانتے اندک ناخوشی پر
اونکے ہلاک کا باعث ہوجاتے ہین اور اپنی احتیاج پر بیٹا بیٹی کو بیچ ڈالتے
ہین بعض قوی درندے ضعیف جانورونکو مارکر کھالیتے ہین جاہل بھی اسیطرح
اندک ملال پر آدمیون کو مار ڈالتا ہے اور حالت غضب مین مدت العمر کی
دوست کا دشمن ہوجاتا ہے آہوان صحرائی اور دیگر جانورون مین خصلت یہ
ہوتی ہے کہ ہر غول مین ایک افسر ہوتا ہے سب اوسکے تابع ہوتے ہین
اگر کوئی اونکے غول کا باہر نکلے تو اوسکو مارتے ہین اور جانے نہین دیتے اور
دوسرے غول کے جانور کو آنے نہین دیتے ہین انسان بھی طمع ثروت و

حکایت تمہیدی

وجب جا دہین ایسے ہی خود رفتہ ہوتے ہین کہ اپنی اولاد کی بیش روی گوارا
نہین کرتے چہ جائے کہ غیر کی او کتنے بیٹون نے طمع حکومت مین اپنے باپکو
مار ڈالا اگر چشم بینا سے دیکھیے تو ہزارون نظیرین اسکی موجود ہین **سوال**
صفات قوت ملکیہ کی کیا ہین **جواب** صراحت اسکی ذکر اخلاق مین
گذارش کیجائیگی مگر عموماً خاصہ قوت ملکیہ کا یہ ہے کہ صاحب قوت ملکیہ
صفات شہوانیہ اور صفات غضبیہ سے کنارہ اور محترز رہتا ہے اور
ہمیشہ ہمت اوسکی کشف حقایق موجودات اور تحقیق حالات کائنات
پر متوجہ رہتی ہے او فکر معاش پر معاد کو مقدم رکھتا ہے اور ہستی دنیا کو
چند روزہ اور بیوجود اور آخرت کو باقی سمجھتا ہے **سوال** قوت ملکیہ
کیا قوت بہیمیہ اور قوت سباعیہ کو بالکل معدوم کردیتی ہے **جواب**
اعتدال ہر قوت کا ممدوح ہے اور افراط و تفریط مذموم ہے جب قوت
ملکیہ اپنے اعتدال پر ہوتی ہے تو شدت اور حدت کو دونو قوتون کی
گھٹا دیتی ہے اور بقدر ضرورت اونسے اپنی متابعت مین کام لیتی ہے
یہ دونون قوتین اوسیطرح سے قوت ملکیہ کی مطیع ہوجاتی ہین جسطرح
غلبۂ قوت بہیمیہ اور قوت سباعیہ مین قوت ملکیہ ضعیف و مضمحل ہوجاتی
ہے **سوال** فقرۂ سوم کی تصریح کیجیے **جواب** بعلم کے آدمی اندہا ہی
کیسا ہی عمدہ مطلب لکھکر اوسکے ہاتھہ مین دیدو اوسکی خوبی سے واقف

حکایت تمہیدی

نہو گا اندہے کے ہاتھہ مین جہوٹا اور سچا موتی رکہدو تو وہ اوسکی اچہائی اور
برائی کیا سمجہیگا اندہے کے ہاتھہ مین ایک دوربین نہایت عمدہ جو ہزارون
روپیہ کے صرف سے طیار ہوئی ہو دیجاے تو بجز اسکے کہ اسکو وہ ٹٹول کر
سمجہے کہ ایک ڈہولنا ہے کسی کہیل کے واسطے بنایا گیا ہے اور کیا تجویز کریگا اور
اوسکے فواید او منافع کو کیا جانیگا اسیطرح جاہل کے سامنے ایک اسطرلاب یا
کرۂ زمین بنا ہوا بہت اچہا رکہدیجیے تو وہ بجز اسکے کہ اوسکو ایک نکما
کہلونا سمجہے اور کیا کہیگا پس اندہا اور جاہل دونو یکسان ہین جب انسان سے
ظلمت جہل دور ہو جائیگی اور ہر شے مین جو صنایع بدایع بہرے ہوے ہین سمجہنے
لگیگا تو اوسپر اندہے سے بینا ہوجانا صادق آئیگا یہی مطلب ہے فقرۂ
سوم کا سوال فقرۂ چہارم کا حاصل بیان کیجیے جواب فقرۂ چہارم کا
یہ مطلب ہے کہ جاہل کا دل ویسا ہی اندہیرا ہے جیسا اندہیرا گہر ہوتا ہے
مثلاً ایک مکان نہایت عمدہ بنا ہوا ہے اور ہر طرح کی زینت سے سجا ہوا ہے
فرش بچہا ہوا ہے اپنے اپنے موقع پر کرسیان اور میز اور ڈنگل لگے ہین الماریان
دہری ہین آلات روشنی چنے ہین کسی اندہے کو حالت روشنی مین یا کسی بینا کو
جو ناواقف ہو اندہیرے مین لیجا کے اوس مکان مین چہوڑ دین تو بجز اسکے کہ وہ
ٹہوکرین کہاے اور صاحب مکان کو الزام دے کہ بیوقوفی سے راستہ مین
ٹہوکر لگنے والی چیزین رکہدین ہین لطف عمارت اور حسن آراستگی اوسکو کیا

حکایت تمہیدی

حاصل ہوگا اسیطرح سے دیکھیے کہ حق تعالےٰ نے ہر جسم انسان مین عجائب
صنعت اور انواع حکمت خلق کیئے ہین اور عالم مین صنائع گوناگون اور
بدایع بوقلمون پیدا کیے ہین اور دلِ جاہل کا بے شمعِ علم کے اندھیرا ہے نہین
جانتا کہ جسم انسان مین کیا کیا عجیب باتین اللہ نے پیدا کی ہین اور دنیا
مین طرح طرح کی حکمتین دیکھکر نہین سمجھتا ہے کہ انکے منافع کیا ہین اور
مضار کیا ہین جب بہوکہا ہوتا ہے اور کہانیکو نہین ملتا ہے تو کہتا ہے کہ خدا نے
بہوک کو ناحق پیدا کیا کہ اسکے سبب سے بھیک مانگنی اور مزدوری محنت
کرنی پڑتی ہے اگر علم کے نور سے دل انسان کا روشن ہوجاوے تو ہر چیز
اپنی خوبصورتی دکھانے لگے اور ہر چیز کا فائدہ نظر آنے لگے **سوال**
فقرہ پنجم کا کیا مطلب ہے **جواب** اسکا یہ مفہوم ہے کہ علم عجب طرح کی
دولت ہے خرچ کرنیسے کم نہین ہوتی بلکہ ترقی کرتی ہے اور بے علم کے آدمی
محتاج ہے **سوال** اس مجمل کی توضیح کیجیے **جواب** دولتمندی سے
مراد ہے آسودگی اور استغنا اور خلاف اسکا احتیاج ہے عالِم اور حکیم کے
پاس ہر طرح کی احتیاج آدمی لاتے ہین اور جو علم وکمال حاصل کرتا ہے
وہ دولتِ علم سے غنی اور غیر کی طرف احتیاج لیجانے سے مستغنی ہوجاتا ہے
جاہل مریض طبیب کا محتاج ہے کروڑون روپیہ کی دولت حالتِ
مرض مین جنگل کی ایک بوٹی کی برابری نہین کرسکتی ضرور ہے اگر دولتمند

حکایت تمہیدی

مریض ہو تو طبیب کے پاس احتیاج لاوے اگرچہ طبیب مفلس و نادار ہو اور
کسی سمجھ دار جاہل کو اگر یہ خیال آئے کہ جاڑے ان کے موسم مین کنوئے کا پانی کیون گرم
ہوتا ہے اور گرمیون مین کیون سرد ہوتا ہے اور آسمان سے تارا ٹوٹ کر گرتا ہے
اور زمین تک نہین پہونچتا ہے یہ کیا چیز ہے تو بجز اسکے کہ کسی صاحب علم
کے پاس جاکے سوال کرے اسکا انکشاف کیونکر ہوگا لاکھون روپیہ خرچ کرے
تب بھی بغیر صاحب علم کے اسکی لم دریافت نہین ہوسکتی یہ بلا ود دلیل ہے
کہ اسکی طرف ہر شخص کو احتیاج ہے اور بے علم کا آدمی محتاج ہے سوال
فقرہ ششم کی کیا حقیقت ہے جواب اس فقرہ کا مفہوم اور مقصود
یہ ہے کہ مردمی سے مراد نہ صرف رجولیت و شہوت ہے اور نہ [illegible]
لڑنیکو کہتے ہین یعنی عرف مین دو طرح سے مشہور ہے اور اصطلاح حکما مین
مردمی سے مراد وہ صفات ہین جو ذکر فضائل مین بیان ہونگے ازانجملہ علوے ہمت
اور بلندی عزیمت ہے اور جہل تینون طرحکی مردمی کو زائل کرتی ہے علم
طب کی جہالت سے رجولیت مین فرق آتا ہے اور مصالح حرب و ضرب کے
لاعلمی سے انسان ہتک و بعزتی کو گوارا کرکے میدان سے بھاگ جاتا ہے اور
علوے ہمت کے منافع کی لاعلمی سے اور نادانی سے قصور ہمت کرتا ہے
اور بڑے بڑے عمدہ کامون کے عمل مین لانے سے محروم رہجاتا ہے جب علم
حاصل ہوگا تو تینون قسمونکی نامردی زائل ہوجائیگی اور قوت مردمی آدمی

حکایت تمہیدی

صادق آئیگی سوال اس مطلب کے بیان کو وسعت دینا چاہیے جواب
بلحاظ معنی رجولیت کے جب علم حاصل ہوگا تو اسباب زوال رجولیت سے
احتراز کریگا مثلاً بعد مباشرت کے آب سرد سے فوراً طہارت کرنا یا
مقتضائے حرص سے زیادہ تولید خون سے مباشرت مین افراط کرنی یا
نادانی سے تجرد اختیار کرنا اور معاشرت النسوانسے قطعاً کنارہ کشی عمل مین لانا
اور جب علم ہوگا تو ایسے کام کیون کریگا کہ جس سے زوال باہ ہو اور اگر کسی
سبب سے قصور و نقصان باہ عارض ہو جائیگا تو فوراً مطلع ہو کر علاج
کریگا اور اچھا ہو جائیگا اور بربنائے معنی دوم جنگ و جدال دو طرح سے
ممدوح عقل ہے یا حفظ ناموس آلہی یعنی حفظ شریعت کیواسطے جسکو اہل
شریعت جہاد کہتے ہین یا واسطے حفظ آبرو کے جسکو شجاعت کہتے
ہین دونو امر منحصر ہین حصول معرفت پر جو شخص وجود خدا کا قائل ہے
اور صاحب شریعت پر خالصاً ایمان لایا ہے اور بحکم خدا و پیغمبر کسی فرقہ
منکر شریعت سے لڑنیکو جائیگا اگر وہ شخص عارف کامل ہے کبھی ہزیمت
نہ اٹھائیگا اور جو مطلب شریعت کو اچھی طرح سے نہین سمجھتا ہے اور مراتب
خدائی اور بندگی کو اچھی طرح سے نہین جانتا ہے وہ اندک لغزش مین بھاگ
جائیگا اور جو اقتضائے عقل و حکمت سے لڑیگا وہ اپنی موت کو زندگی
سے بہتر جانیگا کبھی مقابلۂ دشمن سے قدم نہ ہٹائیگا اور جو جہالت مین

حکایت تمہیدی

مبتلا ہے اور ملامت عقلاے خوف نہین رکھتا ہے وہ جان سے جائیگا او

پیٹھہ دکھائیگا سوال اس مطلب کو واضح تر بیان کیجیے جواب مثلاً کوئی

مرد عاقل یکہ و تنہا کسی ایسے دشمنون کے غول مین آگیا ہے کہ اوسکو یقین معلوم

ہے کہ اگر ہم انسے لڑینگے تو بھی مار ڈالے جائینگے اور اگر نہ لڑینگے تو بھی مارے

جائینگے تو ایسے وقت مین مقتضائے عقل یہ ہے کہ بیخوف مرنے پہ کمر باندہ کے

لڑے اور جہانتک ممکن ہو کوشش کرے اگر غالب آگیا تو جان بھی بچی

اور عزت بھی رہ گئی اور اگر مارا گیا تو جان بلا سے گئی آبرو تو رہ گئی اور یہ بیناے

معنی سوم علو ہمت کا سبب علم و معرفت ہے اور قصور ہمت کا سبب

جہالت ہے جب انسان کا علم کامل ہوگا اور منافع کو خوب سمجھیگا تو تحصیل

مرتبہ کمال مین قصور ہمت نکریگا سوال اس بیان کو نظائر کے ساتھ بیان

کیجیے جواب کتب تاریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ متوکل عباسی نے

امام حسین علیہ السلام کی قبر کھودنیکا اور خراب کرکے زراعت کرنیکا حکم دیا

اور اوسکے اہلکارون نے شروع بہ تعمیل کی عبید اللہ یمنی نے کہ دانایان عصر

سے تھا سنا اور بمقتضائے حمیت دینی اوسپر بہت سخت گذرا باوجود فقر

و درویشی کے کمر ہمت کو مضبوط کرکے بغداد کو آیا اور بہلول دانا کو جو دیوانے

بنے ہوے تھے اپنا ہمراز بنایا حرف مطلب کو زبان پر لایا بہلول نے متوکل

سے کہا کہ ہمیشہ تو ہمکو گھر بنانیکی ترغیب دیتا تھا اب ہمکو گھر بنانا منظور ہے

حکایت تمہیدی

حکم دے تو ہم گھر بناوین بادشاہ نے کہا جہان پسند کرو بنالو بہلول نے
کہا ایک حکم اپنی مہر و دستخط سے تحریر کر دے کہ جہان ہم گھر بناوین کوئی
ہمسے تعرض نکرے اوسنے لکھدیا یہ اوس تحریر کو لیکر کربلا مین آئے اہلکارونکو
دکھایا اور کہا یہان ہم گھر بناوینگے سب خاموش رہ گئے بہلول اور عبید اللہ
یمنی نے یکا یکمین مٹی سے خام ایک مکان بنا کے مزار کا حفظ کیا کوئی
متعرض نہو سکا ایسا کار نمایان جو اونسے سرزد ہوا غیر عارف جاہل سے
ممکن نتھا دوسری نظیر یہ ہے کہ کلمبس حکیم نے اپنے علم کی قوت سے
معلوم کیا کہ ایک خطۂ زمین تختہ تحتانی برّ اعظم کا پانی سے نکلا ہونا چاہیے
اس بنا پر سامان مہیّا کر کے او رمہینون کے عرصہ مین راہ دریا طے کر کے
امریکہ مین پہونچا اور اوس ملک پر قبضہ حاصل کیا بہلا جاہل کبھی ایسے
ارادۂ سخت کو خیال مین لا سکتا ہے اور شخص معلم بھی اپنی جان کو ایسی
ہلاکت مین ڈال سکتا ہے سوال بادشاہ نے کہا کہ مین مطلب اشعار کو
سمجھا اور کمال آپکا مجھپر ظاہر ہوا یہ سب فضائل حق ہین لیکن مجھکو تعجب ہے
کہ آپنے میرے پاس آنےمین استقبال ارکان شاہی اور تعظیم کی شرط کی حالانکہ
اس اعزاز ظاہری کو آپ بے وجود سمجھتے ہین اسکی خواہش کی وجہ کیا ہے جواب
فقیر کے نزدیک واقع مین تعظیم اور عظمت ظاہری ایک امر اعتباری ہے
اور منشا جاہ طلبی کا ہے مگر فقیر نے جو درخواست استقبال ارکین سلطنت

حکایت تمہیدی

اور تعظیم خدام خود بدولت کی کی اسکی دو وجہین تہین اول یہ کہ فقیر کو منظور
تہا کہ مقدار شوق خدّام کو نسبت علم اور اہل علم کے دریافت کرون کہ کسقدر ہے
اگر قدر علم وکمال کی نظر انور مین بمرتبۂ نہایت ہے تو ایسے امور اعتباری مین
حضور دریغ نفرمائینگے ورنہ ایک حقیر ذلیل کے واسطے اتنا بڑا اعزاز ظاہری
کب گوارا ہوگا دوم یہ کہ جسوقت یہ خبر عالم مین شایع ہوگی کہ بادشاہ قدردان
نے ایسی اہل علم کی توقیر فرمائی تو ہر طالب علم کو طرف تحصیل علم کے شوق
کامل ہوگا اور اگر ایسا ہی چرچا رہا تو تہوڑے عرصہ مین ملاحظہ فرمائیے گا کہ کتنے
اہل علم وکمال حضور کے ملک مین پیدا ہوئے سوال بادشاہ نے کہا
حق تعالے آپکو جزائے خیر عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ جس علم کی صفت
آپنے شرح اشتہار مین بیان کی ہے اوسکو بیان کیجیے کہ علم کیا چیز ہے اور قسام
اوسکے کتنے ہین جواب عرف حکما مین حکمت سے مراد ہے جاننا ہر شے
کی ماہیت کا جیسے کہ وہ ہے اور کرنا ہر کام کا جیسا کہ از روئے عقل کے کرنا
چاہیے بقدر امکان بشری کے اسوجہ سے حکمت کی دو قسمین ہین ایک علم
دوسرے عمل علم تصوّر ہے حقیقت موجودات کا اور تصدیق ہے اوسکی احکام
کی جیسا کہ واقع مین ہو بقدر قوت انسانی کے اور عمل کام مین لانا ہے اون
حرکتون کا اور صنعتونکا موافق قدرت بشری کے جسمین عیب اور نقصان
اوس کمال کا نہو جسکی طرف نفس انسان متوجہ ہے اور جسکو یہ دونو باتین

حکایت تمہیدی

حاصل ہون وہی حکیم کامل ہے اور وہی انسان صاحب فضائل ہی اور
مرتبہ اوسکا بلند ترین مراتب انسانی ہے چنانچہ حقتعالے قرآن مجید مین
فرماتا ہے یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَاءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ
خَیْرًا کَثِیْرًا یعنے حقتعالے حکمت عطا فرماتا ہے جسکو چاہتا ہے اور
جسکو حکمت عطا کی ہے اوسکو بہت سی نیکیان عطا کین جب یہ معلوم ہوا
کہ حکمت مین علم سے مراد جاننا ہے ہر شئے کا جیسی کہ وہ ہو تو جتنی قسمین موجودا
کی ہونگی اوتنی ہی قسمین علم کی بھی ہونگی اور موجودات کی دو قسمین ہین ایک
وہ ہے جو تصرف و تدبیر جماعت انسان پر موقوف ہو اور ایک وہ ہے
جسکا وجود قدرت و اختیار انسان سے باہر ہو قسم دوم کو حکمت نظری
کہتے ہین اور قسم اول کو حکمت عملی کہتے ہین اور موجودات قسم اول دو حال
سے خالی نہین یا وہ ایسے اشیا ہین کہ جنکا وجود محتاج مادہ کا نہین ہے یا وہ
ایسے ہین کہ جو بے مادّہ کے وجود پذیر نہین ہو سکتے اور جو اشیا بے مادّہ کی
موجود نہین ہو سکتے انکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسکی تعقل مین مادّہ
معیّن کی شرط نہو اور دوسرے وہ کہ جسمین مادّہ معین مشروط ہو پس حکمت
نظری کی تین قسمین ہوگئین پہلی کو علم مابعد الطّبیعہ کہتے ہین اور دوسری کو
علم ریاضی کہتے ہین اور تیسری کو علم طبیعی کہتے ہین اور ہر ایک علم کے کئی اجزا
ہین بعض اجزا بجائے اصول کے ہین اور بعض اجزا بجای فروع کے ہین

پس اصول مابعد الطبیعۃ کے دو ہین اوّل معرفت جناب احدیت کی اور
مقربان درگاہ عزت کی مثل عقول و نفوس کے کہ بحکم پروردگار سے سبب
اور باعث دیگر موجودات کے ہوئے ہین اور احکام اونکے اس علم کو علم الٰہی
کہتے ہین دوم معرفت امور کلی موجودات کے مانند وحدت و کثرت و وجوب
و امکان و حدوث و قدم اور اوسکے متعلقات کی اسکو علم فلسفہ اولے
کہتے ہین اور اس علم کے فروع ہین مثل معرفت نبوت و شریعت و امامت
و معاد وغیرہ کی اور جو مثل اسکے ہے او اصول علم ریاضی چار ہین اوّل
معرفت مقادیر ہین اور اوسکے احکام و لواحق ہین اسکو علم ہندسہ کہتے ہین
دوم معرفت اعداد ہین اور اوسکے خواص و احکام ہین اسکو علم عدد و علم
حساب کہتے ہین سوم معرفت اوضاع اجرام علوی کے ساتھ اجرام سفلی
کے اور معلوم کرنا اوسکے اختلاف کا اور مقدار کا اور حرکات کا اور ابعاد کا
اسکو علم نجوم اور علم ہیئت کہتے ہین اور احکام سعادات اور نحسات نجوم
اس علم سے باہر ہین چہارم معرفت نسبت مولفہ کے باعتبار مناسبت آواز
کے اور گھٹنا بڑھنا اوسکا اور جو اوسکے متعلق ہے اسکو علم موسیقی کہتے ہین اور
فروع علم ریاضی کے کئی ہین جیسے علم مرایا اور علم جبر و مقابلہ اور علم جر اثقال
و مثل اسکے اور اصول علم طبیعی کے آٹھ ہین اوّل معرفت مبادی متغیرات
کے مثل تغیر زمان و مکان و حرکت و سکون اور نہایت وغیرہ کے اسکے

حکایت تمہیدی

علم سماء طبیعی کہتے ہین دوم معرفت اجسام بسیطہ و مرکبہ کی اور احکام
بسایط علوی اور سفلی کے اسکو علم سماء عالم کہتے ہین سوم معرفت ارکان
و عناصر اور تبدل صورتون کا مادہ مشترکہ سے اسکو علم کون فساد کہتے ہین
چہارم معرفت اون اشیا کی جو سبب ہین حوادث ہوائی اور ارضی
کے مانند رعد و برق و صاعقہ و باران و برف وغیرہ کے اسکو علم آثار
علوی کہتے ہین پنجم معرفت مرکبات کے اور کیفیت ترکیب اونکی اسکو
علم معادنیات کہتے ہین ششم معرفت اجسام نامیہ کی اور اونکے
نفوس و قوت کی اسکو علم نباتات کہتے ہین ہفتم معرفت احوال اجسام
متحرکہ کی اور اونکے نفوس و قوت کی اسکو علم حیوانات کہتے ہین ہشتم
معرفت نفس ناطقہ انسانی کی اور اوسکی تدبیر و تصرف کی بدن مین اور
غیر بدن مین اسکو علم نفس کہتے ہین اور فروع علم طبیعی کے بہت ہین جیسے
علم طب اور علم احکام نجوم اور علم فلاحت وغیرہ یہ گویا فہرست اجمالی
علم حکمت نظری کی ہے جو گذارش ہوئی سوال اس فہرست مین
علم صرف و نحو و منطق و معانی و بیان و ادب کا کچھہ ذکر نہین آیا کیا یہ علوم
حکمت سے باہر ہین جواب معرفت علم صرف و نحو کی واسطے صحت
الفاظ کے ہے اور علم معانی و بیان واسطے حفظ غلطی معانی کے ہے اور
علم منطق واسطے اکتساب مجہولات کے اور علم بدیع واسطے حسن فصاحت

حکایت تمہیدی

اور لطفِ بلاغت کے ہے کلام مین گو تعریف علوم حکمت سے یہ علوم باہم
ہین لیکن بمنزلہ آلات اور ادوات علومِ حکمیہ کے ہین اور وسیلہ ہین تحصیل
علمِ حکمت کے سوال اب تفصیل حکمتِ عملی کی بیان ہونا چاہیئے
جواب حکمت عملی سے مراد ہے جاننا مصالح حرکات ارادی کا اور فوائد
اعمال صناعی نوع انسان کا جسطرح پر کہ انتظام احوال معاش و معاد کا
اقتضا کرے اور ذریعہ حاصل ہونے اوس کمال کا ہو جسکی طرف انکو متوجہ
ہے اور یہ علم دو قسم پر ہے اوّل وہ ہے جو ہر شخص کی ذات کیطرف
راجع ہو اور دوم وہ ہے جو طرف ایک جماعت کے بشارکت راجع ہو
قسم دوم بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جو اوس جماعت کے ساتھ تعلق ہو
جو ایک گھر مین شریک ہوان دوسرے وہ ہے جو تعلق اوس جماعت
کے ہو جو شہر و ولایت اور اقلیم و مملکت مین شریک ہوان اس واسطے
حکمتِ عملی کی بھی تین قسمین ہین اوّل کو تہذیب اخلاق کہتے ہین دوم کو
تدبیر منزل اور سوم کو سیاست مدن کہتے ہین سوال اس تفصیل سے
علمِ تفسیر اور علمِ حدیث اور علمِ فقہ کے مطالب باہر معلوم ہوتے ہین جواب
مبادی مصالح اعمال اور محاسن افعال نوع بشر جو متضمن انتظام امور
معاش و معاد ہون اصل مین یا از روے طبع کے ہون یا از روے وضع کے
جسکا مبدا طبع ہے اوسکی تفصیل اوسکی موافق راے اہل البصیرت اور تجربہ ارباب

حکایت تمہیدی

فہرست کے ہوئی ہا اور اختلاف روزگار اور انقلاب آثار سے مختلف
اور متبدل نہو وہ سب احکام اوسی حکمت عملی کے ہین اور جسکا مبدا وضع
ہے وہ دو حال سے خالی نہین ہے یا سبب وضع اتفاق راے کسی جماعت
کا ہے تو اوسکو ادب اور رسوم کہین گے یا سبب وضع کا اقتضاے راے
کسی بزرگ کا ہے مانند پیغمبر اور امام کے اوسکو ناموس آلہی کہینگے اوسکی بہی
تین قسمین ہین جو ہر شخص کی ذات سے تعلق رکہے وہ عبادات واحکام ہین دوم
جو گہر والون کی نسبت مین مشترک ہین اوسکو عقود اور معاملات کہتے ہین
سوم جو فیما بین اہل شہر واقلیم کے مشترک ہے وہ حدود وسیاسات ہین
ان سب کو علم فقہ کہتے ہین اور ماخذ علم فقہ کا علم تفسیر اور علم حدیث ہے
مگر فہرست علوم حکمیہ مین جو ان علوم کو شمار نہین کرتے اسکی وجہ یہ ہے
کہ حکیم متوجہ اون علمون کا ہوتا ہے جنمین اختلاف زمانہ اور انقلاب روزگار
سے زوال اور انتقال واقع نہو اور اون علوم مین نسبت تبدیل ملت کے
اور اختلاف شریعت کے تجاوز اور تفاوت ہوجاتا ہے اسوجہ سے تعریف
اجمالی حکمت عملی مین یہ علوم بہی داخل ہین اور تفصیل سے خارج ہین اور
شرح اسکی اپنے محل مین مذکور ہے سوال بادشاہ نے کہا مین آپکے علم و
کمال سے بہت راضی ہوا اب چاہتا ہون کہ آپ سے مطالب حکمت
عملی یاد کرون اور اوسکو اپنا معمول بہ گردانون اوسکو فرصت مختلف

حکایت تمہیدی

جلسون مین استفاضہ کرونگا اسوقت چند مطالب کا بیان چاہتا ہون

اوّل یہ کہ انسان کن وجوہ سے اشرف مخلوقات ہے جواب عالم سفلی

مین موجودات کی تین قسمین ہین جمادات اور نباتات اور حیوانات اور

یہ تینون قسمین بجہت اسکے کہ حدّ معنوی مین سب شامل ہین اور اجسام طبعی

سب حال مین سب یکسان ہین لیکن بعد امتزاج عناصر اربعہ کے جیسے قابلیت

جسمین پیدا ہوے اوسکے واسطے ویسی فضیلت بھی ہے مثلاً جمادات مین

زمین ہے اور جو زمین قابلیت زراعت کی رکہتی ہے بہ نسبت اوس زمین کے

جو لیاقت اوسکی نہین رکھتی ہے ضرور ہے کہ بہتر اور افضل کہی جاوے اور سنگ

معدنی بہ نسبت سنگ کوہی کے اور آب شیرین بہ نسبت آب شور کے افضل

واشرف کہا جاوے اور نباتات بہ نسبت جمادات کے اسواسطے اشرف ہین کہ

بہ نسبت جمادات کے نباتات مین قابلیت قبول اشکال مختلف کے اور نفع

خلق کا زیادہ ہے اوس جنس مین جسمین استعداد زیادہ ہے اوسکو فضیلت زیادہ

ہے مثلاً بہ نسبت اوس گہانس کے جو تاثیر ہوا سے بے تخم کے خود بخود پیدا ہوتی

ہے اور تہوڑے دنون کے بعد فنا ہو جاتی ہے وہ درخت افضل ہین جو تخم سے

پیدا ہوتے ہین اور ایک مدّت معیّن تک بقا کرتے ہین اور اونکی جڑ سے اور

پہول سے اور پہل سے اور پتون سے خلق کو منافع مختلف پہونچتے ہین اور

پہر تخم اونکا اپنے نوع کے پیدا کرنیکا باعث ہوتا ہے ایسے درختون سے

حکایت تمہیدی

اثمار میوہ دار فضیلت رکھتے ہین اور بہ نسبت نباتات کے حیوانات اس وجہ
سے فضیلت رکھتے ہین کہ وہ اپنے ارادہ سے حس و حرکت کرتے ہین ان مین
بھی جسمین جسقدر طاقت حرکت ہے اوسکی رتبہ مین اوتنا ہی تفاوت ہے
مثلاً ایک کیڑا ہے جو باقتضائے فصل تاثیر ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور بے اسکے
کہ توالد اور تناسل کرے فنا ہو جاتا ہے اسکے بہ نسبت وہ کیڑا جو توالد اور
تناسل کرتا ہے افضل ہے اور کیڑون سے پس وہ جانور افضل ہین جو چار پاؤن سے
چلتے ہین یا پرون سے اوڑتے ہین اور اپنی قوت کے حاصل کرنیمین کوشش
کرتے ہین اور اپنے بچون کی پرورش کرنے اور اپنے ضرر سے خائف
رہتے ہین اور بہترین بہایم وہ جانور ہین جنمین فراست زیادہ ہے اور اثر تعلیم
اونپر جلد موثر ہوتا ہے جیسے گھوڑا اور باز جرّا اور انمین جسکو ادراک تعلیم یادہ
ہے اوسکو فضیلت زیادہ ہے اور یہ انتہا مرتبہ بہایم کی اور ابتدا مرتبہ
انسان کی ہے اور انسان کو حیوانات پر اسوجہ سے فضیلت ہے کہ انسان
صفت نطق سے موصوف ہے اور بسبب اس صفت کے انسان سب
اقسام اجسام سے ممتاز ہے مگر نطق سے مراد فقط بولنا اور باتین کرنا نہین
ہے بلکہ مراد اس سے قوت ادراک معقولات ہے اور قدرت اس بات کی
کہ نیک اور بد مین تمیز کرے اور خیر کو شر سے جدا کرکے پہچانے اور اسی وجہ سے
حق تعالے نے انسان کے جملہ حوایج کو حوالہ راے اور تدبیر پر اوسکی عنایت

رکھا ہے دیکھیے بہایم کو کہ حفظ سرمایہ کیواسطے اونکی کھال موٹی اور بال گنجان
دراز پیدا کیے اور پیدایش کے ساتھہ اونکے دانت ہوتے ہین تا وہ غذا اپنی نباتات
سے حاصل کرین اور انکی زبانون کو اچھے ذائقہ کا آشنا نہین کیا تا وہ ہر طرح
کی گھانس اور پتی کہانے سے نفرت نکرین اور دفع ضرر کیواسطے اونکو
ہتیار بھی عطا کیے کسیکو شاخین دین اور کسیکو سم اور کسیکو دانت دیے اور
پرندونکو پر عطا کیے تا بذریعہ پرونکے اوڑین اور جہان رازقہ اپنا پاوین
حاصل کرین اور جسکے واسطے جیسی غذا مناسب ہے اوسکے لیے ویسی ہی منقار
اور پاؤن خلق کیے جو چڑیان دریائی ہین کہ بے شناوری اونکی کارسازی رزق
کی نہین ہوتی اونکے پاؤن چھوٹے اور پیرونکی اونگلیون مین پردے پیدا کیے
تا اوسکے ذریعہ سے بآسانی شنا کرسکین اور جنکی غذا پانی مین کھڑے رہنے
سے ہے اونکے پاؤن دراز پیدا کیے اور بقدر حاجت اونکے مزاجون کو متحمل
گرمی اور سردی کا پیدا کیا اور کوئی کارسازی اونکی منحصر صناعت پر نہین
رکھی اور جسکو محتاج صناعت کیا ہے اونکو صناعت بھی تعلیم کردی کہ
دوسرے جنس کی اعانت اور امداد کے محتاج نہین ہین بخلاف انسان کے
کہ انسان کی غذا اور لباس اور جلب نفع اور دفع ضرر سب منحصر صناعت پر
ہے جبتک کہ زمین کو جوت کر تخم نہ بویا جاوے اور غلہ نہ پیدا ہوا اور گوندہا اور
پیسا اور چھانا اور پکایا نجاوے رازقہ البشر کا بہم نہین پہونچتا اور جبتک روئی

حکایت تمہیدی

یا ابریشم وغیرہ کا تانا بجاے اور بنا بجاے اور درخت سے نہو تب تک لباس ممکن

نہو اور ان سب باتون کی استعداد اور قوت بشر مین پیدا کی تا اپنی عقل

سے اور اپنی رائے وتدبیر سے سامان اپنی معیشت کا مہیا کرے اور اسیطرح

نیکی اور بدی معاد کو بھی اونہین کی رائے اور تدبیر پر حوالہ کیا کہ چاہین

اپنے افعالِ نیک سے حُسن آخرت اختیار کرین اور چاہین بد افعالی سے

اپنا سوء خاتمت اختیار کرین اور نوع بشر مین بہ نسبت نباتات اور حیوانات

کے تفاوت مراتب کا بہت ہے بعض بشر ہین جو صورت انسان کی

رکھتے ہین اور خصائل اونمین بہائم کے ہین اور بعض ایسے ہین جو بہ نسبت

اونکے کسیقدر سمجھتے ہین اور کسیقدر فکر معیشت کرتے ہین اور فضیلت ہر ایک کو

نسبت مین دوسرے کے اوسیقدر رہے جتنا فہم اونکا زیادہ ہے اور صناعت

اوسکی نازک اور دقیق ہے مثلاً مزدور ٹوکری کا اوٹھانیوالا دو آنے روز پاتا

ہی اور بیلدار جو مٹی کھود کر خمیر کرتا ہے اور دیوار بناتا ہے وہ تین آنے

روز پاتا ہے اور معمار چار آنے روز پاتا ہے اور جو معمار نقاشی کا کام کرتے ہین

وہ چھہ آنے روز پاتے ہین اور مصور اور نقاش جو باریک اور عمدہ کام کرتے

ہین وہ اس سے بھی زیادہ پاتے ہین اسیطرح جسکا فہم اور علم اور کمال جتنا

زیادہ ہے اوتنی ہی اوسکو فضیلت زیادہ ہے جو لوگ امور معاش کیطرف

صرف بقدر ضرورت توجہ کرتے ہین اور ہمہ تن اصلاح امور معاد مین متوجہ

حکایت تمہیدی

رہتے ہین اور نفس اونکا ہمیشہ طالب کمال رہتا ہے اونکو تمام نوع بشر پر ترجیح اور فضیلت ہے اور جنکے قلوب خیانت سے بالکل پاک ہین اور تمام امور جزئی و کلی اونکے اعلے درجے کے کمال کے طالب ہین اونکو حق تعالے وحی اور الہام سے تائید فرماتا ہے اونکی مثال ویسی ہی ہے جیسے اون آدمیونکی جنکی صورت انسان کی اور خصائل بہایم کے ہین اسیطرح سے یہ اشخاص جو ایسا کمال رکھتے ہین اونکی صورتین بظاہر انسان کی ہین اور خصائل اونکے فرشتونکے ہین بلکہ فرشتون پر بھی نوع بشر کو فضیلت اسیوجہ سے ہے کہ فرشتون کو حق تعالے نے صرف نور اور روح سے پیدا کیا ہے اور قوت ملکیہ اونمین جبلی ہے اور قوتِ غضبیہ اور بہیمیہ انمین پیدا نہین ہوئی وہ موافق اپنی خلقت کے کام کرتے ہین اور انسان باوجود اسکے کہ اونمین قوت غضبیہ بھی پیدا ہے اور وہ لوگ اپنی نفسونکو حرکات بہیمی اور غضبی سے بچاکر خصائل ملکوتی کو فعل مین لاتے ہین اسوجہ سے زیادہ فرشتون سے مستحق فیضان انوار الٰہی کے ہوتے ہین اور ایسے ہی لوگ شرف نبوت اور مرتبۂ امامت اور رتبۂ ولایت پر سرفراز ہوتے ہین اور چونکہ یہہ لوگ جنس انسان مین ہین انہین کے سبب سے نوع انسان کو اشرف الموجودات کہتے ہین اور یہی معنی ہین آیہ فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کے **دوم** یہ خلق کیا چیز ہے اور کیونکر پیدا ہوتا ہے اور تغیر اخلاق کا ممکن ہے یا نہین **جواب**

حکایت تمہیدی

خلق مراد ہے اوس ملکہ سے جو نفس انسان کو حاصل ہوتا ہے اور بسبب اوسکے
انسان بے غور و فکر کے کسی فعل کو عمل مین لاتا ہے اور نفس انسان مین پیدا ہونا
ملکہ کا دو طرح سے ہے ایک طبیعت سے دوسرے عادت سے جو طبیعت سے
ہو وہ اسطرح ہے کہ اصل مزاج اوس شخص کا اوس فعل کے صادر ہونیکا اقتضا کرے
مثلاً ایک شخص ہے کہ تہوڑی سی تحریک مین غصہ اوسکا جوش مین آتا ہے یا ایک
شخص ہے کہ بمجرد سُننے کسی آواز کے یا دیکہنے کسی چیز کے خوف اور بد دلی اوسپر
عارض ہوجاتی ہے یا کوئی شخص ہے کہ ذری سی بات مین رنج و اندوہ اوسپیر
بہت طاری ہوجاتا ہے یا کسیکو تہوڑی سے تعجب مین ہنسی بہت آتی ہے
اور عادت وہ ہے کہ کسی شخص نے کسی کام کو بارادہ اپنے اختیار کیا ہو اور کرتے
کرتے اوس کام سے طبیعت کو موانست ہوگئی اور کثرتِ مزاولت سے
غور و فکر کی احتیاج نرہی اور نہایت سہولت سے وہ کام اوس سے
ہونے لگا اور حکما کے اقوال اس باب مین مختلف ہین بعض کا قول ہے
کہ طبیعت انسان کی اصل مین نیک پیدا ہوئی ہے اور افعال بد اوس
سے بسبب اسکے صادر ہوتے ہین کہ تربیت اور تعلیم اوسکی اچّھی نہین
ہوئی ہے اور صحبت اچّھی نہین پائی اور بعض کا قول ہے کہ نفس انسان
بالطبع شریر ہے اور خیر و سعادت اوسمین حُسنِ تربیت اور حسن صحبت سے
پیدا ہوتی ہے اور مذہب جالینوس کا یہ ہے کہ بعض لوگون کی طبیعت

حکایت تمہیدی

اصل مین نیک خلق ہوئی اور بعضونکی طبیعت اصل مین بدخلق ہوئی ہے اور
باقی اوسط مین ہین کہ اونمین استعداد نیکی کی بھی ہے اور مادہ بدی کا بھی ہے اور استعداد
دونونکی قبول کرلینے کی بھی ہے اور مشاہدہ سے یہی بات پائی جاتی ہے کہ طبیعت
بعضون کی ابتدا سے نیک ہوتی ہے اور باوجود صحبت بد کے اور سوء تربیت
کے بدی کیطرف مائل نہین ہوتی اور طبیعت بعضون کی ابتدا سے بد ہے
کہ باوجود حسن تربیت اور خوبی صحبت کے بھی بدی اوس سے زائل نہین ہوتی
اور اکثر لوگ ایسے ہین کہ ابتدا سے بدی کی طرف راغب تھے نیک تربیت ہی اور اچھی صحبت
سے اچھے ہوگئے اور بعض ایسے ہین کہ ابتدا سے نیک باتونکی طرف مائل تھی اور صحبت بد
اور بری تربیت سے بد ہوگئی اور اوسمین بھی درجات ہین بسبب کمی بیشی استعداد کے نیکی بدی
پیدا ہوتی ہے اور بعضے ایسے ہین کہ بسبب بعض افعال کے اثر تادیب اونمین ظاہر ہوتا ہی اور بعض طبیعت
مین مطلق اثر نہین ظاہر ہوتا اور جسطرح سے صورتین انسان کی ایک دوسرے سے
کمتر مشابہ ہین اوسیطرح سے افعال و اخلاق بھی کمتر مشابہ ہین اور طریقہ تعلیم
بھی ہر شخص کیواسطے اور ہر مزاج کے واسطے مختلف ہے کسیکو وعظ و نصیحت
سے نفع ہوتا ہی کسیکو خوف سیاست سے تنبیہ ہوتی ہے اور افعال بد ترک کردیتا
ہے اور کسیکو ضرب و توبیخ سے اصلاح ہوتی ہے پہلے مودب اور مصلح اہل
شریعت ہین کہ وہ افعال نیک کے فضائل اور ثواب اور افعال بد کے رذائل
اور عذاب بیان کرتے ہین اور سیاست و اقامت حدود سے بھی تادیب

حکایت تمہیدی

کرتے ہین دوسرے مودب ارباب عقل و فراست و صاحبانِ علم و حکمت
ہین پس والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کو پہلے سے تعلیم شریعت کا مقید کرین
اور طرح طرح کی تادیب و تفہیم سے اونکی عادتون کی اصلاح کرین اور اگر ضرورتی
ہو تو اجباراً و کراہاً متوجہ کرین تاکہ نیک باتون کی عادت اونمین پیدا ہو
اور جب عقل و ہوش اونکے کمال کو پہونچین تب صحبت عقلا و حکما مین
لیجائین حسن عقلی اور قبائح عقلی کو معلوم کرین اور جس کمال کی طرف توجہ
ہو اوسمین دستگاہ حاصل کرین تتمہ بیان یہانتک تقریر پہونچی تھی کہ
دس بجے حکیم نے عرض کی رات بہت آئی حضرت کے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت آگیا اجازت ہو تو فقیر رخصت ہو پھر جب ارشاد ہوگا حاضر ہونگا
بادشاہ نے وزیر سے اشارہ کیا کہ خلعت منگواؤ بمجرد اشارہ کے بہت
بھاری خلعت اور ایک توڑا زر سفید کا حاضر ہوا بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
عمامہ حکیم کے سر پر رکھا حکیم نے تسلیمات بجا لاکر عرض کی کہ عطایای سلطانی سے
سے انکار موجب ملال خاطر اقدس ہوگا ورنہ فقیر کے نہ گھر نہ مکان نہ سامان
نہ سامان کہان لیجاکر رکھون اور کس صرف مین لاؤن حضرت نے عنایت
فرمائی فقیر کی عزت ہوئی مگر داروغہ توشک خانہ کو حکم ہو کہ امانت فقیر
کی رکھے جب حاجت ہوگی لیلونگا بادشاہ نے کہا اسکا مضائقہ نہین
ہے جسمین تم خوش ہو اور حکم فرمایا کہ منجملہ مکانات شاہی کے ایک مکان

ترتیب دولتخانہ
شاہی کے ضروریات سے آراستہ کرکے حکیم صاحب
کے رہنے کو دیا جائے اور چار خادم معین رہین اور خاصہ خوان
سے جایا کرے اور جو غذا موافق مزاج ہو طیار ہوا کرے حکیم صاحب
رخصت ہوئے اہلکاران شاہی ہمراہ ہوئے جو مکان معین
ہوا تھا اوسمین لیجا کر اوتارا سامانِ راحت سب مہیا تھے اور ہر طرح کی
ضروریات موجود تھی حکیم صاحب نے اپنے وقت پر کچھ کھالیا
اور اپنے شغل مین مصروف ہوئے اور منجملہ زر انعام کے
کسیقدر خدامِ شاہی کو دیا اور باقی ماندہ سپرد خادم کیا اور
وہان بادشاہ محل مین داخل ہوئے خاصہ نوش فرما کر استراحت
فرمائی دوسرا روز ہوا موافق دستور کے صبح سے تا شام کام کیا
امور سلطنت کو انجام دیا بعد مغرب مین پھر حکیم صاحب کو
یاد کیا اور اوسیطرح سے تعظیم کرکے پاس بٹھایا
مزاج پوچھا اور کہا مین چاہتا ہون کہ آج آپ
تہذیب اخلاق کو بیان فرمائیے حکیم صاحب نے
عرض کی بہت خوب

جلسۂ اول بیان مین تہذیب اخلاق کے

بادشاہ نے کہا کہ پہلے آپ بیان کرین کہ اخلاق حمیدہ کتنے ہین اور کیونکر پیدا
ہوتے ہین **جواب** علم النفس مین قرار پا چکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ہر ایک
دوسرے کے خلاف ہے انہین قوتون کے اقتضا سے افعال مختلف اور حرکات
ارادی سرزد ہوتے ہین اور جب کوئی قوت اون تینون قوتون مین سے کم
ہو جاتی ہے تو اور قوتین مغلوب ہوتی ہین اور وہ تینون قوتین وہی ہین جو
مذکور ہوئین یعنے قوت ناطقہ جسکو نفس ملکی کہتے ہین اور مبدا فکر و تمیز کا اور
منبع شوق تحقیق حقایق امور کا وہی ہے اور دوسری قوت غضبی جسکو
نفس سبعی کہتے ہین اور وہی باعث ہے غضب اور دلیری اور سختیون کے
تحمل اور شوق ترفع و مزید جاہ کا سوم قوت شہوانی جسکو نفس بہیمی کہتے ہین
اور یہی سبب ہے شہوات کا اور مبدا ہے شوق لذت و طلب غذا و خواہش ماکولات
و مشروبات و مناکح کا اور شمار اخلاق موافق عدد انہین قوتون کے ہے مگر اخلاق
حمیدہ اوسوقت حاصل ہوتے ہین جب قوتین حد اعتدال مین ہوتی ہین نفس ناطقہ
کی حرکت جب اعتدال پر ہوگی تو متابعت کریگی عقل کی اور اکتساب کمال کا

شوق پیدا ہوگا اور توجہ اس بات پر ہوگی کہ ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو
معلوم کرے اوس طرح پر جیسی کہ وہ ہو وین بطور تحقیق و یقین کے اس سے حاصل
ہوگی فضیلت علم کی اور یہی باعث ہوگی حصول حکمت کی سوال فضیلت
علم کو آپنے بیان کیا کہ علم ہر شے کی اصلیت اور حقیقت کو معلوم کرنا ہے ازروے
تحقیق اور یقین کے جیسی کہ وہ شے حقیقت مین ہو اسکو واضح تر بیان کیجیے
جواب اطفال خورد سال جب شب ماہ مین اپنے کھیل سے فارغ ہو کر ماں باپ
کے پاس بیٹھتے ہین اور چاند کو دیکھتے ہین اسوقت قوت نفس ناطقہ جو بالطبع طرف
دریافت حقایق کے شایق ہے چاند کی حقیقت کو معلوم کرنا چاہتی ہے تب
لڑکے ماں باپ سے پوچھتے ہین کہ یہ کیا چیز ہے اور یہ دہبا کیسا ہے ماں
باپ اونکے بھلانیکو کہدیتے ہین کہ یہ اللہ تعالے کا چراغ ہے اور یہ دہبا ایک
درخت ہے اوسکے نیچے ایک بڑہیا بیٹھی ہوئی چرخا کاتتی ہے وہ اس بات کو
مان لیتے ہین اور چونکہ عقل اونکی ابھی کامل نہین ہے وہ دلیل کے طالب نہین
ہوسکتے اسوجہ سے جہل عارض ہوتی ہے اور علم یقینی وہ ہے کہ جبتک دلائل
عقلی اوسپر قایم نہون تب تک قبول نکرے اور جب دلائل قطعی سے ثبوت
ہوجاتا ہے تب مرتبہ یقین کا حاصل ہوتا ہے سوال اب آپ اون فضائل کا
بیان کرین جواب اسیطرح سے جب حرکت نفس سبعی کی اعتدال پر ہوگی
تو بمتابعت عقل کے قناعت کریگی اوتنی بات پر جسکو عقل نے پسند کیا ہو اور

اور بے محل جوش مین نہ آویگی اس سے فضیلت حلم کی حاصل ہوگی اور اوسکے
ساتھہ فضیلت شجاعت لازم ہے اور حرکت نفس بہیمی کی جب اعتدال پر
ہوگی تو اطاعت کریگی عقل کی اور اقتصار کریگی ایسی چیزون پر جسکو عقل پسند
کریگی اور اپنی خواہشون کے حاصل کرنیمین عقل کے مخالفت نکریگی اس سے فضیلت
عفت کی حاصل ہوگی اور اسکے ساتھہ فضیلت سخاوت کی لازم آویگی اور جب
یہ تینون فضیلتین حاصل ہونگی اور تینون آپس مین مخلوط اور ممزوج ہونگے تب ایک
حالت ایسی پیدا ہوگی جو اون سب کی تکمیل کا باعث ہوگی اور اوسی حالت مرکب کا
نام ہے عدالت اور حکماے سابقین ولاحقین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ
اصول اقسام فضائل کے چار ہین حکمت و شجاعت و عفت و عدالت اور
کوئی شخص عقلا کی نزدیک لائق مدح وثنا کے نہین مگر یہ کہ اوسکو ان فضائل سے
ایک یا دو یا سب حاصل ہون اور یہ بھی حکما کے نزدیک مسلم ہے کہ صاحب فضائل
اوسوقت مستحق مدح ہوتا ہے جب اثر اوس فضیلت کا دوسرون تک پہونچے
اور اگر وہ شخص اپنے ذات سے موصوف ہے اور صفت اوسکی غیر کو تعدی نہین
کرتی ہے تو اوسکو ممدوح عقل نہ کہینگے جیسے صاحب سخاوت کہ اگر فیض اوسکا
ارباب استحقاق کو نہ پہونچے تو اوسکو منفاق کہینگے نہ کہ سخی اور صاحب شجاعت
اگر نفع غیر کو نہ پہونچائے تو غیور کہینگے نہ کہ شجاع اور صاحب حکمت بے
فیض کو مستبصر کہینگے نہ کہ حکیم اور فضیلت جب اپنی حد کو پہونچیگی اور اثر اوسکا

جلسۂ اوّل تہذیب اخلاق

اور دون کو سرایت کریگا تب اون فضیلت سے اغنیا کو امید بھی پیدا ہوگی
اور خوف بھی پیدا ہوگا جیسے سخاوت جاے امید اور شجاعت موجب خوف سے
اور علم سے امید بھی ہے اور خوف بھی دنیا مین بھی اور آخرت مین بھی اور سبب امید
اور خوف کہ دونون سبب بزرگی کے ہین حاصل ہونگے تب عزت لازم ہوگی
سوال یہ تو اصول فضائل تھے جو آپنے بیان کیے اب انکے فروع اور
توابع کو بیان کیجیے جواب ان چارون فضیلتون کے تحت مین متعدد فضیلتین
ہین اون سب کا ذکر اور بیان خالی تطویل عبث سے نہین ہے مگر جو فضائل
کہ مشہور تر ہین اونکو ذکر کرتا ہون حکمت کے تحت مین سات فضیلتین ہین
اوّل ذکا دوم سرعت فہم سوم صفائی ذہن چہارم سہولت تعلم
پنجم حسن تعقل ششم تحفظ ہفتم تذکر سوال ان الفاظ کی تفسیر
کرنا چاہیے جواب ذکا اوسکو کہتے ہین کہ کثرت مزاولت سے ایسا ملکہ ہوجاے
کہ مقدمہ اور جو قضیہ یا مسئلہ پیش آوے اوسکے نتیجہ پر ایسی جلد بے خوض و فکر
نظر پہونچ جائے کہ گویا برق چمک گئی سرعتِ فہم اوسکو کہتے ہین کہ نفس
انسان کو ایسا ملکہ ہوجائے کہ جب کوئی امر پیش آوے بمجرد اوسکے خیال
کے جتنی باتین اوسکو لازم ہون سب سمجھ مین آجاوین اور تامل و تشویش کی
احتیاج نہو صفائی ذہن اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو بے اضطراب
و تشویش کے استخراج مطلوب کے ایسی استعداد پیدا ہوجائے کہ کسی تیج

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

اور الجھن سے مکدر نہو سہولت تعلم اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان تیزی
پیدا کرے کہ جس امر کی تحصیل پر یا تحقیق پر توجہ کرے باوجود پیش آنے موانع
کے خاطر اوسکے پریشان نہو اور اپنے مطلوب پر متوجہ رہے اور آسانی سے
حاصل کرے حسن تعقل اوسکو کہتے ہین کہ جس شئے کی دریافت حقیقت مین
بحث وغور کرے ایک حد اور مقدار اوسکی ایسی ملحوظ رکھے جیسی کہ چاہیے ہو
تاکہ اوس حد کے اندر غور مین اہمال نکرے اور مقدار سے باہر توجہ نکرے تحفظ
اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو کہ عقل یا وہم از روے فکر و تخیلہ کے پیدا کرے
اوسکو قوّت حافظہ اچھی طرح سے محفوظ اور مضبوط رکھے اور غلط نکرے تذکّر
اوسکو کہتے ہین کہ جس صورت کو قوّتِ حافظہ نے محفوظ رکھا ہے جسوقت
چاہے اوسکا ملاحظہ کرنا بآسانی حاصل ہو سوال اب جو فضائل تحت
مین شجاعت کے ہین اونکو بیان کیجیے جواب جو فضائل تحت مین شجاعت
کے ہین وہ گیارہ ہین اوّل کبر نفس دوم نجدت سوم بلند ہمتی
چہارم ثبات پنجم حلم ششم سکون ہفتم شہامت ہشتم تحمل
نہم تواضع دہم حمیّت یازدہم رقّت سوال ان الفاظ کے
معنی اصطلاحی بھی بیان کیجیے جواب کبر نفس اوسکو کہتے ہین کہ
نفس انسان کو کسی بزرگی و دولت سے بالیدگی اور کسی ذلّت و خواری
سے پروا اور اندیشہ نہو اور کسی چیز کے میسر آنے سے اور کسی چیز کے تلف

ہو جانے کا التفات نکرے یعنی امور ملایم اور غیر ملایم کے اوٹھانے
پر قادر ہو **نجدت** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان اپنے ثبات پر ایسا مطمئن ہو
ہو کہ حالت خوف مین بیتابی اوسسے جاری نہو اور اضطراب مین حرکات
غیر مناسب اوس سے سرزد نہوں **بلند ہمتی** اوسکو کہتے ہین کہ جو کام
کرے اوسکو فی نفسہ اچھا سمجھکے کرے اور بجز نکو نامی آخرت و دنیا مین اوسکے
عوض مین اجرت کا طالب نہو اگر لوگ اوسکے کرنے پر مدح و ثنا کرین تو
خوشدل نہو اور اگر بدنام کرین تو آزردہ و دلتنگ نہو اور ہمت اوسکی ہمیشہ بلندی
مراتب اخروی پر مصروف رہے **ثبات** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو قوت
برداشت کرنے رنج و شداید کی ایسی پایداری حاصل ہو کہ کسی صدمے اور قلق کے
عارض ہونے سے دل شکستہ نہو اور آثار تغیر اوسکے بشرہ اور حرکات
سے پیدا نہوں **حلم** اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان ایسا مطمئن ہو جائے
کہ غصہ اوسپر غالب نہ آوے اور اگر کوئی امر مکروہ پیش آوے تو قوت
غضبی اوسکو جوش مین نہ لا سکے **سکون** اوسکو کہتے ہین کہ جو خصومت
اور جو لڑائی واسطے حفظ حرمت یا واسطے حفظ شریعت کے لازم آوے
خفت اور سبکی اوسکی گوارا نکرے **شہامت** اوسکو کہتے ہین کہ
نفس انسان کو رغبت وافر ہو ایسے امور عظیمہ کے بجا لانے پر جسسے
اہل خرد کے نزدیک نیکنامی باقی رہے **تحمل** اوسکو کہتے ہین کہ نفس

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

انسان اپنی تکلیف بدنی کو ریاضت پسندیدہ اور افعال حمیدہ کے بجالانے
مین گوارا کرے **تواضع** اوسکو کہتے ہین کہ جو لوگ مراتب مین اپنے سے کم ہون
اونکو انسان ذلیل وقلیل نہ سمجھے **حمیّت** اوسکو کہتے ہین کہ جن باتون سے
حفاظت حرمت کی اور شریعت کی ضرور ہو اوسکی حفاظت مین سستی اور
تہاون نکرے **رقت** اوسکو کہتے ہین کہ انسان جب اپنے ابنائے جنس کو
مبتلائے رنج والم دیکھے تو دل اوسکا متاثر ہو اور نیت اوسکی اس بات پر متوجہ
ہوجائے کہ اوسے اوس الم سے نکالے مگر مشاہدہ سے ایسے حالات کے اضطراب
اوسکے حرکات اور حالات مین حادث نہو **سوال** اب عفت کے تحت
مین جو فضائل ہین اونکا بیان کیجیے **جواب** تحت فضیلت عفت بارہ
فضیلتین ہین **اوّل** حیا **دوم** رفق **سوم** حسن ہدے **چہارم** مسالمت
پنجم دعت **ششم** صبر **ہفتم** قناعت **ہشتم** وقار **نہم** ورع **دہم** انتظام
یازدہم حرّیت **دوازدہم** سخا **سوال** ان الفاظ کی شرح بھی بیان
کیجیے **جواب** حیا اوسکو کہتے ہین کہ جب کوئی کام پیش آوے اور عقل
انسان کو آگاہ کرے کہ اس کام کے کرنے مین عقلا مذمت کرینگے اوسوقت مین بخوف
مذمت عقلا اوس کام کے کرنے سے احتراز کرے **رفق** اوسکو کہتے ہین
کہ نفس انسان کو اس بات کا ملکہ حاصل ہو کہ جب محل اور موقع آجائے
تو نرم خوئی کے ساتھ اپنے ابناء جنس پر احسان کرنیکے لیے متوجہ

ہوجائے حسن ہدی اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت خاص و شوق
صادق ہو اس بات کا کہ لباس ہنر اور زیور کمال سے اپنے کو آراستہ کرے
مسالمت اوسکو کہتے ہین کہ جب کسی امر مین اختلاف و تنازع واقع ہو تو اوس وقت
جو فعل اور قول کہ ستودہ عقل ہو اختیار کرے اور کثرتِ اختلاف سے ضبط آب
اوسکے قول اور فعل مین طاری نہو دعت اوسکو کہتے ہین کہ ہنگام غلبۂ شہوت
انسان اپنے ارادے کی باگ کو روکے رہے اور ضرورت عقلی سے جو زائد ہو
اوسپر از روے اختیار مبادرت اور اقدام نکرے صبر اوسکو کہتے ہین کہ نفس
انسان مقابلہ کرے خواہش ہائے نفسانی کا اور متابعت لذات قبیحہ کی اختیار
نکرے اور جو رنج والم اوسکے ترک مین لازم آئین اون سب کو گوارا کرے
قناعت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان راضی ہوجاے اوسیقدر آب و
غذا و لباس پر جسقدر اوسکی رفع احتیاج ضروری کو کافی ہوجاے وہ اچھا ہو یا
برا ہو وقار اوسکو کہتے ہین کہ جب انسان مصروف ہو کسی چیز کی طلب و
تلاش مین اوسوقت ایسی جلد بازی اور شتاب روی سے باز رہے جو حد مناسب
سے زیادہ ہو اور اسقدر سستی بھی نکرے کہ مطلب فوت ہوجائے ورع اوسکو
کہتے ہین کہ نفس انسان التزام کرے اعمال نیک اور افعال پسندیدہ کا اور کمی
و بیشی کو اوسمین راہ نہ دے انتظام اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو ملکہ
ہوجاے کہ ہر کام کی مقدار اور ترتیب کو خوبصورتی اور مصلحت بینی کے

ساتھہ لحاظ رکے اور اوسکے خلل کو روا نرکھے حرّیت اوسکو کہتے ہین کہ نفس
انسان قادر ہوجائے اس بات پر کہ مال کو کسب جمیل اور وجہ احسن سے پیدا کرے
اور راہ نیک مین بطور مناسب صرف کرے اور احتراز رکھّے اوس کسب معاش
سے جو برے طور سے حاصل ہو اور اوس خرچ سے جو بد طریقہ مین صرف ہو
سخا اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان پر سہل اور آسان ہوجائے صرف کرنا مال کا
راہ نیک مین جیسا کہ مقتضائے عقل ہو اور سلیقہ ہو اسکا کہ اوس مال کو اہل
استحقاق تک پہونچا سکے سوال عفو اور مروّت جو عمدہ صفات ہین انکا
آپ نے ذکر نہین کیا جواب صفت سخاوت کی ایسی وسیع ہے کہ اوسکے
تحت مین بہت سے صفات ہین تعریف عالم سخا کی ضمن عفت مین بیان
ہوچکی اور بعض صفات جو لوازم سخا سے ہین گذارش کرتا ہون اول کرم دوم
ایثار سوم عفو چہارم مروت پنجم نبیل ششم مواسات ہفتم سماحت
سوال ان الفاظ کی بھی شرح بیان کیجیے جواب کرم اوسکو کہتے ہین
کہ نفس انسان کو سہل ہوجائے اور خوش گوار معلوم ہو مال کثیر کا صرف کرنا
بمقتضائے مصالح عقلی ایسے کام مین جسکا نفع عام ہو اور قدر اوسکی بزرگ ہو
ایثار اوسکو کہتے ہین کہ انسان اوس چیز سے ہاتھہ کھینچ رہے باوصف احتیاج
خاص کے اور دیدالے وہ چیز ایسے شخص کو جسکی احتیاج کو اوسی شے کی طرف
اپنی احتیاج سے زیادہ تصور کرتا ہو عفو اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے

ساتھہ بدی کررکھی ہو اور انسان کو قدرت اوسکے انتقام کی اور معاوضہ
کی حاصل ہو تو اوسوقت مین اوس بدی کا معاوضہ بدی کرنیوالے سے نکرے
اور درگذر کرے اور اگر کسی کے ساتھہ نیکی کررکھی ہو تو شخص ممنون سے
طالب عوض کا نہو مروّت اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان کو رغبت صادق
ہو اس بات پر کہ جہانتک ممکن ہو خلق کو فائدہ پہونچاوے اور تا امکان کسیکی
امید کو قطع نکرے نبل اوسکو کہتے ہین کہ نفس انسان خود لازم کرے اپنے
اوپر افعال ستودہ کا کرنا اور رسم پسندیدہ کا عمل مین لانا اور جب اس طریقے
کسیکو ملتزم دیکھے تو خوش ہو مواسات اوسکو کہتے ہین کہ اعانت کرے
اپنے دوستون کی اور مستحقون کی معیشت مین اور شریک کرے اونکو اپنے
نفع مین اور قوت مین سماحت اوسکو کہتے ہین کہ انسان درگذر کرے
بعض ایسی چیزون سے جنکا درگذر کرنا ضروری نہو اور صرف کرنا بعض
ایسے مال کا جسکا صرف کرنا ضرور ہے سوال تین فضیلتون کے فروع
آپ نے بیان کیے اور مینے سُنے اب اون فضائل کا بیان چاہیے جو فضیلت
عدالت کی تحت مین ہین لیکن مجھکو اس مقام مین ایک خدشہ واقع ہوا ہے
اوس مین میرا اطمینان کردیجیے تب اونکے فروع کا بیان کیجیے وہ یہہ ہے
کہ آپ سابقًا ذکر کرچکے ہین کہ تین فضیلتین یعنے حکمت و شجاعت و عفت
جب اعتدال پر ہونگی تو عدالت پیدا ہوگی اور یہان ارشاد فرماتے ہین کہ عدالت

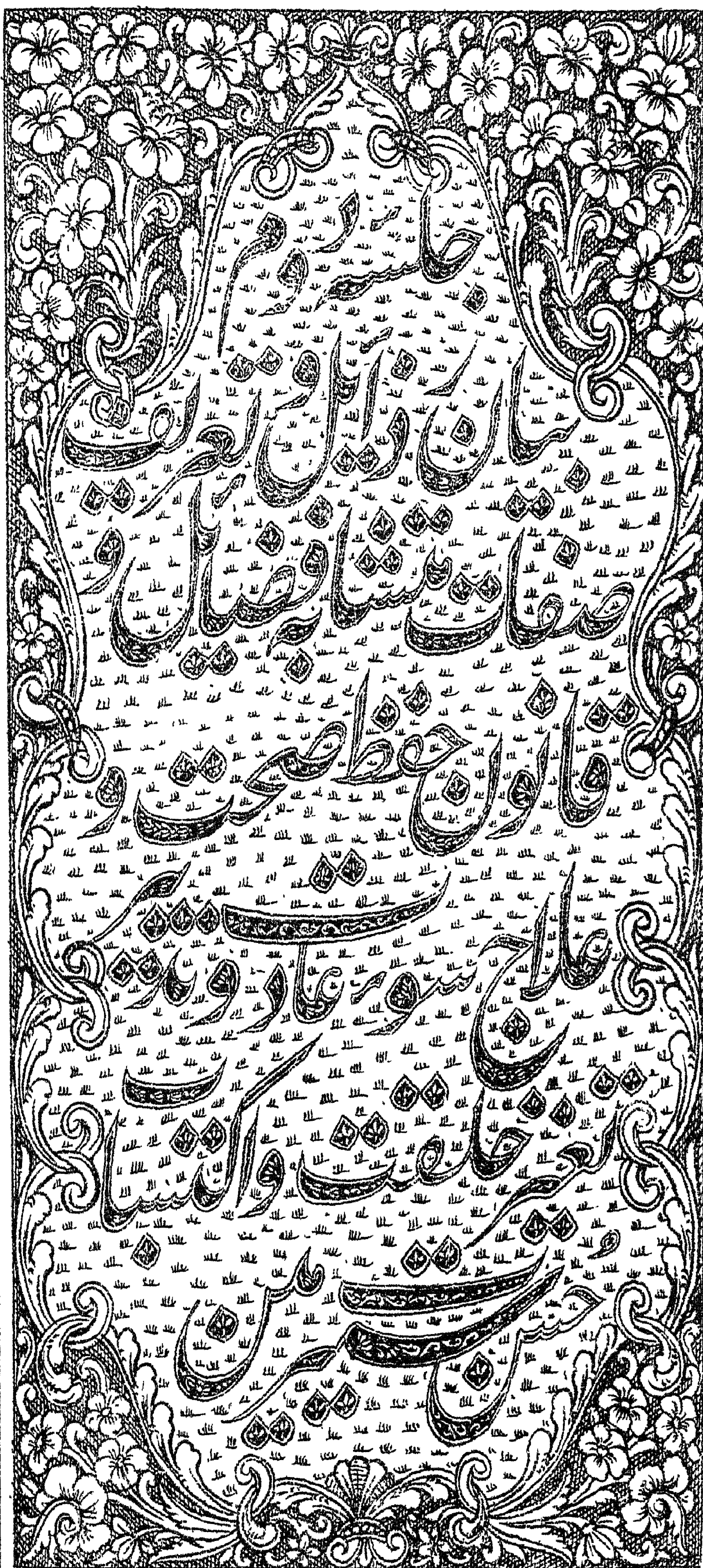
متمم اور مکمل ان صفات کے ہی ہرگاہ اعتدال صفات سہ گانہ کا باعث تولید عدالت
ہی اور پھر عدالت متمم ٹھہری تو دور لازم آتا ہی جواب نظر بدیہی مین صورت دور کی پیدا
ہوتی ہی لیکن غور سے ملاحظہ کیجیے تو ظاہر ہو جائیگا کہ بیان فقیر کا صحیح ہے مینے گذارش
کی ہی کہ اعتدال اون صفات کا سبب تولید عدالت ہے یہ نہین عرض کیا تہا کہ
وجود اون صفات کا باعث تولید عدالت ہے اور جب اعتدال اون صفات کا
متمم صفات مذکورہ کا ہے تو دور کہان رہا اس وجہ سے کہ جبتک اعتدال حاصل نہو
تکمیل اونکی نہوگی اور جب اعتدال کے ساتھہ ترکیب اونکی حاصل ہوے تو عدالت
پیدا ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اوسی اعتدال کا نام عدالت ہے مثال اسکی یہ ہے کہ لکڑی
اور اینٹ اور چونہ سے عمارت طیار ہوئی گو ہر ایک چیز اپنی حالت پر موجود ہے
لیکن سب کے ترکیب سے ایک حالت ایسے پیدا ہوگی جسکا نام جدا وضع کیا گیا
اسیطرح سے صفات مذکورہ بعد کامل ہونے کے کہ اپنی اپنی جگہہ پر موجود رہتی ہین اور
اونکی ترکیب سے جو حالت پیدا ہوتی ہے اوسکو عدالت کہتے ہین سوال
اب مجھکو اطمینان ہو گیا اب آپ اون فضایل کا بیان کیجیے کہ جو فضیلت عدالت
کی تحت مین ہین جواب یہ فضیلتین بھی بہت ہین مگر بارہ مشہور تر ہین اول
صداقت دوم الفت سوم وفا چہارم شفقت پنجم صلہ رحم ششم مکافات
ہفتم حسن شرکت ہشتم حسن قضا نہم تودد دہم تسلیم یازدہم توکل دوازدہم
عبادت سوال ان الفاظ کی تعریف بیان کیجیے جواب صداقت نام ہے

حاشیۂ دوم صفات متشابہ

اوس محبت صادق کا جو باعث ہو اسکی کہ دوست اپنی حالت او سکی
امداد کرے **الفت** کہتے ہین اوس **اتّفاق** رائے کو ایک گروہ کے جو باہم
ایک دوسرے کے امور مین امداد و اعانت کرے **وفا** اوسکو کہتے ہین کہ جو
عہد و پیمان افعال نیک کے بجالانیکا کسیکے ساتھہ کرے اپنے قصد و ارادے سے
اوسکے انجام دہی پر امادہ رہے اور اوس سے تجاوز کرنا جائز نرکھے **شفقت**
اوسکو کہتے ہین کہ اگر اپنی جنس سے کسیکو مبتلا کسی رنج و بلا مین دیکھے تو دل
اوسکا مہربان ہو جائے اور اپنے ارادہ کو اوسکے دفع پر متوجہ کرے **صلۂ**
رحم اوسکو کہتے ہین کہ اپنے عزیزون اور قریبون کو اپنے منافع دنیوی
مین شریک رکھے **مکافات** اوسکو کہتے ہین کہ اگر کسی نے اپنے ساتھہ نیکی
کی ہو تو اوسکے ساتھہ احسان کرے زیادہ اوسکے احسان سے اور جسنے بدی
کی ہو اوسکے ساتھہ عیوض کرے کمتر اوسکے کرنے سے **حسن شرکت**
اوسکو کہتے ہین کہ داد و ستد معاملات مین ایسی خوب صورتی سے اپنا دستور
رکھے کہ جسکو سب پسند کرین **حسن قضا** اوسکو کہتے ہین کہ حقوق غیرون کے
جو اغیار کے ذمے ہون اوسکو تصفیہ کرکے دلادے اور ایسی خوبی سے
ہو کہ کسیکو ندامت حاصل نہو اور نہ اپنے احسان کا بار کسی کے اوپر رکھے
تودّد اوسکو کہتے ہین کہ اپنے ہمچشمون سے اور اہل فضل و کمال سے
مراسم محبت کو بڑہاوے اور اپنی خوش روئی اور شیرین سخنی سے اور امور ضروری

جلسۂ اول تہذیب اخلاق

مراعات سے
سے اپنی محبت اونکے دلون مین قایم
کرے تسلیم اوسکو کہتے ہین کہ جو فعل
حق تعالی سے یا ایسے اشخاص سے تعلق رکھتا ہو جنکے قول
و فعل پر اعتراض جائز نہو راضی رہے اور اونکے احکام کو خوش
روئی اور خوشدلی سے قبول کرے اگرچہ موافق اپنی طبیعت
کے نہو **توکل** اوسکو کہتے ہین کہ جن امور مین قوت بشری
کافی نہو اور تدبیر اور تصرف انسانی اوس مین موثر
نہو اوس مین انسان زیادتی اور نقصان اور تقدیم و تاخیر طلب نکرے
اور اوسکے خلاف پر راغب نہو **عبادت** اوسکو
کہتے ہین کہ تعظیم مین اپنے خالق کی اور مقربان درگاہ کبریا کی مثل
انبیا و ائمہ و اولیا علیہم السلام کے اور متابعت مین اونکی
اور حسب رضا شریعت کی اور امر و نواہی کی تعمیل مین نفس کو ملکہ ہو جاے اور تقوی کو
جو مکمل اور متمم عبادات کا ہی اپنا شعار اختیار کرے جب کلام ننھا ہو چکا حکیم
صاحب نے عرض کی کہ اب حضرت بھی استراحت فرمائین
فقیر رخصت ہوتا ہے پھر حاضر ہو کر ارشاد عرض کریگا



جلسۂ دوم صفات متشابہ

جب موافق معمول کے حکیم صاحب صحبت بادشاہ مین حاضر ہوئی بعد مزاج پرسی کے بادشاہ نے کہا سوال فضائل کو تو آپنے بیان خوب کیا ہمنے سنا اب چاہتا ہون کہ آپ اون اخلاق کا بیان کرین جو عیب ہین جواب اصول فضائل کے چار ہین جیسا کہ عرض کیا گیا نظر اجمالی مین ضد فضیلت کی بھی چار ہونا چاہیے جیسے حکمت کی ضد جہل ہے اور شجاعت کی ضد جبن ہے اور عفت کی ضد شرہ ہے اور عدالت کی ضد ظلم ہے لیکن جب نظر غور سے دیکھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق انسانی جب درجۂ اعتدال پر ہوتے ہین تب فضیلت کہلاتے ہین اور اگر اپنی اعتدال سے بڑہ جائے تب بھی عیب ہی اور گھٹ جائے تب بھی عیب ہی اس سے ثابت ہوا کہ ہر فضیلت کے واسطے ایک حد ہے اور دونون جانب مین اوسکے رذیلت ہے اصول فضائل کے دونو طرف مین وہ رذیلتین ہین جو اصول رذائل ہین جنسے اور رذیلتین پیدا ہوتی ہین اوسیطرح سے جیسے اصول فضائل سے اور اجناس فضائل پیدا ہوتے ہین چار فضیلتین ہین تو آٹھ رذیلتین ہین فضیلت حکمت کی دونو طرف مین دو رذیلتین ہین طرف افراط مین حکمت کے سفہ ہی یعنے استعمال قوت فکریہ کا ازروے ارادے کے اوس امر مین جسمین غور و فکر کی ضرورت نہو یا زیادہ ضرورت سے اور طرف تفریط مین بلہ ہے یعنے معطل رکھنا قوت فکریہ کا ازروے ارادہ کے اوس امر مین جسمین غور و فکر کی ضرورت ہو اور دو رذیلتین ہین دونو طرف مین شجاعت کی طرف افراط مین تہور ہے یعنے

بے ضرورت عقلی و شرعی کے اپنی جان کو ہلاکت مین ڈالدے اور طرف تفریط
مین جبن ہے یعنے باز رکھنا اپنے نفس کو اوس کام سے جسمین مبادرت کی ضرورت
ہو اور ترک اوسکا معیوب ہو اور اور دو رذیلتین دونو طرف مین طرف عفت کے ہین طرف
افراط مین شرہ ہے یعنے حرص کرنا تحصیل لذات مین زیادہ مقدار واجب سے
اور طرف تفریط مین خمود شہوت ہے یعنے باز رہنا طلب لذت ضروری سے جسکو
عقل اور شرع نے اجازت دی ہو اور یہ معنی صادق آئینگے درصورت اختیار
نہ از راہ نقصان خلقت اور دو رذیلتین دونو طرف عدالت مین ہین طرف
افراط مین ظلم ہے یعنے حاصل کرنا وجوہ معاش کا طریقہ ذمیمہ سے اور طرف تفریط مین ہے
انظلام یعنے ظالم کو قوت و اقتدار ظلم کا اور غارت و غصب حقوق کا دنیا اور لینا
ایسے مال کا بے استحقاق کے از روے ذلت کے سوال جتنے فروع فضائل
آپنے بیان کئے ہین اوس کی ہر ایک فرع کے ساتھ دو دو رذیلتین ہین جواب
ہر ایک فضیلت کے ساتھ دو دو رذیلتین ہین سوال آیا ہوسکتا ہے کہ ہر ایک
فضیلت کے ساتھ جو دو رذیلتین ہین اون سب کا بیان کیا جاے جواب
غور و فکر سے عاقل خود تمیز کرسکتا ہے اسواسطے کہ فضیلت وہی ہے جو درجہ
اوسط مین واقع ہے اور حد فضیلت کی معین ہے جو اوس حد سے بڑھ جاے یا
گھٹ جاے وہ رذیلت ہے انہین سے بعض رذیلتین تو ایسی ہین کہ جو ساتھ
نام کے مشہور ہین اور بہت سے ایسے ہین کہ اونکے واسطے خاص کوئی نام

ہر لغت مین منع ہوا ہو یا ہوا ہوا سو اسطے عاقل کو اشارہ کافی ہے سوال
جتنے فضائل بیان کئے ہین اس قاعدہ کے روسے دو چند رذایل سے چاہیے
کم و زیادہ بھی ہین جواب البتہ جتنے فضائل ہین اونکے دو چند رذایل ہین مگر بعض
رذایل ایسے ہین کہ اونکے توابع بہت ہین اور ایک رذیلت کی تبعیت مین بہت سے
رذایل لازم آتے ہین جیسے بعضے اقسام تپ مین [illegible] تشنگی اور دردسر اور تشنگی
اور خشکی زبان اور بیخوابی اور [illegible] اور [illegible] اور ثقل اسکے عوارض لازم آتی ہین
اوسیطرح امراض نفس سے بعضے رذیلت مین ایک رذیلت کے ساتھ بہت سے
عوارض لازم آتے ہین مثلا کذب ہے کہ جب انسان نے جھوٹھ بولنا اختیار
کیا اور خوف ملامت باقی نرہا تو واقعہ اور بہتان اور حلف دروغ اور گواہی
دروغ اور بنانا و تالیف مصنوعی و جعلی کا ایسے شخص سے دشوار نہین ہے جتنا اثر
قوت کا ہوگا ویسی ہی رذایل اوس سے سرزد ہونگے اور اسی طرح سے شرہ
جو افراط مین درجہ عفت کی ہے جب انسان مناکحت اور مزاوجت شرعی کا
پابند نرہا اور عیاشی اور شہوات پرستی اختیار کی اور زنان بازاری اور
غیر محارم سے صحبت اختیار کی تو صرف زر کی احتیاج ہوئی جبتک اپنی
بضاعت خوشنودی محبوب کو کافی ہوئی صرف کرتا رہا جب امکان قاصر
ہوا تو جھوٹے وعدون پر چندے تقاضاے حاجت ہوئی من بعد قرض و
استعارہ سے کارسازی ہوئی جب یہ راہین بھی بند ہوئین تب مال مردم پر

نظر گئی سرقہ پر نوبت آئی مباورت اور رذالت ہوتے ہوتے پرائے
گھر مین پہاندنا اور قطاع الطریقی کرنا اور انسان کے قتل پر اقدام کرنا اور
اوسطرح سے مال بہم پہونچے کر بیٹھنا اونکو کچہہ دشوار نہین ہے اسیطرح پر سلسلہ
رذایل کا بہت دور تک چلا جاتا ہے اور صدہا اور ہزارہا رذیلت کی نوبت
آجاتی ہے سوال معرفت کلی اہل فضیلت کے اور ارباب رذیلت کے
کیونکر ہے اکثر لوگ ایسے ہین کہ مجمع عام مین مسائل حکمیہ اور مصالح عقلیہ اور
نکات علمیہ بیان کرتے ہین اور جب اونکے حالات واقعی سے اطلاع ہوتی ہے
تو افعال اونکے خلاف اونکے علم کے پائے جاتے ہین اور اسیطرح سے بعض
اشخاص کام بہادرون کا کرتے ہین اور دیگر حالات اونکی نہایت خراب
نظر آتے ہین پس فرق درمیان فضایل اصلی کے اور درمیان اون حالات
کے جو مشابہ فضایل سے ہین بیان کرنا چاہیے تا حقیقت فضایل کی
اچھی طرح سے واضح ہو جائے جواب بجا ارشاد کیا حضور نے اکثر لوگ
ایسے ہوتے ہین کہ تیزی طبیعت سے مسایل علوم کو یاد کر لیتے ہین اور
صحبت مین بیعلمون کے بیٹھ کر ایسی طرح سے بیان کرتے ہین کہ سننے
والے تعجب کرتے ہین اور اونکے علم و کمال کی گواہی دیتے ہین اور حقیقت
مین دقایق علمی اور نکات حکمی سے وہ بے بہرہ ہین اور قلب اونکا علم
یقینی سے مطمئن نہین ہے بلکہ حیرت اور شکوک اونکے عقاید مین مستولی

ہین مثال اونکے اون چڑیون کی ہے جو انسان کی طرح سے باتین کرتی ہین یا
مثال اون لڑکون کی ہے جو دیکھنے مین بالغ او رعاقل دکھائی دیتے ہین یا بے
لوگ حکما سے مشابہ ہوتے ہین اور چونکہ وجود حکمت کا نفس ناطقہ سے تعلق
رکھتا ہے اسکے مغالطہ مین اصلیت حکمت کی کمتر وضع ہوتی ہے اسیطرح سے
افعال اصحاب عفت کے صادر ہوتے ہین اون لوگون سے جو درحقیقت صفت
عفت سے عاری ہین جیسے بعض اشخاص ہین کہ بانتظار کسی امر کے لذات
اور شہوات دنیاوی سے کنارہ کش رہتے ہین یا بعض ایسے ہین کہ جنگل و صحرا
مین عمرین اونکی بسر ہوگئین ذائقہ لذات سے اجنبی ہین اور اونکے دل و زبان
لذات او رشہوات کے ذائقہ سے آگاہ نہین ہین یا بعض ایسے ہین کہ اونکو ابتدائے
شباب مین کثرت استعمال سے نقصان باہ ایسا عارض ہوتا ہے کہ حقیقت
مین لیاقت افراط کی نہین رکھتے اور دیکھنے والے اونکو پرہیزگار سمجھتے ہین
یا خلقی ضعیف الباہ ہین یا کسی خوف سے کارہ ہین ایسے لوگ ظاہر مین عفیف
معلوم ہوتے ہین حالانکہ اصل مین وہ ایسے نہین ہین اور صاحب عفت اوسکو
کہینگے جو باوجود قدرت کے حدود عفت کو نگاہ مین رکھے اور حد سے تجاوز
نکرے اور سمجھے کہ بقا نوع انسان کی بے توالد و تناسل کے ممکن نہین ہے اور
تحفظ امور خانہ داری کا بے نسوان کے متعذر ہے اور بے کسی غرض شہوانی کے
محض بنابر مصلحت عقلی اختیار کرے اور اسیطرح سے جملہ تمام مرغوب کو

جلسۂ دوم صفات متشابہ

بقدر حاجت جیساکہ عقلاً و شرعاً چاہیے ہو موافق مصلحت کے بہم پہونچاوے
اور اس سے بھی غرض سواے رفع ضرورت کے اور رفع حاجت کے
اور کچھہ مثل لذت و زینت و نمایش کے نہو اور اسیطرح کام اہل سخاوت
کے اون لوگون سے سرزد ہوتے ہین جو درحقیقت سخی نہین ہین بعض لوگ
ایسے ہین کہ مال کو صرف کرتے ہین واسطے حاصل کرنے شہوات کے یا نام
اپنا مشہور کرنیکے واسطے یا خلق کو دکہانے کے واسطے یا کسی امیر اور
بادشاہ کی مصاحبت اور منزلت حاصل کرنے کے واسطے یا ایسے
شخصون کو دیتے ہین جو اہل استحقاق نہین ہین یا ارباب رقص و سرود
کو اور صاحبان لہو و لعب کو واسطے تماشے کے دیتے ہین سبب اسکا
مختلف ہوتا ہے بعضون کی طبیعت مین استعداد حرص و شرہ کی ہوتی
ہے اور بعضون مین طبیعت لاف زنی کی ہوتی ہے بعض کو ریا پسند
ہوتی ہے اور بعض ایسے ہین کہ طبیعت اونکی اسراف پر مائل ہوتی ہی
اور سبب اسراف کا یہ ہوتا ہی کہ قدر مال کی نہین جانتے یا ماں باپ کی
کمائی فعتاً ہاتھہ آئی اور اسکی قدر سے واقف نہین ہین کہ اس مال
کو کیونکر پیدا کیا ہوگا وہ لوگ صرف بیجا کرتے ہین اور ظاہر ہے کہ مال
کی مداخل مشکل اور کم ہوتے ہین اور مخارج سہل اور زیادہ ہوتی ہین
جسطرح سے کہ سنگ گران کو نشیب سے بلندی پر لیجانا دشوار ہوتا ہے

جلسۂ دوم صفت متشابہ

اور بلندی سے نیچے گرا دینا آسان ہے اسواسطے کہ طریقے کسب مال کے
وجہ جمیل سے کم ہین اور طریقے مال پیدا کرنیکے بُری طرحون سے بہت ہین
اسی سبب سے عقلا کے پاس مال کم ہوتا ہے اور جو لوگ بلا لحاظ وجہ مناسب
اور غیر مناسب کے کسب مال کرتے ہین اونکو فراغت معیشت بہت
ہوتی ہے بعضے خیانت اور سرقہ سے مال کسب کرتے ہین بعضے اپنے
ہمچشمون پر اور ضعیفون پر ظلم کرکے مال جمع کرتے ہین بعضے مکر و دغا سے
اور بعضے فسق و فجور سے بعضے فاسقون کی دلالی کرکے اور بعض کھو ٹیا
مال بناکر بجائے اصلے کے فروخت کرکے اور بعضے امرا کی صحبت مین اونکی
بد افعالی پر خوشامد سے تحسین و آفرین کرکے اور بعضے چغلی اور غیبت کرکے
اور بعض فتنہ و فساد کرکے مال بہم پہونچاتے ہین اور عوام مین بدنامی سے
اور عقلا کی ملامت سے پروا نہین کرتے اور سخی حقیقت مین وہ ہے
کہ جو مال صرف کرے محض اس راہ سے کہ سخاوت کی صفت فی نفسہ
بہتر ہے اور غیر کو نفع پہونچاوے محض ترحم قلب اور شفقت دل
سے اور اوسکے عیوض مین نیکنامی اور مداحی اور کسیکی خوشی کا طالب نہو
تاکہ کمال حقیقی اوسکو حاصل ہو اور اسیطرح سے افعال شجاعون کے اونسے
صادر ہوتے ہین جو درحقیقت شجاع نہین ہین مثل اون لوگون کے کہ
طلب مال مین یا طلب ملک مین یا طلب شہوات مین یا طلب نام و نمود مین

بسبب ضرورت عقلی و شرعی کے سخت لڑائیون پر اور بہت سبب سے جو کہ
لڑائیون پر آمادہ ہو جاتے ہین یہ شجاعت نہین ہے اس وجہ سے کہ جان
عزیز کو معرض ہلاکت مین اور مصائب سخت مین ڈالنا واسطے طلب
مال کے یا طلب مین اوس چیز کے جو قایم مقام مال و جاہ کی ہے نہایت بیوقوفی
ہے اور بمرتبہ خساست طبیعت ہے اور عقلا کے نزدیک موجب ملامت
ہے بعضے چور عیار پیشہ اور قطاع الطریق اور راہ زن ہین کہ طلب مال مین
مبادرت سخت کر بیٹھتے ہین اور جب گرفتار ہوتے ہین تو کوڑے کہاتے
ہین اور ناک اور کان اور ہاتھ کاٹے جاتے ہین اور انواع شداید و عقوبت
مین مبتلا ہوتے ہین مگر ان آلام کو منظور کر لیتے ہین تاکہ اونکے ابنائے
جنس مین اونکو نیک نامی کے ساتھ لوگ یاد کرین اور اونکے تابعین اُنکی
روش کو افتخاراً اختیار کرین اور بعضے ایسے ہین کہ حسب اتفاق دو ایک بار
اونکو حرب و ضرب کا اتفاق ہو گیا اور صحیح و سلامت ظفریاب نکل آئے
اونکو اپنے ثبات و استقلال پر وثوق ہو جاتا ہے اور اوسی بہروسے
عَلَم شجاعت بلند کرتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ تمنائے محبوب مین
اور شوق لقائے معشوق مین اپنی جان کو انواع مصائب و مہالک
مین مبتلا کرتے ہین اور شجاع حقیقی وہ ہین جو حفظ آبرو یا حفظ شریعت
کے واسطے کوشش کرین اور بے آبروئی اور ننگ شریعت کو بمقابلہ

جلسۂ دوم صفات متشابہ

مرگ کے دشوار سمجھے اور حیات ذلیل کو ترک کرکے موت جمیل اور
نوز جمیل کو اختیار کرے اور شجاعت کی ابتدا مین تو خوف ہلاک ہوتا ہے
اور آخر مین لذت ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس صفت کے ساتھ موصوف
ہے جانیگا کہ حیات دنیا چندروزہ ہے اور ہزار طرح کے رنج و آلام اور
امراض اوسکو لاحق ہین اور آخر کار مرگ ہے اگر آبرو ضایع کرکے یا ہتک
اسلام کو گوارا کرکے اور ہدف سہام ملامت عقلا ہوکر چند روز زندہ رہا
تو کیا اس سے بہتر ہے کہ جان عزیز کو راہ خدا مین یا مصالح عقلی و شرعی مین
لڑائے اور حیات ابدی اور رضائے خداوند سرمدی کو حاصل کرے ایسے
اشخاص امداد دین مین اور حفظ حرمت مین بقصد رضاجوئی جناب باری
جہاد کرتے ہین اور فرار و گریز سے احتیاط و انکار رکھتے ہین اور جو بزدل
اور نامرد ہین وہ بھاگتے ہین اور طالب اوس حیات کے ہوتے ہین جو کسیطرح
بقا نہین کرینگی اور چھوڑ دیتے ہین اوس حیات ابدی کو جو ہمیشہ باقی رہیگی اور
مرد عاقل کبھی طلب مین چیز فانی کے ذلت و رسوائی کو گوارا نکریگا اور مقابلہ
مین حیات ابدی اور رضائے جناب احدی اور نعمات سرمدی کی زندگانی
بے بقا اور ملامت عقلا اور طعنہ زنی اغیار و احبا کو اختیار نہین کریگا
اور جو لوگ فقر و درویشی کے قلق مین یا زوال جاہ کے صدمہ مین یا کسی
امر قبیح کے عارض ہونے مین اپنی جان کو گلا گھونٹ کر یا تلوار مار کر یا پھانسی

لگا کر یا دریا و چاہ مین اپنے کو گرا کر ہلاک کر ڈالتے ہین اوسکو شجاعت نہ کہنا
چاہیے بلکہ اونکو جبن اور بددلی کے ساتھ صفت کرنا چاہیے اسواسطے
کہ صبر کرنا شداید پر اور تحمل کرنا مصائب پر لازمہ شجاعت ہے اور تحمل
ایسے امور کا نہونا بددلی اور جبن ہے اسی وجہ سے عقلا اور ارباب حکمت
کے نزدیک تعظیم ایسے شخصون کے جو صفت شجاعت سے موصوف ہون
واجب ہے اور بالتخصیص بادشاہون کو اور اون لوگون کو کہ امور دین کا اہتمام
جنکے قبضہ قدرت مین ہو زیادہ تر قدرشناسی اور اعزاز شجاعون کا ضرور ہے
اور تمیز کرنا درمیان شجاع حقیقی کی اور شجاعت مصنوعی کے لازم ہے کہ شجاع
حقیقی عزیز الوجود ہوتے ہین اور ایسے اشخاص شداید و آلام کو اپنے حلق
نہایت سبک و آسان سمجھتے ہین اور بڑی بڑی لڑائیون سے مطلق اونکی
دلون کو اضطراب نہین ہوتا اور غصہ اون پر مستولی نہین ہوتا مگر اوس وقت مین
کہ جب ضرورت عقلی و شرعی داعی ہوتی ہے اور ایسے شخص پر غضبناک
ہوتے ہین جو عقلاً و شرعاً مستحق ایذا و قتل کا ہو اور ان باتون کے مراتب کا
پہچاننا اور درمیان صفات حقیقی کے اور اخلاق مصنوعی کے فرق کرنا
ہر جاہل کا کام نہین ہے اسکو بھی فیض علم و حکمت چاہیے تاکہ ہر قوت کے
فعل کو اپنے محل مین صرف کرے اور ایک قوت کو دوسرے پر غالب
نہونے دے اور جو امور اوسکی ذات سے خارج ہین بلکہ بشرکت دوسرے

شخص کے بین مثل عدالت کے اوسمین بھی سب طرح کی احتیاط کو مرعی رکھے اور نظر اوسکی ہمیشہ تکمیل فضیلت عدالت پر متوجہ رہے جب معرفت اخلاق کے اور اعتدال ہر ایک کا اور مراتب تجاوز و تفاوت ہر ایک کے اچھی طرح سے نظر مین آجائینگے اوسوقت صفات حقیقی مین اور صفات مشتبہ مین تمیز واقعی حاصل ہوگی سوال چار فضیلتین آپنے اصول فضائل کے بیان کین انہین سب فضائل مراتب مین یکسان ہین یا کسیکو ترجیح اور اشرفیت ہے اور فضائل پر اور ہے تو کس ترتیب سے جواب فضیلت عدالت کو سب فضائل پر اشرفیت حاصل ہے سوال کن وجوہ سے عدالت کو دیگر فضائل پر ترجیح اور شرافت ہے جواب وجہ یہ ہے کہ عدالت سبب انتظام امور معاش و معاد بنی نوع انسان ہے اور ہر شخص اپنے معاملات مین عدالت کا بہت محتاج ہے بخلاف اور فضائل کے سوال اس مطلب کو صراحت سے بیان کرنا چاہیے جواب عدالت کا مفہوم ہے مساوات یعنے ایک شے کو دوسرے کے برابر کر دینا اور اس برابر کر دینے سے یہ ضرور نہین ہے کہ ہر چیز ایک دوسرے کے برابر ہوجائے بلکہ اقتضا عدالت و مساوات کا یہ ہے کہ اشیائے مختلف کو باہم ایسا انتظام دیدے کہ ایک کو دوسرے سے مناسبت صحیح ہوجائے مثلاً علم موسیقی مین ایک صدائے درست

جلسۂ دوم صفات متشابہ

جیسے کھرج کا سُر جب یہ سُر ایک شخص نے بہرا اور دوسرے نے
اوس سے گھٹ کر بہرا یا بڑہ کے سر لگایا تو اوسی سُر کی نسبت دگنی
اون سرون کے تفاوت ہین کہ فلان کا سُر نصف گھٹ کے لگا
اور فلان کا سُر دونا بڑہ گیا پس اس تفاوت کی تمیز کر لینے اور کم
کو زیادہ اور زیادہ کو کم کر دینے کا نام مساوات ہے اور ایک کو
دوسرے سے نسبت ہے دوسری مثال یہ ہے کہ ایک خط فرضی
پر چار شکلین مربع متساوی الاضلاع کی ایسی بنائین کہ بہ نسبت اول
کے دوسم کا ہر ضلع دوچند ہے اور بہ نسبت اول کے سوم کا ہر ضلع
سہ چند ہے اور بہ نسبت اول کے چہارم کا ہر ضلع چہار چند ہے پس
جب اونکو مساحت کرینگے تو مربع دوم کو بہ نسبت اول کے
ازروے رقبہ چار کے نسبت پائی جائیگی اور سوم کو بہ نسبت اول
کے سولہ کی نسبت پائی جاوےگی اور جو نسبت اول کو دوم کے ساتھ
ہے وہی نسبت دوم کو چہارم کے ساتھ ہے پس جو امور کہ انتظام
معیشت کے متعلق ہین وہ تین قسم پر ہین ایک وہ جو تقسیم اموال
کے ساتھ تعلق رکھتے ہین اور دوم معاملات اور معارضات سے
تعلق رکھتے ہین سوم تادیبات اور سیاست سے تعلق رکھتے ہین
قسم اول مین کہا جائیگا کہ زید کو ایک روپیہ یا ایک دوشالہ قیمتی

پانچ سو روپیہ کا ملتا تھا اور بکر رتبہ مین مثل اور مانند زید کا ہے اسکو بھی اوسیقدر
انعام دیا جاے یا یہ کہ کہا جاے بہ نسبت زید کے بکر فلان لیاقت مین اسقدر
زیادتی رکہتا ہے اسکے انعام مین ایک گھوڑا اضافہ کیا جاے اور قسم دوم
مین کہینگے کہ جتنا استحقاق اس بزاز کا ہے بواسطہ ایک تہان کپڑے کے
اوتنا ہی استحقاق اس نجار کا ہے بواسطہ اس کرسی کے یا یہ کہین کہ یہ تہان
کپڑیکا دس روپیہ کی مالیت رکہتا ہے فلان بزاز کو دیے جائین اور اسیقدر
مالیّت اس کرسی کی ہے فلان نجار کو دی جاے یا کرسی بزّاز کو دی جاے
اور اوسکے معاوضہ مین کپڑا نجار کو دیا جاے اور قسم سوم مین کہینگے کہ
زید نے ایک مہینہ بکر سے اپنی خدمت لی ہے اور کچھہ نہین دیا دس روپیہ
اوسکو دلانا چاہیے یا بکر نے زید کو فلان قسم کا ضرر پہونچایا ہے اوسکو بھی
اوسی قسم کا ضرر یا مثل اوسکے پہونچانا چاہیے اور عادل وہ شخص ہے جو
مناسبت اور مساوات دے اشیاے نامناسب اور مختلف مین مثلاً
ایک خط مستقیم کہ طول مین آٹھہ انچھہ ہے اوسکو کہا گیا کہ دو حصّہ کر دے
اوسنے دو حصّہ کیا کہ ایک حصّہ اوسکا تین انچھہ ہے دوسرا پانچ انچھہ ہے
عادل کا کام یہ ہے کہ پانچ انچھہ سے ایک انچھہ گھٹا کر تین انچھہ مین ملا دے
تاکہ دونو برابر ہو جائین یہ بات اوسکو میسر ہوتی ہے جسکی طبیعت
حدّ اوسط مین واقع ہوئی ہو اور استعداد باطنی ایسی رکہتا ہو کہ ہر ایک

امر کی مقدار اور نسبت اور مساوات اور استحقاق کو بخوبی جہان سکے اور
ایسے مناسبات کو وضع اور ایجاد کر سکے اوسکو ناموس الٰہی کہینگے اسواسطے
کہ حقیقتًا ہر شے کے مساوات کا اور مقادیر کا ایجاد کرنیوالا اور جاننے والا
خالق عالم ہے اور ناموس الٰہی اوسکے حکم سے اور تعلیم سے وضع اور ایجاد
ایسی باتوں کا کرتا ہے اور چونکہ معیشت انسان کا سامان یکدیگر کی معاونت
اور امداد پر موقوف ہے تاکہ ایک دوسرے کی خدمت کرے اور مخدوم خادم کو
کچھہ دسے اور کچھہ لے جیسے کہ نجار نے ایک ہل مزارع کو بنا دیا اور مزارع نے
چار سیر گیہون نجار کو دیے اور ایسا ہی ہوسکتا ہے کہ اجرت نجار کی چار سیر گندم
سے زیادہ ہو یا کم ہو پس کوئی شے ایسی ضرور ہے کہ جسکے ذریعہ سے کم کو
بیش اور بیش کو کم کرسکین وہ شے سکہ ہے اوسطکے مدارج کا صحیح کرنیوالا
دنیا مین لیکن عادل بے زبان ہے اور عادل ناطق کا محتاج ہے تاکہ اگر
باہم معاوضہ مال و دنیار مین مخاصمت و تفاوت واقع ہو خلق مین تو اوس
عادل ناطق کیطرف رجوع لیجائینگی اور وہ عادل صامت یعنے دنیار کی اعانت کریگا تا نظام معیشت
خلل پذیر نہو اور وہ عادل ناطق انسان ہوگا اس تقریر سے معلوم ہوا کہ
حفظ عدالت کیواسطے درمیان خلق کے تین چیزون کی ضرورت ہے یعنے
ناموس الٰہی اور حاکم انسانی اور دنیار اور اوس ناموس الٰہی کو چاہیے کہ
خالق عالم کے حکم سے مامور ہو تا نقصان اور زیادتی سے محفوظ رہے اور

جلسۂ دوم صفات متشابہ

ناموس دوم یعنے حاکم بتجویز ناموس اکبر کے ہوگا اور جملہ امور مین ناموس اکبر کی اقتدا کریگا اور تیسرے دینار ہے کہ وہ بھی حسب بتجویز کسی ناموس کے جاری ہوگا اور دینار کی طرف خلق کو احتیاج اسوجہ سے ہے کہ سوا دینار کے اور کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ جس سے تعین مقدار کا اور مساوات شیکا ہوسکے اگر سکّہ نہو تو اشیاے کثیرہ کی قیمت مختلف اور حساب معاملات مشترکہ اور داد وستد اور کاری گرون کی اجرت اور معاوضۂ محنت کسیطرح سے درست و معین نہوسکے اور درہم و دینار سے یہ حاصل ہے کہ ہر شے کی مالیت اور لیاقت دینار سے مشخص ہوجاتی ہے اور تعین حقوق مین دقت نہین رہتی مثلاً کاشتکار نے کسی آہنگر یا درود گر سے کام لیا اور اوسکو مزدوری مین غلہ دینا چاہا اور باہم اختلاف ہوا تو بسبب درہم کے آسان ہے کہ ایک دن کی اجرت حدّاد و نجار کی مشخص کرین کہ ایک درہم ہوے اور جسقدر غلّہ ایک درہم کی قیمت کو وفا کرے حداد اور نجار کو دیا جاوے اور اختلاف رفع ہوجاے **سوال** جو شخص ناموسہاے مذکورہ کو پسند نکرے اونکو کیا کہینگے اور ایسے لوگ کس فرقہ مین شمار کیے جاتے ہین **جواب** ناموس الٰہی کا منکر ظالم اور مفسد کہلاتا ہے اور اسکی تین قسمین ہین اول وہ ہے جو ناموس اکبر الٰہی کی اطاعت نکرے دوسرا وہ شخص ہے جو ناموس دویم کی اطاعت سے

انحراف کرے سوم وہ ہے جو دنیا کے مساوات کو ضایع کرے اور
ان تین ظالمون اور مفسدون سے بڑے بڑے فساد عالم مین ہوتے
ہین اور جسطرح سے ناموس اکبر چاہتا ہے کہ تمام عالم مین صفات جمال
اور اخلاق صالحہ شایع ہون اور اسی امید پر جن لوگون کو سزاوار اور
شجاع سمجھتا ہے اونکو ترغیب جہاد پر کرتا ہے اور اوسکے مصالح اونکو
تعلیم کرتا ہے اور جس کسی مین استعداد حکمت پاتا ہے اوسکو تاکید اور
ترغیب کرتا ہے اس بات پر کہ کتابین علوم کی تصنیف کرین اور
مطالب دقیق کو حل کرین اور مسایل مشکلہ کو آسان کرین اور تعلیم و تعلم پر
لوگون کو رغبت دلاوین اور خود تعلیم کرین اور جسمین استعداد عفت پاتا ہے
اوسکے مصالح کے موافق اوسکو ترغیب کرتا ہے اور عامہ خلایق سے صفت
عدالت کا قصد کرتا ہے اور ظلم و جور اور بدمعاملگی اور کذب و دروغ
اور فتنہ و فساد سے باز رکھتا ہے اور عادل استعمال عدالت کرتا ہے پہلے
اپنی ذات مین بعدہ اپنے شرکا کے باب مین پھر اہل شہر و قصبہ کے
اسوہ مین سوال ہرگاہ فضیلت عدالت کیطرف سبکی احتیاج ہے
توضرور ہوا کہ صاحبان فضائل دیگر یعنے حکیم اور عفیف اور شجاع عادل
کی طرف رجوع لیجائین اور جسطرح عدالت اور فضائل کو انجام پہونچاتے
ہین اور مدد دیتے ہین اسیطرح عادل صاحبان فضائل کو مدد دیتے

اور جو رذیلتین طرف مخالف عدالت مین ہین وہ بھی چاہیے کہ ایسے ہون
جو سب رذیلتون سے قوی تر ہون اور اون رذیلتون کو قوی کرین جو
مقابلہ مین حکمت اور شجاعت اور عفت کے ہین جواب بیشک فضیلت
عدالت ایسی ہی صفت ہے کہ جس سے سب فضائل کو تکمیل ہوتی ہے اور
امداد قوی ملتی ہے اور چونکہ عادل استحقاق ریاست و امارت رکھتا ہی تو ضرور
ہی کہ عادل حقوق مردم کو تلف نکرے پس کیونکر ہوسکتا ہے کہ شخص عادل
ارباب فضائل کے حقوق کو تلف کرے اور اونکی قدر و منزلت و اعزاز و اکرام
نکرے اور اونکی اعانت و امداد نکرے ایسے ہی وجوہ سے لائق سرداری
اور ریاست کے وہی شخص ہے جو عادل ہو اور اسمین بھی شک نہین ہے
کہ ظلم و جور جو رذیلتین طرف مخالف مین عدالت کے واقع ہین یہ بھی انتہائی
رذیلتین ہین اور انواع فساد انتظام عالم مین اسی سے پیدا ہوتے ہین اور
صدہا رذیلتین اسنے پیدا ہوتی ہین جسطرح سے صفت عدالت محیط ہی
سب صفتون پر اوسیطرح سے ظلم بھی محیط ہے سب رذیلتون پر
اور جب نظر غور سے دیکھیے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ اقسام ظلم بہت ہین بعض
انمین سے قوی تر ہین مثلاً اخذ مال کرنا کسی سے بطور ناجائز چوری یا
دغابازی سے یا فسق و فجور سے یا دہوکھا دینے سے یا جھونٹھ بولنے سے
یا جھونٹھی گواہی دینے سے یا مثل اسکے یہ اقسام قوی ہین مگر ان سب مین

ایک پردہ ہے اور از روے قدرت کے ظاہر نہین بلکہ اور کسی مخفی واسطہ
اور حیلہ سے ہین اور اس سے قوی تر ہین جیسے قید مین گرفتار کر رکھنا اور
اور مغلول و مسلسل رکھنا یا ڈاکہ زنی کرنا یا قطاع الطریقی کرنا یا مثل اسکے
اور بعض اقسام ایسے ہین کہ انسان دوسرے کے ضرر کا خواہان ہوتا ہے
بواسطہ تحصیل مال کے اور اس سے قوی تر وہ ہے جو اضرار غیر کا باعث
ہوتا ہے بغیر غرض مال کے بلکہ محض حسد اور شرارت سے سوال عدالت
کے اقسام بھی ہین یا نہین جواب البتہ بلحاظ اون مقامات کے جہان
عدالت کو صرف کرنا چاہیئے تین قسمین ہین اول وہ ہے کہ جو بندونکو
اپنے خالق کے مقابلہ مین بقدر طاقت و امکان عمل مین لانا چاہیے
اور اسی کے ذیل مین ہے حفظ حقوق انبیا اور اوصیا اور مقربان
خدا اور علما اور فضلا اور اولیا کا دوم وہ ہے جو انسان کو مقابلہ
مین آبا و اجداد و ازواج و اولاد و اعزا و اقارب کے لازم ہے اور اسمین
داخل ہین حقوق ابنائے جنس کے خواہ از روے نسب ہون خواہ از روے
جوار یا از روے وطن کے یا از روے صورت کے یا از روے مذہب کے
یا از روے روحانیت کے اور اسی مین شامل ہین معاملات اور ادائے
امانات سوم وہ ہے جو فیما بین دو شخصون کے یا زاید کے واسطے رفع
خصومت اور صفائے منازعت کے کرنا چاہیے سوال حقوق

جلسۂ دوم صفات متشابہ

حق تعالے کے بندون پر کیا ہین اور بندون کو مقابلہ مین اپنے پرودگار
کے کیا کرنا چاہیے اور نسبت ہین انبیا اور اوصیا کے کیا عمل مین
لانا چاہیے جواب ازآنجا کہ اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ جو شی کسی سے
لے یا کوئی اپنی نسبت عطا و سلوک کرے معاوضہ اوسکا ضرور ہے
اور بیادلہ اوسکا نکرنا ظلم ہے اور حق سبحانہ تعالے کی نعمتین نسبت
بندون کے بیحد و نہایت ہین اوسکا بھی معاوضہ ضروری قیاس کرنا چاہیے
کہ اگر کوئی کسی بھوکھی کو کھانا کھلاوے یا پیاسے کو پانی پلاوے یا کوئی
حاجت کسی کی روا کرے یا کسی بیمار کی دوا کرکے اچھا کرے یا کوئی مشورت
نیک بتاوے تو انسان کسقدر ممنون اوسکا ہوتا ہے اگر قادر ہوتا ہے
تو موافق اپنے امکان کے سلوک کرتا ہے ورنہ شکرگذاری اور اظہار
احسان سے ہمیشہ اوسکا مداح رہتا ہے اور جو ایسا نہین کرتا ہی اوسکو
لوگ برا کہتے ہین پھر کیونکر عقل پسند کریگی کہ حق تعالےٰ کی پے در
پے نعمتون کا عیوض بقدر امکان بھی بشر نکرے مثلاً ایک بادشاہ
ہے کہ اوسکے عدل و انصاف سے اور حسن سلوک سے ملک اوسکا
آباد ہے اور ہر شریف و وضیع اوسکے اخلاق حمیدہ اور افعال پسندیدہ
سے دلشاد ہے اور ہیبت معدلت سے کوئی قوی کسی ضعیف پر
ظلم نہین کرسکتا ہے اور ابواب راحت و نعمت خلق پر کھلے ہوئے

ہین اور وزیر وامیر واہل لشکر اور اقویا و ضعفا پر علی قدر ایانت اثر
اوسکا جاری ہے پس معاوضہ احسان ایسے بادشاہ کا یہی ہے کہ
ہر شخص موافق اپنی لیاقت کے نیک نیتی اور خوشدلی سے خدمت ادا
کرے اور عموماً ہر شخص اخلاص اور محبت کے ساتھ اوسکے واسطے
دعا کرے اور اوسکے محامد اور مناقب کو ذکر کرے اور جملہ افعال نیک
مین اوسکی پیروی اور تاسی کرے اور اپنی اہل وعیال کے ساتھ اور
اپنے تابعین کے ساتھ ویسی ہی سلوک سے پیش آوے اور خصوصاً
ملازمین اوسکے کام مین جان و دل سے کوشش کرین اور جو امر اوسکے
نفع کا ہو اوسکو فرو گذاشت نکرین اور جو امر اوسکی
مضرت کا ہو اوسکو دفع کرین اور جس امر مین خود قادر
نہون اوس سے بادشاہ کو مطلع کرین اور بادشاہ
کے حق واجب کے ادا کرنے مین اپنی مستعدی ظاہر کرین
اگر ایسا نکرین بلکہ راہ خلاف چلین تو اونکو ظالم کہینگے حالانکہ
بادشاہ رعایا اور ملازمین سے مستغنی نہین ہی اور ارکان دولت
اور اہل لشکر اور رعایا کی مستعدی اور خیر خواہی سے بادشاہ منتفع
ہوتا ہے اور بدخواہی اور غفلت سے نقصان اٹھاتا ہے اسی سے
بھی بادشاہ کے حقوق کا ادا کرنا جیسا کہ ذکر ہوا عقلاً واجب ہے

جلسئہ دوم صفات متشابہ

اس پر قیاس کرنا چاہیے حقوق پروردگار عالم کے جسکا احصا نہین
ممکن پہلی نعمت اوسکی یہ ہے کہ معدوم سے موجود کیا نباتات مین
نہین خلق کیا ذی روح کیا لنگر پتھر نہین بنایا چرند پرند حشرات مین
نہین پیدا کیا اشرف الموجودات بنی نوع انسان مین خلعتِ وجود عنایت
کیا چشم بینا اور گوش شنوا ہاتھہ پاؤن حواس ظاہری اور باطنی اور
قوائے قوی عقل و فہم دلی اور مادہ ادراک تمیز خیر و شر اور معرفت نفع و ضرر
اور عیب و ہنر عطا کیا اور جملہ انواع کی حکمتین اور تمام اقسام کی نعمتین جسم انسانی مین
خلق کین جنکے ادراک مین عقل بشری حیران ہے اور سامانِ معیشت
اور اسباب راحت مہیا کر دیے اور ہمیشہ ہر ساعت و ہر لحظہ تواتر نعمت
اوسکا موقوف نہین ہے ایسی نعمتون کے عوض مین اگر انسان کچھہ
نکرے تو یہ ظلم سب طرح کے ظلمون سے اقبح ہے اور چونکہ انسان کسی
ایک نعمتِ پروردگار کا عوض اوسکے مثل و مانند نہین کر سکتا ہی
اسواسطے مقتضائے عدالت یہ ہے کہ انسان اوسکی نعمتون کا
شکر بجالانے مین جہان تک اوسکا امکان کافی ہو تہ دل سے
کوشش کرے سوال طریقہ شکر بجالانے کا کیا ہے جواب
اس امر مین حکمائے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے کہ شکر سے
مراد ہے عبادت اور عبادت کی تین قسمین ہین ایک وہ جو اعضائے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

بدن سے متعلق ہے جیسے صلوۃ وصوم وحج وغیرہ دوسرے[2] یہ کہ
جو نفوس و ارواح سے متعلق ہے مانند اعتقادات صحیح کے مثل توحید
و تفکر حکمت باری تعالے شانہ تیسرے[3] جو مشارکت خلق مین
لازم ہے مانند انصاف کے معاہدات و مناکحات و ادائے
امانات و نصائح ابنائے جنس مین اور بعضون نے کہا ہے
کہ عبادت حقتعالے کی تین طرح کی ہے اعتقاد حق[1] قول صواب[2]
عمل صالح[3] اور انصاف یہ ہے کہ طریقہ شکر کا وہی احسن ہے جو حق سبحانہ
و تعالے کو پسند آوے اور اوسکے پسند کا حال معلوم نہین ہو سکتا
بجز اوسکے رازدارون کے پس چاہیے کہ انبیا اور اوصیا اور علما
جو بندون کو راہ ہدایت اور طریق عبادت بتانے کے واسطے
مامور ہین کچھ بتاوین مطابق اوسکے رجوع قلب اور خوشی خاطر سے
عمل کرے اور اسی مین شمار ہے اطاعت و فرمان برداری انبیا
اور اوصیا اور علما اور مقربان خدا کی اسوجہ سے کہ انہون نے
حق سبحانہ و تعالے کے حکم سے بندون کی ہدایت مین انواع اقسام
کی ایذائین اور طرح طرح کی تکلیفین اوٹھائین اور کوئی دقیقہ ہدایت کا
فروگذاشت نہین کیا اور بندون سے اجرت کے طلبگار نہین ہوے
اور انہین کے سبب سے معرفت پروردگار اور طریقہ عبادت

جلسۂ دوم صفات متشابہ

خداوند کردگار معلوم ہوا انکے حقوق بھی ایسے ہین کہ جسکا معاوضہ
انسان سے مثل اوسکے ممکن نہین ہی الا اسکا معاوضہ یہ ہے کہ انکے
احکام کی اطاعت کرے اور اونکے نصائح کو دل سے سُنے اور
تہ دل سے اونکو دوست رکھّے اور اونکے دوستون کو دوست رکھّے
اور اونکے دشمنون کو دشمن سمجھے اور انکے اعزاز و احترام مین کبھی کوئی امر
فروگذاشت نکرے سوال حقوق آبا و اجداد کے اور اولاد کے
اور اقارب کے اور ابنائے جنس کے کیونکر ہین اور اونکے مقابلہ مین
کیا کرنا چاہیے جواب اسطرح کے حقوق بہت ہین اور ہر ایک کے درجات
و مراتب ہین جسقدر قرب زیادہ ہے اوتنا ہی حق زیادہ ہے ہر ایک کا
بیان تفصیلی طولانی ہے مختصر گذارش کرتا ہون سب سے مقدم
حق والدین کا ہے اور حق والدین کا بعد حق خدا و رسول کے بہت
بڑا ہے اسوجہ سے کہ والدین وسیلہ ہین خلقت اولاد کے اور محنت
و مشقت والدین کی پرورش اولاد مین ایسی ہے کہ سوا اونکے عالم
مین کوئی متحمل اوسکا نہین ہو سکتا اور معاوضہ حقوق والدین کا بھی
بجز اسکے کہ اونکی اطاعت کرے اور ہمیشہ اونکی رضا جوئی کرتا رہے
اور اونکی راحت رسانی مین کوشش کرے اور کسیطرح نہین ہو سکتا
اور حقوق اولاد کے یہ ہین کہ اونکی پرورش و تربیت کرے

اور اونکو تعلیم نیک کرے اور اخلاق حسنہ سکھا دے اور حقوق اعزا
واقارب مثل بھائی اور بہن اور چچا اور ماموں اور خالہ اور پھوپھی او
دادی اور دادا کے یہ ہین کہ اون سے بہ لطف ومحبت زندگانی
کرے اور اونکے حوائج مین جو اس سے متعلق ہون اعانت کرے
اور اگر وہ صاحب احتیاج ہون اور خود معیشت کافی رکھتا ہو
تو اپنی معیشت سے اونکی کفالت اور اعانت کرے اور انمین درجات
کو ملحوظ رکھنا چاہیے اور قریب کو بعید پر مقدم کرنا چاہیے اور یہی
خلاصہ ہے صلہ رحم کا اور تفصیل حقوق ازواج واولاد کے تدبیر منازل
مین انشاء اللہ گذارش ہوگی اور حقوق ابنائے جنس کے بحسب
اقسام منقسم ہین اول بنو اعمام النبی ہین انکین قریب ترجیح رکھتے ہین
بعید پر مثلاً سادات فاطمی کو تقدیم ہے صلہ رحم مین علوئین پر اور
علوئین کو ہاشمیین پر اور ہاشمیین کو قریش پر اور قریش کو دیگر اصناف
پر اور بلحاظ ایمان واسلام کے جسقدر جنسیت قریب زیادہ ہوگی
اوتنی ہی رعایت لازم ہوگی یہان تک کہ ہم مذہب اپنے ہم مذہب
کی تائید کرے اگرچہ کسیطرح کی قربت ازروے نسب نرکھتا ہو
اپنے حقیقی بھائی کے مقابلہ مین جبکہ بھائی خلاف رکھتا ہو مذہب
مین اور بعد ان کے حمایت اہل جوار کی اور سن بعد حقوق جنسیت مین

جلسہ دوم صفات متشابہ

تمام بنی آدم کے اور انمین بھی بلحاظ اسباب قریب کے ایک کو دوسرے
پر ترجیح ہوگی بعد اسکے رہی جنسیّت روحانی جیسے پاس حیوانات کا
مثلاً معلوم ہوا کہ کوئی ہاتھی یا گھوڑا یا باز یا کبوتر دو روز کے فاقے سے
ہے یا کسی بلا مین مبتلا ہے تو جنسیّت روحانی اقتضا کریگی کہ تا امکان
اوس جانور کی اعانت کیجائے اور بے سبب اوسکے ایذا اور تکلیف
کو گوارا نکرے اسیمین شمار ہے انصاف کرنا درمیان معاملات کے
اور ادا کرنا دیون اور امانات کا اور نیت کا خوش معاملگی اور امانت
داری پر متوجہ رکھنا اور ظاہر کرنا اوسکا موافق نیت کے سوال رفع
منازعات اور فصل قضایا مین کیا لازم ہے جواب شخص عادل جب
کوئی امر خلاف عدل و انصاف دیکھیگا اور سنیگا تو ملکہ عدالت
ضرور تقاضا کریگا کہ اسکو رفع کرے مثلاً فیما بین دو شخصون کے کچھ
شکایت باعث رنجش ہے اوسکا رفع کرا دینا یا یہ کہ ایک شے پر
دو شخص مدعی ہین اور اوسکی حقیقت کو سمجھہ کر حقدار کو کامیاب
کرا دینا اور فریق ثانی کو سمجھا کر خصومت سے باز رکھنا یا دو شخصون نے
کسی امر نزاعی مین حکم قرار دیا اوسوقت مین امر واقع کو دریافت کرکے
صاحب استحقاق کو ظاہر کرنا اور خصومات کو برطرف کرا دینا یا یہ
حاکم کے سامنے متخاصمین حاضر آئے اونکے درمیان مین صلح یا تصفیہ کرنا

اور حقدار کو کامیاب کرنا مگران سب صورتون مین فریقین مین کسی طرف میل خاطر نہو ورنہ نیت ظلم کی پیدا ہو جائیگی ۔ سوال فضایل کے اکتساب کا کیا طریق ہے جواب علم حکمت مین مقرر ہے کہ جو حرکات انسانی ابتداے انتہا تک متوجہ کمال کے ہین وہ دو حال سے خالی نہین ہین یا سبب اوسکا طبیعت ہے یا صناعت ہے طبیعت کی مثال نطفہ کہ نطفہ جب رحم مین قایم ہوا اور طبیعت نے اوسمین تصرف کیا آناً فاناً حالات اوسکے ایک حال سے دوسرے حال پر مبدل اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی کرجاتی ہین کہ نطفہ سے مضغہ ہوا اور مضغہ سے جسم کی صورت بنا ہاتھہ پاؤن ناک کان سونہہ آنکھہ اعضاے ظاہری اور دل و جگر و دماغ وغیرہ اعضاے باطنی پیدا ہوے روح جاری ہوئی حرکت کرنے لگا ہڈیان گوشت خون پیدا ہونے لگا یہان تک کہ شکم مادر سے نکلکر فضاے عالم مین آیا غذا کا طالب ہوا فضلات جدا ہونے لگے رفتہ رفتہ دانت نکلے بیٹھنے لگا چلنا کہانا پینا شروع کیا ہوش و حواس درست ہوے نیک و بد اور نفع و ضرر مین تمیز کرنے لگا یہانتک کہ درجہ کمال کو پہونچا اور صناعت کی مثال ہے لکڑی کی کہ بواسطہ آلات کے اور کاریگرون کے لکڑی کاٹی گئی چیری گئی گڑھی گئی یہانتک کہ تخت یا صندوق جو بنانا مقصود تھا طیار ہوا مگر طبیعت مقدم ہے صناعت پر پیدایش مین بھی اور ترتیب مین بھی

کسواسطے کہ ظاہر ہونا افعال طبیعی کا محض حکمت الٰہی سے ہے اور صناعت
ارادۂ انسانی سے ہے بمدد امور طبیعی کے پس طبیعت بمنزلۂ معلم اور استاد
کے ہے اور صناعت بطور شاگرد کے ہے اور چونکہ کمال ہر مشبہ کا مشبہ بہ
کی مشابہت مین ہے پس معلوم ہوا کہ کمال صناعت کا مشابہت طبیعت
مین ہے اسطرح سے کہ بنانی اور ایجاد کرنی اور ترتیب دینی اور ترویج
و اشاعت کرنیمین اور تعجیل و تاخیر مین صناعت اقتدا کرے طبیعت کی تاکہ حسن کمال
کیطرف طبیعت کو قدرت الٰہی نے متوجہ کیا ہے صناعت سے از روے
تدبیر کے حاصل ہو اور جو فضیلتین کہ صناعت سے متعلق مین حاصل ہونا
اونکے کمال کا موقوف ہی ہے ارادہ و مشیّت انسانی پر اور جب وہ ارادہ
اتمام کو پہونچ جائیگا تب کوئی کمال اوس سے ایسا نمایان ہوگا کہ ایک لطف
تازہ پیدا کریگا مثلاً کوئی شخص بیضہ ہاے مرغ کو جمع کرکے ایسی جگہہ مین رکھے
جہان حرارت مناسب سینۂ مرغ کے ہو تو اوس سے تھوڑے عرصہ مین بچے
نکل آوینگے اور جو کمال کہ طبیعت سے مقصود تھا وہ صناعت سے اور
تدبیر سے حاصل ہوگیا اور ایک لطف زایدیہ ظاہر ہوا کہ تھوڑے سے زمانہ
مین بہت سے بچے ایک دفعہ حاصل ہوگئے کہ اسقدر بچّون کا ایک ساتھہ مہیا
ہونا خالی زحمت و دقت سے نہتھا جب یہ تمہید قایم ہوچکی تو اب سمجھنا
چاہیے کہ تہذیب اخلاق اور تحصیل فضایل ایک امر صناعی ہے پس صناعت کو

اور تحصیل کمال مین تقلید طبیعت کی لازم ہے پس چاہیے کہ ہم غور کرین کہ وجود
قوائے بشری کا ابتدائے خلقت مین ایک بعد دوسرے کے کیونکر ہے
تاکہ اوسی تدریج کو تحصیل اخلاق مین رعایت کرین او معلوم ہے کہ لڑکون
مین جو سب سے پہلے پیدا ہوتی ہے وہ قوت اشتہا ہے یعنے قوت طلب
غذا کی کہ جب لڑکا شکم مادر سے جدا ہوتا ہے فوراً بے تعلیم کے دودہ کا طالب
ہوتا ہے اور جب وہ قوت زیادہ ہوتی ہے تب آواز گریہ سے اپنی خواہش کو
ظاہر کرتا ہے تہوڑے دنون مین صورت مان کی اور دایہ کی پہچانتا ہی تب
قوت غضبی اوسمین پیدا ہوتی ہے جو موانع اوسکے نفع کے یا سبب اوسکے
ایذا کے ہین اونکو دفع کرنا چاہتا ہے مثلاً پستان مادر پر اگر کپڑا حائل ہوجاتا
ہے تو اوسکو چاہتا ہے کہ درمیان سے اوٹھ جائے اور بدن مین اگر کہین
خراش ہوتی ہے تو کہجانا چاہتا ہے اگر خود کر سکتا ہے تو خود کرتا ہے ورنہ
مان سے یا دایہ سے اعانت چاہتا ہے جب یہ قوتین زیادہ ہوجاتی ہین
تب اوسمین قوت حیا پیدا ہوتی ہے کہ اپنے اعضائے مستور کو چہپانا
چاہتا ہی اور شرم کرنے لگتا ہی اور یہی ابتدا ہی قوتِ تمیز کی اور یہی دلیل ہی اچہا
اور برا پہچاننے کی جب یہ قوت ترقی کرکے اپنے کمال پر پہونچتی ہے تب
شوق نکاح اور مزاوجت کا کرتا ہے اور یہ خواہش طبیعت کی ہی واسطے
حفظ نوع کے اور قوت غضبی جب انتہا کو پہونچتی ہے تب شوق تحصیل

معاش کا اور حوصلہ ترفع اور ریاست کا پیدا ہوتا ہے اور تیسری قوت
تمیز جب اپنے کمال کے نزدیک پہونچتی ہے تب ہر چیز کی ماہیت
اور منافع اور مضار کے ادراک کا شوق کرتی ہے اوسوقت اوسکو
عقل و عاقل کے ساتھہ صفت کرتے ہین اور انسانیت بالفعل
اوسپر صادق آتی ہے اور افعال طبیعی اپنے کمال کو پہونچ جاتے
ہین اسکے بعد نوبت صناعت کی پہونچتی ہے تاکہ انسانیت جو
بواسطۂ طبیعت کے تمام ہوئی ہے بواسطہ صناعت کے استحکام
پاوے اور بقائے حقیقی حاصل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے
کہ تحصیل مین اوس کمال کے جسکی طرف متوجہ ہے اسی قانون
طبیعت کی اقتدا کرے اور تہذیب اخلاق مین ترتیب افعال
طبیعی کے اختیار کرکے ابتدا کرے اس سے کہ پہلے قوت شہوانی
اعتدال پر آوے من بعد قوت غضبیہ کے اعتدال پر لانے کی تدبیر کرے
بعد اسکے قوت تمیز کو اعتدال پر لانے کی سبیل کرے اگر بچپن سے
موافق حکمت کے تربیت اوسکی ہوئی ہے تو یہ ایک بڑی نعمت
ہے پروردگار عالم کی اور ہزار شکر پروردگار کا سزاوار ہے اور طریقہ
پرورش اطفال کا موافق حکمت کے انشاءاللہ تدبیر منازل مین بیان
ہوگا اور واضح ہو کہ اگر ابتدا سے ترتیب و تدبیر بوجہ احسن ہوئی ہے تو

طریقہ طلب فضایل کا اوس پر نہایت سہل آسان ہوگا اور اگر ابتدا
مین خلاف مصالح حکمت کے اوسکی ترتیب ہوئی ہے تو اوسکے چھوڑانیمین
کوشش کرنا چاہیئے اور بسبب صعوبت کے ناامید نہونا چاہیئے اور
اہمال نکرنا چاہیئے کہ ہر روز زوال اوسکا مشکل تر ہوتا جائیگا اور
جب مزاج اوسکا استعداد سرکشی پیدا کریگا اور اخلاق ذمیمہ
راسخ ہوجائیگی تب بجز تاسف و تلہف کے کچھ فائدہ نہوگا اور
جاننا چاہیئے کہ کوئی شخص فضیلت کو ساتھہ لیکر نہین پیدا ہوتا
بلکہ سب فضایل صناعت سے تعلق رکھتے ہین ہان البتہ ازروے
خلقت کے بعض طبایع مین استعداد قبول فضیلت کی زیادہ ہوتی
ہے کہ اندک تعلیم و تربیت اونکو نفع کثیر دیتی ہے اور قاعدہ ہی کہ جس
امر کو انسان اختیار کرنا چاہے اوس کام کی ابتدا کرے پھر مزاولت
اور مہاورت کرنے سے وہ صناعت حاصل ہو کر ملکہ ہوجاتی ہی اور جس
امر کو ترک کرنا چاہے تو آہستہ آہستہ بسہولت ترک ہوجاتا ہی مثلاً
فن کتابت ہے کہ مشق کرنے سے خوش نویس ہوجاتا ہے اور بہت سے
افعال ذمیمہ ہین کہ ترک کرنے سے چھوٹ جاتے ہین اگر طالب فضیلت
متوجہ تحصیل کمال ہے تو اوسکو چاہیئے کہ وہ فضیلت جس امر کا
اقتضا کرے اوسکو عمل مین لاوے اور مہارت حاصل کرے اور

جلسۂ دوم صفات متشابہ

جب انسان متوجہ تحصیل کمال ہو اور اسقدر مناسبت علمی رکھتا ہو
کہ علوم ابتدائیہ کو پڑھ سکتا ہو اور اوسکے مطالب کو سمجھ سکتا ہو تو چاہیے
کہ پہلے ابتدا کرے فن طب سے کہ فن طب کو علم اخلاق سے بہت مناسبت ہے
اسواسطے کہ مقصود علم طب کا صحت بدن ہے اور مقصود علم اخلاق کا تکمیل
نفس ہے اور اسیوجہ سے بعض حکما نے اس علم کو طب روحانی کہا ہے
اس لئے کہ جس طرح طب کی دو قسمین ہین ایک صحت حاصلہ کو محفوظ رکھنا دوسری
امراض کو دور اور زایل کرکے صحت کو پھیر لانا اوسیطرح سے اس علم
کے بھی دو فن ہین ایک وہ جو فضیلت حاصلہ کو محفوظ رکھے اور دوسرا
وہ کہ رذایل کو زایل کرے پس طالب فضیلت کو چاہیے کہ پہلے غور کرے
کہ نفس اپنے حال مین معتدل ہے یا اعتدال سے منحرف ہے اگر اعتدال
حاصل ہے تو تدبیر حفظ صحت و تکمیل نفس کا انتظام کرے اور اگر نفس انسان
مین رذایل ہین تو تدبیر اوسکے زوال کی کرے اور جب انسان متوجہ ادراک
حالات نفس ہو تو چاہیے کہ پہلے قوت شہوانی کے حالات پر نظر کرے
بعد اوسکے حالات قوی غضبی کو دیکھے اور جس قوت کو اعتدال سے منحرف
پاوے پہلے تدبیر ایسی کرے کہ نفس انسان اعتدال پر آوے س بعد تحصیل
کمال نفس کا ملکہ کرے جب ان دونو قوتون کے حالات کے ملاحظہ اور اصلاح
سے فارغ ہو تب قوت نظری کے ملاحظہ پر مشغول ہو اور اوسکی ترتیب

کی رعایت کرنا چاہیے پہلے اس فن کو حاصل کرے جو ذہن کو بھٹکنے سے بچاوے اور طرف اقتباس علوم متعارفہ کے ہدایت کرے اور عقل کو ایسی قوت دے کہ وہم وحیرت وخبط پر غالب آوے اور ذہن اوسکا دریافت حقایق مین مرتبہ یقین کا حاصل کرے جب اس قوت کی اصلاح بھی کرچکے تب قواعد عدالت کے حفظ مین کوشش کرے تاکہ اعمال اور معاملات موافق اقتضائے عدالت کے کرنے لگے اور ملکہ ہو جاوے اوسوقت مین معنے انسان بالفعل کے اوسپر صادق آوینگے اسکے بعد اگر شوق و توفیق ہو تو سعادات خارجی اور سعادات بدنی کی تحصیل کرے اور سعادات کی تین قسمین ہین ایک سعادتِ نفسانی جسکی شرح بیان ہوئی اور ترتیب اوسکی تحصیل کی اسطرح سے کرنا چاہیے پہلے تہذیب اخلاق دویم علم منطق سوم علم ریاضی چہارم طبیعی پنجم الٰہی اور دوم سعادت بدنی اور اس سعادت سے مراد ہے تحصیل کرنا اون علوم کا جس سے خیر وصلاح بدن کی متعلق ہو جیسے علمِ طب اور علمِ نجوم اور سوم سعادت مدنی اور یہ مراد ہے اون علوم سے جو نظام حال ملت ودولت وجمعیت امور معاش سے تعلق رکھتے ہین جیسے علم شریعت مثل فقہ اور کلام اور اخبار اور تنزیل اور تاویل کے اور علوم ظاہر مثلِ ادب وبلاغت ونحو وکتابت وحساب ومساحت وغیرہ علم

جلسۂ دوم صفات متشابہ

سوال اب مین چاہتا ہون کہ اب طریقہ حفظ صحت فضایل کا بیان کیجیے

جواب جب نفس انسانی تابع عقل ہوا اور شوق تحصیل سعادت کا پیدا ہوا اوسوقت مین چاہیے کہ انسان صحبت اور ملاقات ایسے اشخاص کی اختیار کرے جو اس فن مین ماہر و کامل ہون اسواسطے کہ علم طب مین طریقہ حفظ صحت کا یھی ہے کہ سکونت وہان رکھے جن بلاد کی آب وہوا موافق مزاج کے ہو اور وہ غذا استعمال مین لاوے جو مزاج اصلی کو تقویت بخشے اور رہواے مضر اور اشیاے مضر سے احتراز رکھے ویسا ہی تحصیل کمال نفس مین ضرورت ہے ایسے اشخاص کی صحبت کی جو ایسے علوم مین کامل ہون تاکہ ہمیشہ قوت زیادہ ہوتی جاے اور پرہیز رکھے ایسے اشخاص سے جو خلاف اسکے مثلاً جاہل ہون یا مسخر مضحکہ و لہو و لعب کی عادت رکھتے ہون یا لذت پسند ہون اور عیش دوست ہون اور پرہیز ایسے شخصون سے عمدہ شرایط سے اس فن کے ہے اور جیسا کہ ایسی صحبتون سے حذر لازم ہے اوسیطرح سے احتیاط چاہیے سننے سے اور دیکھنے سے ایسی کتابون کے جسمین باتین اور حکایتیں اور اشعار اوس قسم کے ہون اسوجہ سے کہ ایک خبر و روایت خلاف کے سننے سے یا ایک شعر کا مضمون ذہن مین گڑ جانے سے اسقدر خبث اور کدورت پیدا ہو جاتی ہے کہ طہارت اور زوال اوسکا نہایت دشوار

ہوجاتا ہے اور یہ وہ فساد ہے کہ ایسے اسباب سے علما و فضلا کے قدم
لغزش کر گئے ہین اور جوانان ناتجربہ کار کا کیا ذکر ہے اور سبب اسکا یہ ہے
کہ محبت لذات بدنی کی اور شوق راحت جسمانی کا انسان کی طبیعت
مین موجود ہے پس پرہیز ایسی باتون سے مقدم تر ہے اور صحبت
و اختلاط اصحاب فضایل مین بھی اس امر کا لحاظ یہ ضرور ہے کہ وہ
لوگ بصورت اعتدال عادت گیر اخلاق حمیدہ کے ہون اور
خصایل پسندیدہ کا ملکہ رکھتے ہون خواہ وہ علم ہو یا عمل اوسکی مزاولت
اور مہارت کو ترک نکرے اور طبیعت کو ہمیشہ اوسی جانب مصروف
رکھے اور کسل و کاہلی کو اوسمین دخل ندے کہ یہ امر حفظ صحت نفس مین
ایسا ہے جیسا علم طب مین ریاضت بدنی ہے بلکہ اطبّاے نفس انسان
کی نسبت مین اطبّاے جسم کی اس امر مین نہایت مبالغہ کیا ہی کیونکہ
جب نفس انسان غور و فکر سے معطل ہوگا تو بلادت مین مبتلا ہوگا اور
کسل سے مانوس ہوگا اور پھر توجہ کرنا اوسکا اس طرف دشوار ہوگا اور
انسان انسانیت سے پھر طرف خصایل بہیمیہ کے رجوع کر جائیگا
لہذا شغل و مداومت غور و فکر حکمت کی ضروری ہے جب انسان
تحصیل علوم کا عادت گیر ہوگا صدق و راستی سے اوسے الفت
ہوگی تو مشقت و محنت کو تحصیل علوم اور فہم و ادراک معانی حقیقی

مین سہل و آسان سمجہنے لگیگا اور طبیعت اوسکی حق سے مانوس ہوگی اور
باطل سے نفرت کریگی اور سماعت دروغ سے محترز ہوگی یہانتک
کہ نظر اوسکی دقیق ہوتی جائیگی اور شوق اوسکا مطالعہ حکمت مین
بڑہتا جائیگا اور رغبت اوسکی انکشاف غوامض اسرار مین ترقی کرتی
جائیگی یہان تک کہ انتہاے مرتبہ کمال کو پہونچ جائیگا اور طالب
علوم اور مشتاق کمال نفس جب اپنے اقران و امثال سے فایق
ہوجائے اوسوقت مین چاہیے کہ اپنے علم و کمال پر مغرور نہو اور
زیادتی علم و عمل کا ہمیشہ طالب رہے اور یہہ چاہیے کہ پڑہنے مین
اور پڑہانے مین جو بات اوسکو حاصل ہو اوسکے حاصل ہونے کو غنیمت
جان کر اوسکی مہارت و مزاولت سے کاہلی کرے بلکہ اوسکے ساتہ
اسقدر مشقت کرے کہ ملکہ ہوجائے اور خوف نسیان باقی نرہے
کہ علم کیواسطے نسیان بہت بڑی آفت ہے اور حافظ صحت کو
ایسا سمجہے کہ وہ نعمتہاے جلیلہ اور دولت نامتناہی کی حفاظت
پر مامور ہے اور سمجہنے کی بات ہے کہ بیمال کی خرچ کیے ہوئے اور
بے مشقت مین پڑے ہوے ایسی نعمتین اور کرامتین کیونکر حاصل ہوسکتی ہین
اور تہوڑی سی غفلت و کاہلی و تساہل مین اوسکو برباد کرنے
اور خالی ہاتہہ رہ جانے مین ایسا شخص بڑی ملامت کا سزاوار ہے

جلسۂ دوم صفات متشابہ

نہین دیکہتے کہ طالبان نعمات دنیوی کیسی کیسی مشقتین سفر
دور و دراز کی گوارا کرتے ہین اور کیسے کیسے بیابان اور کوہ بے آب
دانہ کو طی کرتے ہین اور بڑے بڑے دریائے خوفناک آفت خیز کی
عبور کرتے ہین اور انواع مکارہ و آلام بہوک اور پیاس کے
اور قلت خواب اور تمازت آفتاب اور برودت ہوا اور جہونکے آندہی
اور جہینٹے بارشون کے اوٹہاتے ہین اور اپنی جان کو مقابلہ مین رہزنون
اور چورون اور قزاقون کے ہلکہ مین ڈالتے ہین تب منفعت تجارت بخوبی
حاصل کرتے ہین اور اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ ایسے ایسے مصائب
اوٹہاکر بضاعت سے ہاتہ دہو بیٹہتے ہین منفعت کو کون کہے
بلکہ اور ایسی ندامت اوٹہاتے ہین کہ سبب اونکے ہلاک
اور تلف جان کا ہوتا ہے اور اگر منفعت سے کسیطرح کامیاب
ہوے تو خوف تلف اوسکا ہمیشہ اوسکے ساتہہ ہے اور اوسکے
بقا پر کسیطرح یقین نہین کرسکتے کسواسطے کہ جب مہیّا ہوا تہا
تو اوسکے اسباب خارجی سے تہا ویسا ہی زوال اوسکا عوارض
خارجی سے ممکن ہے اور اگر شخص طالب دنیا بادشاہ ہے
یا وزیر یا کوئی مقرب بادشاہ کا ہے تو اوسکے واسطے اسباب
مکارہ و آلام زیادہ قسم اول سے ہین اور منازعت حاسد ونکی

اور خصومت دشمنان اور اصلاح فوج اور تربیت اہل قلم اور
زینت خدم وحشم اور رعایت حقوق احباب اور حفظ وصیانت
کید اعدا علاوہ اوسکے ہے اور اعزا و اولاد و احباب ازواج
و اغیار نزدیک و دور سب زیادہ اپنی لیاقت سے خواہان اور
طلبگار خدمات اور آرزومند مراعات کے ہین اور یہ شخص بعض کی
راضی اور خوشنود کرنے پر قادر نہین ہے چہ جاکہ سب کے رضامندی
کیونکر کر سکیگا ہر شخص شاکی ہوگا اور اعتراض کریگا اور عیب ڈہونڈیگا
اور درپے اوسکی ہلاک اور زوال النعمت کا ہوگا اور ایسے ایسے کلمات
اونکی زبانون سے نکلین گے کہ سننے سے اوسکے جو رنج وقلق اور
غم وغصّہ دل پر مستولی ہوگا ضبط کرنا اوسکا دشوار ہوگا اور
بعض حالات مین تلف جان پر آمادہ ہوگا اور جسقدر تابعین اور
لشکری زیادہ ہونگے اوتنی ہی مشغولی خاطر زیادہ اور ضرورت
نگرانی زیادہ ہوگی کہ بے ترتیبی ایسے لوگون کی اور زیادہ باعث رنج
وتعب کا ہوتی ہے ایسا شخص بظاہر خلق کی نگاہون مین تونگر اور بے نیاز
دکہائی دیتا ہے لیکن حقیقت مین سب سے زیادہ درویش ہے
اسوجہ سے کہ درویشی مراد ہے احتیاج سے اور احتیاج فقیر کی اسیقدر ہے
کہ پیٹ بہر کے روٹی ملجائی اور کہالی اور دوسرے وقت تک کو مطمئن ہوجائے

صاحب عیال کی احتیاج اوس سے زیادہ ہو کہ اپنی ذات کی بھی اور عیال
کی بھی سب طرح کے ضرورت کی حاجت رکھتا ہے اور بادشاہ کی احتیاج
سب سے زیادہ ہے جو کسی حالت میں محتاج نہیں ہوتا مصرع آنانکہ غنی
تراند محتاج تراند ٭ اور جسکی احتیاج کم ہے اوسکی توانگری زیادہ ہے اسیلئے
سے غنی الاغنیا ذات ہے پروردگار عالم کی کہ وہ احتیاج سے مطلقا بری
ہے دیکھنے والے بادشاہوں کی حالات مثل کثرت باج و خراج و زینت
تخت و تاج و لباس زرین و طعامہاے لذیذ کو اور ہمیشہ خدم و حشم و غلام
اور افراط سپاہ و اعلام دیکھکر گمان کرتے ہیں کہ کسقدر مسرت اور لذت
اونکو حاصل ہوگی حالانکہ ایسے لوگوں کی فکر و تشویش شبانہ روز
ایسی ہوتی ہے کہ ادنی کسیکو نہیں ہوتی مصرع آنرا کہ بیش عیش غم روزگار
بیش ٭ اور اگر کسی کو دولت کو پاکر تھوڑا نشۂ عشرت کو چندے
بےفکری اور لذت حاصل ہوئی تو اوسکو وہ آلام پیش آتے ہیں کہ عیش و آرام
سابق سب بہ ندامت و پشیمانی ہو جاتا ہے اور جسکی حکومت و دولت
کو چندے امتداد ہوا اور جسقدر اوسکو حاصل ہے بطور عادت ہو گیا
تب نگاہ اوسکی دوسری چیز پر جاتی ہے جو اوسکے دخل و تصرف میں
نہیں ہے یہان تک کہ اگر تمام دنیا اوسکے زیر حکم ہو جاے تو حکومت
عالم بالا کی تمنا کرے یا اپنی حیات کی طول کی آرزو کرے ایسا ہی

حال ہے نعمت ہاے ہماری کا اور نعمات حقیقی جو عطیہ منعم حقیقی فضلا اور
حکما کو حاصل ہین اور زوال ونکا کسیطرح نہین ممکن ہے اگر سبب اطاعت
منعم حقیقی کی اور تحفظ اون نعمتون کا بخوبی بن پڑے تو آنا فانا نعمت
اوسکی ترقی کرتی جاے یہانتک کہ نعمت ابدی حاصل ہو اور اگر انسان
اوسکی نعمتون کی قدر نجانے اور ضایع کرے شقاوت وہلاکت و بدبختی مین مبتلا
ہوگا اور اس سے زیادہ نادانی اور حماقت کیا ہوگی کہ جواہر بیش بہا
جو سامنے موجود ہون اونکو چھوڑ دے اور کنکر پتھر بے ثبات کی تلاش
مین دوڑتا پہرے اگر وہ کنکر پتھر ہاتھ بھی آئے تو وہ حال سے خالی
نہین ہے یا وہ اشیا جنکی تلاش مین اسقدر رنجش اٹھائی ہے تمہارے سامنے
سے اوٹھا لیجائینگے اور تم دیکھا کروگے اور بجز حسرت و افسوس کچھے
کچھہ نکہ سکوگے اور زیادہ سبب بجائے خود کہی رہیگی اور تم خود وہان سی
اوٹھا دیے جاوگے حکیم ارسطاطالیس کہتا ہے کہ جسکو بقدر اوقات
بسری کے میسر ہو اور وہ تہوڑی معیشت مین بسر کر سکے اوسکو نچاہیے
کہ طلب زیادتی مین مصروف ہو اسواسطے کہ زیادتی کی کچھہ انتہا نہین
ہے اور اوس زیادتی کے ساتھہ جتنے بکار رہین اونکی بھی انتہا نہین
اور مراد صحیح اور غرض اصلی معیشت سے دوا اون امراض کی ہے جو انسان
کے ساتھہ پیدا ہوتے ہین یعنے بھوکھہ پیاس کا دفع کرنا تاکہ بسبب

انکی تکلیف دہی کے انسان اپنے مقصود سے باز رہے اور غرض کہانے پینے سے یہ نہین ہی کہ ایسی اشیا تلاش کرے جو درحقیقت اچھی مرغن تکلیف دہ ہین بلکہ ایسے تردد و تلاش مین جو بغرض لذت کے ہے نہ صحت ہے نہ لذت ہے اور انسے احتراز کرنیمین صحت بھی ہے اور لذت بھی ہے اور جسکو بقدر ضرورت بھی ممکن نہو اوسکو اوسیقدر کوشش کرنا چاہیے لیکن احتیاج سے زیادہ اپنی اوقات عزیز کو اونکی کوشش و تلاش مین ضایع نکرے طالب علم کو جو معیشت کی حاجت رکھتا ہو پیروی کرنا چاہیے اوس طالب علم کی جو ایک روز مزدوری کرتا تھا اور جو کچھہ اجرت پاتا تھا اوسمین تین دن کا قوت مہیا کرتا تھا دو روز مطمئن ہوکر تحصیل علم کرتا تھا یا غور کرنا چاہیے جانورون پر کہ جب اپنی غذا کی طرف محتاج ہوتے ہین تب تلاش کو نکلتے ہین بعض انمین سے فقط جیفہ و کرم پر قناعت کرتے ہین اور جو اونکو ملتا ہے اوسی پر قناعت کرتے ہین اور ایک دوسرے کی غذا کا مانع و مزاحم نہین ہوتا پس جبکہ حیوانات بقدر دسترس اپنی غذا پر رضامند ہوکر دست حرص و طلب کو کوتاہ کرتے ہین تو انسان کو بھی لازم ہے کہ بقدر رفع ضرورت و احتیاج اوسیقدر غذا کو کافی سمجھے اور اس امر مین جانورون کی روش اور طریقہ کو اختیار کرے اور اپنے ابناے جنس سے زیادتی

اور عمدگی کی خواہش نکرے اور غذا کی لطافت اور کہانون کی نفاست
اور لذت کے اہتمام و انصرام مین عمر عزیز کو رایگان نکرے اور اسیطرح اوسبا
مقدار ضروری کی طلب و تلاش مین کوتاہی نکرے جسکی طلب و تلاش لابدی
ہے اور سمجہے کہ زیادتی کی خواہش از روے تقاضائے مادۂ طبیعت
ہی نہ از روے عقل کے اسوجہ سے کہ طبیعت او سقدر غذا کی طالب
ہی جس سے قوت باقی رہے اور مادۂ خرچ کو اس قسم کی ضرورت نہین ہے
بلکہ ہمیشہ ارادہ اوسکا اسیطرف متوجہ رہتا ہے کہ جگہ کو خالی کر دے اور فضلات
کو خارج کر دے پس ایسی صورت مین عقل کو اوس سے کچہہ تعلق نہین ہا
اور عقل کا تصرف اور تمتع ان امور مین ویسا ہی ہے جیسے کوئی بزرگ بضرورت
کسی ادنے کی خدمت کرے اور یہ بہی لازم ہے کہ انسان حفظ نفس
کے واسطے قوت شہوت اور قوت غضبیہ کو ہیجان مین نہ لاوے کسیوقت
مین بلکہ انکی تحریک کو اصل طبیعت کے اقتضا پر چہوڑ دے اسلئے کہ ایسا
اکثر ہوتا ہے کہ کسی لذت کے ذکر سے یا کسی شہوت کے استعمال سے یا کسی رتبہ
بلند حاصل ہونے سے شوق اوسکے حصول و اعادہ کا پیدا ہوجاتا ہی اور یہ شوق مبدا
ہوجاتا ہے اس امر کا کہ طبیعت کو اوس شوق کی چیز کی طرف مائل کرے
اور نفس کو اس خواہش کا مطیع کرے اسلیے کہ بے اسکے خواہش اوسکی
حاصل نہین ہوسکتی اور مثال اسکی یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی شہر میں یا کسی گاؤن

درندہ کو چھیڑے اور جب وہ حملہ کرے تو اوس سے بچنے کی فکر مین کرے
اور ہدایات سوا اونکے کسی فہمیدہ دوست کا ہیکو ہونگی کہ خود سے باین مثلاً
ہوس عاقل کو لازم ہی کہ ان دونو قوتون کی خواہشون کو مزاج پر چھوڑدے
تاکہ مزاج خود اونکی خواہشونکو بقدر ضرورت مہیا کرے اسلیے کہ اوسکی مدد
کیواسطے فکر وذکر کی چندان ضرورت نہوگی بلکہ اگر حفظ صحت اور بقاے
نسل کی ضرورت سے حاجت ہوگی تو طبیعت خود بواسطہ فکر
وذکر کے اس مقدار ضرورت کو معین کرلیگی تاکہ حد سے تجاوز نہو اوسیطرح
انسان کو ہر وقت نہایت تامل وغور وفکر وقت نظر سے اپنے جملہ فعال و
اقوال وحرکات وسکنات اور تدابیر وتصرفات کو عمل مین لانا چاہیے
تاکہ کوئی قول وفعل اسکا ازروے عادت کبھی ضرورت عقلی سے خالی نہو
اور اگر دو ایک مرتبہ عادت بلا ارادہ عقل کے خلاف جاری ہوجاے
تو اوسکو سزا ایسے مناسب دینے کا التزام کرے اگر نفس مضر شیا کیطرف
مبادرت اور بدپرہیزی کرے اوسوقت مین جب ضرورت پرہیز
کی ہو تو اوسکو کہانے سے بالکل باز رکھے اور روزہ رکھنا اختیار کرے
جسوقت اسکی ضرورت معلوم ہو اور اس عادت کے چہوڑانے کے
واسطے انواع واقسام کی ایذا وتکلیف نفس کو دے اور اگر کسیوقت
مین غضب بیمحل آجاے تو اوسکی سزا کیواسطے کسی ایسے شخص سے

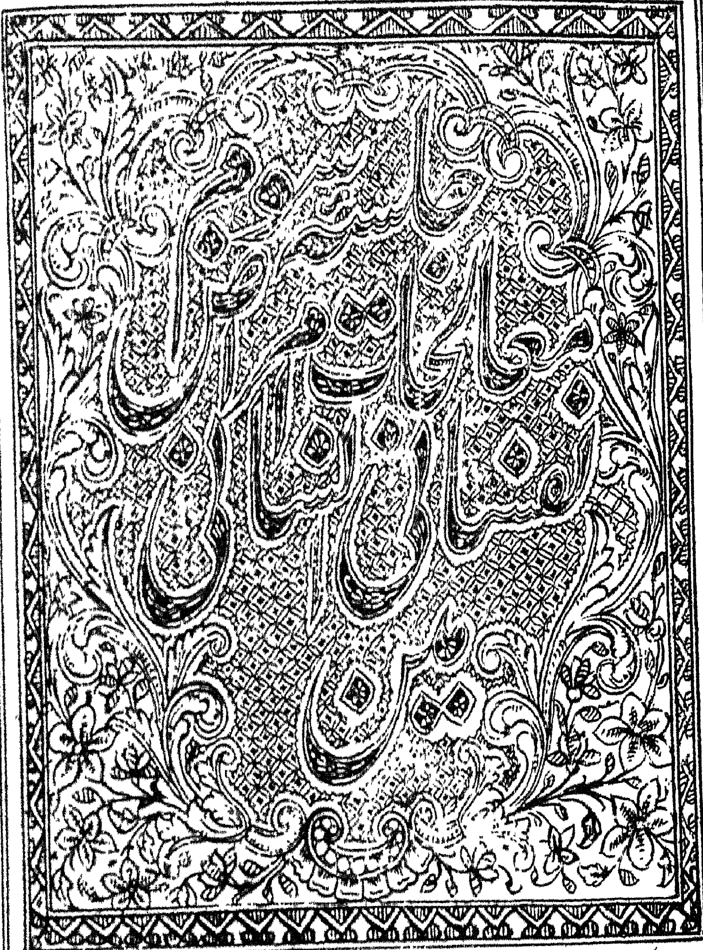
تعرض کرے کہ وہ بے اندیشۂ شان ومنزلت برا کہے یا اور کوئی فعل
مثل اسکے جو دشوار ہو اختیار کرے حکایت حکمائے لکہا ہے
کہ اقلیدس کا دستور تہا کہ جب اوسکو اس قسم کی ضرورت ہوتی تہی
تو بیوقوف اور بدتمیز لوگون کو اپنے شہر سے اجرت دیکر ساتھ لیجاتا تہا
وہ اوس سے سخت کلامی کرتے تہے اور اس وجہ سے اوسکے نفس کو ایک
طرح کی سرزنش ہوتی تہی اور سزا ملتی تہی اور اگر انسان اپنے نفس مین
مین استعداد کسل کی ہیجان دیکہے تو نفس کو بواسطہ اعمال صالحہ مشقت
شدید مین مبتلا کرے اور اذیت وتکلیف کے کام اختیار کرے اور ایسے
چند امور کا التزام کرے اور کسیوقت اوس سے غافل نہو تاکہ نفس کو مجال کسل
کی نملے اور پہر کبہی عقل کے خلاف نکرے اور لازم ہے کہ جملہ اوقات مین
ایسے لوگون سے احتیاط وکنارہ کشی رکہے جو مرض کسل نفس مین مبتلا ہوئے
اور تہوڑے سے گناہ عقلی کو کمتر نسمجہے اور اوسپر عمل کا ارادہ نکرے
اسواسطے کہ رفتہ رفتہ نفس کو بڑے گناہون کے کر بیٹہنے کی جرات حاصل
ہوگی اور جو شخص عنفوان جوانی مین نفس کو شہوات کی متابعت سے
باز رکہیگا اور حلم وبردباری کو ہیجان غضب کیوقت صرف کرتا رہیگا اور
زبان کو روکے رہیگا اور اپنے امثال واقران کے شدائد پر آشفتہ نہوگا
اوسکو ان امور کا ملکہ حاصل ہوجانا کچہہ دشوار نہین ہے اسلیے کہ جو لوگ

بے وقوفون کی خدمتمین مبتلا ہوجاتے ہین اور اونکی گالیون اور برا بہلا کہنے
کے خوگیر ہوجاتے ہین اونکو پہر اثر ایسے کلمات سے نہین ہوتا بلکہ غضب
لانے والی باتون کو سنکر ہنستے ہین حالانکہ قبل اس کے اور اسکی عادت
ہونیکے وہ ایسے افعال کو برا جانتے تہے اور اوسوقت مین اگر کوئی
اونکو ایسے کلمات کہتا یا ایسے حرکات اونکے ساتہہ کرتا تو وہ ہرگز جواب
دینے سے باز نرہتے اور ایسا ہی حال ہے اوس شخص کا جو غرور کو پسند
کرتا ہو اور اپنی افضلیت کے گہمنڈ مین کم رتبہ اور بے تمیز آدمیون کی
ملاقات و صحبت سے کنارہ کش ہو یہ بہی حد اعتدال کے خلاف ہے
اور انسان کو لازم ہے کہ غلبۂ شہوت و غضب سے پیشتر اپنے نفس کو
صبر و حلم کا عادی کرے جسطرح سے بادشاہان سنجیدہ و دور اندیش مقابلہ
دشمن سے پہلے اپنے زمانہ فراغت اور مدت مہلت مین قلعون کا استحکام
اور اسلحہ حرب کی درستی کر رکہتے ہین اور سامان جنگ پہلے سے مہیا
و آمادہ رکہتے ہین ایسے افعال مین ہر انسان کو پیروی دل سے بادشاہون
کی کرنا چاہیئے اور جو شخص صحت نفس کے حفظ کا طلبگار ہو اوسکو لازم ہے
کہ اپنی چہوٹے بڑے سب عیبون پر اطلاع و آگاہی حاصل کرے اور پہر
بہی اون پر قناعت نکرے زیادتی واقفیت کا طلبگار رہے جالینوس
حکیم نے ایک کتاب مخصوص عیوب کے پہچاننے مین اور نقایص ذاتی کے دریافت

کرنے مین تحریر کی ہے اوس مین لکھا ہے کہ جو شخص اپنے نفس کو دوست رکھتا ہو
اور اپنے نفس کے معائب کو باوجود ظہور کے نجانتا ہو تو اوسکو لازم ہے کہ
اوس عیب کے دفع کرنیکے واسطے کسی ایسے فاضل کامل سے صحبت اختیار
کرے جو فضائل کمال کا جامع ہو اور اوسکو آگاہ کردے کہ مین زیادہ تر اس
ضرورت سے آپکی خدمت مین حاضر ہوا ہون کہ آپ براہ صداقت
صادقہ مجھکو میرے معائب پر آگاہی دیجیے اور اس امر کا عہد استوار
اوس سے لے اور اوسکے اس کہنے پر راضی نہو جاے کہ آپ مین کوئی
عیب نہین ہے بلکہ اس تقریر کو ناگوار کرے اور اس خیانت کا الزام
دے اور عہد اول اوسکو یاد دلائے اور پھر اصرار بلیغ کرے اور الحاح سے
اس امر کی پھر درخواست کرے اور اگر اسپر بھی وہ انکار کرے تو اپنا ملال
ظاہر کرے تاکہ کسیقدر اوسکو خیال ہو جائے اور پھر وہ انکار نکرے اور
جسوقت وہ مجبورانہ منظور کرے اور اسکے معائب کو اس سے بیان کرے
تو بشاشت اپنی ظاہر کرے اور مقام خلوت مین اوسکی شکر گذاری
بجالائے تاکہ وہ دوست اس اطلاع دہی کو اوسکے واسطے ہدیہ و تحفہ تصور
کرے اور پھر اطلاع معائب مین کوتاہی نکرے اور جس عیب کو وہ بیان
کرے اوسکی علاج کی فکر کرے تاکہ اوسکو یقین حاصل ہو جائے اور وہ معائب
دفع ہو جائین یہان تک خلاصہ تھا کلام جالینوس کا مگر فقیر کی نظر مین

ایسا دوست زمانہ مین کمیاب بلکہ نایاب ہی اور ایسے اشخاص کا ملنا نہایت
دشوار ہے ہان دشمن سے اس بارہ مین زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے
اسلیئے کہ وہ بلا محابہ سب عیب ہونگے ظاہر کردیگا اور ہرگز کوتاہی
نکریگا بلکہ اصل سے زیادہ تہمت اور بہتان بھی کریگا یہ فعل اوسکا اگرچہ
عداوت سے ہے مگر طالب ہنر کے حق مین مفید ہے مگر اسکو لازم ہے کہ
اوسکے افترا و بہتان و اتہام کو بھی عیب اصلی سمجھکر احتیاط کرے اور
اوس فعل کو عمل مین نہ لاوے جیسا کہ جالینوس نے دوسرے مقام مین
لکھا ہے کہ اچھے لوگون کو دشمنون سے بھی فائدہ پہونچتا ہے اس فقرہ کا
مطلب بھی یہی ہے اور یعقوب کندی نے جو حکماے اسلام سے ہے
کہا ہے کہ طالب فضیلت کو لازم ہے کہ ہمچشمون کے عادات
و افعال کو اپنے نفس کیواسطے آئینہ بناے تاکہ جو فعل بد اون سے
سرزد ہو اوس سے خود پرہیز کرے اور لوگون کے عیوب کو اس نظر سے
دیکھے کہ خود اپنے معائب کو ویسا ہی جان کر دفع کرے اور انکے افعال
بد کو دیکھکر اپنے نفس کو ملامت کرے اسطور سے کہ گویا یہ فعل اوس سے
سرزد ہوا ہے اور ہر روز و شب کے آخر مین اپنے تمام افعال جزئیہ کو
غور کرکے یاد کرے اور ہرگز اون جزئیات کی شمار اور احصا کرنے
مین کوتاہی نکرے اگرچہ سنگریزہ اور سوکھی گھانس وغیرہ کے مثل

مین ہو یعنے وہ فعل ایسا بے وقعت ہو کہ ہونا اور نہونا اوسکا برابر ہو اوسکو بھی
نگاہ مین رکھے اگر وہ بدی ہی تو اوس سے پرہیز کرے اور اگر نیک ہی تو اوسکا ارادہ
مصمم کرے اور گناہان گذشتہ پر نفس کو ملامت کرے اور ایک سزا اوسکے واسطے
ایسی مقرر کرے کہ اوس امر بد کے عمل کرنے پر اور امر نیک کے ترک پر سیاست
کرے اور رفتہ رفتہ نفس کو برائیون سے نفرت اور نیک کامون سے رغبت بہم پہنچے
اور ہمیشہ چاہیے کہ نیکی اور بدی جو سرزد ہوا اوسکو خیال مین رکھے تاکہ
وہ بدی پھر عمل مین نہ آئے اور وہ نیکی ترک نہونے پائے اور اوسی حکیم کندی
کا قول ہی کہ یہ بات کام کی نہین ہی کہ فائدہ خلق کیواسطے اسرار حکمت کو دفتر کے
دفتر جاری کرین اور کتابین تصنیف کرین اور خود اوس سے بے بہرہ رہین
اور سنگ فسان یعنے سان کے مثل ہو جائین کہ چاقو اور چھری اور
تلوار کو پرشش دین اور آبدار کرین اور خود کسی چیز کو کاٹ نہ سکین
بلکہ ہمین چاہیے کہ ہم اپنے کو مثل آفتاب کے بنائین اور فیض نور کا
اپنی ذات سے تمام عالم کو پہونچائین اگرچہ ہمسے اخذ نور کرکے
کوئی مثل ماہتاب کے بنے اور ہمارا مثل ہو جائے مگر پھر بھی
فیض پہونچانا آفتاب کا کم نہین ہوتا یہان تک محصل تہا کلام
کندی کا اس تقریر کے بعد حکیم صاحب بادشاہ سے رخصت
ہو کر اپنے فرودگاہ پر تشریف لے گئے



جب حکیم صاحب مطابق معمول کے خدمت مین بادشاہ کے حاضر ہوے
بعد حال پرسی کے بادشاہ نے کہا سوال اب عود صحت یعنے معالجات
امراض نفس کو بیان کیجیے جواب علم طب بدنی مین قاعدہ کلیہ مقرر ہے
کہ علاج امراض کا ضد سے کرتے ہین یعنے مادہ حار مین ادویۂ بارد سے
اور مادہ بارد مین اجزائے حار سے اسیطرح طب نفسانی مین علاج رذایل
کا ضد رذایل سے کرتے ہین اور فقیر پہلے گذارش کر چکا ہے کہ اجناس
فضایل چار ہین اور اونکے افراط مین اور تفریط مین جو رذایل ہین وہ بھی

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی مین

شمار کر چکا ہون کہ آٹھہ ہین اور قاعدہ ہے کہ ایک چیز کی ضد بھی ایک ہی
ہوگی جیسے حرارت کی ضد برودت ہے اور سیاہی کی ضد سپیدی ہے
اور یہان جو ایک فضیلت کے ساتھہ دو رذیلتین گذارش ہوئی ہین
یہ رذایل دونو ایک ہی چیز سے ہین ایک افراط مین ہے اور ایک تفریط
مین انکو مجازاً ضد کہہ سکتے ہین اور طریقہ علاج کا یہ ہے کہ پہلے اسباب وعلامات
سے مرض کو پہچانتے ہین من بعد علاج مین مصروف ہوتے ہین اور اعتدال
سے مزاج کے منحرف ہونیکو مرض کہتے ہین اور مزاج کو اعتدال پر پہیرلانیکو
علاج کہتے ہین اور بیان ہو چکا ہے کہ انسان مین تین قوتین ہین ایک قوت
تمیز یعنے قوت ملکیہ دوسری قوت دفع یعنے قوت غضبیہ سوم قوت
جذب یعنے قوت بہیمیہ اور ہر قوت کے امراض تین قسم سے خالی نہین
ہین یا بواسطہ تفریط یا بواسطۂ افراط یا بواسطۂ ردائت کے قوت تمیز
کی افراط مین مکاری وحیلہ گری پیدا ہوتی ہے اور وہم تسلط کرتا ہے
ایساکہ امور وہمیہ کو یقین کر دیتا ہے اور تفریط مین بلاہت وبلادت
پیدا ہوتی ہے عملیات مین اور قصور نظر کا نظریات مین اور ردائت
مین شوق علم جدل اور سفسطہ کا پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے قول جا
وبیجا پر بحث کرنے لگتا ہے اور جو سمجھہ مین آتا ہے اوسپر یقین کر لیتا ہے
اور علم کہانت وشعبدہ وغیرہ کو واسطے حصول شہوات خسیسہ کے استعمال

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی ۱۴۲

استعمال کرتا ہے اور قوت غضبیہ کی افراط مین شدت غصہ کی اور افراط
شوق انتقام کا اور رغبت بیمحل پیدا ہوتی ہے اور تفریط مین بے حمیتی
و بددلی اور مشابہت عورتون کے افعال و حرکات کی پیدا ہوتی ہے
اور ردائت مین غیظ اور غصہ جمادات اور بہایم پر پیدا ہوتا ہے اور
انسان پر بھی جبکہ محل غصہ کا نہو اور افراط قوت بہیمیہ مین شکم پرستی اور
حرص اکل و شرب کی پیدا ہوتی ہے اور عشق و شیفتگی ایسے لوگون کے
ساتھہ جو محل شہوت نہو اور تفریط مین کسل کرنا تلاش معیشت ضروری
مین اور قطع کرنا نسل کا اور زایل ہونا شہوات کا اور ردائت مین شوق
مٹی کہانیکا اور رغبت مقاربت مذکور کی یا ازالہ شہوت کا بصورت جلق
کے یہ اقسام ہین اجناس امراض بسیطہ کے جو قوری نفس مین حادث ہوتے
ہین اور مرکب ہونے سے ان اجناس کے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین
جسکا جمع بہی اقسام مذکورۂ بالا مین اور بعض ان امراض سے مہلکہ مین
مثل حیرت اور جہل کے اور علاج انکا نہایت دشوار ہے اور سبب امراض
کے دو طرح پر ہین ایک نفسانی اور ایک جسمانی اور تغیر نفس کا باسباب
نفسانی یا جسمانی ہوتا ہے مثلاً افراط غضب سے یا عشق سے یا لواحق
اندوہ سے صورت اور بدن مین تغیر آجاتا ہے جیسے اضطراب اور لاغری
اور تمام بدن کا امراض و اسقام سے جب کسی عضو شریف مین کوئی امر حادث

ہوگا مثلاً دل و دماغ مین تو نفس کے حال مین بھی تغیر واقع ہوگا اور نفس کو جیسا
چاہیے تفکر اور تخیل اور تصرف ملکات کا ویسا نکر سکیگا پس معالج نفس کو لازم ہے
پہلے سبب حدوث مرض کا دریافت کرے اگر بنیاد مرض کی جسمانی ہے تو پہلے طریقہ
طبی سے اوسکا علاج کرے تاکہ اجسام اعضائے شریفہ اپنی حالت اصلی پر عود کرین
اوسوقت علاج امراض نفس کا کرے کہ جب سبب زایل ہوجائیگا مسبب بھی
زایل ہوجائیگا اور طب مین چار طریقے علاج کے ہین غذا سے اور دوا سے
اور سم سے اور داغ اور قطع سے اوسیطرح یہ امراض نفسانی مین بھی خیال
کرنا چاہیے اسطرح پر کہ پہلے قباحتین اوس رذیلت کی جسکا زایل
کرنا منظور ہے اسطرح اپنی خاطر مین لاوے کہ شک و شبہات کو اوسمین
گنجایش نرہے اور بسبب اوس رذالت کے جو فساد دینی و دنیوی پیدا
ہونیوالے ہون اونسے اچھی طرح سے واقف ہولے پس بارادہ مستحکم
اوسکے دفع پر مستعد ہو اگر اسیطرح سے وہ رذیلت ترک و زایل
ہوجاوے تو بہتر ورنہ جو فضیلت مقابلہ مین اوس رذیلت کے ہو
اوسکی مداومت مین زیادتی کرے مثلاً بخل رذیلت ہے اور سخاوت
اوسکے مقابلہ مین فضیلت ہے جب افہام عقلی سے بخل زایل نہو
تو چاہیے کہ طبیعت پر زور ڈالے اور مال کو وجہ مناسب مین صرف کرنا
شروع کرے یہ طریقہ بمقابلہ علاج غذائی کے ہے اور اگر اس طریقے سے

حیلئہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانیہ

بھی مقصود حاصل نہوا تو اوس وقت مین نفس کو ملامت اور مذمت اور توبیخ
کرے خواہ از روے فعل کے خواہ بطریق قول کے خواہ بطریق غور و فکر
کے اور جب یہ بھی مفید نہوا اور اعتدال پر لانا کسی ایک قوت کا قوت شہوانی
یا غضبی سے ضروری ہو تو اوس وقت مین دیکھے کہ وہ رذیلت جسکا دفع
مدنظر ہے غلبہ قوت شہوانی سے ہے یا غلبہ قوت غضبی سے اگر غلبہ
قوت شہوانی سے ہے تو استعمال قوت غضبی سے علاج کرے اور اگر
غلبہ قوت غضبی سے ہے تو استعمال قوت شہوانی سے علاج کرے اسواسطے
کہ کھانا کھا لینا اور کچھ پی لینا اور سو رہنا جو متعلق قوت شہوانی کے ہی غصہ
فرو کرتا ہے اور حالت غضبی مین اشتہا کھانے پینے کی اور رغبت خواب
اور استراحت کی گھٹ جاتی ہے اسلیے کہ جب ایک قوت کو غلبہ ہوگا
ضرور ہے کہ دوسری قوت کو ضعف ہوجائے اور جب یہ دونون قوتین
آپسمین ملجائینگی تو قوت تمیز کو غلبہ ہوگا اور وہ اپنا اثر ظاہر کرسکیگی
اسطرح کا علاج مقابلہ مین علاج دوائی کے کہا جاتا ہے اور جب ایسی
تدبیر سے کافی نہوا تو اوس وقت مین دوسری رذیلت جو مقابلہ مین اوس
رذیلت کی ہے اوسکو استعمال مین لاوے یعنے جس رذیلت کا دفع منظور ہے
اگر مرتبہ افراط مین ہے تو اوس رذیلت کو ایسے جنس سے
استعمال کرے جو مرتبہ تفریط مین ہے یا بر عکس اسکے مثلاً سخاوت کے

مرتبہ افراط مین اسراف ہی اور مرتبہ تفریط مین بخل ہے اگر علاج بخل کا
منظور ہے تو اسراف کا استعمال کرے اگر اسراف کا دفع منظور ہے
تو بخل سے علاج کرے مگر اوسیوقت تک کہ جب تک وہ رذیلت
اپنی حد سے گھٹ کر یا بڑھ کر مقام اعتدال مین نہ آوے اور
جب اعتدال پر آجاے اوسوقت اوسکو چھوڑ دے
اسطرح کا علاج بمقابلہ سمیات کے ہے کہ جب تک طبیب مضطر ہوگا
اور دفع مرض کا استعمال سم مین منحصر دیکھیگا اوسوقت استعمال سمیات کا
بقدر حاجت کریگا اور جب مقصود حاصل ہوجائیگا موقوف کریگا تاکہ مزاج
اوسکا عادت گیر نہوجاے اور دوسرا مرض پیدا نہوجاے مثل عادت
افیون کے اور دیگر مخدرات کے کہ ضرورتا واسطے حبس نزول کے یا بند
رطوبات دماغی کے استعمال کیا اور بعد حصول مقصود کے انقطاع اوسکا
نہوا تو استعمال افیون کا بجاے خود ایک مرض اوس سے سخت تر ہوگیا
اور جب اس طریقہ سے بھی مقصود حاصل نہوا اوسوقت نفس کو تادیب اور
تعذیب سخت مین ڈالنا چاہیے اور نفس کو تکلیفات صعب سے مثل
اعمال شاقہ اور نذرہاے مشکلہ کے کہ جنکا بجالانا مشکل ہو مالش کرے
یہانتک کہ مصالح عقلی کی متابعت اختیار کرے اور یہ قسم علاج کے
مقابلہ مین اوس علاج کے ہی جو طب مین قطع اعضا سے اور داغ دینے سے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

عمل میں لاتے ہیں اسقدر بیان مجمل معالجات کلی امراض نفس کا تھا اور جسنے
اس علم سے مناسبت حاصل کی ہے وہ اسی قاعدہ سے معالجات
جملہ امراض نفسانی کی کر سکتا ہے سوال ہم چاہتے ہین کہ جملہ امراض نفسانی
کی تدبیر اصلاح اور معالجات تفصیلی بیان کیجیے جواب جملہ امراض کے
معالجات کا بیان خالی تطویل سے نہین ہے اور جسکو مختصر نافع نہین ہے
اوسکو طول سے بھی کچھ نفع نہین ہے اب حسب ارشاد بعض اون
امراض نفس کا علاج گذارش کرتا ہون جو سخت ترین امراض مین اور مہلکہ
ہین اور اوسی قیاس پر جملہ امراض کا علاج ہو سکتا ہے واضح ہو کہ امراض
قوت نظری کے بجہت مراتب کے بہت ہین انمین بسیطہ بھی ہین اور
مرکب بھی ہین لیکن تباہ ترین اقسام اسکے تین قسمین ہین اول حیرت
دوم جہل بسیط سوم جہل مرکب قسم اول قبیل افراط سے ہے اور
قسم دوم تفریط سے اور قسم سوم رداوت سے ہے حیرت حادث ہوتی
ہے اوس وقت مین جب کسی مسئلہ مشکلۂ دینی یا دنیاوی مین دو دلیلین
یا زیادہ مثبت اور منفی ایک معارض دوسرے کے پیش آئین اور نفس
تحقیق حق اور ابطال باطل سے عاجز آگیا علاج اسکا یہ ہی کہ مسائل
مین غور و فکر سے اس بات کا ملکہ حاصل کرے کہ جب کسی مسئلہ مین
دو دلیلین قایم ہون تو دیکھے کہ دونون کے جمع کرنے سے مقصود حاصل

ہوتا ہے یا نہین اگر نہین ہوتا تو ایک کو دوسرے سے رفع کرے یا اثبات
و نفی مین ایک کو قوت دیکر طرف قوی کو اختیار کرے اسواسطے کہ دونون
صورتون کا جمع ہونا محال ہے جب اسمین مناسبت پیدا ہو طبیعت کو
تب از روئے قوانین منطقی کے اور مقدمات کے قیاس سے دلائل کے
ضعف و قوت کے ادراک کا ملکہ پیدا کرے تا کہ دو طرفون مین ایکطرف پر
جزم و یقین کر سکے اور غلط کو صحیح سے امتیاز دے سکے اور علم منطق اسیواسطے
ایجاد ہوا ہے اور خاص کر کے وہ کتابین جو سوفسطائی کے قیاسات کی
رفع غلطی کے واسطے تصنیف ہوئے ہین علاج اس مرض کے ہین جہل بسیط
اوسے کہتے ہین کہ نفس انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین
جاہل ہون یہ جہل ابتدائے شعور مین مذموم نہین ہے اسواسطے کہ خلقت
انسان جوہر علم سے عاری ہو اور جانتا ہو کہ مین جاہل ہون یہ جہل ابتدائے
شعور مین مذموم نہین ہی اسواسطے کہ خلقت انسانکی ایسے ہی حالت پر
پیدا ہوتی ہے اور طلب علم کی شرط یہی ہے کہ جب انسان اپنے کو
جاہل سمجھیگا تب ہی طلب علم مین محنت کریگا اور جب سمجھیگا کہ مین صاحب
علم ہون تو تحصیل علم سے فارغ ہو جائیگا لیکن جہل بسیط مین باقی رہنا
جہل پر اور حرکت جنبش نکرنا واسطے تحصیل علم کے اور اوسی پر قانع
اور راضی رہنا البتہ مذموم ہے اور تباہ ترین رذیلت ہے اور علاج

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

اسکا یہ ہے کہ جاہل کو اس بات پر رغبت اور غیرت دلائی جاوے کہ وہ خیال کرے حالات انسان کے اور حیوان کے اور آگاہ ہو اس بات سے کہ انسان کو انسان بسبب نطق و تمیز نیک و بد کے کہتے ہین اور جاہل جو فضیلت علم نہین رکھتا جانور و نمین شمار ہے نہ کہ انسان مین اور لیجاوے جاہل کو ایسی صحبت مین جہان مجمع اہل علم و صاحب کمال کا ہو اور باہم مذاکرہ علم کا اور درس و تدریس کا کرتے ہون جب اونکے محاورات کو نہ سمجھیگا اور اونکے محاورات کو بجز سننے کے فہم مین نہ لاسکیگا اونکے سامنے بولنے مین اور باتین کرنے مین شرم آئیگی اور جانیگا کہ میری آواز گویا کسی جانور کی آواز ہے اگر انسان ہوتا تو انسانون سے کلام کرنے مین مصروف ہوتا اور یہ نہ سمجھے کہ مین بھی انسان ہون کہ استعداد انسانیت ہر بشر مین ہی اسواسطے کہ جاہل کو انسان کہنا بطور مجاز کے ہے نہ از روے حقیقت کے کہ گیہون کے درخت کو عرف مین گیہون کہتے ہین اور جو کے درخت کو جو کہتے ہین حالانکہ وہ حقیقت مین گھانس ہے جب تک کہ اومین گیہون اور جو پیدا نہو اسطرح سے آدمی کو انسان کہتے ہین بسبب منشاء کے اور انسانیت کا بالقوے ہونا بسبب علم کے ہی اور جب آدمی اپنے دل مین انصاف کریگا تو سمجھیگا کہ جو مقصود جانورون کے پیدا کرنیکا ہی وہ اوسمین بخوبی حاصل ہی اور جو مقصود انسان کے پیدا کرنیکا ہی وہ اوسمین نہین ہی لیکن اگر

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

ہمین جانوروں سے بھی بدتر ہون جب ایسی باتین اوسکے ذہن مین جمینگی اور
علم کو ذریعۂ کمال نفس کا سمجھیگا تب تحصیل پر آمادہ ہوگا اور محنت مشقت
کو گوارا کریگا **جہل مرکب** حقیقت اس مرض کی یہ ہے کہ نفس انسان
صورت علم سے خالی ہے اور سمجھتا ہے کہ مین عالم ہون یہ رذیلت خراب
ترین رذایل ہی اور جسطرح اطبائے ابدان بعض امراض مزمنہ کے علاج سی
عاجز آتے ہین اوسیطرح اطبائے امراض نفس اس مرض کے علاج سے
عاجز ہین اور وجہ عجز کی یہ ہے کہ جب وہ خود اپنی مرض پر متنبہ نہوگا
علاج نہین ہوسکتا اور جب تک وہ اپنے کو جاہل نہ سمجھیگا تب تک
طلب نکریگا اسی سبب سے ایسے علم سے جہل بسیط بہتر ہے اور جو اس
مرض مین نافع ہی وہ صرف ایک تدبیر ہے کہ ایسے شخص کو رغبت دیجائے
طرف علوم ریاضی کے مثل ہندسہ و حساب وغیرہ کے کہ اوسکے دلائل
کے اخذ مین محنت کرے اور یہ علوم ایسے ہین کہ انکی غلطی فوراً ظاہر ہوجاتی
ہی اور غلط کنندہ کو بجز اعتراف کے چارہ نہین ہوتا اور جس علم مین دخل
نہوگا اوسمین دست اندازی نہین کرسکتا اور کریگا تو خطا اوٹھائیگا او
جب ان علوم کے طرف متوجہ ہوگا اور خطا اوٹھائیگا تب اپنے جہل کا
اعتراف کرنے سے اوسکو چارہ نہوگا اوسوقت مین امید ہی کہ شاید اور
علوم کی نسبت بھی اپنے عقیدہ کو باطل سمجھے اور حقیقی علم کا طالب ہوگا ہے

تو بعید نہین ہے کہ تھوڑے دنون مین جہل بسیط کی صفات اوسمین ظاہر ہون
اور علم کی تحصیل کرے اور امراض قوت غضبیہ کے بہت ہین مگر تین
مرض جو بہت قوی ہین اونکا ذکر کرتا ہون اول غضب ہے مرتبہ
افراط مین دوم جبن ہے مرتبہ تفریط مین سوم خوف ہے مرتبہ
ردائت مین اور غضب ایک ایسی حرکت ہے نفس کی کہ مبدا اوسکا
شوق انتقام ہے اور یہ حرکت جب جوش مین آتی ہے تو خون دلکا
جوش مین آتا ہے اور دماغ اور شریانات بخارات مظلم سے ممتلی
ہوجاتے ہین اور عقل کو چھپا لیتے ہین کہ فعل عقل کا ضعیف ہوجاتا ہے
اور مثال اسکی پہاڑ کے ایسے غار کی ہے جسمین لکڑیان اور پتے درختون کے
اور جلنیوالی چیزین بھری ہون اور اوسمین آگ لگ جاوے اور اوس سے
دہوان اور شعلے بلند ہون اوسوقت کیفیت اوس غار کی کچھ
معلوم نہوسکیگی اور بجھانا اوسکا نہایت دشوار بلکہ محال ہوگا اسیطرح
سے دور کرنا غصہ کا نہایت متعذر ہے اسوجہ سے کہ جب کچھ بھی
اوسکے کم ہونیکی کرینگے مادہ قوت کا زیادہ مشتعل ہوگا اگر نصیحت
کرینگے غصہ زیادہ ہوگا اگر کوئی حیلہ برانگیختہ کرینگے تو غصہ اور
ترقی کریگا اور ہر شخص کا حال بجہت ترکیب مزاج کے مختلف
ہوتا ہے کسواسطے کہ کوئی ترکیب مشابہ ترکیب گوگردی ہے

کہ اندک آگ سے شعلہ پکڑ لیتی ہے اور کوئی ترکیب مشابہ ترکیب
روغن سے ہی کہ اوسکو بہت آگ چاہیے اور کوئی ترکیب مشابہ چوب
خشک کے ہی اور کوئی ترکیب مشابہ چوب تر کے ہی کہ شعلہ پکڑنا اوسکا
دیر کو ہوتا ہے اور جب اسباب متواتر ہو جاتے ہین تو تھوڑی آگ
بھی بہت کام کرتی ہے اور تر و خشک سبکو جلا دیتی ہے جسطرح سے
دو شاخین درختون کی جب ہوا سے آپسمین رگڑتی ہین تو دیر کے بعد
اوسمین آگ پیدا ہوتی ہے اور اوسکے سبب سے جنگل مین آگ لگجاتی
ہی اور خشک و تر درخت کے درخت جلکر فنا ہو جاتے ہین اسی پر خیال کرنا
چاہیے کہ بعض اشخاص کو تھوڑا اسا رنج اگرچہ بسبب ایک کلمہ خلاف
کے ہو باعث فسادہاے عظیم کا ہو جاتا ہے حکیم کا قول ہی کہ اگر
کوئی کشتی ہواے تند اور آشوب دریا مین طوفانی ہو جاے اور
اوس دریا مین ٹہوکر کہانیکی چیزین مثل پہاڑ وغیرہ کے بہت ہون
تو اوسکی نجات پاجانیکی امید ہے کہ ملّاحون کی تدبیر اور کوشش کو
گنجایش ہی الاشخص غضبناک کی اصلاح نہین ممکن ہے کہ کوئی تدبیر
نافع نہین پڑتی جسقدر نصیحت کرین اور جسقدر اوسکے سامنے الحاح
کرین اوتنا ہی سبب زیادتی کا ہوتا جاتا ہی اور طریقہ علاج کا جیسا
کہ گذارش کیا گیا یہ ہی کہ پہلے سبب مرض کو دریافت کرے اور

تدبیر دفع سبب کی کرے کہ مسبب آپ ہی زائل ہو جائیگا اور اسباب
غضب کے حکما نے دس لکھے ہین اول عجب دوم افتخار سوم
مرا چہارم لجاج پنجم مزاح ششم تکبر ہفتم استہزا ہشتم
غدر نہم ضیم دہم طلب ایسے نفائس کی جو بسبب کمیابی کے
عزیز الوجود ہو اور موجب فساد اور حسد کا ہو اور عوارض غضب کی
ست لکھے ہین کہ بعد حادث ہونے غضب کے لازم آتے ہین
اور کبھی انمین سے بعض سبب بھی غصہ کا ہو جاتے ہین اول ندامت
دوم توقع مجازات یعنی امید جزا کی دنیا مین خواہ آخرت مین سوم
مقت دوستان یعنی ناخوشی احباب کی چہارم استہزا ارازل
یعنی مضحکہ کرنا ذلیل لوگون کا پنجم شماتت اعدا ششم تغیر مزاج
ہفتم الم بدن اور غصہ کے ساتھ اگر ان عوارض مین سے کوئی
عارض ہوا اور پھر سکون ہو گیا تو وہ غصہ ہے ورنہ اوسکو جنون
کہنا چاہیے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حرارت غضبی دل پر ایسی
محیط ہو جاتی ہے کہ اوس سے وہ امراض سخت پیدا ہوتے ہین جنسے
کہ آدمی کی جان تلف ہو جاتی ہے اور طریق معالجہ اسباب غضب کا
زوالِ سبب ہی عجب کی حقیقت یہی کہ انسان کو ایک مظنہ بے اصل پیدا ہو
کہ مین فلان قسم کی منزلت و تعظیم کا سزاوار ہون اور حالانکہ حقیقت مین

کچھ نہین ہے جب اوسکے خلاف کوئی امر ظہور مین آویگا تب باعث
ہیجان غصہ کا ہوگا اور جب وہ شخص اپنے عیوب اور نقائص پر واقف
ہوگا اور سمجھیگا کہ وہم میرا غلط تھا اور فضیلت کوئی خاص امر میرے
واسطے نہین ہے بلکہ ایک امر مشترک ہے فیما بین میرے اور بعض
دیگر اشخاص کے عجب جاتا رہیگا اور قاعدہ ہے کہ جب انسان اپنے
کمال مین اور لوگون کو بھی صاحب دستگاہ پاتا ہے تو عجب نہین کرتا افتخار
مباہات کرتا ہے اون امور خارجی پر جو ہمیشہ معرض زوال و فنا مین
ہین اور اونکی بقا پر کبھی اعتبار اور وثوق نہین ہوسکتا اگر فخر کثرت مال پر
ہی تو لٹ جانے اور چوری جانے سے اور چھن جانے سے محفوظ نہین
ہی اگر فخر اسکا بسبب علوے نسب کے ہے تو یہ دعوے اوسکا تب
صادق ہی جب اوسکے باپ دادا مین کسیکو فضل و کمال حاصل ہوا فرض
کرین کہ جسکو فضیلت حاصل ہے وہ اگر موجود ہو کر کہے کہ جس بات کا
تو دعوے کرتا ہے وہ مجھکو حاصل ہے تجھے کیا اوسوقت کچھ جواب نہین
دے سکتا نقل ہے کہ روساے یونان مین ایک شخص نے کسی حکیم کے
غلام کے مقابلہ مین اظہار فخر کیا غلام نے کہا کہ اگر ذریعہ تیرے فخر کا
تیرا یہ لباس فاخرہ ہے جس سے اپنے بدن کو آراستہ کیا ہے تو یہ حسن
اور زینت کپڑی کی ہی تیری نہین ہی اور اگر موجب تیرے فخر کا یہ

گھوڑا ہے جسپر تو سوار ہے تو یہ چستی و چالاکی گھوڑے کی ہے تیری نہین ہے اور
اگر مایۂ فخر تیرا بزرگی اور فضیلت تیرے باپ دادا کی ہے تو صاحب
فضیلت وہ تھے نہ کہ تو اور بہین سے کیسکی فضیلت تجھہ مین موثر نہین
ہوسکتی پس فخر تیرا کسواسطے ہے مرا اور لجاج بمعنے جدل او رخصومت
کے ہین اور دونون کا مطلب قریب قریب ہے اور وہ فعل ہے جس سے
دلونمین بغض و عناد پیدا ہوتا ہے اور الفت و محبت زائل ہوجاتی ہے
اور ظاہر ہے کہ نظام عالم الفت و محبت کے ساتھہ و البستہ ہے
پس ثابت ہوا کہ مرا و لجاج سے رذیلتین ہین کہ جس سے انتظام عالم
مین خلل پڑتا ہے اور یہ خراب ترین رذائل ہین مزاح یعنے ہنسی
دل لگی جب تک کہ اعتدال مین ہے تب تک باعث شگفتگی خاطر
اور سبب لطف صحبت کا ہے عقلاً اور شرعاً محمود ہے حدیث
سے ثابت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ اور جناب
امیر المومنین علی علیہ السلام مزاح کرتے تھے یہانتک کہ لوگون نے
اوسکو عیب گردانا اور سلمان فارسی نے ایک مزاح کی جواب مین
جناب امیر علیہ السلام سے کہا کہ اسی مزاح نے تمکو اس درجہ تک پہونچایا
مگر حد اعتدال کو ملحوظ رکھنا دشوار ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ قصد
اعتدال کا کرتے ہین اور ہوتے ہوتے نوبت یہان تک پہونچ جاتی ہے

کہ باعث رنج و ملال کا اور سبب غصّہ کا ہوجاتا ہی اسیواسطے لازم ہی جس شخص
کو قدرت حفظ اعتدال کی ہو احتراز لازم ہی تکبر عجب کے قریب ہی
اور فرق عجُب مین اور تکبر مین یہ ہے کہ عجُب کرنیوالا اپنے نفس کے ساتھ
جھوٹھ بولتا ہے اور جو گمان اوسکو ہوگیا ہے اوس سے نفس کو دہوکھا
دیتا ہے اور تکبر کرنیوالا غیر ونکے مقابلہ مین جھوٹھہ بولتا ہے اگرچہ اپنے
گمان مین وہ بات نرکھتا ہو جسپر تکبر کرتا ہی سوال مثال عجُب کی اور تکبر کی
جُدا جُدا بیان کیجیے جواب مثال عجُب کی قرآن مین حق تعالے نے نسبت صحابہ
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ کے فرمایا ہے کہ تمنے عجُب (گھمنڈ ۱۲) کیا بسبب کثرت اپنی فوجکے
اور قصہ اوسکا یہ تھا کہ جب جنگ حنین کو جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عزیمت فرمائی تو اٹھارہ ہزار آدمی یا کچھہ کم ہمراہ تھے بعضے
صحابہ نے کہا کہ آج فوج ہماری بہت ہے ہم نہ بہاگینگے حالانکہ یہہ
مضمون خلاف واقع تھا دو طرحسے اول نظر بہ کثرت فوج کے کہ عدد
لشکر مخالف کے لشکر اسلام سے دو چند یا زیادہ تھے دوم یہ کہ ثبات
و استقلال لڑائی مین بسبب کثرت کے نہین ہوتا بلکہ بسبب سکون نفس کے
ہوتا ہے اسوجہ سے کہنے والے نے اپنے نفس کو امر خلاف پر دہوکھا
دیا اور مثال تکبر کی حکایت ہے شیطان کی جب حکم ہوا ملایک کو سجدہ
آدم کا اور عزازیل نے انکار اور تکبر کیا کہ مین آگ سے پیدا ہون اور آدم

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

خاک سے ہے چونکہ آگ لطیف ہی خاک سی اس سبب سے اپنی نفس کو افضل سمجھا
آدم سے اور مقابلہ آدم مین تکبر کیا حالانکہ سبب سجدہ کرنیکا فضلیت
خاک کی نتھی بلکہ عظمت نبوت کی تھی یا محض امتحان تھا اور شیطان
مین کچھہ جود اوس عظمت کا نتھا امر دروغ کو کام مین لایا **استہزا**
یعنے کسیکے قول یا فعل پر ہنسنا او مضحکہ کرنا اور یہ کام ہے اون لوگونکا
جو مسخرگی اپنا شعار رکھتے ہین اور اپنے ہنسے جانے سے پروا نہین
رکھتے یا طریقہ ہے اون لوگون کا جنہون نے واسطے معیشت کے
امرا اور اصحاب ثروت کے سامنے اسطرح کی باتونکا پیشہ اختیار کیا ہے
اور جسکو اپنی آبرو کا حفظ ہے اور غیرت وحیا کے ساتھہ موصوف ہی
وہ کبھی مرتکب ایسے افعال کا نہوگا اگرچہ اسکے عیوض مین خزانہ بادشاہی
اوسکو دیدین **غدر** یعنے بیوفائی اسکے وجوہ بہت ہین اور بہت سے
مقامونمین غدر کا استعمال محاورہ مین آتا ہے اخذ مال مین اور کسب
جاہ مین اور دوستی کی شرائط کی مخالفت مین اور ازالۂ حرمت مین اور مثل اسکے
جتنے اقسام غدر کے ہین اونمین سے کوئی پسندیدہ نہین ہے اور عوام
مین بھی کوئی اقرار اس صفت کا اپنے مین نہین کرتا اور سب اسکو معیوب
جانتے ہین **سوال** مال مین غدر کسکو کہتے ہین اور جاہ مین غدر کا
مقصود کیا ہے اور دوستی مین غدر کے کیا معنے ہین **جواب** اعتماد کی

شایان جو فعل ہو اوسکے خلاف عمل مین لانا غدر ہے مثلاً زید نے بکر کی
اعتماد پر مخفی کچھہ مال امانت مین رکھا جب طلب کیا بکر منکر ہو گیا اسکا
نام غدر ہے مال مین اور جاہ مین غدر کی مثال یہ ہے کہ کسی وزیر نے
کسی شخص کو اپنا معتمد کیا اور امور وزارت مین وزیر کو مدد دینے لگا
اور آخر کو بادشاہ کے پاس رسوخ بہم پہونچا نیکو وزیر کی نسبت ایسے ہو رکا
نشان دینے لگا کہ وہ معتوب ہوا اور خود وزیر ہو گیا اور دوستی مین غدر یہ ہے
کہ زید نے دوست کے اعتماد پر اپنے عیال کو چھوڑ کر سفر کیا اور معتمد
نے اوسکی حرمت مین دست اندازی کی ضیم اوسکو کہتے ہین کہ کوئی
شخص دباؤ ڈالکر چاہے کہ کسی امر مکروہ کا اوسکو متحمل کرے یہ امر خواہ
بمراد انتظام ہو خواہ واسطے اپنے نفع کے دوسریکی ضرر کا خواہان ہو
طلب نفائیس نادر الوجود جو سبب غصہ او غیض کا ہوتا ہے
یا بادشاہ اور وزیر و امیر کی نسبت ہے یا اوسط کے لوگون کی
نسبت بخلاف غربا اور اہل افلاس کے بادشاہ و وزیر وغیرہ کے
صورت یہ ہے کہ کبھی ایسے لوگون کو شوق نفائیس مین توجہ مفرط
ہوتی ہے کہ اوسکے بہم پہونچانے مین صرف کثیر اور محنت شاقہ
گوارا کرتے ہین اور جب وہ شے ہاتھہ آجاتی ہے تو حد سے زیادہ مسرور
ہوتے ہین اور چونکہ زمانہ ہمیشہ انقلاب پسند ہے اور نیرنگی اسکے

لوازم سے ہے جب وہ شے چوری سے یا کسی صدمہ سے یا کسی سبب
سے زائل ہو جاتی ہے تو قلق ہیج ایسا لاحق ہوتا ہے کہ بسبب اوس
غصہ و ملال کے انتظام امور سلطنت مین خلل آجاتا ہے اور جب اوسکا
مثل دستیاب ہونے سے یاس ہوتی ہے تو دو چند تاسف لاحق
ہوتا ہے اور اوساط الناس کا یہ حال ہے کہ اگر کوئی چیز عمدہ یا کوئی
جواہر بیش بہا یا کوئی گھوڑا تحفہ یا کوئی لباس فاخرہ یا کوئی عورت صاحب
جمال اونکے ہاتھہ آجائے تو اونسے اعلے درجہ کے لوگ اوسکے طالب
ہوتے ہین اگر دیتے ہین تو اوسکی مفارقت کا قلق باعث ملال ہوتا ہے
اگر نہین دیتے ہین تو طالب اوسکا درپے ہلاک و استیصال ہوتا ہے
اور اگر کبھی اوسکے بیع کا ارادہ ہوتا ہے تو خریدار نہین ملتا اگر کوئی ٹھہرا
بھی تو قیمت نصف کا وصول ہونا ممکن نہین ہوتا اوسوقت قلق اوسکے
تلف قیمت کا ہوتا ہے اور جو لوگ عاقل اور دور بین ہین وہ ابتدا سے
ایسی شے کے انجام کا خیال کرتے ہین اور اوسکی نزدیک نہین جاتے
اور ہاتھہ آجائے تو اوس سے طبیعت کو لستگی نہین ہونے دیتے اور
اوسکو منجملہ اسباب تجارت کے سمجھتے ہین اور اقسام منافع اوسکے
ذریعہ سے حاصل کرتے ہین یا اوسکو واسطہ اپنے دفع ضرر کا گردانتے
ہین ایسے لوگ اوسکے مہالک سے محفوظ رہتے ہین اور جو شخص

شرائط عدالت کی رعایت کریگا اور ملکہ اوسکا حاصل کریگا اوسپر
غضب کا علاج نہایت آسان ہوگا اسواسطے کہ غضب اسباب ظلم
سے ہی اور اوصاف جمیلہ مین غضب کو شمار کرنا کسیطرح لائق نہین ہے
اور اکثر نادان شدّت غضب کو کمال مردمی پر محمول کرتے ہین اور
شجاعت اوسکا نام رکہتے ہین حالانکہ جو شخص اپنے نفس پر اور اپنے
یارون پر اور اپنے متوسلون پر اور غلامون پر اور کنیزون پر اور خادمون پر
اور تابعین پر ظلم وستم کرے اوسکو کیونکر ممدوح کہینگے کہ اندک خطا پر یا
بیخطا محض کسی امر خلاف مزاج ہونے پر زبان سے اور ہاتھ سے اونکی
آزار رسانی پر آمادہ ہوجائے اور نہ اونکے عذر کو پذیرا کرے نہ اونکی بیقراری
پر ترحم کرے اور جسقدر وہ لوگ الحاح کرین اور ناکردہ گناہ بامید عفو
کے اقرار کرکے استغفائے تقصیر چاہین اوسیقدر غصہ اونکا اور زیادہ
بڑہ جاتا ہی اور بعض اشخاص کے مزاج مین جب جوہر غضب کا غلبہ ہوجاتا
ہے تو اونکی یہ کیفیت ہوجاتی ہے کہ جانوران بے زبان پر غصہ کرتے
ہین ظروف کو توڑ ڈالتے ہین چڑیونکو ہلاک کرڈالتے ہین کپڑون کو
پہاڑ ڈالتے ہین پہر بہی تسکین نہین ہوتی اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہین کہ
اگر ابر خلاف خواہش اونکی نہین برستا ہے یا زیادہ برستا ہے تو منہ کو اور
ابر کو مغلّظات گالیان دیتے ہین اور قلم کاغذ اگر خلاف مرضی لکہتا ہے

تو قلم کو توڑ ڈالتے ہین ایسے اشخاص کے افعال اسکے لایق ہوتے ہین
کہ لڑکے اور نادان لوگ اون پر مضحکہ کرین پس ایسے لوگ مستحق فضیحت
وملامت کے ہین نکہ سزاوار تعریف اور مدحت کی اور ایسے حالات لڑکون اور
عورتون اور بیمارون اور بڈہون مین اکثر پیدا ہو جاتے ہین اور رذیلت
غضب رذیلت شرہ سے بھی پیدا ہو جاتے ہے کہ جب صاحب
شرہ اپنی خواہش کی چیزون سے ممنوع ہوتا ہے تو اوسکو غصہ آتا ہی
اون لوگون پر جو اہتمام مین اوس کام کے مصروف ہون اور بخیل کا
مال اگر ضایع ہوتا ہے تو اوسکو بھی غصہ آتا ہے اور اچھے لوگون پر
تہمت لگاتا ہے اور ہر شخص سے بدگمان ہونے لگتا ہے اور نتیجہ ایسے
غضب کا یہ ہوتا ہے کہ ہر شخص کا دل اوس سے متنفر ہو جاتا ہے
اور دوست واحباب اوسکے نہایت کم ہوتے ہین اور ہمیشہ زندگانی
اوسکی رنج وکدورت مین بسر ہوتی ہے اور ایسا شخص شقاوت
وسفاہت کے ساتھہ موصوف ہوتا ہے اور صاحب شجاعت
اپنے حلم سے ایسی آگ کو فرو کر دیتا ہے اور جو سبب غیظ اور
غضب کے ہین اون سے جان بوجہ کر کنارہ کرتا ہے سکندر کی حکایت
ہے کہ ایک نادان سکندر کی عیب جوئی اور ذکر نقائص کیا کرتا تھا
خواصون مین کسی نے کہا کہ اسکی گوشمالی اگر ہو جاتی تو یہ ان کلمات سے

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

کے کہنے سے باز رہے سکندر نے کہا کہ اسکا تدارک عقل و فراست سے
دور ہے اسپر چشم نمائی کرنا گویا اوسکو اس بات پر جرأت دلانی ہے بلکہ اور
لوگون کو اس فعل پر حریص کرنا ہے اسکا تدارک یہی ہے کہ حلم اختیار کیا جاے
اور سکوت سے کام لیا جاے کہ یہی باعث اوسکی خاموشی کا ہوگا اور دوسری
حکایت ہے کہ کسی غنیم نے سکندر پر خروج کیا تہا اور اوسکے ملک مین فتنہ
و فساد ڈالا تہا چنانچہ قید ہو کر آیا سکندر نے اوسکے گناہ کو عفو کیا بعض
مصاحبون نے کہا کہ اگر مین بجاے آپکے پادشاہ ہوتا تو اوسکو ضرور
قتل کرتا سکندر نے کہا مین مثل تیرے نہین ہون اسیواسطے اسکو چہوڑے
دیتا ہون یہ ہین اسباب غضب کے کہ تدبیرین امراض نفس کے ہین اسپر جسکا
فضیلت کو علاج منظور ہو تو چاہیے کہ حلم کو شعار اپنا اختیار کرے اور
اسباب غضب سے احتراز لازم سمجھے اور باقتضاے عقل و فراست
دفع اس مرض کا کرے جبن و بیدلی یعنے بوداپن نامردی نفس کی غضب
کی اور غضب حرکت کرتا ہے اور جوش مین آتا ہے نفس کا شوق انتقام
مین اور جبن ساکن ہو جاتا ہے نفس کا اوس مقام مین جہان حرکت نفس کی
ضرور ہو واسطے انتقام کے اور عوارض اس مرض کے کئی ہین اول خست
نفس یعنے ذلت و رسوائی کا گوارا کر لینا نفس کا دوم سوء عیش یعنے بری
طرح سے زندگانی کرنا سوم طمع فاسد یعنے بری طور پر امید رکہنا اپنے

اہل ور اولاد سے اور صاحبان معاملہ سے چہارم قلت ثبات یعنے بڑی
کامون مین ثبات کا نکر سکنا پنجم محبت راحت کی اور کسل یعنے راحت
وآرام کی محبت سے کسل وکاہلی ایسی اختیار کرنا جس سے رذایل پیدا
ہون ششم مسلط ہوجانا ظالمون کا ظلم مین یعنے گوارا کرلینا ظلم کا
اور دفع ضرر بدولی بہی نکرنا یا یہ کہ ظلم کا تحمل کرنے سے جوش غضبی کا سرد
ہوجانا ہفتم راضی ہوجانا فضیحت پر اپنی اور اپنی اہل وعیال کی اور
تلف یمال کے ہشتم بد باتونکو سنکر خاموش ہورہنا اور گالیون اور تہمتون کا
سہ لینا نہم عار نہ سمجھنا اون باتون کو جو باعث ننگ کی ہون اور
علاج اس مرض کا بہی زوال سبب سے ہوتا ہے جیسا کہ معالجہ غضب
مین بیان کیا گیا اور معالجات ہمیشہ ضد کے ساتہہ ہوتے ہین اور معلوم
ہوچکا کہ غضب ضد ہے جبن کی پس چاہیے طالب صحت کو نفس کو
آگاہ کرے اون نقصانات سے جو متعلق اس مرض کے ہین اور نفس کو
حرکت دے غضب کی اون سببون سے جن سے غصہ پیدا ہوتا ہے
اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا نہین ہے جسمین استعداد غضب کی نہو
مگر یہ کہ ناقص اور ضعیف ہوجائے پس چاہیے کہ متواتر حرکت مین لاے
غضب کو جسطرح سے تہوڑی سی آگ کو خس وخاشاک اور خشک
لکڑی پر رکہکر ہوا دیتے ہین یہانتک کہ وہ شعلہ ور ہونے لگتی ہے

اور خصومت اور منازعت کرنا ایسے شخص سے جو صاف طور پر بے مکر و
وفریب کے جھگڑا کرے اس باب مین نافع تر ہے یہانتک ارتکاب ایسی
حرکات کا کرے کہ نفس حالت تفریط سے بلندی قبول کرکے حد اعتدال
پر آوے پھر زیادہ تحریک نکرے کہ افراط کو پہونچ جائے ایک حکیم کی نقل
ہے کہ اوسنے اپنے نفس مین استعداد مرض جبن کی پائی اور متوجہ علاج ہوا
تب اوسنے لڑائیون مین اور سخت معرکون مین شریک ہونا اور خوفناک
کامون مین دخل دینا اور دریا کی حالت تلاطم مین کشتی پر سوار ہونا اختیار
کیا یہانتک کہ نفس نے ثبات وصبر اختیار کیا علاج خوف واضح ہو
کہ خوف بھی توابع جبن سے ہے بلکہ اکثر سبب جبن و بددلی کا خوف
ہوتا ہے اور خوف تصور ہے ایک ایسے امر مکروہ کا کہ زمانہ آیندہ مین جسکے
دفع پر نفس قادر نہو یا تحمل اوسکا نفس پر شیدا ہو اور جس امر کا خوف ہے
دو حال سے خالی نہوگا یا وہ امر عظیم ہے یا سہل اور وقوع وحصول اوسکا
یا ضروری ہوگا اور یا ممکن ہوگا سبب یا فعل صاحب خوف کا ہے
یا فعل غیر کا بہر حال کسی صورت مین خوف کرنا مقتضائے عقل نہین ہے
کسواسطے کہ اگر وہ امر جو سبب خوف کا ہے ضروری ہے اور دفع اوسکا
امکان بشری سے خارج ہے مثلاً بجلی گرنیکا خوف ہے کہ بجلی کو کوئی
مکان مستحکم اور کوئی شے روک نہین سکتے یا مثل اسکے اور کوئی بلا آئے

ایسی چیزوں سے خوف کرنا گویا عبث عبث قبل وقوع واقعہ اپنے کو رنج و محنت
میں مبتلا کرنا ہے اور تا نزول بلا اپنی عمر و وقت کو منغص و ضائع کرنا
اور تدبیر معاش دنیوی اور تحصیل سعادت اخروی سے محروم رہنا ہے اور
اگر انسان اپنے دل کو تسلی و تحمل دیتا رہے اور اپنے امور میں مصروف رہے تو
نقصان موہومی سے بھی محفوظ رہیگا اور آیندہ کیواسطے بھی تدبیر و فکر کرسکتا ہے
اور جس امر سے خوفناک ہے اگر وہ ممکن ہے اور قبل [illegible] کا ہے [illegible] کرنا
چاہیے کیونکہ خوف تشویش کا باعث ہے اور اسکا ہونا بھی محقق [illegible]
میں ہوسکے پیشتر اس بلا اور مصیبت کے ہونے کو بھلا دینا [illegible] خیالی [illegible] کیونکہ ہیبت
کہ وہ [illegible] چیز [illegible] بالغرض اگر ہونیوالی ہے تب بھی نہیں [illegible]
خوف تک انسان کیوں بلا فائدہ اپنی زندگی میں [illegible] امر [illegible]
کرے ایسے خوف کو گمان میں رکھے اور اپنے اوقات کو منغص کرے اور
اپنی مہمات دینی و دنیوی کو انجام دیتا رہے اور اگر وہ امر خوفناک جسکا
خوف کا فعل ہے تو ہر امر سے اندیشہ خوف کا [illegible]
بہر حال کسی صورت میں خوفناک رہنا چاہیے اور تسلی اور اطمینان سے اپنا
کام کرنا ہے اور اگر خوف مرگ ہے تو واضح ہو کہ موت سے وہ شخص
ڈریگا جو موت کی حقیقت کو نہ جانیگا کہ کیا چیز ہے یا یہ کہ اندیشہ کرے
کہ بعد مفارقت روح کے اعضائے بدن گل جائینگے اور میری ذات کو

فنا ہوجائینگے یا یہ خیال کرے کہ دنیا بحال خود رہیگی اور ہم سب سے بیخبر ہوجائینگے
یا یہ تخیلہ کرے کہ مرنے مین ایسی سخت ایذا ہوتی ہے جو کسی مرض سخت مین
نہین ہوتی یا بعد مرنیکے عذاب سے ڈرتا ہو یا یہ کہ متحیر ہو کہ حال اوسکا
بعد مرگ کے نہین معلوم کیسا ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ بعد میرے اولاد اور
مال کا انجام نہین معلوم کیا ہو اکثر یہ خیالات باطل اور بے حقیقت ہوتے
ہین اور منشا ان سب کا جہالت ہے جاننا چاہیے کہ نفس انسان ایک
ایسا جوہر ہے کہ بدن کی تحلیل اور فنا ہوجانے سے معدوم نہین ہوتا ہے
اور مرجانا انسان کا ایسا ہے کہ گویا کوئی کاریگر اپنے آلات کو معطل کردے
اور اونسے بے سروکاری اختیار کرے یا یہ کہ وہ مشتبہ ہوجائین اگر
سبب خوف کا یہ ہے کہ شخص نہین جانتا کہ انجام نفس کا کیا ہوگا بس خوف
اوسکا جہل سے ہے نہ مرگ سے اسی سبب سے علما اور حکمانے طلب علم
مین لذات کو ترک کیا ہے اور راتونکو کم سونا اور کم کہانا اختیار کیا ہے
اور علم حاصل کرکے اس رنج جہالت سے محفوظ ہوگئے ہین پس باعث
رنج حقیقی کا جہل ہے اور باعث راحت حقیقی کا علم ہے اور حکمانے
دنیا و مافیہا کو بیحقیقت اور ناچیز سمجھہ لیا ہے اور بقاے ابدی اور راحت
سرمدی کو اختیار کیا ہے اور دنیا سے بقدر ضرورت کے جس سے
چارہ نہین ہے قناعت کی ہے اور عیش فضولی سے دل کو اوٹھا لیا ہے

اسواسطے کہ عیش فانی کیواسطے ایک انتہا ہے پس خوف کرنیوالے
درحقیقت اس عیش فانی کی فنا سے ڈرتے ہین نہ کہ مرگ سے اسی سبب سے
حکما نے کہا ہے کہ موت اور حیات دو طرح کی ہے ایک موت وحیات
ارادی ہے اور ایک موت وحیات طبیعی ہے موت ارادی سے
مراد ہے ترک شہوات سے اور موت طبیعی مراد ہے مفارقت نفس
وبدن سے اور حیات ارادی سے مراد ہے وہ حیات جو فنا ہونیوالی نہ ہو
اور مادہ اوس حیات کا ابد پایا ہے اور حیات طبیعی مراد ہے حیات
ابدی سے اور اقامت مراتب سے جسکا حاصل سرور وراحت دائمی
ہے اور جو شخص موت طبیعی سے خائف ہے وہ درحقیقت اوس بات سے
خائف ہے جو انسان کے لئے ضروری ولابدی ہے اور یہی موت طبیعی
باعث ہے حیات ابدی کی اور ذریعہ ہے حصول انعامات کی اور کون
عاقل ایسا ہے کہ جو فنا کو ثبات سمجھے اور حیات کو فنا تصور کرے بلکہ
عقل کا مقتضا یہ ہے کہ نقصان سے گریزان ہو اور کمال سے مناسبت
کرے اور ہمیشہ طالب ایسی چیز کا ہو کہ جو مرتبہ شرافت کو پہونچاوے
اور باقی رہے اور جب انسان کو بعلم ویقین ثابت ہوگیا کہ ہر طرح کی
الام وایذا اور خوف وملال اور خواہش شہوات اور آفات اور بلیات
سب لازم جسم جماد ونبات ہین جب النفس نے جسم کثیف کو چھوڑا اور نشیب

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

عوارض جسمانی سے نجات ہے اور عالم ملکوت مین پہونچکر جوار خداوند جلیل
مین اور صحبت ارواح پاک مین رحمت بے نہایت کا سزاوار ہو اور جو شخص
موت سے ڈرتا ہے اس گمان سے کہ بعد مرنیکے بہت سخت ایذا ہوتی
ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ یقین جانے کہ گمان اوسکا غلط ہے سواسطے
کہ محسوس ہونا الم و ایذا کا اوسوقت تک ہے کہ جبتک آدمی زندہ ہے
اور اثر نفس کا جسم مین باقی ہے اور جب جسم مین اثر نفس کا نرہا
اوسوقت بدن کو کسیطرح کا الم محسوس نہوگا پس معلوم ہوا کہ موت
ایک ایسی حالت ہے کہ بدنکو بعد موت کے کچھہ حس باقی نہین رہتا
پس خوف کرنا الم اور ایذا سے موت کا بے عقلی ہے اور جو شخص موت سے
بواسطہ عذاب کے ڈرتا ہے وہ اپنے گناہونکا اعتراف رکھتا ہے
پس خوف اوسکا مرگ سے نہین ہے بلکہ گناہون سے ہے اور
علاج اوسکا یہ ہے کہ افعال گذشتہ سے تائب ہو اور آیندہ کیواسطے
ارتکاب گناہونکا نکرے اوسبب گناہونکا جہالت ہے اور ازالہ جہالت کا
علم سے ہے پس تحصیل علم سے اس قسم کا خوف زائل ہوسکتا ہے اور
جو شخص حیرت رکھتا ہے کہ بعد مرگ کے دیکھیے کیا ہو وہ دو حال سے
خالی نہین یا وہ بعد موت کے بقائے نفس و روح پر اعتراف رکھتا ہے
یا نہین رکھتا اگر نہین رکھتا ہے تو بسبب جہل کے ہے اور ازالہ اوسکا علم سے

ہوگا اور اگر اعتراف بقائے نفس وروح کا ہے بعد مرگ کے تو اوسکے
واسطے وہی تدبیر کافی ہے کہ جو سابقاً گذارش کی گئی اور جو شخص اپنے
اہل وعیال اور ہلاکت مال سے خائف اور متاسف ہے اوسکو اسیقدر
کافی ہے کہ سمجھے کہ موت ضرور ہے شدنی اور لابدی ہے پس اوسکا
رنج وافسوس کرنا بے سود ہے فکر بیکار مین اپنے عیش وراحت کو عبث
تباہ کرنا ہے اور تمنا طول حیات کی بیجا ہے اسواسطے کہ آخر کو
پھر ایکدن فنا لازم ہے اور حیات دوام اس عالم مین غیر ممکن اور
محال ہے اور عاقل کو محالات پر رغبت نہ ہونی چاہئیں اور اگر انسان
غور سے تصور کرے تو تمناے محال کبھی نکرے اسواسطے کہ ابتداے
خلقت بنی آدم حضرت آدم سے ہے اور اوسوقت سے ابتک
کسیکو حیات دوام حاصل نہین ہوئی تو ہمکو کیونکر حاصل ہو جائیگی
پس تمناے محال عقلی ہے اور صاحب عقل سلیم جسوقت غور
کریگا تو اوسکو ثابت ہوگا کہ اس عالم مین موت ایک مصلحت
پروردگار ہے اور بقا مین بہت سی قباحتین متصور ہین اگر بقا
احسن ہوتی تو چاہیے تہا کہ ہمارے اسلاف سبکے سب باقی
ہوتے اور سلسلہ توالد اور تناسل کا جاری ہوتا اور جتنے آدمی
پیدا ہو چکے ہین وہ سب اگر اسوقت تک زندہ ہوتے تو زمین تنگ

توزمین پر کھڑے ہونیکی جگہہ نہ ملتی شیخ الرئیس بوعلی سینا نے اس مطلب کو
ایک تقریر روشن کے ساتھہ بیان کیا ہے لکھتے ہین کہ اگر ہم فرض کرین
کسی ایسے ایک شخص کو مشاہیر اسلاف سے جنکی اولاد مشہور اور معین
ہو مثلاً حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام جنکی وفات
کو اسوقت تک چار سو برس کا زمانہ گذرا ہے ذریت اور نسل اونکی
جو اونکے عہد مین تھی اور بعد وفات اونکی اس چار سو برس کے عرصہ مین
پیدا ہوئے اگر سب زندہ ہوتے تو شمار اونکا ارب اور کھرب سے تجاوز
کر جاتا اسواسطے کہ یہ امر یقینی ہے کہ اولاد حضرت کی بلاد ربع مسکون مین
پریشان اور پراگندہ ہے باوجودیکہ ہزارون قتل ہوئے اور ہزارون انواع
استیصال سے ہلاک ہوئے اب بھی اگر شمار کیا جائے تو تمام روئے زمین
مین دو لاکھہ آدمی اسوقت موجود ہونگے اور جتنے آدمی اوس قوم مین
پیدا ہوتے ہین کیا خورد اور کیا بزرگ اگر سب شمار کیے جاوین تو اوسوقت
دیکھیے شمار اونکا کہان سے کہان تک پہونچتا ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے
کہ اگر چار سو برس کی مدت مین موت درمیان سے اوٹھا لیجائے اور سلسلہ
توالد اور تناسل کا برقرار رہے تو اس صورت مین شمار کہان تک پہونچتا ہی
تختہ زمین جو اہل علم مساحت کے نزدیک پیمائش ہو کر معین اور مقدر
ہو چکا ہی ہر شخص پر تقسیم کیا جائے تو حصہ ہر شخص کا اسقدر نہو کہ کھڑا رہسکے بلکہ اگر

سبکے سب لوگ ہاتھون کو لٹکائے ہوئے اور بازو سے بازو اور پشت سے سینہ ملائے ہوئے کھڑے رہین تو بھی زمین کھڑی ہونیکو کافی نہو سونا اور بیٹھنا اور چلنا اور پھرنا تو ممکن ہی نہوتا اور روئے زمین پر ذرا سی بھی جگہہ واسطے عمارت اور زراعت کے اور واسطے دفع فضلات کے خالی نہ ملے اور یہ کیفیت تھوڑی مدت مین ظاہر ہوجاتی اور اگر زمانہ کو زیادہ زمان ہو تو یقین ہے کہ ایک شخص دوسرے کے کاندہے پر پاؤن رکھکر کھڑا ہو اس سے معلوم ہوا کہ دنیا مین تمنا حیات دوام کی اور کراہت مرگ کی جاہلون کا خیال فاسد ہے اور احمقون کے اوہام بیہودہ ہین صاحبان عقل سلیم ایسی افکار بے سروپا کو اپنی خاطر مین جگہہ نہین دیتے اور یقین جانتے ہین کہ حکمت کاملہ خداوند کریم اور عدل کارساز حکیم علیم نے جو اقتضا کیا ہے او سپر ترقی تجویز مصالح کی غیر ممکن ہے اور پیدائش اور فنا مخلوقات عالم کی جس وضع اور ہیئت پر چلی آتی ہے وہی اوسکے واسطے انسب ہے اور اسی پر راضی و شاکر رہنا مستحسن ہے اور موت کسی حالت مین مذموم نہین ہے جیسا عوام تصور کرتے ہین بلکہ خوف مرنیکا مذموم ہے اور بسبب جہل کے لازم آتا ہے اور اگر کوئی شخص بضرورت موت کے لابدی ہونے سے متنبہ ہو اور بقائے ابدی کی آرزو سے ہاتھ اوٹھاوے اور درازی عمر کی تمنا کرے تو اوسکو آگاہ ہونا چاہیے اس بات سے کہ جس نے درازی عمر کی

خواہش کی اوس نے گویا بڈہا ہونا پسند کیا اور پیری مین نقصان حرارت
غریزی کا اور باطل ہونا رطوبت اصلی کا اور ضعیف ہونا اعضائے رئیس کا
اور قلت حرکت اور جنبش اعضا کی اور قلیل ہوجانا قوت ہاضمہ کا
اور گرجانا دانتون کا اور کم زور ہوجانا بصارت کا اور نقصان سماعت
کا لازم اور ضروری ہے اور علاوہ اسکے جب عمر کو طول ہوگا تو زیادہ تر موت
احباب کی دیکھے گا اور مفارقت عزیزونکی اور تواتر مصائب کا اور
اذیت احتیاج کی ہوگی اور اکثر مشاہدہ مین آیا ہے کہ صاحبان
عمر طویل نشست و برخواست سے معذور اور بصارت سے مجبور ہین
اور اس امر کے محتاج ہین کہ جب کوئی کہانا اور پانی احتیاج کی چیزین لاوے
اور قضائے حاجت کیواسطے ہاتھ پکڑکے یا گود مین اوٹھا کے لیجائے
تب اونکی رفع احتیاج ہو اور اکثر ہوتا ہے کہ وہ پکارا کرتے ہین اور کوئی
سنتا ہی نہین اور اونکی وقت پر حوائج مہیا نہین ہوتے اور رنج و غصہ
کہا کہا کے رہتے ہین اور تمنائے مرگ کرتے ہین اور جب انسان بالیقین جانیگا
کہ مرگ کیا چیز ہے اور سمجھ لیگا کہ کالبد فانی سے نفس و روح کی مفارقت کا
نام موت ہے اور بدن وہ چیز ہے کہ چند روز کے واسطے بعاریت دیا گیا ہے
تاکہ بواسطہ اوسکے کمال حاصل کرے جب احتیاج مکان اور زحمت الم و
رنج سے رہائی پاکے درگاہ جناب باری مین جو منزل ابرار کی

اور دار القرار نیکون کے واسطے اور مقربان جناب الٰہی کے مقرر ہی ہمیشہ
کیواسطے مقام پاوے تب مرگ سے اور فنا سے اور تغیر حالات سے
امین ہوجاویگا اور مثل حیات و ممات کی یہ ہے کہ ایک بادشاہ جلیل القدر
نے اپنے دو غلامون کو کچھ بضاعت دیکر دوسرے ملک مین بھیجا اور
حکم دیا کہ اسقدر زمانہ کی تمکو مہلت ہے وہان جاکر فن تجارت کو سیکھو
اور مال کے ترقی کرو اور متاع نفیس اور اشیائے پاکیزہ وہان سے لیکر ہمارے
حضور مین حاضر ہو جیسی اچھی تجارت وہان کروگے اور جیسے جیسے
تحائف و نفائس وہان سے لاؤگے ویسی ہی توقیر تمہاری زیادہ ہوگی
اور ویسی ہی مراتب تمہارے بڑہائے جاوینگے دونون اوس ملک
مین گئے اور ایک کاروان سرا مین مقیم ہوئے ایک غلام نے موافق حکم
اپنے آقا کے تجارت کی اور فن تجارت کو خوب حاصل کیا اور نہایت
عمدہ عمدہ تحائف و نفائس اوس ملک کے مہیا کیئے اور آرزوے قدم بوس
بادشاہی مین اوس روز معین کا منتظر رہا جب وہ وقت آیا خوشی خوشی
فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ کے سامنے اپنی کارگذاری دکھائی اور
تحائف حاضر کیئے اور مراتب اعلے پر سرفراز ہوا اور دوسرا غلام وہ اوس
ملک کے سیر اور تماشے مین حکم اپنے آقا کا بھول گیا اور جسقدر بضاعت
لیگیا تھا اوسکو فضولیات مین صرف کرڈالا اور عیش و عشرت مین ایسا مصروف

ہوا کہ زر خطیر قرضداروں کا اوسکے ذمہ ہوگیا جب زمانہ کوچ کا قریب آیا
تب وہاں کے جانے سے جی چرانے لگا اور چاہتا تہا کہ اسی ملک مین ہمیشہ
رہون اور بادشاہ کے سامنے نجاؤن آخر کو ملازمان بادشاہ پہونچے اور گردن
پکڑکے لے آئے سزائے سخت مین مبتلا ہوا اور مواخذہ قرضخواہون کا علاوہ
عتاب بادشاہی کے ہوا سمجھنے کیواسطے اسقدر کافی ہے اور معالجات
امراض قوت شہوانی ہرچند بہت ہین اور علاج بہی بہت ہین مگر
بدترین امراض اسمین تین مرض ہین اونکا بیان کرتا ہون مرتبہ افراط مین زیادتی
شہوت ہے اور مرتبہ تفریط مین حزن اور مرتبہ رداءت مین
حسد ہے معالجہ افراط شہوت کا قبل ازین ذیل مین مذمت
طلب لذات ماکولات و مشروبات کے گذارش کیا گیا اور
لذت پسندی اور افراط خواہش مین دنارت ہمت و خساست طبیعت
اور مہانت نفس اور شکم پری اور ناخواندہ مہمان ہونیکی مذلت اور
بے آبروئی جو اوسمین حاصل ہوتے ہے خود ظاہر ہے تصریح کی حاجت
نہین ہے اور طرح طرح کے رنج و الم جو اسراف سے اور حد کے
تجاوز کرنے سے حادث ہوتے ہین وہ کتب مین مذکور ہین اور معالجات
بہی اونکے ظاہر و مشہور ہین لیکن کثرت ازواج پر حرص کرنی بہت بڑی
علت ہے نقصان دیانت اور لاغری بدن اور تلف مال اور

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

زوال عقل اور ہتک آبرو کی امام غزالیؒ نے غلبۂ شہوت کو تشبیہ
دی ہے عامل ظالم سے جو واسطے تحصیل خراج کے مقرر ہوا ہو اور
اوسکو وصول ازر کرنے مین رعایا پر اختیار کلی حاصل ہو اور وہ تہذیب
قوت تمیز کی نکرے اور اعتدال قوت غضبیہ کا اور تکمیل فضیلت
عفت کی اوسکو حاصل نہو تو وہ جملہ سامان وخزانہ کو اپنی ذات مین
صرف کریگا اور آرائش لشکر وترتیب سپاہ مین خلل واقع ہوگا اور رعایا
مفلوک ومحتاج ہوجائیگی اور اگر وہ عامل موافق اقتضائے تہذیب
کے عمل کریگا تو قدر واجب کو رعایا سے وصول کریگا اور اصلاح
لشکر مین اور مصالح جماعت مین صرف کریگا اور بقدر حاجت اپنی ذات
کے مصارف مین بھی صرف کریگا پس جس شخص کے مزاج مین خواہش مباشرت
عورتونکے افراط سے ہو اوسکو چاہیے کہ غور کرے اس بات مین کہ مباشرت
عورتونکی مباشرت مین اقسام طعام سے بہت مناسب ہے کبھی کوئی
شخص لذیذ کھانا پکا ہوا طیار گھر مین چھوڑ کر اپنی بھوکھ مٹانیکے واسطے
غیر کے دروازے پر دریوزہ گری کو پسند نکریگا اسیطرح سے عاقل
اپنی زوجہ کو جو حلال سے ہے چھوڑ کر دوسری عورتون کی تلاش مین
اپنی اوقات عزیز کو ضایع نکریگا اس مرض کے مبتلا تین قسم کے ہوتے ہین
ایک شہوت پرست دوسرے حسن پرست تیسرے بوالہوس

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

شہوت پرست وہ لوگ ہین جو ازالۂ شہوت کے واسطے صرف جنس نسوانی کے متلاشی رہتے ہین اور بلا لحاظ حلال و حرام اور جائز و ناجائز جہان سے لذت نفسانی اونکو حاصل ہوتی ہے وہان سے حاصل کرتے ہین اور ایسے لوگ زیادہ تر زنانِ بازاری سے التفات رکھتے ہین اور ایسے لوگون کے واسطے نقصان مال اور زوال آبرو اور حادث ہونا امراض ردی کا مثل آتشک وغیرہ کے لازم ہے اور علاج اوسکا طالب صحت کو ذہن مین لانا اس بات کا ہے کہ بھوکھہ اور پیاس اور شوق مباشرت امراض دائمی ہین حق تعالے نے بنا بر مصالح کے جسم انسان مین پیدا کیے ہین اور زوال بھوکھہ کا کچھہ کہا لینے سے ہے اور فائدہ غذا کا بدن مین تولید اخلاط صالحہ کی ہے جس سے اعضائے جسمانی کو قوت پہونچے اور یہ امر اطعمۂ نفیسہ اور اغذیہ لطیفہ پر منحصر نہین ہے زوال بھوکھہ کا کچھہ کہانے سے ہوجائیگا اور زوال پیاس کا پانی پینے سے ہوجائیگا اور فائدہ اوسکا سہولتِ ہضم ہے اور کم کرنا ہے حرارت باطنی کا تاکہ غذا کو جلا نہ دی اور ازالہ خواہش نفسانی کا شوق مباشرت مین مقاربت نسوانی سے ہوتا ہے گو کیسی ہی ہو اور فائدہ اوسکا استفراغ مادۂ فاضل کا ہے اور تولید اولاد کی جس سے بقائے نوع ہوتی ہے اور ضرورت ازدواج اسیوجہ سے ہے اور تیسرا فائدہ ازدواج کا ہے تحفظ امور خانہ داری

پس زنان غیر سے مباشرت کرنے مین علاوہ نقصان مال وآبرو کے
فائدہ امور خانہ داری کا اور انتفاع توالد او تناسل کا مطلقًا برطرف
ہوتا ہے اور لذت مباشرت کی اور استفراغ مادۂ فاضل کا جیسا
زنان غیر سے حاصل ہے ویسا ہی گھر مین حاصل ہے پھر اتنے نقصانات
کو گوارا کرکے زنان غیر سے طالب لذت ہونا محض بیعقلی ہے اور
اشخاص حسن پرست ہمیشہ طالب حسن وجمال اور خواہان غنج ودلال
رہتے ہین گویا اونکے ذہن مین زیادتی لذت کی بہ نسبت ایک کے
دوسرے مین راسخ ہوجاتی ہے حالانکہ زن جمیلہ مین بہ نسبت غیر جمیلہ کے
زیادتی لذت کی صرف نگاہ کو ہے اور حسن اور جمال جمیلہ کا کسیطرح
طالب مین اثر ولتعدیہ نہین کرنیکا ایسے لوگون کے حق مین اوس شخص
کی مثل ٹھیک ہے کہ آسودگی شکم اور بھوکھ کے زائل کرنے کیواسطے
جو غذا گھر مین پکی ہوئی موجود ہے کافی ہے مگر غذائے لطیفہ
کی تلاش مین مطبخ اغیار اور دکان اہل بازار پر دریوزہ کرتا ہے
زنان صاحب حسن وجمال دو حال سے خالی نہین ہین یا بازاری
ہین یا پابند خانہ داری ہین اگر بازاری ہین تو وہ طالب مال ہین
اور کسی کی پابند نہین ایسی عورتون کے طلب مین ہزارون دولتمند
نان شبینہ کو محتاج ہوگئے ہین اور صدہا گھر امرا اور وزرا کے تاراج ہوگئے

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

ہین فیل نشینون کو گھانس کھودنے کی نوبت آئی ہے اور مالکان مملکت
بھیک مانگنے لگے اور ہر زمانے مین ایسے اتفاقات عبرت خیز ارباب بصیرت
کیواسطے ہوچکے ہوتے ہین قیاس ایسے لوگون کے حالات خراب کا مرد بینا
کو اپنے علاج کیواسطے کافی ہے اگر زنان مطلوبہ پابند خانہ داری ہین اور
اونکے حسن وجمال کا شہرہ باعث بربادی طالب کا ہوا ہے تو بقول عوام
پرائے مال پر آنکھین لال محض حرص خام اور مورد ملام ہی اور بیحیائی اور
بیغیرتی اسکا انجام ہے انسان قیاس کرے کہ اگر اپنی مان بہن بیٹی کا
کوئی شخص طالب ہو تو اس شخص کا دل کیا کہیگا اگر اپنا دل ایسی بیغیرتی
کو گوارا نکرے تو دوسرے کی غیرت کو بھی اپنے پر قیاس کرے اور اگر
تمناے محبوب مین اپنی آبرو بھی ضایع کرنی گوارا ہے تو قیاس کرے کہ
اوسکے اعزا و اقارب مثل میرے بیغیرت نہین ہین پس ذلت اگاہی کے
بعد انجام کیا ہوگا اور اکثر ایسا بھی مشاہدہ ہوا ہے کہ اصلیت شہرت کے
خلاف پائی گئی ہے اور دیکھا گیا ہے کہ تمنائیان راہ طلب مین خاک چھان کر
اور مال و آبرو سے ہاتھ اوٹھا کر اور ہزار طرح کی ٹھوکرین کھا کر جب مطلوب تک
پہونچے تو ایسی صورت نظر آئی جو باعث خجالت و ندامت ہوئے
یا عمر عزیز کو کسیکی تمنائی وصل مین تباہ کیا اور کامیاب نہوئی ایک سوار اسی مرض
بوالہوسی مین گرفتار سر راہ جاتا تھا دور سے ایک عورت کو سرخ لباس

پہنے ہوے دیکھا اوسکی جوانی اور حسن وجمال کا وہم کرکے مرکب باشتہا
کود ہوپ مین دوڑا جب نزدیک آیا دیکھا کہ ایک پیرزال ہے ستر
برس کا سن وسال خمیدہ کمر نہایت کریہ منظر گہوڑا لیسینہ مین تر ہو چکا
تہا آپ بھی عرق ندامت مین غرق ہوا انسان کو اندک نتیجہ کار اور
مآل پر غور حفظ کیواسطے ضرور ہے اور جس شخص نے بقدر ضرورت
قناعت کی اور زوجہ پر اکتفا کی ان سب ذلتون اور رسوائیون سے
اور تلف مال سے محفوظ رہا اور قسم سوم یعنے بوالہوس لوگون مین دو طرح کی
لوگ ہین ایک وہ جو پابند ایک کے نہین ہین اور ترقی پر ترقی کے طلبگار
ہین اگرچہ بصورت مباح کے ہو اور دوسرے وہ جو شخص معین کے طلبگار
ہوتے ہین جو بلا قید ہمیشہ طالب ترقی ہین اونکا حال یہ ہے کہ زوجہ
پر زوجہ بطور جائز یا بر سبیل ناجوازی کے کرتے چلے جاتے ہین اور
حرص ترویج اونکی کوتاہ نہین ہوتے اور یہان تک نوبت آتی ہے
کہ اگر ہر روز ایک زوجہ کے پاس شب باش ہونیکا التزام کرین تو بعد
ایک مہینہ کے نوبت آوے اور یہ بھی تب حاصل ہو جب کسی سے تکرار
شب باشی نہو اور سب سے ملاقات کا التزام رکھے ایسی صورتین
صرف عبث بلکہ اسراف ہے اور تکرار اوسی فعل کی کرنا ہے جو ایک
سے حاصل ہے اور آخر کو نتیجہ ایسے شخص کا یہ ہوتا ہے کہ شخص از اشتہا ست اگر

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

جملہ ازواج کے کافی نہین ہوتا اور غلبہ شہوت نفسانی کا ازواج کو آمادہ
پردہ دری کرتا ہے اور اکثر اونمین سے فحش وزنا کرتی ہین اور یہ شخص
اگر آگاہ ہو کر ذاتی تدارک کرتا ہی تو دو چار کی جان معرض ہلاک مین پڑتی
ہے اور خود بیٹھے بٹھائے رنج و قلق مین مبتلا ہوتا ہے اور اگر متحمل ہوا
تو صفت دیوثی سے موصوف ہوتا ہے بہرحال افراط کا نتیجہ ملتا ہے
اور جو کوئی شخص حسن کا طلبگار ہے اور مرتبہ طلب کا افراط کو پہونچ
گیا ہے تو اوسکو عاشق کہین گے اور عشق مین بہت سے حالات ردی
مشابہ بجنون پیدا ہوتے ہین آزادی اور لاغری بدن کی اور قلت
اشتہا کی اور بیخوابی اور بے آرامی اور سوا تصور محبوب کے کوئی شغل
اور کوئی کام اوسکو نہین بہاتا ہے اکثر اس مرض مین مجنون ہو گئے ہین
اور اکثر مرتبہ ہلاک کو پہونچ گئے ہین حکمائے علم نفس اس مرض کو نقص نفسانی
کہتے ہین اور اطبائے بدن نے اسکو امراض بدن مین مثل الیخولیا کی
شمار کیا ہے اور علاج اسکا پہیرنا فکر کا محبوب کی طرف سے اور رجوع
کرنا طبیعت کا دوسری طرف جہانتک ممکن ہو اور نافع ہے مشغول ہونا
تحصیل علوم دقیق مین اور صناعات لطیف مین اور صحبت اشخاص
مہذب کی جہان اس قسم کا چرچا ہو اور ہمیشہ وہان تذکرہ علوم کا رہتا ہو
اور تسکین دینا قوت شہوت کا نفع دیتا ہے خواہ ازروے ادویہ مطفیہ کے

علاج سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

خواہ مجامعت سے دوسری عورتون کے اور پرہیز چاہیے ذکر
محبوب سے بلکہ عموماً حکایات عشق وعاشقی اور اشعار عشق انگیز سے
بلکہ اختیار کر لینا کار ہائے سخت اور امور دشوار کا اکثر نافع ہوتا ہے
اور جب ان تدبیرون سے کچھ نفع ظاہر نہو تب سفر دور دراز کرے
اور بعض اشخاص خبیث النفس طرف امارد یعنے کم عمر لڑکون کے مانوس
ہوتے ہین اور خلاف وضع فطری کے اونسے ازالہ شہوت کا کرتے ہین
اونمین بعض ایسے ہوتے ہین جو امارد سے عشق بہم پہونچاتے ہین
اور قبایح اور فضایح اس فعل خبیث کے خود ظاہر ہین حاجت بیان کی
نہین ہے عصمنا اللہ وایاکم من شرور الانفس والشیاطین
من الجنۃ والناس اجمعین حزن ایک قسم کا الم ہے نفسانی
جو کسی محبوب کے گم ہو جانے سے یا کسی شئے مرغوب کے تلف
ہو جانے سے یا کسی امید کی مایوسی سے عارض ہوتا ہے اور سبب
اوسکا حرص ہے سامان راحت جسمانی کی اور خواہش ہائے
شہوات نفسانی ہین جب ایسے اشیا سے محرومی ہوتی ہے تو حسرت
فقدان مطلوب کی حالت حزن کی پیدا کرتی ہے اور کیفیت اوسکی
اوس پر زیادہ طاری ہوتی ہے جو بقائے ممکنات اور ثبات لذات
کی تمنا کرتا ہے اور حاصل ہونا جملہ مطلوبات کا اور مہیا رہنا جمیع مقصودات

کا غیر ممکن ہے پس ایسے شخص کو جو اس مرض مین مبتلا ہو جائے
کہ اندک عقل سے کام لے اور انصاف پر نگاہ کرے تو اوسے خود معلوم ہو جائیگا
جو شے عالم امکان مین پیدا ہوئی ہے ثبات و بقا اوسکا محال ہے
اور ثابت اور باقی رہنے والی وہ چیزین ہین جو عالم ارواح مین ہین
اور تصرفات عناصر اربع کے محتاج نہین ہین پس جسنے فنا ہونیوالی
چیزون پر تاسف کیا اوسنے گویا محال کی تمنا کی اور جو شخص ایسی
چیزون کے بقا کی تمنا نکریگا وہ اندوہگین نہوگا بلکہ ہمت اوسکی
ہمیشہ تحصیل پر اون چیزون کے مصروف رہیگی جو باقی رہنے والی ہین
اور جسقدر اندوہ مقتضائے طبیعت سے طاری ہو مثلاً مرگ سے
کسی دوست کے یا عزیز کے تو لازم ہے کہ اوسیقدر پر اکتفا کرے اور
اپنے حالات مین تغیر اور حرکات ارادی ہین خلل نہ ہونے دے اور جو اشیائے
نفیسہ ذریعہ فخر و مباہات ہون اور تلف اونکا باعث حزن و اندوہ
ہو اونکا ترک اولے سمجھے اور اگر ہون تو اونکی فنا و زوال سے متالم
نہو اگر ایسا کریگا تو ہمیشہ عمر عزیز اوسکی امن و آسایش سے اور راحت
و فراغت سے بسر ہوگی کسواسطے کہ عالم کون و فساد مقتضی اسکا
ہے کہ ہمیشہ ایک نہ ایک دوست و عزیز فنا ہوا کرے اور کوئی نہ کوئی
چیز اشیائے مرغوب سے تلف ہوتی رہے اور جو شخص عادت جمیل

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

اس امر کی رکھیگا کہ جو چیز موجود ہو اوس پر خوش رہے اور فخر و ناز
نکرے اور جو چیز ضایع و تلف ہو جائے اوسکا تاسف و ملال نکرے تو
ایسا شخص ہمیشہ مسرور و فرحناک رہیگا اور حزن و اندوہ سے
پاک رہیگا اور یہی منشا ہے آیہ قرآن مجید کا اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ
عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ یعنے آگاہ ہو تحقیق کہ اولیائے خدا پر خوف
طاری ہوتا ہے نہ وہ محزون و غمناک ہوتے ہین اور بعض حکما نے لکھا ہے
کہ حزن و اندوہ ایک ایسی حالت ہے کہ لوگ باختیار خود اوسکو اپنی
طرف جذب کرتے ہین اور یہ صفت امور طبیعی سے خارج ہے جسکی
کوئی شے ضایع و تلف ہو جاے اوسکو خیال کرنا چاہیے اون لوگونکے
حال پر جنکی کوئی چیز تلف و ضایع ہوئی ہو اور آخر کو وہ لوگ اپنے
غم و اندوہ کو بھول کے راضی و شاکر ہو گئے ہون اکثر مشاہدہ مین آیا ہے
کہ جس شخص پر بسبب مفارقت کسی اولاد کے یا کسی عزیز اور دوست کی
مصیبت طاری ہوئی اور غم و اندوہ اوسکا حد سے گذر گیا تہوڑے
زمانہ کے بعد اوسی شخص کو دیکھا کہ موافق عادت دائمی کے غم و
اندوہ زائل ہو گیا اور ہنسنا بولنا اور خوش ہونا بحال خود
آگیا اور جن لوگون کا ملک و مال تلف ہو گیا اونکو بھی بعد تہوڑی مدت
کے دیکھا کہ رنج و ملال اونکا جاتا رہا اور اپنی حالت موجودہ پر راضی اور

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی

قانع ہوگئے اور جو شخص تلف مال اور موت اعزا و احباب پر محزون
اور غمناک ہو اوسکے مثل ٹہیک ہے ایسے شخص سے جو کسی دوست
کی ضیافت مین گیا ہو اور صاحب مجلس نے دعوت مین ایک ایسی چیز
خوشبو کی حاضر کی ہو جسکے ہاتھہ مین لینے سے یا سامنے رکہنے سے دماغ
معطر ہوتا ہو اور محفل مین ایک کے ہاتھہ سے دوسریکے ہاتھہ مین پہرتی
جاتی ہو جب اوسکے ہاتھہ مین پہونچے اپنی غلط فہمی سے اوسکو بہ یا عطیہ
جانی اور جب دستور کے موافق اوسکے ہاتھہ سے لیکر دوسرے کو دی جای
رنجیدہ اور متاسف ہونے لگی اسی طرح سے سمجہنا چاہیے کہ جملہ اشیائے
موجودہ اور نفائس مرغوبہ امانت حق تعالے کی ہین جسکے نفع مین خلق
کو شریک فرماتا ہے اور جبتک مصلحت جانتا ہے تب تک اپنے بندیکو
اوس سے نفع اوٹہانے کی اجازت دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنی
امانت کو لے لیتا ہے یا دوسریکو عطا کرتا ہے پس تاسف وملال کی
کیا جگہ ہے بلکہ اشیاء مستعار مین ملکیت کی نیت کرنا بڑی بے انصافی
اور کفران نعمت ہے کسواسطے کہ مقتضائے شکر گذاری یہ ہے کہ
اشیائے عاریت کو جبتک اپنے پاس رکھے حفاظت سے رکھے اور اشیائے
مستعار کو بجنسہ مالک کے پاس پہونچا دے اور جب مال مستعار مالک
کے پاس پہونچ جاوے تو خوش ہو کہ مین امانت سے سبکبار ہوگیا بلکہ

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی النسانی

صاحبان مروت اشیائے مستعار سے کبھی تحمل نہین کرتے چنانچہ شاعر کہتا ہے ؎ کہن جامۂ خویش پیراستن + بہ از جامۂ عاریت خواستن

حسد کی **تعریف** یہ ہے کہ زیادتی حرص سے اپنے ابنائے جنس کے فواید وحشمت کو جو حاسد سی زیادہ رکھتے ہون چاہنا مطلوب ہی کہ اسکو حاصل ہو اور اون سے زائل ہو جائے اور حاسد ہمیشہ فواید ومنافع وحشمت وجاہ ابنائے جنس کو دیکھکر غصہ ورنج کہاتا ہے اور یہ رذیلت جہل اور شرہ کے مرکب ہونے سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ حشمت دنیاوی ایکہی شخص کو ملنی اور سبکی محرومی محال ہے اور اگر ایسا فرض کرین تو صرف تنہا ایک شخص حشمت ظاہری سے بہرور اور فائدہ مند نہین ہوسکتا اسوجہ سے کہ لوازم حشمت سے ہے کہ جسقدر حشمت زیادہ ہوگی اتنی ہی توابع اوسکے زیادہ ہونگے اور ایک شخص کی حشمت بہت سے لوگونکو نفع پہونچاتی ہے پس اسباب حشمت سے ناواقف ہونا زیادتی حرص کے ساتھہ ملکر حسد پیدا کرتا ہے اور چونکہ مطلوب حاسد کا حاصل ہونا اور زوال دوسرونکی نعمت کا مطابق حاسد کے خواہش کے ہونا من قبیل محالات کے ہے تو حاسد کا رنج واندوہ ہمیشہ بڑہتا جائیگا اور علاج جہل اور شرہ کا عین علاج حسد کا ہے یعنے جب علم حاصل ہوگا اور جانیگا کہ میری تمنا سے دوسرے کی حشمت کا زایل ہونا محال ہے

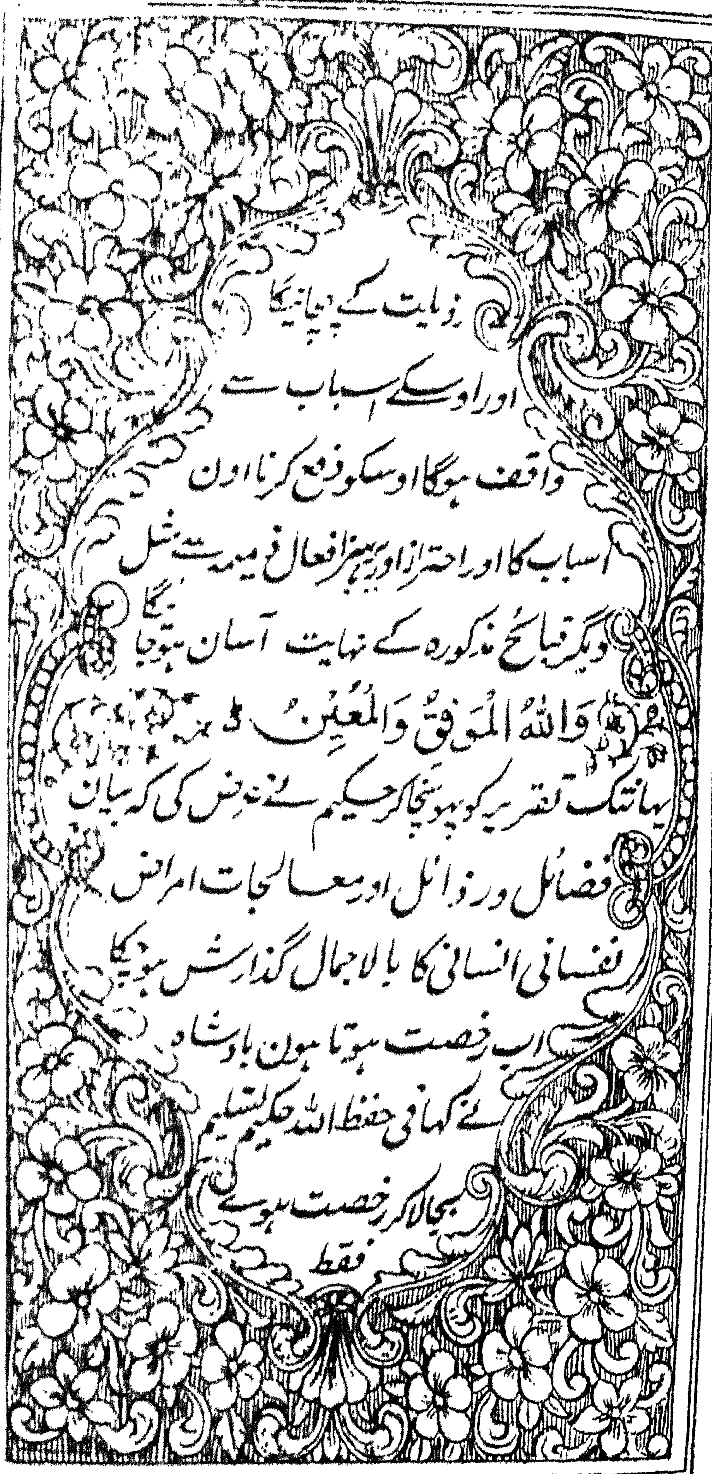
اور حرص کو کم کریگا حسد زایل ہو جائیگا اور بعض حکمانے کہا ہے کہ حسد
قبیح ترین امراض و بدترین شرور سے ہے اسوجہ سے کہ جو شخص اس بات کو
دوست رکھتا ہو کہ اوسکے دشمن کو بلا سبب ضرر پہونچے وہ شر کو دوست رکھتا ہے
اور جو شخص دشمن کے کسی برائی کا خواہان ہو یا کسیکی خیر کا مانع ہو وہ
شریر ہے اور جو شخص دوستون سے ایسا معاملہ رکھے وہ زیادہ تر بد ہے
پس حاسد بدترین اشرار ہے اور ہمیشہ اندوہگین اور رنجیدہ رہیگا اسواسطے
کہ اچھائی اور رفاہ لوگون کی باعث اوسکی ناگواریکا ہے اور بہتری خلق
کی اوسکے مطلوب کے خلاف ہے اور فلاح خلق کی کبھی اوسکی خواہش
کے موافق منقطع نہوگی پس اوسکے غم واندوہ کی انتہا بھی نہوگی اور بدترین
اقسام حسد وہ قسم ہے جو درمیان علما کے واقع ہو یعنے جس امر کی رغبت
ایک کو ہے زوال اوسکا دوسرے کو مطلوب ہو اور سبب اوسکا جلب
نفع دنیوی ہے یا توقع کثرت تابعین کی اور حرص جو ارادت امر واحد
کی اور مثال حکمائے دنیا کی اوس چھوٹے کمل کی ہے کہ شخص دراز
قامت اوڑھے کہ جب سر کو ڈہانکے گا پاؤن کھل جاینگے اور جب پاؤن کو
ڈہانکیگا تو سر کھلجائیگا اسی طرح اگر ایک شخص کیطرف دنیا اور اہل دنیا
متوجہ ہونگے اور رجوع خاص اوسکی طرف ہوگی تو دوسرا اوس تبہ کو
نہ پہونچیگا اور علم اس رذیلت سے پاک ہی اسواسطے کہ نفع پہونچانا

جلسۂ سوم معالجات امراض نفسانی النسانی

لوگون کا اور خرچ کرنا اوسکا اور شریک گردانا ابنائے جنس کا اوسکے
نفع مین زیادتی لذت اور ترقی کمال کا اقتضا کرتا ہے پس ایسی صورت
مین مادہ حسد کا شرۂ مطلق سے پیدا ہوتا ہے سوال حسد اور غبطہ
ایک ہی چیز ہے یا دونو جدا جدا ہین جواب حسد اور غبطہ مین بڑا
فرق ہے غبطہ اوسکو کہتے ہین کہ کسی شخص نے کوئی کمال یا دولت
اور نعمت کو کسیکی دیکھکر مثل اوسکے اپنے واسطے چاہا ہے۔ سکے کر اوسکا
زوال مقصود ہو اور حسد مین شوق ہے تحصیل کمال کا بتمنائے زوال
شخص محسود اور کبھی حسد مین زوال نعمت محسود کا حاسد کو زیادہ تر
اوسکے حاصل ہونے سے مطلوب ہوتا ہے اور غبطہ دو طرح کا ہوتا ہے
ایک محمود دوسرا مذموم غبطہ محمود اوسکو کہتے ہین کہ شوق ہو تحصیل
سعادت کا اور فضائل کے اکتساب کا مثل شخص مغبوط کے اور غبطہ
مذموم وہ ہے کہ شوق ہو طلب شہوات و لذات کا اور اس
غبطہ کی قسم شامل ہے رذیلت شرہ مین یہانتک تمام ہوا ذکر اجمالی
معالجات امراض نفسانی کا جو شخص کہ مطالب مذکورہ سے واقف
ہوگا اور اوسکو اچھی طرح سے اپنے دلمین ضبط کریگا تو معرفت
دیگر اسباب و اغراض رذائل کے اور علاج اوسکا اوسکو آسان ہوگا
مثلاً حب کذب مین غور کریگا معلوم ہوگا کہ تمیز درمیان انسان اور

دیگر حیوانات کے نطق ہی سے ہے اور غرض نطق سے یہ ہے کہ دوسرے کو آگاہ
کرے اوس امر واقع سے جسکو وہ جانتا ہو اور جب شخص ناواقف
کے سامنے کوئی امر خلاف واقع بیان کیا گیا تو غرض اصلی نطق کی
باطل ہو گئی اور سبب اوسکا یا خواہش مال وجاہ ہے یا طلب
ترفع ہے یا حرص ہے اور مثل اسکی دیگر امور دروغ گوئی کے
لوازم سے ہے ذلت اور بے آبروئی اور سبکی اور بے وقعتی
نظر مردم مین اور ہونا فساد کا امور معاش اور معاد خلق مین اور
دروغ گوئی سے جرأت ہوتی ہے چغلی کہانے پر اور تہمت وبہتان
کرنے پر اور لاف زنی پر اور سبب لاف زنی کا ہیجان قوت غضبیہ
ہے ساتھ تصور ایسے کمال کے کہ جو اپنے مین موجود نہین اور اسکے
توابع اور لواحق سے ہے جہل اور قلت رعایت حقوق اور امر
غلط پر عادی ہو جانا طبیعت کا اور لاف زنی مین عجب اور کذب
شامل ہے اور اسیطرح سے بخل مین جب کوئی اندیشہ کریگا تو معلوم
ہوگا کہ سبب بخل کا خوف ہے فقر اور احتیاج کا یا محبت علوئے
مرتبہ کی بواسطہ مال کے یا شرارت نفس کی بدخواہی خلق مین ہے
اور جو کوئی شخص رذیلت ریا مین خیال کریگا تو معلوم ہوگا کہ درحقیقت
کذب ہے قول مین بھی اور فعل مین بھی اسیطرح جو شخص حقیقت امر ایک

جلسہ سوم معالجات امراض نفسانی انسانی



زیادت کے بیانیگا
اوراوسکے اسباب سے
واقف ہوگا اوسکو دفع کرنا اون
اسباب کا اور احتراز اور پرہیز افعال ذمیمہ سے مثل
دیگر قبائح مذکورہ کے نہایت آسان ہوجایگا
وَاللہُ الْمُوَفِّقُ وَالْمُعِیْنُ
یہانتک تقریر کو پہونچاکر حکیم نے عرض کی کہ بیان
فضائل ورذائل اور معالجات امراض
نفسانی انسانی کا بالاجمال گذارش ہوچکا
اب رخصت ہوتا ہون بادشاہ
نے کہا فی حفظ اللہ حکیم تسلیم
بجالاکر رخصت ہوئے
فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلسۂ چہارم

بیان میں تدبیر منازل یعنی انتظام خانہ داری

ہر چند حکمت اخلاق نہایت جلیل الشان اور مستقیم البیان ہے بہت محتاج
الیہ نوع انسانی بلکہ معلم نفسانی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھیے تو یہ وہ
علم ہے کہ اسکا پابند لباس حیوانیت سے نکلکر جامۂ انسانیت مین آجاتا ہی
جانورونکی خصلتین چھوڑکر آدمی بن جاتا ہے یہی علم ایسا ہے کہ بدخلق کو خلیق
بناتا ہے غیر مہذب کو تہذیب سکھاتا ہے ہر چیز کے فائدے اور نقصان
معلوم ہوتے ہین علل اور اسباب جملہ افعال و اعمال کے مفہوم ہوتے ہین
حکماء متقدمین نے ہزارہا کتابین اس فن خاص مین تصنیف فرمائی تہین و راہین
مکارم اخلاق و محاسن افعال کی دکہائی تہین اور امراء و سلاطین نے اپنا معمول
یہ قرار دیا تہا روز و شب کا وظیفہ کر لیا تہا بڑے بڑے ملکون پر اسیکے زور سے
غلبہ حاصل کیا اقالیم سبعہ کے نظم و نسق کو اسیکی صلاح سے کامل کیا مگر اب
رفتہ رفتہ ایسا نا معلوم ہو گیا کہ علم کیا عالم بہی معدوم ہو گیا خصوصاً اسکا

دوسرا علم جسکا نام تدبیر منازل ہے باوجود کہ انتظام خانہ داری سبکا حاصل ہی مگر جمع کثیر اور جم غفیر انسانی اس علم سے جاہل ہے اور ایسے ہی تدبیر کی قدر سے غافل ہے عامیانہ قدم دہرتے ہین اور آخر چاہ ضلالت مین گرکر افسوس کرتے ہین نادانی سے مال و زر بھی برباد ہوتا ہی نافہمی سے گہر مین بھی فساد ہوتا ہے معیشت مین خلل پڑتا ہے بنا بنایا گھر بگڑتا ہے تکلیفین اوٹھاتے ہین جان بوجہ کر نادان بنجاتے ہین نقصان مایہ و شماتت ہمسایہ کا ضرب المثل ہین سارے کئے کرائے کام مختل ہین مگر افسوس یہ ہے کہ فقیر اس علم کے مطالب کو توضیح دلائل و تفصیل براہین کے ساتھ بیان نہین کرسکتا اسوجہ سے کہ ابتدا سے آخر تک سلاست اور عام فہمی کا لحاظ رکھا گیا انغلاق اور دقت عبارت سے کنارہ کیا گیا اسوجہ سے کہ برہان عقلی اور دلیل اصطلاحی و نکات احوال و وجوہ استدلال کا بیان کرنا خلاف مقصود ترویج و اشاعت تہا اور عام خلق کے لیئے موجب کلفت مگر بدون ذکر وجہ اور سبب کے مطلب اچھی طرح ذہن نشین نہین ہوتا جیسے بے نام کے مُہر کا نگین نہین ہوتا لہذا جہانتک مناسب معلوم ہوا ہے الفاظ مختصر مین ہر امر کا فائدہ بھی بیان کردیا ہے اور جہان ضرورت نہین دیکھی اصل مطلب پر اکتفا کی ہو کسطے کہ مبحث اخلاق مین چندان دلیل کی ضرورت نہ تھی اور بیان اصطلاحات اور تفصیل کیفیات مین برہان کی حاجت نہ تھی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

او بقدر ضرورت ذیل عبارت مین مذکور ہوگیا ہے اور اشارون مین تھوڑا
تھوڑا دلیل کو بھی بیان کر دیا ہے مگر اس باب مین زیادہ تر وجہ و سبب
کا خیال ہے اسلئے کہ عمدگیِ نتائج تدبیر منزل و سیاست مدن کا مآل ہے
پس اگر شاید کسیقدر عنوان بیان مین تفاوت پایا جائے تو بخیال ضرورت
معاف فرمایا جاوے اور اگر اس سے زیادہ تفصیل مقصود ہو تو کتب مبسوطہ کو
ملاحظہ فرمائیے اور اس مجمل کی تفصیل سے حظ وافر اوٹھائیے اس مقام پر
نحیف اقوال حکیم ابرُوس و دیگر افادات حکماء متاخرین کو ذکر
کرتا ہے اور بعض مضامین مخصوص خواجہ رئیس ابو علی الحسین بن عبد اللہ
بن سینا کو اونکے رسالۂ بلیغہ سے حسب مقتضائے مقام و مصلحت وقت
موافق احوالِ زمانہ لکھتا ہی اور اکثر افادات جناب محقق علامہ + علمِ فہامہ +
فرد کامل + جامع فضایل + ملک لسانی + معلّم الثانی + مولانا خواجہ
نصیر الدین طوسی علیہ الرحمۃ و الغفران کو جو انہون نے قہستان مین
حسب الحاح بعض سلاطین تحریر فرمایا ہے بیان مین لاتا ہے وَاللّٰہُ ولیُّ
التوفیق القصّہ جب حسب دستور حکیم صاحب صحبت تخلیہ بادشاہ مین
باریاب ہوے عادل شاہ نے فرمایا مین چاہتا ہون کہ آج تدبیر منازل
کا بیان کیجیے حکیم نے سر تسلیم کو خم کر کے عرض کی بسر و چشم اور آغاز
مطلب کیا کہا کہ جس عنوان پر بندگان سلطانی کی رغبت ہوا اوسی طرح پر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

عرض کردن بادشاہ نے کہا مجھے مرغوب یہ ہے کہ آپ ہر مطلب کو جُدا جُدا
بیان کریں حکیم نے عرض کی نہایت مناسب ہے حسب ارشاد پہلے سبب
احتیاج منزل و ضرورت تاہّل گذارش کرتا ہون اسکے بعد تدبیر تحصیل قوت
اور مضار او منافع اوسکے عرض کرونگا پھر تدبیر تاہّل کی اور حسن و قبح اوسکا
زبان پر لاؤنگا پھر اوسکے بعد طریقہ پرورش اور تربیت اور تادیب
اور تعلیم اولاد کا پھر حقوق والدین کے اور طریقہ اونکی خدمت کا بیان
کرونگا آخر مین دستور سیاست خادمونکا و تابعین و ملازمین کا ذکر کرونگا

سوال بادشاہ نے کہا بہتر ہے پہلے سبب احتیاج منزل بیان کیجیے

جواب حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب ظاہر ہے کہ بقائے
شخصی انسان کی غذا کی محتاج ہے اور غذا انسان کی بے تدبیر و صناعت
کے ممکن نہین مثلاً کھیتی کرنا اور حاصل فصل کو درو کرنا اور غلہ کو علف سے
جدا کرنا اور کوٹنا پیسنا گوندہنا پکانا کہانا اور ان سب باتون کیواسطے
اعانت اور مدد کرنیوالے اور آلات اور سامان درکار ہین اور ان
سب کامون کے انجام دینے کیواسطے اک زمانہ دراز چاہیے تھا کہ
ابتدائے تخم ریزی سے لقمۂ نان وارد دہن ہونے تک اہتمام ہر شئے کا
اپنے اپنے محل پر تمام کو پہونچے بخلاف چرندون اور پرندون کے
کہ غذا اونکی موافق اونکی خواہش طبیعت کے ہر وقت مہیّا و آمادہ ہے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جسوقت طبیعت اونکی تقاضا کرتی ہے جاتے ہین اور گہاس پہل تخم وغیرہ
سے اپنی گرسنگی دفع کر لیتے ہین اور جہان پانی مل جاتا ہے پی لیتے ہین اور
آسودہ ہوکر تلاش سے باز رہتے ہین مگر انسان پر نہایت دشوار ہے کہ ہر روز اپنی غذا
بہم پہنچاوے اور ہر روز کہالے اسوجہ سے کہ ہر روز مادۂ معیشت کا منقطع
ہوجانا اور ہر روز پہر از سر نو بنیاد معیشت ڈالنا نہایت زحمت کی بات ہے
اسوجہ سے ذخیرہ کرنا اسباب معیشت کا اور محفوظ رکہنا اوسکا اپنی مخصوص
جو حاجت غذا مین شریک احتیاج مین ضرور ہوا اور حفاظت اسباب معیشت
کی بلے ایسے مکان کے جسمین غذا اور قوت اوسکا ضایع نہو اور حالت
خواب اور بیداری مین ذکو ہوایات کو دست درازی اہل حاجت سے
محفوظ ہے ممکن نہین پس گہر بنانے کی ضرورت ہوئی اور یہ امر خوب
ظاہر ہے کہ تدبیر معیشت و تحصیل غذا انسان کی بدون اسکے کہ گہر سے
باہر نکلکر مکاسب و صناعات مین مشغول ہو اور حسب ضرورت اسفار بعید
الاقطار و سیاحت دیار و امصار اختیار کرے اور تمام روز محنت و مشقت
کے ساتھہ اپنی غذا بہم پہونچاے غیر ممکن ہے اور اسکا گہر سے باہر نکل جانا
موجب اختلال نظم خانہ داری تہا اس لیے کہ وہ خود اک ایسا امر اہم ہے
کہ جسمین تمام روز کی محنت و مشقت کی ضرورت ہے پس ایک شخص سے
ایسے دو کام جو ایک دوسرے کے ضد ہین اور مہلت اور فرصت کا وقت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نہیں دے سکتی غیر ممکن پس ناچار اب ضرورت ایک دوسرے شخص کی ہی
ہوئی کہ جو تا وقت مراجعت و فرصت اسکے امور خانہ داری کا انصرام
کرتا رہے اور جسوقت یہ تھکا ماندا گھر میں داخل ہو تو موافق مقتضائے
طبیعت کے اُسکو راحت دے اور قوت متحرکہ کو تسکین پہونچائے غذا
خوشگوار پکا کر مہیّا کرے اور آب سرد آمادہ رکھّے اور جتنے ضروریات اسکے
آسایش کے ہیں اونکو مرتب کر رکھّے تا پہر اوسکو کسیطرح کی صعوبت اپنی
راحت و آسایش کے متعلق نہ اوٹھانی پڑے جیسا مقتضا ہے بقائے
شخصی انسانی کا اور مقتضا بقائے نوعی انسانی کا جس سے مراد توالد و
تناسل ہے اور بقائے نام و نسب بھی اسی سے عبارت ہے یہ تھا کہ یہ
کوئی شخص ایسا بھی پیدا کرے جو اسکے مادۂ خلقت کا حامل ہو اور قوت
شہوانی نفسانی کا جیسا ذکر مبحث اخلاق میں عرض کیا گیا دافع ہو اور
خود شریک ہو بقار نوع انسان کا اور یہ سب صفات سوا جفت انسانی
یعنے عورت کے کسی دوسرے مین تماماً موجود نتھی تو اسواسطے حکمت
الٰہی نے یہ اقتضا کیا کہ ہر شخص جفت اپنا قرار دے کہ جس سے امور خانہ
داری کا بھی کما ینبغی انتظام ہو اور راحت و آرام کا بھی انجام اور توالد و تناسل
و بقائے نوع انسانی کا بھی انصرام ہو اور ایک شخص سے اتنے امور اہم
کا اتمام ہو یہ ضرورت عقلی ہے خانہ اور اہل خانہ کی سوال یہ تقریر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

سنکر بادشاہ نے کہا کہ ضرورت خانہ واہل خانہ کو تو آپنے تصریح سے
بیان فرمایا مگر اس تقریر کے عنوان سے یہ بات مترشح ہے کہ یہ کام
ایک عورت سے نکل سکتا ہے اور ازدواج مکرر کی حاجت نہین
بلکہ ہونا اشخاص متعدد کا ایک کام پر خلاف مصلحت ہے اور مخالف
مسئلہ تخفیف مئونت **جواب** حکیم صاحب نے ارشاد کیا کہ
ہر چند جواب اسکا محض علم اخلاق کی راہ سے مجھپر چندان ضروری
نہ تھا مگر آپکی تشفی خاطر کیواسطے مین اس مسئلہ شرعی کو بھی اخلاق کے
اصول پر عرض کرونگا اس وجہ سے کہ اخلاق و شرع قریب قریب ایکہی راہ
ہے آپ پر ظاہر ہے کہ طبایع انسانی بہ نسبت خلقت قوا اور
مناسبت اعضا کے مختلف اور متغیر خلق ہوئے ہین کسی مین مادہ کسی
چیز کا غالب ہے اور کسی مین کم ہے اور کسیکو عادۃً اور رغبۃً احتیاج
کسی چیز کی زیادہ ہوگئی ہے اور کسی چیز کی کم کوئی ایک عورت پر بقدر
ضرورت توالد و تناسل و دفع مادۂ شہوت قانع ہوسکتا ہے اور
کسیکو اس سے زیادہ کی ضرورت ہے اور چونکہ دو امر یعنے انتظام
خانہ داری اور بقاء نوع انسانی ایکہی کے متعلق کیے گئے تھے اور قوت
شہوانی حیوانی کا دفع بھی اوسیکے متعلق تھا تو بعض اشخاص کی
نسبت ایسا ممکن تھا کہ بسبب کثرت لوازم کے کوئی امر اچھی طرح سے

انجام کو نہ پہونچے اور باعث حدوث امراض نفسانی کا ہوجائی اسواسطے
شارع نے اوّلاً کنیز کی اباحت فرمائی جو فی الحقیقت شریک ضرورت انتظام
خانہ داری ہین اوسکے بعد یہ بھی تنزیہاً حکم فرمایا کہ مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ
مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ الآیۃ بصیغۂ خواہش و رغبت و احتیاج بہ نسبت بعضے
اقویا کے جیسا کہ لفظ طاب لکم سے صاف ثابت ہے مگر چونکہ اسمین
یہ شبہہ متعلق انتظامِ خانہ داری پیدا ہوتا تھا کہ ایسا نہو خلاف مصلحت
و ضرورت احتیاج تاہل افراط شہوت مین مشارکت و مساوات نظامی
کو ملحوظ نہ رکھے اور فائدۂ تاہل کو باطل کردے اسواسطے آخر مین یہ بھی
فرما دیا وَاِنْ لَّمْ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنے اگر صفتِ عدل و صفتِ کو ملحوظ
نرکھہ سکو تو ایکہی پر اکتفا کرو اور اسی مقام سے اور اسی علّت سے خود
نکاح کی چار قسمین کی گئی ہین — واجب — حرام — مستحب — مکروہ — باختلاف
حیثیات سوال — یہ سنکر بادشاہ نے کہا سبحان اللہ کس عمدہ عنوان سے
آپنے اس شرعی لم کو بیان فرمایا اور میرے دل سے اس شبہہ کو آپنے بالکل
رفع کردیا مگر اب ایک اور شبہہ مجھے پیدا ہوا ہے اوسکو بھی براہ مہربانی بیان
فرما دیجیے ہر چند آپکی ہرج اوقات ہوگی وہ یہ ہے کہ آپنے اختلاف قوی
اور تفاوت احتیاج کے وسیلہ سے اس مسئلہ کو ثابت کیا اور لم اجازت ازدواج
مکرر کی بیان فرمائی مگر یہ تو مرد اور عورت دونون مین مشترک ہے غیر تو کی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نوسے اور خواہش نسبت دوسری عورتون کے مختلف ہین اونکے واسطے
ازدواج مکرر کا حکم اور اجازت کیون نہوئی **جواب** حضور فقط مسئلۂ
خواہش سے یہ حکم صادر نہین ہوا بلکہ مصلحت توالد اور تناسل بقائے
نوعی انسان کی شریک اور مقصود اہم ہے ایک مرد اگر چار عورتون سے
ملابست کریگا تو ممکن ہے کہ چار اولادین ایکہی سال کے اندر پیدا ہون
اور عورت اگر چار مردون سے ہم بستر ہو تو سوا ایک کے دوسرا حمل
نہین ٹھہر سکتا علاوہ اس مضرت عقلی کے کہ حالت مشارکت مین نسبت
ولد کے جسکی صحت کی احتیاج حضانت اور حقوق مین لازم ہے مشتبہ
ہوجائیگی اور اکثر مسائل اہم جو اسپر مبنی ہین مختل ہوجاوینگے بلکہ اگر کلیتہ
ایساہی فرض کیا جاوے تو اموال و میراث و قضایا و احکام مین اختلال عظیم
پیدا ہوگا اور بہت سے مفاسد بزرگ ایسے پیدا ہونگے جنسے نظم عالم مختل
ہوجائے **سوال** بعد کلمات ثنا کے بادشاہ نے پھر تخاطب کیا اور فرمایا
اس جملۂ معترضہ کو استطراداً آپنے بہت خوب ذکر فرمایا اب امیدوار
ہون کہ سلسلۂ سابق کو شروع کیجیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی
بہت خوب دو وجہین ضرورت الخانہ کی بیان کرکے تقریر نے چھوڑ دیا تھا
اب تیسری وجہ یہ عرض کرتا ہون کہ جب انسانکو خدا نے اولاد عطا کی
اور نتیجہ ازدواج و مناکحت کا حاصل ہوا تو اوسکی اولاد کی پرورش اور

پرداخت اور حضانت اور رضاعت و دیگر لوازم کسی دوسرے سے
اوس خوبی کے ساتھہ ممکن نہ تھی اور اگر کسیقدر ہوتے بھی تو موجب صرف
زر خطیر اور زحمت کثیر تواب یہ تیسرا فائدہ پیدا ہوا اور ایک عورت سے
تین کام نکلے نظام خانہ داری بھی ہوا اور نظام بقاء نوعی بھی اور حضانت
و رضاعت اوسکی اطفال کی بھی پس ؎ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ
سہ کار + اور جب اولاد بہم پہنچے تو اونکی تربیت اور پرورش ضرور ہوئی
کہ بے پرورش والدین کے اونکا بقا اور نشو و نما نہین ممکن اور ہر ایک کے
امور کا تکفل واجب اور اسمین امداد اور اعانت کی احتیاج کثیر تواب جماعت
کثیر لازم ہوئی اور ایسی جماعت کو کہ جسکے امور خانہ داری کا انتظام خود اونہین
پر موقوف ہے توافق باہمی اور محبّت ضرور ہے اسلیے کہ امور انتظامی
ہر کثرت اور جماعت کی بے تالیف کے درست نہین ہوتی پس انتظام خانہ داری مین بھی ایک کو
دوسرے سے انس و محبّت اور ربط و الفت لازم ہوئی اور ایک شخص کو
اونمین سے اہتمام اور نگرانی سبکی واجب ہوئی پس اسیوجہ سے ریاست اپنی
گہر کی صاحب خانہ پر مقرر ہوتی ہے اور سیاست اوس جماعت کی بھی
اوسیپر تفویض کیجاتی ہے تا تدبیر امور خانہ داری کو ایسی صورت پر سرانجام
کرے کہ مقتضے انتظام اہل منزل کا ہو جسطرح سے چرانیوالا جانورون کا
موافق مصلحت کے جانورونکو سبزہ زار مین چرانیکو اور چشمہ و آبشار پر پانی

جلسۂ چہارم تدبیر منزل

بلانیکو لیجاتا ہے اور مضرت سے درندونکی اور آفات ارضی وسماوی سے
بچائے رہتا ہے اور ٹہکانا اونکے رہنے کا گرمیون مین کہین اور جاڑون مین
کہین اور دوپہر کو کہین اور رات کو کہین موافق صواب دید کے مقرر کرتا ہی
اور اگر اون جانورونمین سے خلاف مرضی اوسکے غول سے نکلکر کوئی جدائی
اختیار کرتا ہے تو اوسکو تادیب کرکے پھر گلّہ مین ملاتا ہے تاکہ امور معیشت
اونکے ساتھہ راحت وآرام کے انتظام پاوین اور لاغری اور تلف سے
محفوظ رہین اسیطرح سے صاحب خانہ بھی حسب مصلحت قوت اپنے عیال کا
بہم پہونچاتا ہے اور ترتیب اونکی امور معاش کی کرتا ہے اور اوس جماعت
کے حالات کا نگران رہتا ہے۔ کسیکو بہکاکر ترغیب دیتا ہے اور کسیکو
ڈراکر امور خلاف سے باز رکہتا ہے اور حسب مصلحت وعدو عید اور
زجر وتہدید ورفق ومدارا اور لطف وترش روئی عمل مین لاتا ہے
تاکہ اپنے اپنے کام کو بحیثیت شخصی جو لائق اوسکے ہے بخوبی سرانجام
کو پہونچاوے اور بسبب انتظام کے سہولت وآسانی سے براحت
زندگانی بسر کرے اور واضح ہو کہ مراد منزل اور خانہ سے وہ گہر نہین
ہے جو اینٹون سے یا مٹی سے یا سنگ وچوب سے بنائے جاتے ہین
بلکہ مراد اوس سے وہ تالیف ہے کہ جو مابین زوجہ اور شوہر اور باپ اور
بیٹے اور آقا اور غلام اور خادم اور مخدوم کے درمیان مین ہونی چاہئے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور مکان سکونت لکڑی اور پتھر گھانس اور پھونس خیمہ اور خرگاہ چادر اور
بارگاہ سایۂ اشجار اور پہاڑونکے غار چاہے جس قسم کا ہو رفع ضرورت کیلیے
یکسان ہے پس علم تدبیر امور خانہ داریکا جسکو حکمت منزلی کہتے ہین
غور کرنا ہے مصلحت حال ہین ایک جماعت کے ایسی طرح پر کہ مقتضائے
مصلحت عامّہ اور خاصّہ کا ہو جس سے اسباب معیشت باسانی مہیّا ہون اور
ہر شخص اپنی خدمت لائقہ کو اچھی طرح سے انجام دے اور چونکہ ہر انسان
کیا پادشاہ ہو کیا رعایا اور کیا فاضل کیا مفضول اسطرحکی تالیف اور تدبیر
کا محتاج ہے اور ہر شخص اپنے مرتبہ مین کفالت کرنیوالا اپنی جماعت کا
اور رئیس اپنی وابستگارونکا ہی اور اوسکے اہل وعیال رعیّت اوسکی ہین پس
ہر شخص کو اس علم کی واقفیّت سے چارہ نہین ہے اور فواید اوسکے
دین مین بہی اور دنیا مین بہی بے نہایت ہین اور یہی منشا ہے حدیث
شریف کا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ یعنے ہر شخص تم مین
سے صاحب رعیّت ہے اور روز قیامت تمسے سوال کیا جاویگا کہ تمنے
اپنی رعیّت سے کیا سلوک کیا ہے **سوال** عادل شاہ نے بعد
سماعت فوائد وضرورت منزل فرمایا کہ جناب حکیم صاحب قبل اسکے
کہ آپ مسائل تدبیر منزل و مراتب امور خانہ داری کو بیان فرمائین
چند امور کلّی ایسے بیان فرمائیے کہ جو بجائے اصول منزل کے ہون

اور جنسے کل جزئیات قسمین نکل سکتی ہون تاکہ ایک قاعدہ کلی ذہن مین رکھنے سے
جزئیات اور فروع کا یاد رکھنا لازم نرہے اور بوقت ضرورت حدوث امر تازہ اوسی
کلیات سے استنباط اور استخراج حکم آسان ہو جواب حکیم صاحب نے
عرض کی بہت مبارک پہلے ایک تشبیہ کامل اس حکمت منزل کی گزارش
کرتا ہون اسکے بعد کلیات قواعد منزل بھی اوسکے ذیل مین عرض کرونگا
اور وہ یہ ہے کہ بزرگ دانایان حکمت اخلاق یہ ارشاد فرماتے ہین کہ اصول
کلی بعینہ تدبیرات طبیب کے ہین بدن انسانی مین جسطرح طبیب اس امر
پر نظر ڈالتا ہے کہ آیا تمام قویٰ جسمیہ و اعضا و جوارح حالت اعتدال پر ہین
یا نہین اور دیکھتا ہے کہ اگر اعضا و قوا و اخلاط اعتدال پر ہین تو البتہ صحت
بحال خود قائم ہے اور بعد ادراک اس امر کے توجہ اوسکی حفظ صحت
و بقائے اعتدال قوے و اخلاط پر ہوتی ہے اور اگر کسی قوت یا خلط
مین کسیطرحکا انحراف اعتدال سے اور نقص خلقت مستوی سے معلوم
کرتا ہے تو اوسکے زوال کی فکر کرتا ہے اور پھر اعتدال پیدا کرنیکے اسباب
مہیا کرتا ہے اور اگر کسی عضو خاص مین خلل دیکھتا ہے تو تمام اعضا کے
بہ نسبت زیادہ تر عضو رئیس کی اصلاح نقص اور اعتدال پر لانیکی کوشش
کرتا ہے خصوصاً اوس عضو رئیس کی جو قریب اور متصل اوس عضو مخدوش
کے ہو بعد اسکے پھر علاج اوس نقص کا کرتا ہے اگر زوال اوسکا دشوار

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

غیر ممکن معلوم ہوتا ہے تو ناچار بخیال محافظت دیگر اعضاے رئیسہ اوس عضو کو داغ دیتا ہے یا کاٹ ڈالتا ہے تاکہ فسا د اوسکا اوسی تک منتہی ہوجائے اور دیگر اعضا میں سرایت نہ کرے پس اے جہان پناہ بعینہ یہی مثال طبیب کی ہے رئیس خانہ اور تدبیر منزل سے اور اوسکو بھی ایسا ہی لازم ہے کہ پہلے نگاہ حیثیت عموم اہل منزل پر کرے اور اونکی تالیف اور اعتدال پر توجہ تام رکہے اگر اعتدال ونکے افعال و اعمال مین بنا بر ضوابط حکمتِ اخلاق کے موجود پائے تو اونکی حفظ صحت اور ابقاے تالیف کی فکر کرے اور اوسی حالت معتدلہ پر منتظم رکہے اور بلا ضرورت علاج کا درپے نہو اسواسطیکہ عمدہ علاج یہی ہے کہ خلقت فطری کو قائم رکہے اور اوسکے گہٹانے اور بڑہانیکی فکر نہ کرے بلکہ اگر اوس حالت سے کوئی امر زائد یا کم دیکہے تو زائد کو کم اور کم کو زائد کرکے اعتدال پر لے آئے اور ہر شخص کو اہل منزل مین سے ہمیشہ دیکہتا رہے اور افعال و اعمال پر غور او رفکر کرتا رہے تاکہ ہر ایک کی زیادتی اور کمی پر اطلاع بہم پہونچاتا رہے اسواسطیکہ ہر ایک رکن ارکان منزل کا مشابہت رکہتا ہے ایک عضو سے اعضاے انسانی کے جسطرح اعضا مین رئیس بہی ہین اور خادم بہی اسیطرح منزل میں بہی رئیس ور خادم ہین اور شریف و خسیس ہین اور جسطرح ہر عضو کا مزاج اور خاصہ اور فعل جدا جدا ہوتا ہے اسیطرح اہل منزل کے ہر جزو کا بسبب اختلاف

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

قوا و حیثیات کے مزاج جدا ہوتا ہے اور عادات مختلف ہوتے ہین پس مدبر منزل کو ضرور ہے کہ جسطرح بدن کے اعضا مختلف الافعال و الخاصہ سے ملکر اعتدال پیدا ہوتا ہے اسیطرح یہ بھی اشخاص مختلف الاعمال متفاوت الامزجہ سے ایک اعتدال پیدا کرے اور ایک کی کمی کو دوسرے کی زیادتی سے ملاکر حالت نظم بہم پہونچائے اور ہر شخص کو اونمین سے اوسکی مناسب اور موافق کامون پر معین کرے اور مجموع سے کل امور کا سر انجام کرے اور خود اونکا نگران اور معتدل رہے پس جسطرح بدنکا ہر عضو ملکر ایک کام کو انجام دے دیتا ہے اسیطرح اہل خانہ کو بھی باہم ملکر ایک کام کا اتمام کر دینا ضرور ہے جیساکہ اوس منزل کے جسکے یہ لوگ ہین لازم اور مفید ہے مگر اس مطلب کے ادراک کیواسطے اور اس حالت تالیف کی قایم رکھنے کی واسطے رئیس خانہ کو کمال تدبیر لازم ہے تاکہ کوئی خدمت کسی کی بے محل اور خلاف مصلحت واقع نہ ہونے پائے۔ اسیوجہ سے بعض حکماء اخلاق نے مثال مدبر منزل و رئیس خانہ کے قلب کے ساتھہ دی ہے اس لحاظ سے کہ قلب ہمیشہ انسان کے افعال ارادی کا مبدا اور حاکم ہوا کرتا ہے۔ اور بعض حکما رئیس خانہ کو طبیب سے تشبیہ دیتے ہین اسوجہ سے کہ طبیب افعال و خواص اعضا سے کماینبغی ماہر ہوتا ہے اور اوسیکے لحاظ سے تدبیر حفظ صحت یا زوال مرض کرتا ہے پس رئیس خانہ کو بھی اسیطرح

جلسہ چہارم تدبیر منازل

ہر شخص کے افعال و اعمال سے مطلع ہو کر بقا نظم کی کوشش کرنا اور
زوال نقص کی فکر کرنی ضرور ہے اور جسطرح طبیب کو بخوف نقصان و
سرایت مادۂ اعضا قریب کے قطع و قلع کی ضرورت ہوتی ہے اسیطرح
طبیب منزل کو بھی ہر طرف سے خدام و دیگر اہل خدمت کی معطلی و موقوفی کی احتیاج
ہوتی ہے اور یہی صورتیں ہیں کہ جب مادہ اصلاح پذیر نہ رہے اور سرایت
مخالفت انضباط قواعد نظم مین کرے اسیطرح دیگر جزئیات کو بھی اسی تشبیہ سے پیدا
کرنا اور اسی مطلب سے اخذ کرنا چاہیے — سوال بادشاہ نے
کہا کہ قبل اسکے کہ آپ دیگر فروع منزل کو بیان فرمائیں پہلے مکان
کے تعمیر کے قواعد از روئے حکمت اخلاق بیان فرمائیے جواب
حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکا کر کہا کہ حسن و قبح اشیا کا بھی ہر چند عقلی
ہے مگر عمارت کے اصول کو اس اخلاق کے علم سے کمتر تعلق ہے دیگر
علوم ہندسہ سے زیادہ ارتباط ہے اور اس قسم خاص مین بھی مصنفات
جداگانہ ترتیب پا چکے ہین بخیف اوسیقدر عرض کریگا جو اس فرع اخلاق
کے متعلق ہے اور وہ چند امر ہین اوّل سکونت مکان ایسے مقام پر
تجویز کرنی چاہیے کہ ہوائے فضا پیہم مرور کر سکے اور ہوائے کثیف جو بسبب
حبس روائح مختلف کے پیدا ہوتی ہے دفع ہو سکے — کرسی بلند ہو
تاکہ حشرات الارض کے گذر سے کسیقدر مانع ہو اور آب باران

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

وغیرہ کے مجتمع ہونے سے ضیاع اموال ہو اور اثر رطوبت سے بلاد
مرطوبہ مین خباثت بخارات ارضیہ اذیت نہو اور بلاد محرورہ قریب بخط استوا
یا اقالیم اول و دوم مین حسب اقتضاے مصلحت بنابر دفع بادہاے
سموم وحفظ تابش آفتاب و تسکین حرارت غریزیہ خصوصا موسم حار
کیواسطے سرداب یا تہ خانون کی بنیاد کرنی چاہیے مگر اوسمین بہی
حتی الامکان خیال نفوذ ہواے لطیف و خروج بخارات کثیف
کا موافق اوس بلد و مقام کے لازم ہے اور یہ بہی ضرور ہے کہ سقف
خانہ مرتفع ہو اور دروازے وسیع و رفیع نصب کیے جائین اور تعدد
دروازونکا اور منافذ کا ملحوظ رہے خصوص بلاد متوسطہ مین اور ہر
جانب سے مرور و گذر کیواسطے جگہ دینا اور مقامات مناسب
پر دروازونکا قائیم کرنا بہی مناسب ہے تا آمد و شد
مردم مین خلل نہو اور چونکہ راحت و آرام و خواب و بیداری موجب
بقاے نوع انسانی ہے اور منزل مرکب اشخاص متعدد و مختلف
الاحوال سے ہے اور خلط و خبط مخالف نظم ہے اور باعث ہرج کا
و ضیاع اوقات کا ہے اسوجہ سے تعدد قطعات و تقسیم بیوت
بہی حسب ضرورت و مناسب حال منزل ضرور ہے تاکہ رئیس
و مرؤس و خادم مخدوم اپنے حدود لازمہ سے متجاوز نہ ہوجائین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور ترتیب ہر ایک کے قایم رہے پہر مکان سکونت مین ایسے سامان

کا مہیا کرنا جنکی احتیاج متعلق ہر وقت اور ہر زمانہ کے ہے یا کسی فصل

اور موسم کے مناسب ہے ضرور ہے اور ہر ایک چیز کو منتظم طور پر رکہنا

اس حیثیت سے کہ اشیائے لازمہ اپنے اپنے محل او رموقع پر موجود او

آمادہ رہین اور تلاش و تجسس مین تعطیل متصور نہو لازم ہے سو واسطے

کہ بہت سی اشیا ضروری ایسی ہین جنکی ضرورت اوقات معین پر

ہوا کرتی ہے اور بہت سی ایسی ہین کہ اوقات خاص پر محتاج الیہ

ہین پس ان دونون قسمون مین ہر ایک کو اوسکی لازمی حالت پر آمادہ

رکہنا موجب رفع تکلیف و فراغ بال کا ہے اور علی ہذا القیاس

دیگر جزئیات بہی انہین اصول سے پیدا ہو سکتے ہین اور ایسے ہی مصالح

سے لازم یا مستحسن ہین خلاصہ یہ کہ اسباب راحت اور لوازم محتاج

الیہ ہر فصل و موسم کیواسطے مہیا اور آمادہ رکہنا اور اوسکے حفظ کی

فکر کرنا اور ایک کو دوسرے سے مخلوط نہونے دینا یہ سب محاسن منزل مین ہین

اور ہر شخص کی حالت کے اوپر منحصر ہین یہ مختصر بیان تہا مکان سکونت

کا عام سکونت اس سے کہ مرد کیلئے ہو یا عورتونکی مگر اسقدر ضرور ہے کہ عورتون کے

مکان سے مردانہ مکان علیحدہ اور جدا ہو تاکہ بسبب اختلاف حیثیات

و تفاوت معمولات و عدم مجانست ذاتیات ایک کو دوسرے سے

خلل پیدا ہو اور باہم حارج اور مانع نہون — اور یہ بھی طرح لازم ہے
کہ ہر قسم کی ضرورت کی عمارات مین اوسکے مناسبات اور ضروریات
کا خیال رہے مثلاً خزانہ کی عمارت کا محکم کرنا چورون کی نقب
اور آفات عمومی ارضی و سماوی سے محفوظ رکھنا او غلہ کے مکان کو پانی
کی ریزش سے اور آگ لگنے کی خوف سے اور رطوبت ارضی پہونچنے سے
اور ہواے گرم کے اثر کرنے سے اور جانورون کے ضرر پہونچانے سے
بچانا چاہیے اور باورچیخانہ مین منافذ خروج دخان کے اور جگہ لکڑی
ایندہن رکھنے کی اور ظروف وغیرہ جمع کرنیکی اور اوسکے پکانیوالون کے
قیام اور نشست و برخاست و آمد و رفت کی ملحوظ خاطر رکھنی چاہیے
اور گاؤخانہ یا اصطبل یا شترخانہ یا فیل خانہ یا اور جو مثل اسکے ہین انمین
ہر ایک کے اسباب لازمی کا موجود کرنا اور اونکی آسایش و راحت کا بہم
پہونچانا اور اونکے مرور کے مقامات متعدد و راہ ہاے فراخ کا معین
کرنا اور اونکی نگران و محافظ و خدام کے لیئے جاے توقف و سکونت
کا قرار دینا اور ہر ایک کو ضیاع و خوف تلف سے بچانا لازم ہے
اور اگر یہ شخص صاحب منزل کوئی تاجر ہے تو اوسے دوکانین خوش
وضع اور وسیع بنانا چاہیے اور اسباب تجارتکو بہ تکلف بکمال حسن
و آرایش مرتب رکھنا چاہیے اور لعبہ بہم پہونچانے کل ما یحتاج اور

جلسہ چہارم تدبیر منازل

لوازم ضروری کے اگر استحسان ذاتی عمارتکا اور تناسب ہر جزوکا اور
خوبی وخوش اسلوبی ودلچسپی ومرغوبی اورحسن وکمال صنعت اور پاکیزگی
اور لطافت اور خوش وضعی اور نزاکت وغیرہ بھی مدنظر ہے تو باعث
اختلاط قلوب کا ہوگا۔ اور سب سے ضروری یہ ہے کہ مکان ایسی
مقام پر بنائے کہ اوسکے قرب وجوار کے لوگ اچھے ہون اور اونکی
مجاورت سے کسی قسم کی اذیت اور تکلیف نہ پہونچے بلکہ اوسکی غیبت مین
اوسکے امور خانہ داری مین اگر ضرورت ہو معین ومددگار رہین نہ یہ کہ
اونکی مجاورت سے اور اونکی بداخلاقی سے اہل منزل کو اموال یا اعمال
مین ضرر پہونچے اور اونکی صحبت بد کے آوازون سے اہل خانہ اور
اطفال نورس متاثر ہوکر افعال اور اخلاق بد اختیار کرین مگر اوسوقت
مین کہ جب کسی رذیلت یا عیب اور مرض کے زایل کرنیکو بنا بر
استعلاج اخلاقی کوئی مجاورت خاص اختیار کیجائے جیساکہ افلاطون
حکیم نے ٹھٹھیرون کے محلہ مین مکان کرایہ کو لیا تھا جب اوسنے
اسکی لِم دریافت کی گئی تو اوسکی علت اونھون نے یہ بیان کی
کہ مجھے نیند کا غلبہ ہے اور اکثر مطالعہ کتب اور تفکر مین خلل عظیم
واقع ہوتا ہے اس مرض کے رفع کرنیکے واسطے مینے اس محلہ مین مکان
لیا ہے تاکہ اونکی کھٹ کھٹ کی آواز سے میری نیند اوچٹ جایا

کرے اور رفتہ رفتہ یہ بات طبیعت سے زائل ہو جائے **سوال** بادشاہ نے
اس تقریر کو سنکر حکیم صاحب کی بہت تحسین و آفرین کی اور کہا کہ اب
مین چاہتا ہون کہ طریقۂ اکتساب معیشت و تحصیل قوت و تدابیر اموال
کو بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے گزارش کی کہ ای جہان پناہ
دنیا مین انسان کو اسکے بغیر چارہ نہین کہ کھانی پینے کا اسباب ور سامان مہیّا
کر رکھّے اسواسطے کہ ہر وقت غذا کا مہیا کرنا اور اوسیوقت صرف کر ڈالنا
نہایت ہی تکلیف کا امر انسان کیواسطے ہے اسلئے کہ انسانی غذا جانورونکی
غذا سے مختلف قرار دی گئی ہے بدون تصرفات و تدابیر کے مفید
و مقوّی جسم نہین ہو سکتی اور ایک دن مین دو وقت ہر شخص کو جملہ تصرفات
و تدابیر درستی اور تیاری غذا کی کرنے غیر ممکن تھے پس ضرور ہوا کہ جسقدر
ممکن ہو سکے اور جہان تک بہم پہونچ سکے اپنی غذا اور اوسکے لوازم
کو جمع کر کے درست اور قابل استعمال کر رکھّے تاکہ ہر وقت کی حمت
سے نجات حاصل ہو جیسا کہ سابق مین گزارش کیا گیا اور یہ بھی ظاہر ہے
کہ اکثر اقسام اغذیہ ایسے ہین کہ زمانہ دراز تک بقا نہین کر سکتی اور اختلاف
آب و ہوا اور رطوبت و حرارت و دیگر صدمات سے معرض فنا مین تھے
اور کبھی امتداد زمانہ کے بعد قابل استعمال نہین رہ سکتے پس ناچار انسانکو
احتیاج ایسی چیز کی درپیش ہوئی جو تغیرات ہوائیہ و تبدلات زمانیہ کو

کمتر قبول کرے اور ہمیشہ معاوضہ اشیاء مین ایک سے دوسرے کی پاس
جاوے اور حمل او نقل اوسکا اسفار دور و دراز مین آسان ہو اور ہر مقام
پر ہر شخص اوسکا طالب اور خواہان ہو تاکہ بدل و عوض مین ہرج واقع
نہو اور ایسی چیز فقط سکہ مروّج الوقت ہے اور بسبب قدر مردم کے
مقدار مین قلیل اور رفع احتیاج مین کثیر النفع ہے جیساکہ عرض کیا گیا
کہ سکہ حافظ عدالت ہے اور مقوم کُلّی اور ناموس اصغر ہے اور اسی سے
دنیا کا سارا کام چلتا ہے اور یہی ایسا ہے کہ لین دین اور معاملات مین
تخمینہ کم و زیاد قیمت کا واسطہ ہوتا ہے اور جس مقام پر اور جسوقت مین چاہین
آبادان روے زمین مین قوت اور غذا اور البسہ و اطعمہ وغیرہ مہیّا
کر سکتے ہین اور سفر دور و دراز مین اسیکے وسیلے سی غلّات و اجناس کے
انبار کے انبار ہمراہ لیجانیکی کلفت اور مصیبت و مشقت سے انسان نجات
پاجاتا ہے اور صرف قلیل مین اوسیقدر منفعت حاصل ہوتی ہے جو
حمل اثقال سے تہے بلکہ کہین زیادہ اور بسبب اسکے کہ خود جماد ہے او
از قسم حبوب وغیرہ نہین ہے تو صورت اور ہیئت اور ترکیب مین متغیر
نہین ہو جاتا اسواسطے کہ اگر زوال پذیر اور قوی الاستحالہ ہوتا تو مخلوقات
خدا کو جمع ارزاق و کسب معیشت مین بڑی کلفتین اوٹھانی پڑتین اور
اسیوجہ سے اور انہین مصالح سے حکمت حکیم علیم اس بات کی مقتضی ہوئی

که قدر اس جوہر کی ہر قسم کی اور ہر طبقہ کے لوگون کے دلون مین ڈالدے
اور ہر فرقہ اور ہر گروہ کو اسکا خواہان اور جویان کردے تا اسکی تحصیل
مین امور مہمہ اور شغلہاے مکاسب اور صناعتہاے شتّیٰ کے تحمل
ہوجائین اور ہر امر صعب اور مشکل کو اسکے اشتیاق مین بجان و دل
گوارا کرلین اور چونکہ ہر شخص کو اسکی احتیاج مساوی ہے اور ہر شخص کو غیر
امور کے انجام دینے مین اعانت اور مدد درکار ہے اور نفس انسان کا
بدون کسی طمع کے اور خواہش بدل و معاوضہ کے مشقت او محنت گوارا
نہین کرسکتا اسواسطے حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے اسکی الفت
اور ضرورت کو پیدا کرکے واسطہ بدل اور معاوضہ کا اور متحمل ہر ایک
کی محنت اور مشقت کا اور مرغّب ہر جہت و نہج کا قرار دیا پس
ایسی چیز کا جو رکن انتظام منزل بلکہ عالم ہے اور زمین کثرت سے تولد
بھرے ہوے ہین حاصل کرنا او محفوظ رکھنا اور صرف کرنا نہایت
سلیقہ عقل کے مقتضا پر لازم ہے اور بدون ضرورت عقلی ضائع کرنا
زیبا اور جائز نہین پس ہر شخص کو یہ تینون امر موافق قواعد ذریعۂ
منزل سے کرنا اور اوسکے شرائط اور حدود کا سمجھنا پھر اوسپر
عمل کرنا ضرور ہے لہذا اب مین اس امر کو تین مطلبون کے ذیل مین
عرض کرتا ہون اور ہر ایک فصل کو جداگانہ ہر ایک ذیل مین بیان کرتا ہون

پہلا مطلب تدابیر مداخل مین

پس جاننا چاہیے کہ مداخل کی دو قسمین ہین ایک وہ قسم ہے جسمین فکر اور تدبیر کی حاجت ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو بے تدبیر ذاتی کے حاصل ہوتی ہے جیسے باپ دادا کی ریاست یا مال وخزانہ کسیکو بوراثت ملجاے یا کوئی بادشاہ کسیکو کچھ عطا کردے مگر چونکہ اس دوسری قسم کو تدبیر سے تعلق نہین ہے اسوجہ سے اسکے فروع کا اس مقام پر بیان کرنا ضرور نہین ہے ہان مطالب مابعد یعنے حفظ اور خرچ کی تدبیر مین مشترک ہے اما قسم اول جسکا دارومدار تدبیر اور فکر پر ہے اور وہ صناعات اور تجارات ہین مگر صنعت کو فضیلت ہے اسوجہ سے کہ صنعت متعلق سرمایہ نہین ہے اور مادہ کی تلف ہونے سے معیشت مین خلل نہین واقع ہو سکتا اور ہر مقام پر نتیجہ پیدا ہوسکتا ہے اور کسب معیشت کی جاسکتی ہے بخلاف تجارت کے کہ بدون سرمایہ کے تحصیل نہین ممکن بہرطور عام اس سے کہ صنعت ہو یا تجارت تین شرطون کا لحاظ رکھنا کسب معیشت مین ضرور ہے اول یہ کہ کوئی پیشہ یا حرفت ایسی اختیار نہ کرے جسمین بے ایمانی اور دغا بازی اور دہوکہا دینا اور خدع ومکر لازم ہو جیسے کم وزن کرنا یا باٹون کا کم وزن رکہنا یا گز کا چہوٹا ہونا یا ناقص کو سالم اور عیب

ظاہر کرنا یا کھوٹے کو کھرا بیان کرنا وعلیٰ ہذا القیاس یہ سب طریقہ
عقل کے بالکل خلاف اور اخلاق سے معارض اور نظم عالم جسکے
معاملات کا مدار اعتبار وصدق پر ہے توڑنے والے ہیں اور کبھی
حکمت اخلاق ایسے مکاسب کی اجازت نہیں دے سکتی اور
شرع شریف بھی قطعاً منع فرماتی ہے وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ
مکرر مقامات پر قرآن میں وارد ہے اور جناب امیرالمومنین علی بن
ابیطالب علیہ السّلام بازار کوفہ میں کھڑے ہوکر بآواز بلند مخصوص
اس روش بد کی مذمت اور برائی بیان فرماتے تھے اور ہمیشہ تہدید
وتنبیہات سخت سے منع فرماتے تھے اور جناب رسول خدا صلعم
اور حضرت ائمہ ہدیٰ ع ہمیشہ انسداد اس باب کا کرتے آئے
اور سلاطین اور شاہان دہر بھی زجر وعتاب کرتے رہے....
دوم کسی قسم کی حیثیت کی تحصیل ہو عالم اور شائستہ کے امور
اختیار نکرنے چاہیے جیسے مسخرگی وغیرہ فضول۔ ہر چند دنیا کے
بداخلاق زیادہ پسند کرتے ہیں جیسا شاعر طنزاً اس مفہوم کو
ادا کرتا ہے ؎ رو مسخرگی پیشہ کن ومطربی آموز تا داد خود
از کہتر و مہتر بستانی ؎ مگر ایسے مکاسب حکمت اخلاق کے بالکل
خلاف اور تہذیب کے برباد کن ہیں جیسا کہ پہلے جلسوں میں

کبھی مقام پر مشروحاً عرض کیا گیا۔ سوم دنائت نفس یعنے پیشے حقیر اور ذلیل ادن لوگون کو اختیار کرنے جو طبقۂ ممتاز کے ہون اور صاحبان شرافت و وقار ہون باوجود امکان صناعت شریف کے کہ ایسا پیشہ بھی بشرائط تہذیب اخلاق مین معیوب ہے الحاصل مطلقاً صناعت کی تین قسمین ہین شریف اور خسیس اور متوسط صناعتہاے شریفہ وہ صناعتین ہین جنکو بالذات قوت نفس سے تعلق ہے اور بالعرض اعضاء و قواے جسمیہ سے اور اسکا نام محاورۂ حکماء اخلاق مین صنعت احرار و پیشۂ ارباب مروّت ہے اور اکثر اس قسم کی صناعتین تین قسمون پر منحصر ہین اوّل وہ صنایع جنمین محض عقل اور فکر اور راے اور مشورت و تدبیر کی ضرورت ہے یا اور مثل اسکے اسکا نام محاورۂ حکمت اخلاق مین صنعت وزرا و مدبران ملک ہے اور ایسے کام حکماء علماء اصحاب اخلاق و صاحبان تدبیر و اہل الراے سے مخصوص ہین جنھون نے اسکے علوم متعلقہ کی تکمیل یا تحصیل کی ہو اور ملکات اخلاقی سے اپنے نفس کو متصف اور مانوس کر لیا ہو اور شرافت و نجابت نفسانی سے ممتاز ہون اور اعتدال نفس ناطقہ اور فضائل حکمت و شجاعت و عفت وغیرہ

رکہتے ہون یا یادہ قریب اونکی تحصیل تحصیل کا موجود ہو جیسا کہ
پہلے ٹکڑے مین مفصلاً گزارش کیا گیا اور اسیوجہ سے تدبیر منازل
وسیاست مدنیّہ سے مقدم رکہا جاتا ہے کہ اوسکی ضرورت ان
دو ٹکڑون کی واسطے لازم ہے دوسرے وہ صنایع ہین جو مرکب
عقل وقوائے جسمیّہ سے ہین اور اوسکا نام محاورہ مین صنعت
فضلا وادبا ہے جیسے کتابت وانشا پردازی وفصاحت وبلاغت
وادب ونجوم وطب وحساب وہندسہ ومساحت اور جملہ
فروع واقسام انکے اور یہ کام ایسے ہی لوگون کا ہے جو ان
علوم وفنون سے واقف ہون اور انکی مہارت ولیاقت
رکہتے ہون خواہ فرداً فرداً ایک ایک علم جانتے ہون یا مجموعاً
اسواسطے کہ ہر شخص مین ان کمالات کا مجتمع ہونا عزیزالوجود
اور کمیاب ہے اور ہر کام مین مجموعاً ضرورت بھی نہین ہوتی
بلکہ ہر ایک کام اور ہر ایک مقام کیواسطے ایک یا دو یا زیادہ
کی احتیاج ہوا کرتی ہے سوم وہ پیشے ہین جنمین قوت وشجاعت
کو زیادہ تعلق ہے جیسے سواری وفنون سپہ گری وقواعد
فوجی ومحافظت حدود مملکت ودفع اعدا وتحصیل اموال و
خراج وحفاظت خزائن وتہدید وتنبیہ رعایا وترویج وتعمیل

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

قواعد منضبطہ سلطنت و جبر و انکسار وغیرہ اور اسکا نام محاورۂ
حکمت اخلاق مین فروسیّت ہے ۔ یہ اصول مین مکاسب کے
کہین ایسا بھی ہوتا ہے کہ اقسام ثلثہ تنہا منفرد پائے جائین
یا ایک دوسرے سے ملکر کوئی عمدہ معیّن کیا جائے اسواسطے کہ ہر
شخص مین ان تینون اقسام کی تھوڑی تھوڑی قوت اور کسقدر
مادّہ ہوتا ہے اسوجہ سے امتزاج مکاسب کا مضائقہ نہین ہے
بلکہ داخل مسئلۂ تخفیف مؤنت ہوگا صنائع خسیسہ اونکی بھی
تین قسمین ہین ایک وہ کہ منافی عموم مصلحت مردم کے ہین اور
عام خلقت کو اوس سے ضرر پہونچتا ہے جیسے سحر و تشعبد
و چوری و جیب تراشی و ڈاکہ زنی و دیّوسی وغیرہ اسکا نام
صنعت مفسدہ ہے اور نہایت بد ہے حکمت مین اور
حدود اسکے مبحث سیاست مین ذکر کیے جائینگے دوسری
وہ قسم ہے کہ مخالف اور منافی ہے کسی فضیلت کے فضائل کمال
نفسانی سے اور محرک ہے رذیلت کی جیسے مطربی اور رقاصی اور
تماشہ گری اور مسخرگی اور قمار بازی وغیرہ اور اسکا نام صنعت
سفہا ہے اور یہ بھی بد ہے تیسرے وہ صنعت ہے کہ جس سے
طبیعت انسان کی بالطبع یا بالعادت متنفر ہو مثل دباغی

جلسہ چہارم تدبیر منازل

اور کناسی و خاکروبی و حجامی و قصابی وغیرہ کے کہ بہت
ادنیٰ اور ذلیل صنعت ہے اس وجہ سے کہ عقل ایسے امور سے
گونہ کارہ ہے مگر یہ سب پیشے لازمی اور با احتیاج ہین اور ضروری
کہ چند اشخاص اسکے بھی کرنیوالے ہون نہیں یہ کراہت ایسے اشخاص
کی نسبت ہے جو قسم اول صناعتہاے شریفہ سے ہین یا قسم دوم
سے بلکہ کسیقدر قسم سوم سے بھی باوجود ہونے اشخاص صنایع خسیسہ کے
والاحاجۃ اور ضرورۃ کسی قسم مین سے ہون ایک کا کرنا لازم ہو جاییگا
صنایع متوسطہ کل وہ پیشے ہین جو ان دونو قسمون کے علاوہ ہین
مگر بعض اونمین سے ضروری ہین جیسے کہیتی وغیرہ اور بعضے غیر ضروری
ہین مثل رنگریزی وغیرہ کے اور بعضے مرکب ہین یعنے دوسرے پیشے
کی مشارکت سے پیدا ہوتے ہین جیسے چہری چاقو بندوق وغیرہ بنانا
اور بعضے بسیط ہین یعنی ان مین مشارکت دوسرے کاریگر کی نہین ہے جیسے
آہنگری و نجاری وغیرہ ہان تعلق اور ارتباط ایک دوسرے سے ضروری
ہے جیسا کہ سابق مین ذکر کیا گیا خلاصہ یہ کہ جس صنعت کو اختیار کرے
اور جس پیشہ مین نام زد ہو جاوے اوسمین اسقدر کوشش اور سعی کرے
اور اوسکے اسباب اور متعلقات کو اسقدر بہم پہونچاوے کہ کامل ہو جاوے
اور نام آور ہو اور کبھی پست ہمتی اوسکے تحصیل مین نہ کرے بلکہ یہ سمجھ لینا ہے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

ارادہ کرے کہ اس فن خاص مین میرا کوئی ہمپلہ نہ رہے تاکہ جسقدر اوسکی
مہارت زیادہ شہرت پذیر ہوگی اوسیقدر تحصیل معاش بھی زیادہ
کرسکیگا اور یہ امر بھی ہمیشہ مطمح نظر رہے کہ جس پیشہ اور صنعت کو کرتا ہے
اوسکی تسہیل اور لطافت پیدا کرنیکو افکار اور تدابیر ایسی کرے اور
ایسے طریقے اور وسیلے بہم پہونچائے کہ مثلاً دو آدمیون کی اوسمین
ضرورت ہے تو ایک ہی آدمی سے کام نکل سکے یا چار گھنٹہ مین
وہ کام ہوتا ہے تو دو ہی گھنٹے مین نکلے اور یہ بھی مد نظر رہے کہ ایسی
چیزین زیادہ ترقی کرے جسکی احتیاج لوگون کو زیادہ ہو اسوجہ سے
کہ معیشت کی تحصیل انہین لوگون کے اپسند پر منحصر ہے پس جسقدر
اونکی خواہش کے موافق ہوگی زیادہ قدر ہوگی اور اوسیقدر تحصیل
معیشت زیادہ ہوگی — اور یہ بھی خوب جاننا چاہیے کہ کوئی
زینت ظاہری اور وقار اہل دنیا کی نظر مین وسعت رزق سے
بڑھ کر نہین ہے اور وسعت رزق کی عمدہ سے عمدہ اور اچھی سے
اچھی وہ صنعتین ہین جسمین صفت عدالت سے درگذر نہو اور یہ فضیلت
عفت سے تجاوز نکرے اور مروت سے دور نہو اور آرزوئی
دراز اور طمع خام اور اعمال بد اور افعال ناشایستہ اور ارتکاب
خواہش سے بچا رہے اور امور خفیفہ مین پہنسکر مہمات عظیمہ سے

اہمال نکرے اور جو مال تغلب سے یا جھگڑے یا فساد سے یا کسیکی
ناگواری اور کراہت سے یا ننگ اختیار کرنیسے یا بدنامی گوارا
کرنیسے یا انگشت نما ہونیسے یا آبرو گھٹانیسے یا قطع مروت
سے یا کسیکی آبروریزی سے یا دوسرے کے نقصان کرنیسے
یا کسیکے ملال دینے سے یا کسیکی بدخواہی سے یا کسی کی امانت
مین خیانت کرنیسے یا کسی معاملے مین فریب دینے سے یا دو
شخصون مین مفسدہ پیدا کرنیسے یا کذب اور جھوٹ بولنے
سے یا رشوت ستانی سے یا وکالت کاذبہ جان بوجھ کی کرنیسے
یا افعال ہجا ئین وسفہا اختیار کرنیسے یا اور جو فعل مثل اسکے
ہون اور انسان کو مبتلاے رذلیت وبداخلاقی کرین ان
سب سے عاقل کو پرہیز واجب اور لازم ہے اگرچہ زر خطیر اور
منفعت کثیر اور گنج قارون کیون نہو مگر اسکو ایسے
خزانہ پر لات مارنی زیبا ہے اور اپنے دو پیسے عمدہ اسلوب اور
جائز طریقون سے پیدا کئے ہوے دو ہزار اور دو لاکھ بلکہ دو کرور
سے بہتر اور خوبتر ہین اور دونون جہان مین اچھے نتیجے پیدا کرتے
ہین گو ظاہر مین اور اوسوقت خاص مین چھوڑنا ایسے مال خطیر
اور خزانہ کثیر کا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے مگر فی الحقیقت

عقلا کے نزدیک یہ مال قلیل زیادہ خوشگوار اور بہت مبارک اور
نہایت عمدہ اور فائدہ مند اور برکت دینے والا اور عزت کرنے
والا اور آبرو بڑہانیوالا ہے اور دین و دنیا مین اسکا نتیجہ اچھا ہے
دوسرا مطلب تدابیر حفاظت مال مین پس ظاہر ہے
کہ کسیطرح کا مال ہو بدون اسکے کہ بڑہایا جاوے اور ایسے موقع
مین صرف کیا جاوے کہ منفعت دے اور فائدہ بخشے اور خود
اپنی ترقی آپ پیدا کرے محفوظ نہین رکھہ سکتا اسوجہ سے
کہ خرچ مال کا ضروری ہے اور اسیواسطے پیدا کیا جاتا ہے
جیسا تمہید مین عرض کیا گیا۔ جب یہ امر ذہن نشین ہو چکا
تو اب جاننا چاہیے کہ مال کی محفوظ رکھنے مین تین امور کا
لحاظ رکھنا چاہیے اول یہ کہ ایسی حفاظت مال کی نہ کرے
کہ اہل منزل کے انتظام مین خلل پڑجاوے اور لڑکے بچے
بہوکون مرنے لگین اور پریشان ہو کر منتشر ہو جائین اسواسطے
کہ یہ امر مخالف ہے اوسکی ضرورت کی یعنے مال کے تحصیل کی
ضرورت واسطے تدبیر منزل اور بہم رسانی قوت کی تھی اور
جب اسنے اوسمین کمی کی اور حسب احتیاج صرف نکیا تو اوسنے
اوسکی ضرورت کو باطل کیا اور ایک شئے کو اوسکے منفعت سے

روک رکھنا اور یہ نہایت خلاف عقل ہے دوم حفاظت مال
ایسی نکرے کہ زوال آبرو کا باعث اور اطراف واکناف مین متہم
اور بدنام ہوجاے اور دیانت کے خلاف کرے اسواسطے کہ اہل
حاجت اور صاحبان ضرورت کو باوجود ثروت کے محروم رکھنا
خلاف دیانت ہے جیسا کہ اخلاق مین عرض کیا گیا اور ایثار اور
عطا نہ کرنا اہل حاجت اور حسن التدبیر کو ہمت مردانہ کے
خلاف ہے سوم یہ کہ بخل اور حرص مین مبتلا نہ ہوجائے
کہ یہ دونو رذیلتین ارذل رذائل مین سے ہین اور اخلاق
کی لکڑی مین مفصلاً مذمت ہر ایک کی بیان کیجا چکی ہے۔
جب یہ شرائط پیش نگاہ رہینگے تو حفاظت مال کی تین طرح سے
ممکن ہے ایک یہ کہ ہمیشہ آمدنی سے خرچ کو کم رکھے بلکہ اس
امر کا تخمینہ کرے کہ سال مین کسقدر آمدنی ہے پہلے اسمین سے
ایک مقدار مناسب اپنے حالات کے حادثات اور واقعات
غیر معمولی اور خلاف عادت کیواسطے تجویز کرکے علیحدہ
کرلے جیسے زمیندار کو بارش نہ ہونے سے نقصان پہونچ
جائے یا رعیت فرار کر جاے یا زمین کاشت نہو یا محاصل
وصول نہو وغیر ذلک۔ اور نوکر پیشہ کو مثلاً نوکری چھوٹ جائے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

یا سفر در پیش ہو یا کسی قسم کا تاوان دینا ہو یا بسبب کسی قصور کے جرمانہ
لیا جائے یا اضاعت مالک کے مال کی ہو جائے یا خود حساب مین
غلطی کرے اور مثل اسکے اور اہل حرفہ کو مثلاً کسی روز کوئی مزدوری
پر نہ بلائے یا اسکو کسی وقت مین کسی چیز کی احتیاج باقی نرہے
یا اسکی صنعت کسی وجہ سے برباد ہو جائے یا بگڑ جائے یا قیمت
مین گھٹ جائے اور اہل تجارت کو مثل اسکے مال تجارتی کے
آنے مین دیر ہو جائے یا فصل و موسم خرید کا گذر جائے یا راغب موجود
نہو یا خرید مین گران پڑے یا نرخ بازار گھٹ جائے یا بارش اور
آگ وغیرہ سے مال خراب ہو جائے یا قیمت وصول نہو اور علاوہ
اسکے اور اسی قیاس پر ہزارہا نقصانات اور حادثات پیش آجاتی
ہین جنکی تحدید دشوار ہی تو ہو اسواسطے لازم ہے کہ حسب مقتضائے
مصلحت و حالت شخص ایک مقدار اپنی کل آمدنی کی ان حوادث
غیر معمولی کیواسطے علیحدہ کرکے محفوظ رکھے اور مابقی مین سالانہ
اور ماہانہ اور روزانہ اور متعلق ہر فصل و موسم کے اور ہر شخص منزل
کے اور ہر عادت اور طریقہ کے اور ہر سفر و حضر کے اور ہر تجدید
و تعطیل کے اور ہر خرید و فروخت کے معین اور منضبط کر رکھے
اور اگر اتفاقاً ان معمولات مین کسی چیز مین ضرورۃً تفاوت ہو

تو دوسری مد سے کمی اور زیادتی کر کے تکمیل کرے اور اوسی مقدار سے
خرچ کم کر دے اور بعد گذر جانے ایک سال یا ایک زمانہ کے جسکے واسطے
یہ آمدنی تھی اگر کچھ مال و زر باقی رہگیا ہے تو اوسکو سرمایۂ تجارت
کر کے اوس مال کی ترقی کرے اور فراغت اور وسعت رزق بہم
پہونچائے وعلی ہذا القیاس کل جزئیات کو اسی سے پیدا کر سکتا
ہے اور اس انضباط پر درستی کر سکتا ہے خلاصہ یہ کہ مصرف کا آمد سے
زیادہ ہو جانا ہمیشہ موجب بدنظمی و قرضداری و زیرباری کا ہوتا ہے اور
اوسکی واسطے کمال احتیاط چاہئے اور نہایت انتظام اور خرچ سے تکمیل نقصان
کرنا چاہیے دوسرے یہ کہ مال کو ایسی چیزوں میں صرف نکرے جسکی منفعت پیدا
کرنے میں دشواری پڑے یا آثار و قرائن سے اوسکے منافع مشکوک
ہون یا اہل خبرت سے اوسکی منافع و مضار کو اچھی طرح سے نسمجھ لیا ہو
یا تجربہ ولو بالاجمال حاصل نکرلیا ہو جیسے کسی ایسے ملک کے آباد کرنیکی فکر
کرنا جسکی آبادی غیر ممکن اور متعذر یا دشوار ہو یا زر کثیر اور محنت شاقہ
سے متعلق ہو اور وہ دونو اسکی قوت سے باہر ہون یا ایسی ایک چیز
تجارت کی خرید کرے جسکے خریدار کم ہون اور عام طور پر فروخت نہو سکے یا
ایسی چیزوں میں روپیہ لگائے جسکے سرانجام میں خود قاصر ہے اور خدام
سے مطمئن نہیں یا ایسی چیزیں کہ خلق عام کو فائدہ کم پہنچتا ہو کہ

ان سب صورتون مین نقصان عائد ہوتا ہے اور خلاف ہے مصالح حفظ کے تیسرے حفظ مال کی یہ صورت ہے کہ اوسی چیز مین روپیہ لگائے جسکی منفعت متواتر اور پے درپے ہو اور جسکے خواہان کثرت سے ہون اگرچہ نفع قلیل ہو مگر اس تھوڑی منفعت کو اوس فائدۂ کثیر سے بہتر سمجھے جو عرصہ کے بعد یا کم اشخاص سے حاصل ہو اور یہی اصول اعظم تجارت کے ہین اور اکتساب معیشت کے ذیل مین بخیال تطویل چھوڑ دیے گئے تھے اور فروع اوسکے کسیقدر ابواب مابعد مین بھی ذکر ہوجائینگے خلاصہ یہ کہ مال مکتسبہ کو محفوظ رکھنا عمدہ شرائط و تدابیر خانہ داری سے ہے جیساکہ تحصیل کرنا اوسکا واجب تھا اور عاقل کو یہ بھی ضرور ہے کہ کچھہ اندوختہ کر رکھے اور کسیقدر ہر قسم کا سامان جہان تک ٹھہر سکے محفوظ رکھے تاکہ اون حادثات اور واقعات مین کام آئے جو ذکر کیے گئے یا مثلاً اوسکی بیماری مین کہ جو زمانہ معذوری اکتساب کا ہے یا قحط وغیرہ مین بکار آمد ہو اور اوسوقت مین کسیکا محتاج نہ ہو جسکا نام محاورہ اردو ہندی مین پونجی اور گرستی ہے اسیوجہ سے بعض علمار حکمت اخلاق فرماتے ہین اولے یہ ہے کہ انسان نقد بھی جمع کرے اور اجناس اور امتعہ اور اقوات بھی جہانتک کہ اونکی محافظت ممکن ہوسکے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

تغیر و تبدل سے اور کسیقدر حیوانات گائے بہینس گہوڑے
بکری بہیڑی وغیرہ اور کسیقدر مکانات اور آراضی و دیہہ وغیرہ
تاکہ اگر کسی چیز پر نقصان آئے تو دوسری چیز سے نفع اوٹہائی
اور اس نقصان کا زوال اوس سے ہو تتیسرا مطلب محتاج
مال مین کسیقدر مصرف مال کا ذیل مین صورت حفظ کی ذکر
کیا گیا ہو چکا ہے کہ خرچ کے ساتھہ حفظ لازم ہے اسیوجہ مراتب
گزارش کئے جاتے ہین جن اصول کا لحاظ خرچ کرنیکی حالت مین
چاہیے پس معلوم رہے کہ خرچ کرنیمین چار چیز دینے ہمیشہ احتراز
کرنا چاہیے اوّل لوم و تقتیر یعنے خرچ عیال مین تنگ گیری
اور دقت کرنا باوجود قدرت و وسعت کے یا جن لوگون کا
نفقہ واجب ہے اونکو نہ دینا دوم اسراف ہے یعنے فضول
خرچی اور بیہودہ مصارف مثل ناچ رنگ عیاشی کہیل تماشا
کنکوے اسپر مرغ اور عطایائے بے ضرورت بلکہ امور لازمی مین
بہی اگر زائد ضرورت سے صرف کریگا تو بہی داخل اسراف ہو جائیگا
سوم ریا اور مباہات یعنے خوشامدی اور چاپلوسی اور اظہار جاہ
و حشم و ثروت و امارت کے واسطے زائد اپنی لیاقت سے
یا بدون ضرورت کے صرف نہ کرنا چاہیے کہ یہ بہی مذموم ہے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

از روے عقل کے چہارم سو تدبیر سے بچنا چاہیے یعنے بیموجب
اور بے موقع صرف نکرے مثلاً جو کام ایک روپیہ سے نکل سکتا ہے
دو روپیہ دیدے اور جسمین مثلاً دو روپیہ کی ضرورت ہو اوسمین تاہی
کر کے ایکہی روپیہ صرف کرے یا مثلاً چار آدمی سے کام گہر کا نکلجاتا
ہے اور یہ آٹھہ آدمی ملازم رکہے یا بالعکس یا مثلاً ایک گہوڑا
تنہا اسکی سواری کو کافی اور حیثیت اسکی اس سے زیادہ کی
مقتضی نہین اور یہ دو گہوڑے بلا ضرورت محض اس نظر سے
تاکہ مشہور ہون ہزارونمین + ہم بہی ہین پانچوین سوارونمین
یا یہ کہ ایک زمانہ مین ضرورت چند مصارف کی ہوگئی تہی اور اب
نہین باقی رہی اور یہ مروت بیجا سے اونکا علیحدہ کرنا گوارا نہین
کرتا یا بالعکس یا یہ کہ اسکی حیثیت گہوڑے بگہی ہاتہی رکہنے کی
ہے اور یہ پیادہ بلا ضرورت چوک مین خاک اوڑاتا پہرتا ہے یا
خدمتگار اور باورچی رکہنے کی مقدرت ہے اور اپنے مونہہ سے چولہا
پہونکتا ہے اور جہندی کام کرنے پر آمادہ ہے ازین قبیل بہت سے
امور ہین جنمین تدبیر اور غور سے اعتدال اختیار کرنا ضرور ہے
اور یہ قسم نظم منزل مین زیادہ تر قابل لحاظ اور ضروری النظر ہے
کہ اکثر اسی کی خرابی سے عقلا اور مہذب اشخاص کو نقصانات اور

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اسرافات ہوجاتے ہین - اور مصارف مال کے تین قسمون پر منحصر ہین
اول وہ قسم ہے جو واسطے رضاجوی حضرت حق سبحانہ وتعالےٰ
کے صرف کیا جاے جیسے خمس زکوٰۃ صدقات کفارات شرعیہ
مصارف حج و زیارات وغیرہ خواہ واجب ہون خواہ مستحب
دوسم وہ قسم ہے جو بطریق سخاوت وایثار صرف ہو جیسے دوستونکو
ہدیہ اور تحفہ دینا اور مہمان نوازی وغرباپروری کرنا اور اپنی اعزا واقارب
کو علاوہ نفقات کے بطریق بذل صرف دینا سوم وہ قسم ہے
کہ جو بقدر ضرورت اور حسب اقتضاے وقت برعایت امور
متقدمہ نظم اور سلیقہ کے ساتھ صرف کیا جاے - مثل کہانے پہنے
وغیرہ کے یا اسواسطے صرف کرے کہ ظلم ظالم سے عرض اور آبرو بچے
قسم اول کے صرف مین جو خصوص واسطے تقرب درگاہ حضرت باری
تعالےٰ کے ہے اوسمین بہی چار امر ملحوظ رکہنے چاہیے تاکہ نتیجہ اوس
صرف کا یعنے ثواب اخروی کامل طور پر حاصل ہو - پہلا یہ امر کہ جو کچہہ
راہ رضا مین دے اوسکے دینے پر افسوس اور قلق نہ کرے بلکہ
نہایت بشاشی اور خوشی خاطر اور طیب نفس سے دے اور یہ
خیال کرے کہ خوشا حال اوس مال کا جو آقا کی راہ مین صرف ہو
جیسا بہا کا زبانمین مثل ہے - وہی پہول جو پیسر چڑہے ہے اپنا

روپیہ تو سوارت ہے جب جنت و نار و عذاب و ثواب کا اعتقاد
رکھتا ہے تو معاد کی فکر بھی چاہیے اور حکمت کی رو سے بھی بقاء
نفس ثابت ہے دوسرا امر یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ جو روپیہ
یا چیز راہ معبود مین صرف کیجائے وہ چاہیے کہ خالص ہو ریا اور
سمعہ وغیرہ سے اور سوا رضاء پروردگار کے امیدوار شکرگذاری
اور عوض مخلوق کا نہ رہے بلکہ نام و نمود اور تعریف و ثنا کو بھی خیال
مین نہ لاوے تیسرا امر یہ بھی چاہیے کہ خیرات اور تبرعات کو
جہانتک ممکن ہو پوشیدہ اور مخفی کرکے دے تا خطور قلبی بھی
ریا وغیرہ کا نہو بلکہ بہتر ہوگا کہ ایسی تصدق اور خیرات کو قسم دوم
یعنے سخاوت مین شمار کرے اسواسطے کہ ایسے امور کا ترحم قلبی
سے سرزد ہونا جو ایک داخلی امر ہے بہتر ہے اس سے کہ خارجی
چوتھا امر یہ ہے کہ پردہ دری مستحقون کی نہ کرے اور انکا راز افشا
نہ کرے اس لئے کہ بہت سے لوگ ایسے ہین کہ اظہار کو اس امر کے مخالف
حیا و شرم سمجھتے ہین اور دوسری قسم کی مصرف مین پانچ شرطین
ہین پہلے شرط یہ ہے کہ جس وقت کسی مالکو از راہ سخاوت کسیکو دینا
چاہیئے تو فوراً بلا تردد دیدے اور کبھی تاخیر اور تعویق کو روا نرکھے
اسلیئے کہ شبہہ ہے شاید پھر اسکو کوئی امر ایسا پیش آجائے کہ مجبور

ہو کر فیض پہونچانے سے محروم رہجائے دوسری شرط اخفا و کتمان
مین کوشش کرے تاکہ زیادہ مفید ہو تیسری شرط اگرچہ کیسا ہی
مال کثیر کسیکو دین مگر ہمیشہ زرکو ذرّہ کے برابر اور مال کو
پائمال سمجھتا رہے چوتھی شرط پے در پے اس امر نیک کو عمل مین
لاوے تاکہ طبیعت مین ملکہ پیدا ہو جائے اور ترک سے طبیعت
بخل نکرنے لگے پانچوین شرط جس شخص کو دینا چاہیے اوسکو مستحق
سمجھکر دے اور بے سمجھے اور بیمحل دیدینا زمین شورزار مین تخم کا ضایع
کرنا ہے۔ اور تیسرے قسم مین ایک امر کو ملحوظ رکھے وہ یہ کہ مصارف
ضرورت مین کمی اور بیشی نہ ہونے پائے اور جسقدر ضرورت داعی ہو
بلا تامّل صرف کرے اور جو ضرورت سے زیادہ ہو اوسمین ایک حبّہ
کا دینا پسند نکرے مگر آبرو کا بچانا اور بدنامی سے محفوظ رکھنا بھی نہایت
ضروری امر ہے اور یہ امر اکثر درجۂ توسط و میانہ روی اختیار
کرنیمین زائل نہین ہوتا اسوجہ سے کہ اہل دنیا کے اکثر طبایع مین
انصاف اور عدالت نہین ہے اور ہمیشہ طمع اور حسد اور بغض کو
محبوب رکھتے ہین پس انسانکو حفاظت ملامت و بدنامی کیواسطے
کسیقدر حد توسط سے بنابر خواہش عوام دست کشادہ رکھنا
اور فیاضی کے ساتھ بسر کرنا مناسب ہے مگر نہ اسقدر کہ حدّ

سخاوت سے متجاوز ہوکر اسراف کو پہونچ جائے اور آخر کو نتیجہ بد
دکھلائے اور اسوجہہ انتظامِ منزل مین رخنہ انداز ہو جیسا کہ حضرت حق سبحانہٗ
تعالےٰ قرآن مجید مین اشارہ فرماتا ہے وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً
إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا
مَّحْسُورًا یعنے نہ تو تو ہاتھ اپنا باندھکر گردن پر رکھلے اور نہ ایسا
پھیلادے بہت زیادہ کہ بیٹھ رہے بدنام اور
درماندہ ہوکر * پس انسان کو بہرطور اپنے مداخل پر نظر کرنا اور
بخل اور کنجوسی سے پرہیز کرنا ضرور ہے کیونکہ خواص ہمیشہ توسط
کو پسند کرتے ہین اور عوام زیادتی داد و دہش کو ـ یہ قوانین کلّی
مال کے جمع و حفظ و خرچ کی بیان کیئے گئے اب انکا عمل مین لانا
اور جزئیات کا انسے منطبق کرنا اور قاعدۂ کلّی سے جزئی پر حکم
لگانا اور اپنی حالت کو معین کرکے اوسکے مناسب ہر امر کو
تجویز کرنا عاقل کا کام ہے وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَهُوَ يَهْدِي
إِلَىٰ سَوَاءِ الطَّرِيقِ سوال عادل شاہ نے فرمایا کہ جناب حکیم صاحب
آپنے کلّیات مداخل و محافظت و مخارج کو ایسی تفصیل سے بیان فرمایا
کہ ہر امر کی جزئیات اگر ضبط تحریر مین آئین تو ایک کتاب مطوّل ہوجائے
اور عامل اوسکا عالم مین ایسا منتظم اور مدبّر ہو کہ مثل و نظیر اپنا پیدا نہ رکھتا ہو

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

خداوند کریم شہ سے ہی توفیق اسکی عمل کی عنایت فرمائے اب مین
ملتمس ہون کہ جہان آپنے سبب احتیاج منزل اور سیاست اموال
وتدبیر داخل ومحافظت ومخارج اقوات کو بیان فرمایا ہے اور جملہ مکاسب
و وجوہ تحصیل معاش وطرق محافظت واسباب ترقی وشرائط
وضوابط مخرج کو معین اور مقرر کردیا ہے اور طریقۂ انتظام خانہ
داری کو شرح وبسط سے ارشاد فرمایا ہے اب یہ بھی ارشاد ہو کہ اہل خانہ
کے شرائط کیا ہین اور کسطرح سے اور کن قواعد سے پابند کرنا
چاہیے ہوا جناب حکیم صاحب نے سر تسلیم جھکا کر
دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم ضرورت منزل مین فقیر نے
عرض کیا تھا کہ ضرورت عقلی اور احتیاج خلقی تزویج کی دو
فائدون کے واسطے ہے ایک طلب النسل دویم حفظ مال
پس عاقل کو چاہیے کہ خواہش تزویج ونکاح کی انہین دو غرضون کے لیے
کرے نہ یہ کہ باقتضائے شہوت اور فریفتگی حسن وجمال کی اسواسطے
کہ زوجہ شریک ہے اپنے شوہر کے مال اور ریاست خانہ اور
امور خانہ داری مین اور غیبت مین شوہر کے اوسکی نائب اور قائم
مقام ہے اسیوجہ سے عورتون مین بہتر وہی ہین جو عقل ودیانت
اور ہوشیاری وعفت وشرم وحیا سے موصوف ہون اور

دل او نکا نرم ہو اور کوتاہ زبان اور شوہر کی مطیع ہون اور شوہر
کی رضامندی کو اپنی خواہش پر مقدم رکہین اور اپنے ہمچشمون مین
با وقار اور ملنسار اور محبت شعار ہون اور حریص اور متکبر اور راحت
پسند نہون اور عقیم یعنے بانجہ نہون اور امور خانہ داری سے واقف
ہون اور طریقہ مال اور اجناس حفاظت و نگرانی کا خوب
جانتی ہون اور خوشخوئی اور شگفتہ مزاجی سے اپنے شوہر کی غمگسار
اور مونس تنہائی ہون پس زنِ آزاد بہتر ہے کنیز سے اسواسطے
کہ زنِ آزاد کو ہمچشمون سے تالیف اور محبت ہوگی اور
ہمسایہ کے لوگ اور اعزّا اوس سے انس اور الفت کرینگے
اور وہ پاس عزیزداری اور قرابت کا کریگی اور دشمنون سے
مدارا اور استمالت کریگی اور مال کو اپنا مال سمجہکر حفاظت
مین کوشش کریگی اور خساست اور دنائت کو کبہی پسند نکریگی
اور عفّت کے ساتہ اپنی آبرو کا حفظ کریگی اور نسل بہی جو
اوس سے بہم پہونچیگی سبکو عزیز ہوگی اور زن باکرہ بہ نسبت
غیر باکرہ کے بہتر ہے اسواسطے کہ اپنے مان باپ کے گہر
سے جب ابتدائً شوہر کے پاس آئیگی تو اثر تعلیم اور تادیب کا
اوسمین زیادہ ہوگا اور حسن اخلاق پر جسطرح شوہر چاہیگا جلد وہ

عادی ہو سکیگی بہ نسبت اوس عورت کے جو شوہر اوّل سے
جُدا ہو کر آویگی اسواسطے کہ جو بُری عادتین جم گئی ہین اونکا
زایل ہونا مشکل ہوگا اور باعث بدنظمی و بربادی خانہ اور
کلفت شوہر کا ہوگا پس اگر صفات مذکورہ کے ساتھہ عورت
عالی نسب اور صاحب جمال اور مالدار اور صاحب ثروت
بہی ہو تو کیا پوچھنا ہے اور اس سے بہتر کیا ہے اور اگر سب
صفات جمع نہون بلکہ فقط عقل و عفّت و حیا پائی جاوے
تو بہی غنیمت ہے اور اگر یہ صفات بہی نہون اور صرف طمع نسب یا
حرص مال یا خوبی جمال باعث مزاوجت ہو تو شوہر اوسکا رنج
و تعب و غیظ و غضب مین ہمیشہ مبتلا رہیگا اور اختلال امور
خانہ داری سے نوبت تباہی کی پہونچ جائیگی اور عاقل کو
لازم ہے کہ فقط طمع جمال سے کبہی رغبت نکاح نکرے
اسوجہ سے کہ جمال اور عفت کمتر جمع ہوتے ہین اسواسطے
کہ خوبصورت عورت کے خواہان اور طالب بہت ہین
اور عورتونکی عقل ضعیف ہوتی ہے جلد تر وہ فریفتہ نفس
مین اگر بدی پر آمادہ ہو جاتی ہین اور فضیحت و رسوائی کا
پاس بالکل نہین رہجاتا پس خواہش ایسی عورتونکے نکاح کی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

وہی شخص کریگا جو بجمیتی اختیار کرلیگا یا فضیحت اور ملامت سے بے پرواہوگا اور انجام ایسی عورتونکے سابقیکا دو حال سے خالی نہین ہے یا شقاوت دوجہانی حاصل ہو یا تلف مال اور ترک مروت اور رنج وتعب مین گرفتار ہو یا دو نو آفتون مین مبتلا ہو پس عاقل کو چاہیے کہ حسن سیرت کا طلبگار ہو اور حسن صورت کی خواہش کبھی نکرے اور اسیطرح چاہیے کہ عورت کا مال سبب رغبت نہو اسواسطے کہ جب شوہر زوجہ کے مال کا محتاج ہوا تو عورت کو شوہر پر غلبہ حاصل ہوگا اور شوہر سے ہمیشہ خدمت لینے کی طلبگار رہیگی اور اپنا خادم اور غلام تصور کریگی اور ہیبت اور رعب شوہر کا کبھی نمانیگی پس جب ایسی حالت ہوگی تو امور خانہ داری مین فساد پڑیگا اور عورت راحت پسند اور عیش طلب ہوجائیگی اور حمایت شوہر کی نافع نہوگی اور جب عقد مواصلت درمیان شوہر اور زوجہ کے واقع ہو تو شوہر کو چاہیے کہ تین صورتون سے زوجہ کی سیاست کرے اول ہیبت دوم کرامت سوم شغل خاطر ہیبت کا مقصود یہ ہے کہ عورتکی نگاہ مین اپنا رعب اور دباؤ ایسا پیدا کرے کہ وہ اپنے ضرر اور

واقع پر شوہر کو قادر سمجھے اور شوہر کے حکم کی تعمیل مین اہمال
نکرے اور جس امر کی شوہر ممانعت کرے اوسکے واقع کرنے مین
مبادرت نکرسکے اور یہ صورت عمدہ ترین طریقۂ انتظام خانہ
داری ہے اگر اس شرط مین نقص واقع ہوگا اور زوجہ کو
خود اختیاری حاصل ہوجائیگی تو عورت کیواسطے شہوت
پرستی اور عیش پسندی کی راہ کشادہ ہوجائیگی اور سیات
پر قانع نہوگی بلکہ شوہر کو اپنی اطاعت پر مجبور کریگی اور
اوس سے اپنی خدمت لیگی اور اس امر کو وسیلہ اپنے عیش
رانی اور لذت طلبی کا گردانیگی پس حاکم محکوم ہوجائیگا او
تابع متبوع بن جائیگا آخر کار انجام اسکا عیب وننگ او
مذمت اور بدنظمی ہے اور اسقدر فضیحت ورسوائی کے امو
ظہور مین آئینگے کہ تدارک اور انسداد اوسکا ممکن نہوگا
اور کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کو اون چیزونکے
دینے سے خوش رکھے جس سے زیادتی محبت کی پیدا ہو
اور زوجہ یہ بات یقین کرے کہ یہ مراعات اور حسن سلوک
نتیجہ اطاعت کا ہے اگر میری طرف سے اطاعت مین
کمی ہوگی تو یہ رعایت اور محبت زایل ہوجائیگی ایسی صورت مین

دال ست اطاعت اور رضا جوئی شوہر مین سعی و کوشش کریگی
اور مقصود انتظام حاصل ہوگا اور اقسام کرامت کے ایسی صورتمین
چھ ہین اول یہ کہ عورت کو مرفہ الحال رکھے اور اپنی ہمچشمون مین
ممتاز کردے دوم یہ کہ پردۂ حجاب مین نامحرمون سے ایسا مبالغہ
کرے کہ عورتون کے آثار و افعال و صورت و آواز پر اغیار
کو بالکل اطلاع اور آگاہی حاصل نہو سوم یہ کہ ابتدائے
ملاقات مین زوجہ کو اپنا مشیر گردانے اور ہمراز کرے مگر شرط
یہ ہے کہ اوسکو یہ گمان نہونے پائے کہ میری اطاعت کی راہ
سے یہ باتین کرتا ہے چہارم یہ کہ امور خانگی مین عورت کو حسب
مصلحت صاحب اختیار کردے لونڈیان ماما اصیل سب اوسکے
زیر حکم کردے پنجم یہ کہ زوجہ کے اعزا اور اقارب کے ساتھہ
صلہ رحم کرے اور اونکی اعانت و امداد مین کوئی دقیقہ باقی
نرکھے ششم یہ کہ اگر اوسکو صلاح و شایستگی سے آراستہ
پاوے تو دوسری زوجہ نہ کرے اگرچہ مال و جمال مین زوجۂ
اولے سے بہتر و اشرف ہو اسواسطے کہ عورتونکے مزاج مین
ایک قسم کی غیرت ہوتی ہے علاوہ نقصان عقل کے جو ایسی
صورت مین باعث فساد ہوجاتی ہے اور انواع قبایح اور

فضایح کی محرک ہوتی ہے اور بادشاہ اور امرا کی غرض تزویج سے
صرف طلب نسل کثیر ہوتی ہے اور دوسری غرض تزویج کی یعنے
حفظ مال مقصود ایسے لوگونکا نہین ہوتا اور ان ملوک و امرا کی
خدمتین ازواج بمنزلہ لونڈی اور غلامونکے ہوتی ہین اگر یہ
لوگ بھی اقتضاے عقل پر عمل کرین تو اونکو بھی اوسی دستور پر چلنا
چاہیے جیسا کہ ذکر ہوا اور تعدد ازواج کے ہونے مین انتظام امور
خانگی جیسا کہ مقصود ہے نہین ہوتا اسوجہ سے کہ مرد کی مثال
گھر مین جیسے دل بدن مین اور دل منبع حیات ہے اور ایک
دل دو بدنون مین فیض حیات نہین دے سکتا اسیطرح سے
ایک مرد دو بیبیون کو پابند انتظام نہین رکھ سکتا اور
شغل خاطر سے مطلب یہ ہے کہ عورت کے دلکو ہمیشہ
مشغول رکھے کفالت مہمات خانگی مین اور انتظام مصالح
معیشت مین کسواسطے کہ نفس انسان کا معطل رہنے پر
صبر نہین کرتا اور جب امور ضروری سے فارغ ہوتا ہے
تب غیر ضروری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے پس اگر عورت
ترتیب خانگی سے اور پرورش اولاد سے اور انتظام
مصالح سے فارغ ہو جائیگی تو اون چیزونکی طرف متوجہ ہوگی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جو سبب اختلال امور خانگی ہین اور زینت غیر ضروری کو پسند کریگی اور
غیر مردون پر نظر ڈالیگی پہر شوہر کی ہیبت اوسکی نگاہون مین باقی نہ
رہیگی اور جب غیر مردونکو دیکھے گی تو اپنے شوہر کو حقیر و ذلیل سمجھیگی
اور غیر مردون کو اپنی طرف راغب کریگی اور اسو قبیحہ پر دلیر ہوجائیگی
اور انجام یہ ہوگا کہ امور معیشت مین خلل آئیگا اور آبرو ضایع ہوگی
اور فضیحت اور رسوا ہوکر شقاوت دو جہانی مین مبتلا ہوجائیگی اور شوہر
کو سیاست ازواج مین تین باتون سے احتراز کرنا ضرور ہے اوّل
افراط محبت سے کہ زیادتی محبت سے غالب آجانا زوجہ کا شوہر
پر اس سے لازم آجاتا ہے اور انجام یہ ہوتا ہے کہ شوہر زوجہ کی
خواہشونکو اپنے مصالح پر مقدم رکہتا ہے پس عاقل کو چاہیے کہ زوجہ
کی محبت کو زیادہ اعتدال سے اپنی اوپر مستولی نہونے دے اور
اگر افراط محبت مین مبتلا ہوجائے تو اس امر کو اپنے دلمین مخفی رکھے
اور اوسکو واقف نکرے اور جب اظہار کا ضبط نکرسکے اوسوقت مین
چاہیے معالجات عشق کو استعمال کرے اور حالت موجودہ کو بے
دوا اور علاج کے رہنے ندے اسواسطے کہ افراط محبت زوجہ سے
اون فسادونکے ظاہر ہونیکا خوف ہے جسکا سابقًا ذکر ہوا دوم
یہ کہ اپنے مصالح کلی مین عورت سے مشورہ نکرے اور اپنے اسرار

اوسکو اطلاع نہ دے اور اپنی مقدار مالیت اور تعداد بضاعت کو
اوس سے پوشیدہ رکھے کہ حالت نا زداری مین اگر بسبب نقصان
عقل کے اوسکی طبیعت مصروف بدی ہوئی تو ایسی آفتین پیش آوینگی
جنکا تدارک غیر ممکن ہو جاویگا سوم یہ ہے کہ عورتون کو لہو و لعب سے
او غیر و نکی طرف نظر ڈالنے سے اور مردونکی حکایات سُننے سے اور
زنان بدکی صحبت کے بیٹھنے سے باز رکھے اور زیادہ تر ادن عورتونکی
صحبت سے خوفناک رہے جو مردونکی محفلون مین آتی جاتی ہون اور
او قصص اور حکایات عشق و عاشقی کی سماعت سے اونکو باز
رکھے اسیوجہ سے شریعت مین عورتون کو سورۂ یوسف کے یاد کرنیکی
اور اوسکے فہم معانی کی ممانعت ہے اسی سبب سے کہ سننا ایسے قصص کا
موجب انحراف طبیعت ہوتا ہے حد و دعفت سے اور نشہ لانیوالی
چیز و نسے جیسے کہ افیون سے بھی مطلقاً پرہیز کرانا چاہیے اگرچہ قلیل ہو
اسواسطے کہ نشہ سبب بے شرمی او بیحیائی اور موجب ہیجان
شہوت کا ہوتا ہے اور دو خصلتین یعنے بیحیائی اور شہوت پرستی
عورتون کی تباہ ترین خصائل سے ہین اور جن باتون سے کہ ازدواج
سے شوہر کی رضامندی اور شوہر کی نگاہون مین ازواج کی قدر
و منزلت ہوتی ہے وہ پانچ ہین اوّل پابندی دوم ظاہر ہونا مستعد ہونا

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

امور خانگی مین اور کفایت شعاری اوسکی مصارف مین سوم زوجہ کا ہیبت شوہر سے ہمیشہ خائف رہنا چہارم خدمات شوہر مین حسن سلوک سے پیش آنا اور اوسکی نافرمانی سے پرہیز کرنا پنجم اگر شوہر سے کوئی امر خلاف مرضی زوجہ کے ظاہر ہو تب بہی غصہ و ملال کو ضبط کرکے خوشروئی کے ساتھہ اوسکے کام مین مصروف رہنا اور نیک اور شایستہ عورتون کی علامتین یہ ہین کہ ہمیشہ حضور ی اپنے شوہر کی اوسکو مرغوب ہو (۲) جدائی سے کارہ ہو (۳) رضا جوئی شوہر مین رنج و ایذا کا تحمل کرے (۴) شوہر جو کچھہ دے اوسپر قناعت کرے (۵) جو چیز اوسکو ندے اوسپر آزردہ نہو (۶) اوسکو معذور سمجھے (۷) مال کو اپنے شوہر سے دریغ نکرے (۸) عادات و اخلاق شوہر کی متابعت و موافقت کرے (۹) مثل کنیز کے اپنے کو ذلیل سمجھے (۱۰) خدمت کو موافق شرایط خدمت کے بجالاوے (۱۱) تندخوئی شوہر پر صبر کرے (۱۲) جو افعال شوہر کے لائق وصف کے ہون اونکی مداحی کرے (۱۳) شوہر مین جو عیب ہو اوسکو مخفی کرے (۱۴) اوسکی نعمتونکی شکرگذاری کرے (۱۵) جو فعل شوہر کا خلاف مزاج اوسکے ہو اوسپر خفگی اور سرزنش نکرے اور زنان بد اور ناشایستہ کی علامتین یہ ہین کہ کسل اور

اور کاہلی اور بیکار بیٹھے رہنے کو پسند کرے اور کلمات فحش کے زبان پر
لاوے اور شوہر پر بیہودی باتوں کی تہمت کرے اور غصہ بہت کرے
اور جو امر باعث خوشنودی شوہر ہو یا سبب نارضامندی
شوہر ہو اوس سے غافل اور بے پروا ہو اور کنیز ولونڈی اور خادمو نسے
ناخوش رہے اور شوہر کو حقیر سمجھے اور اوسکے سامنے اوسکی
خفت کی باتیں کرے اور درشت خوئی کی عادت رکھے اور
احسانات شوہر کی منکر ہو اور بے ضرورت کے شوہر سے
حاجت طلب کرے اور اوسکے احسانات کو حقیر سمجھے اور جو
امر کہ مکروہ خاطر شوہر ہو اوسپر اصرار کرے اور جہوٹھی دوستی کا
اظہار کرے اور اپنے نفع کو نفع شوہر پر مقدم رکھے اور بد عورت
جسکے ساتھ ہو اوسکے حق میں مصلحت یہی ہے کہ اوس سے
جدائی اختیار کرے اسواسطے کہ صحبت زنان بد کی صحبت
جانوران آدم خوار اور عقرب و مار سے بدتر ہے اور اگر قدرت
اوسکی مفارقت پر رکھتا ہو تو ایسے حیلہ و تدبیر عمل مین لاوے
کہ وہ خود کنارہ کشی اختیار کرے اور اگر ایسی تدبیرات بہی
کارگر نہون تو اوسکو تنہا چہوڑ کر آپ سفر دور اختیار کرے اور
کوئی شخص ایسا مقرر کرے کہ وہ امور قبیحہ سے اوسکو باز رکہے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

آخر وہ ملاقات شوہر سے مایوس ہوکر آمادۂ مفارقت ہو جائیگی اور
حکمائے عرب نے لکہا ہے کہ پانچ عورتوں سے پرحذر رہنا چاہیے
حنّانہ و منّانہ و انّانہ و کیّۃ القفا و خضراء الدمن
حنّانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ اولادِ شوہر اوّل اوسکے ساتھہ
آئی ہو اور اس شوہر کے مال سے اونکی پرورش کرے اور منّانہ
زن صاحب دولت کو کہتے ہین کہ جو اپنے مال سے شوہر پر احسان
رکہے اور انّانہ اوس عورت کو کہتے ہین کہ جسکا شوہر اوّل اس
شوہر سے بہتر اور بزرگ تر ہو اور اس شوہر کی ہمیشہ شکایت مند
رہتی ہو اور کیّۃ القفا اوس عورت بدکار کو کہتے ہین کہ شوہر اوسکا
جس محفل اور صحبت سے اوٹھے تو لوگ اوسکی زوجہ کی مذمّت
کرین گویا اوسکے پسِ گردن داغ دین اور خضراء الدمن اوس زن
جمیلہ کو کہتے ہین کہ خاندان رذیل سے ہو ایسی عورت کو گھورے کے
سبزہ زار سے تشبیہ دیتے ہین اور جو شخص عورتونکی سیاست پر
قدرت نرکھتا ہو اوسکو اولے یہ ہے کہ تجرّد اور تنہائی اختیار
کرے اور اپنی دامنکو داغ بے حمیّتی اور رسوائی سے آلودہ
نکرے اور زنانِ بد سے قطع نظر تلفِ مال و آبرو کی خوف ہلاک
جان بہی متصور ہے خواہ وہ خود ہلاک کرین یا طالب اونکے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

سوال بادشاہ نے کہا کہ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ طریقہ تربیت و تعلیم اولاد کا مفصل بیان فرمائیے **جواب** سیاست و تدبیر پرورش و پرداخت اولاد کی اس طرحسے کرنی چاہیے کہ جب فرزند وجود پذیر ہو تو پہلے اوسکے نام رکھنے کا ارادہ کرے اور کوئی اچھا سا نام رکھے اسواسطے کہ اگر نام ناموافق ہوگا تو مدت العمر ناخوش اور رنجیدہ رہیگا پھر مرضعہ اور دودہ پلانیوالی ایسی بہم پہونچانی چاہیے کہ احمق اور مریض نہو اسوجہ سے کہ مرض دایہ کا لڑکے میں اثر کرتا ہے اور اکثر عادات خراب دودہ سے پیدا ہوجاتے ہیں کسواسطے کہ دودہ پہلی غذا ہے جو باعث ترتیب قوائے جسمانی ہوتی ہے اور کمی بیشی اخلاط کی اوس سے بہی پیدا ہوتی ہے بلکہ حتی الامکان شریف اور نجیب انا تلاش کرنی چاہیے اور اوسکی صفائی اور پاکیزگی لباس و لطافت غذا میں اہتمام کرنا چاہیے اور عادات رذیلہ سے ہمیشہ باز رکہنا چاہیے اسوجہ سے کہ کثافت اور میلے پن سے بچے کے حدوث امراض اور گندی ذہن کا خوف ہوتا ہے اور کثیف مزاجی کی خو بو پڑجاتی ہے ہرچند وہ زمانہ شعور کا نہیں ہوتا مگر اکثر بعد دودہ چہڑانیکے انس اصلی دایکی طرف باقی رہتا ہے اور اوسوقت میں بہت خرابی پیدا کرتا ہے

اسیواسطے زیادہ تر مناسب یہ ہے کہ جہان تک ممکن ہو ماںنسے
دودھ پلوائیے کہ وہ موافق ہے اصل خلقت کے اور موئید ہے
تہذیب اخلاق و صفت نیک کی جب مدت رضاعت ختم ہو
اوسکی تادیب اور تہذیب اخلاق مین مشغول ہو اور پہلے اس سے
کہ اخلاق بد اوسمین پیدا ہون اخلاق نیک پیدا کرنیکی تدبیر
کرے اور لڑکین مین بسبب نقصان عقل کے طبیعت طرف
اخلاق بد کے جلد مائل ہوجاتی ہے جیسا شاعر کہتا ہے
ع خوئے بد در طبیعتے کہ نشست + نرود جز بوقت مرگ از دست
پس پیروی اصل فطرت کی کرنی چاہیے یعنے جس قوت کی
پیدایش زیادہ ہو پہلے اوسکی اصلاح اور تکمیل کرنی چاہیے
اکثر سب سے پہلے اطفال مین اثر حیا کا پیدا ہوتا ہے پس
دیکھنا چاہیے کہ اگر حیا اوسپر غالب ہے تو اکثر گردن جھکائے
ہوئے آنکھون کو نیچی کیے ہوئے رہیگا شوخی اور
بے شرمی کی باتین نکریگا یہ علامت نجابت نفس کی ہے
ایسے لڑکیکا نفس ہمیشہ امور بد سے کنارہ اور امور نیک پر
مائل ہوگا یہی علامت ہے استعداد قبول تادیب کی اگر
ایسا پایا جائے تو اہتمام اوسکے حسن تربیت مین زیادہ کرے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور ایمال کو ہرگز دخل نہ دے اس صورت مین مقدم تادیب
اس امر کی ہے کہ بیہودہ اور بدخو لڑکونکی ہمنشینی سے باز
رکھے کسواسطے کہ نفس اطفال کا سادہ ہوتا ہے اور قوتِ
قبول افعال واعمال کی زیادہ رکھتا ہے پس پہلے اون باتونکی
ترغیب دے جو عقل وتمیز سے تعلق رکھتی ہون جیسے سچ
بولنا اور غیر کے مال سے پرہیز کرنا اور اپنے ہم سن اور ہم تبہ
لوگون سے الفت ومحبت کرنا اور کسی چیز کے منع کرنیکو
مان جانا اور ہٹ اور ضد نہ کرنا اور ملائمت سے گفتگو
کرنا اور آپس مین اشیا کو تقسیم کرکے کہانا اور ہرگز وہ باتین
جو مال سے تعلق رکھتی ہون تعلیم نکرنی چاہیے بلکہ پہلے باتین
عقاید دینی کی اونکے ذہن نشین کرنی اور نماز اور وظایف
کی عادت ڈالنی ضرورت ہے اور اگر اس سے گریز کرین تو چشم
نمائی اور تہدید لازم ہے اور ہمیشہ اونکے سامنے حلال
اور حرام اشیا کا ذکر اکثر کرنا چاہیے اور نیک لوگونکی مدح
اور بد آدمیونکی مذمت بیان کرنی چاہیے اگر کوئی کام
نیک اونسے سرزد ہو تو اونکی تحسین وآفرین کرین اور
اگر کوئی امر قبیح خفیف بہی اونسے صادر ہو تو اوسکی مذمت

کرین اور خوف دلائین اور لذیذ کہانون کی اور اچھا پہننے
کی برائی اور توہین کرتے ہین اور یہ بات اونکے دلون مین
راسخ کردین کہ وہ کہانے اور پہننے کی رغبت اور پینے کی چیزون سے
اور دیگر لذایذت اپنی حرص کو روک کر اپنی رغبت پر عزیز کی
احتیاج اور خواہش کو مقدم رکہین اور اونکے سامنے
اکثر ایسے مضامین بیان کرین کہ لباس رنگین اور پوشاک
نازک اور لباس تن زین عورتونکو زیبا ہے مردون کی زینت علم و
ہنر سے ہے نہ کہ جامۂ پر زر سے اور جب ایسی باتین ہمیشہ
اونکے کانون مین پڑتی رہینگی اور ایسے ہی تذکرون مین
اونکی پرورش ہوگی تو ناچار عادت پڑجائیگی اور جو شخص
اسطرح کی باتون کے خلاف تقریر کرے اوسکو لڑکونکی
صحبت سے دور رکہین اور آداب بد سے اونکو چشم نمائی
کرتے رہین اسواسطے کہ لڑکے ابتدا مین افعال قبیحہ اکثر
کرتے ہین اور اکثر جہوٹ بولتے ہین اور حسد و رشک
کرتے ہین اور پرائی چیزین چورا لیتے ہین اور ایک دوسرے کے
دشمن ہوجاتے ہین بدزبانی کرتے ہین اور حرکات فضولی
پر مائل ہوجاتے ہین اور خود خطا و نقصان کرکے دوسرے

لڑکون پر تہمت کرتے ہین اسطرحکی باتون کی اکثر لڑکونمین
عادت ہوجاتی ہے اور جوانمین زائل ہونا اوسکا دشوار
ہوجاتا ہے پس عاقل کو چاہیے کہ لڑکپن مین اونکا ایسا تحفظ
کرے کہ عادات بد اونمین پیدا ہونے نپائین اور اگر احیاناً
اون سے ظہور مین آئے تو حسن تدبیر اور تادیب سے مٹادے
اور تعلیم اونکی اسطرح سے آغاز کرے کہ اچھے لوگون کی حکایتین
اور اوسی قسم کے اشعار جو افعال نیک کی ہدایت کرین
اونکو یاد دلائے اور اشعار پوچ غزل مثنوی واسوخت
جنمین ذکر عشق وعاشقی وشراب خواری کا و
افعال رندانہ کا ہو ہرگز اونکو پڑھنے اور سننے ندے
کہ ایسے مضامین سے نوجوانون کی طبیعت مین فساد
پیدا ہوتا ہے اگر کوئے فعل بد اوسنے سرزد ہو
تو اوسکی تائید و اعانت نکرے بلکہ اسطرح سے اونکی فہمایش
و تہدید کرے کہ گویا وہ فعل اوسنے ازروے سہو اور
غفلت کے سرزد ہوا تاکہ آیندہ جرأت نکرین اگر
کوئی فعل اوسنے سرزد ہو اور وہ بزرگونکے خوف سے
چھپاوین تو بزرگون کو بھی چاہیے کہ خود بھی ناواقف

بہین اور اظہار اوسکا نکرین اور اگر پہر دوبارہ اوس فعل کو
عمل مین لاوین تو تنہائی مین یا بواسطہ اونکے ہمرازون کے
اونکی سرزنش کرین اور آیندہ اوس فعل کے مکرر عمل مین لانیسے
ڈراوین اور بار بار غصہ اور سرزنش کا عادت گیر نکرین
کہ خوف اونکے دلسے جاتا رہتا ہے اور نڈر ہوکر افعال قبیحہ
کو مکرر عمل مین لاتے ہین بلکہ ایسی صورت مین لطایف الحیل
کو استعمال کرنا چاہیے اور حسن تدبیر اور نصایح دلپذیر
سے زوال عادات قبیحہ کا کرنا چاہیے اور جب قوت شہوانی
نمو پر آوے تب چاہیے کہ دستور اور ادب کہانا کہانیکا
سکہائین اور لڑکون کے ذہن نشین کرتے رہین کہ غرض کہانا
کہانے سے صحت بدن ہے اور لذت مقصود نہین ہے اور غذا مادہ
حیات ہے اور سبب صحت ہے اور وہ دوا ہے کہ
جس سے بہوک اور پیاس کا مرض زایل ہوتا ہے جیسطرح
دوا کو لذت کے واسطے نہین کہاتے اوسیطرح کہانا بہی
لذت کیواسطے نچاہیے ایسی باتون سے قدر و منزلت
لذیذ کہانیکی لڑکونکی نگاہون مین حقیر کردین اور ہمیشہ
حریص اور شکم پرست اور بہت کہانیوالون کی مذمت کیا کرین

اور اقسام غذا پر رغبت نہ لادین بلکہ کسی ایک کہانے پر مائل اور عادی
کرین اور اونکی خواہش کو رد کرین تاکہ بدمزا کہانیکی عادت ہو اور
کبھی کبھی روکھی روٹی کہانیکی بھی عادت ڈالین اگرچہ اس قسم کی
عادات فقرا کیواسطے لازم ہین مگر اغنیا کیواسطے زیادہ تر مناسب
ہین اسواسطے کہ فقرا کے لڑکے تو بسبب کمیابی کے خودبخود عادی
ہوجاتی ہے اور دولتمندونکے لڑکے اگر سکہانے اور تعلیم دینے
سے ایسی عادات اختیار کرین تو اولی ہے کہ دولت اور نعمت
دنیا کی کبھی برابر نہین رہتی اگر انسان اتفاقاً ایسے زوال نعمت کے
فقر مین مبتلا ہوا اور غذائے لذیذ کہانیکا عادی ہے تو نہایت
ایذا مین گرفتار ہوگا اگر پابند لذت نہین ہے تو فقر مین بھی اچھی
طرح سے بسر کریگا اور چاہیے کہ لڑکون کو غذائے چاشت ایکدم
آسودہ نہ دین کہ آسودگی سے سست اور کاہل ہوتا ہے اور دیر تک
سونیکی عادت پیدا ہوتی ہے اور ذہن کند ہوتا ہے بلکہ اوقات
متعددہ مین اگر غذا کی عادت ہوسکے تو نافع تر ہے اور گوشت کم
کہانیسے چلنے پہرنے مین ماندگی کم ہوتی ہے اور بیداری مین کسل کم
ہوتا ہے اور مٹھائیان اور میوہ جات کہانیکی عادت نکرین کہ
قطع نظر لذت پسندی کے ایسی چیزین استحالہ ہوکر مرض

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

بہت پیدا کرتے ہین اور چاہیے کہ لڑکون کی عادت ڈالین کہ باہین
کہانا کہانیکے پانی نہ پیئین اور نشے والی چیزین ہرگز استعمال نہ کرین
اسلیے کہ اس سے اخلاق ردیہ بہت پیدا ہوتے ہین بلکہ شرابخوارونکی
صحبت مین جانے ندین اور کلام بیہودہ سُننے سے اور کہیلنے سے
اور مسخرگی سے باز رکہین اور جب تک امور معمولی یعنے پڑہنے اور
لکہنے اور ریاضت وغیرہ سے فارغ نہون کہانا ندین اور کوئی فعل پوشیدہ
نکرنے پائین کہ امور قبیحہ پر دلیری حاصل ہوتی ہے اور مناسب سی
زیادہ سونے ندین کہ اس سے ذہن بلید ہوتا ہے اور جودت
گہٹ جاتی ہے اور اعضا سُست اور ضعیف ہو جاتے
ہین علی الخصوص دنکا سونا نہایت مضر ہے اور نرم اور
باریک کپڑا پہننے سے اور اسباب تجمّل کے زینت کرنے سے
اور موسم گرما مین مکان خنک اور آب سرد کے پابندی سے
اور فصل سرما مین پوستین اور پشمینہ پہنے سے اور آگ تاپنے سی
منع کرین تا بدن اونکے ہر طرح کی سختی اور نرمی اور سردی اور
گرمی کے متحمل ہون اور بالون کے سنوارنے سے اور مثل عورتونکے
لباس اور زیور کی زینت سے باز رکہین اور ہمیشہ صبح کو بطاوقات
مناسب مین ہواخوری اور گہوڑے کی سواری اور پیادہ روی

اور حرکت اور مشی کا عادی کرین اور اسکی مخالفت سے منع کرتے
رہین اور طریقے سواری اور راہ چلنے کی اداب اور نشست و برخاست
کی تعلیم کرین جیسا کہ آیندہ مفصلاً بیان ہین اُسکی ۔ اور ہمیشہ
لڑکون کو ریاضت پر ترغیب دین اور مشقت کا عادی بنا اور کبھی
اعزا و اقارب و ہمچشمون کے مقابلہ مین بواسطہ ملک و مال و ثروت
و جمال کے فخر و ناز نکرنے دین اور ہر شخص سے عموماً اور عزیزون
سے خصوصاً تواضع اور فروتنی کرنیکی عادت ڈالین اور جھوٹ
بولنے سے نہایت منع کرین اور قسم کھانے ندین اگرچہ سچی بات
پر بھی ہو اسواسطے کہ قسم کھانا نہایت بُری بات ہے اور لڑکونکو
اسبات کا عادی کرنا چاہیئے کہ جب بزرگونکے سامنے بیٹھین تو
اونکی باتین سنا کرین اور جب کوئی اونسے پوچھے تو جواب دین
ورنہ خاموش رہین اور کلام کرنیمین فحش زبان سے نہ نکالین اور
گفتگو ترش نکرین اور سخن لغو اور بیہودہ سے احتراز کرین اور
جب باتین کرین تو ایسی ہون کہ سُننے والے خوش ہون اور
اپنے معلم اور بزرگون کی خدمت کرنے پر رغبت کرین اور جب
احتیاج معلم کی ہو تو چاہیئے کہ معلم ایسا بہم پہونچائین جو عاقل
و دیندار ہو اور فنون ریاضت و ادب و تہذیب اخلاق سے

واقف ہو اور شیرین سخن صاحب ہیبت و وقار ہو اور با مروّت
و ہوشیار اور دستور شاہانہ و آداب امرا و سلاطین کا عارف
اور ہر قسم کے لوگونکے عادات و افعال و طریقۂ ملاقات و رسم
و رواج سے واقف۔ اور رذیلون سفلہ مزاجون کے اخلاق سے
محترز ہو اور ہم مکتب ایسے لڑکے ہونا چاہیے کہ اخلاق حمیدہ
اور عادات پسندیدہ رکھتے ہون تاکہ نیک باتون کو اونسے سیکھین
اور جو لڑکے علم و فضل مین زیادہ ہون اونپر غبطہ اور تمنا اور کوشش
اسباب کی کرین کہ مین انسے ترقی کر جاؤن یا برابر ہو جاؤن
اور جب معلّم کسی تقصیر پر لڑکونکو مارے تو فریاد اور سفارش کے
طلب گار نہون اسواسطے کہ فریاد کا کرنا اور داد خواہی غلامون
اور ضعیفون کا وتیرہ ہے مگر معلّم کو چاہیے کہ حتی المقدور گھڑکی اور
چشم نمائی سے کام لے اور اگر مجبور ہو کر مارے بھی تو ہلکی
ضرب سے تاکہ خوف اوسکے دل مین باقی رہے اور بار دیگر اوس
فعل پر جرأت نکرے اور ہمیشہ معلّم کو لازم ہے کہ لڑکونکو باز رکھے کہ
اپنے ہم مکتبون کو سرزنش نکیا کرین مگر امور قبیحہ اور بے ادبی
اور افعال زشت پر بلکہ اسبات پر تحریص کرے کہ لڑکون سے
نیکی کیا کرین اگر لڑکو نکیطرف سے کوئی برائی و بد اخلاقی ظہور مین

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

وہی علم و ہنر سکہاوین آسواسطے کہ ہر شخص کی طبیعت مین جملہ علوم
کے فہم کی مناسبت اور ہر قسم کی صناعتونکی استعداد نہین ہوتی
بلکہ خالق عالم نے ہر شخص مین کسی ایک قسم کی صناعت کی استعداد
اور کسی ایک علم کی اہلیّت پیدا کی ہے اور بعض طبیعتین ہمہ گیر
ہوتی ہین مگر وہ نادر الوجود ہین اگر ایسا نہوتا تو ہر شخص عمدہ صنعتونکا
اکتساب کرتا اور علوم شریف پر مائل اور ہر کس و ناکس فضل وکمال
کا طالب اور ہر طبیعت مین شوق سروری اور سرداری غالب ہوتا
اس اختلاف طبائع اور تباین استعداد مین بہت سے اسرار اور مصالح
حکمت پروردگار واسطے انتظام عالم کے مخفی ہین خلاصہ یہ کہ
جس فن کی استعداد طبیعت مین ہے اگر اوسی فنکی تعلیم ہوگی تو
ثمرہ اوسکا بہت جلد ظاہر ہوگا اور جلد تر اوس ہنر سے آراستہ
ہوجائیگا ورنہ مشقت اور محنت پڑہنے والے اور پڑہانیوالے
کی رائگان ہوگی البتہ اسقدر ضرور ہے کہ جس فنکی تعلیم کرین اوس
فنکے جملہ لوازم اور محاسن اور متعلقات کو سکہاوین مثلاً اگر
فن کتابت کی طرف متوجہ ہے اصول خوشخطی اونکو تعلیم
کرین اور ایسی چیزین اوسنے لکھوائین کہ اونکے مطالب بہی
اونکو یاد رہین قطعات رباعیات فقرات بلیغہ کلمات

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

نصیحت آمیز ضرب المثل - محاورات اہل زبان - مسائل صرف
ونحو عبارات مشاہیر فصحا و بلغا - امثلہ مناسب اور تشبیہات
نازک - اشعار نفیس - حکایات نادر و خوش آیندہ - فقرات
نمکین - استعارات شیرین - حسابات لازمہ و دیگر علوم ادبیہ
وغیرہ اور فنون مذکورہ سے اگر تھوڑا سا حاصل ہوجائے تو اوسپر
قناعت کرکے دست کش نہون کسواسطے کہ قصور ہمت کا
اکتساب ہنر مین بدترین خصائل سے ہے اور اگر طبیعت
لڑکون کی کسی ایک صناعت خاص سے مناسب نہین یا
آلات و ادوات و اسباب تعلیم مددگار اوس فن کے بھم
نہین پہنچتے تو اوس فنکی تعلیم مین اپنی رغبت صرف نکرین بلکہ وہ
فن یا صنعت سکھلادین جس سے طبیعت مناسبت رکھتی ہو
اور تعلیم اوسکی آسان ہو مگر جس فن کو سکھائین اوسمین ثبات
و استقلال اختیار کرین اور جب تک اوسکی تعلیم تمام نہوجائے
دوسری تعلیم پر توجہ نہ دلادین اسواسطے کہ اشتغال طبیعت کا
اشیائے مختلفہ و علوم متشتتہ و فنون متضادہ کیطرف باعث
حیرت اور مانع تکمیل ہوتا ہے الا اوس صورت مین کہ کسی
علت خاص سے چند علوم خاص کے جمع کی ضرورت ہو تو

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ایسی صورتمین مرغوب طبیعت کو مقدم کہین دیگر علوم کو بنابر رفع
ضرورت پڑہانا چاہیے اور ہر فنکے اثنائ تعلیم مین ایسی ریاضت
کی جو حرارت غریزی کو تحریک کرے اور کسل کو گہٹاوے اور حافظ
صحت ہو اور بلادت ذہن کو دفع کرے اور ذکا مین حدت پیدا
کرے عادت دلاوین جیسے ورزش ماشی یا اور مثل اسکے جیسا اپنا
محل اور مفید ہو اور جو فن سکہاوین اوسکے استعمال کی تاکید
رکہین تاکہ مزاولت مین اوسکی باریکیون پر نظر پہونچے اور
اوسکی تحصیل کو انتہا تک پہونچاوے اور جو قواعد اوسکے
طلب معیشت مین مفید ہین اونسے نفع حاصل کرے اکثر اولاد
اغنیا کو دیکہا ہے کہ ثروت پر والدین کے مغرور ہو کے کسب
صناعت اور تحصیل فنون کو ننگ سمجہکر بعد و مہ رہجاتے ہین اور
جب انقلاب زمانہ سے مذلت درویشی مین مبتلا ہوتے ہین اوسوقت
مین کسب معیشت سے معذور ہو کر دوستونکی شماتت اور
دشمنون کی طعنہ زنی سے رنج اوٹہاتے ہین اور جب لڑکا
کسی صناعت مین دستگاہ پیدا کرے اور اکتساب معیشت
کرنے لگے اوسوقت مین اولے یہ ہے کہ اوسکی شادی کردین
اور اوسکے سامان خانہ داری کو جدا کردین تاکہ اپنے ہنر سے

اپنی معیشت پیدا کرے اور لبسر کرے اور بزرگون کی دولت
پر بہروسا کر کے کاہل نہو جائے۔ شاہان فارس کا دستور تہا کہ اپنی
اولاد کو اپنی زیر نگاہ تربیت نہین کرتے تہے اور کنیز و غلام کی
خدمت کا عادی نہین ہونے دیتے تہے بلکہ مردم لایق کی ساتہہ
کر کے اطراف ملک مین بہیج دیتے تہے تاکہ سختی اور ناگواری سے
کہانے اور پہننے کی چیز و نمین قدر ضروری پر قانع ہون اور اقسام
نعمت اور تجمل ظاہری کو بے اعتبار سمجہکر بایبذ اوسکے نہون
اور حالات اونکے کتب تواریخ مین مشہور ہین اور اسلام مین دستور
سلاطین دیلمیہ کا بہی یہی تہا اور جس شخص نے خلاف طریقہ مذکورہ
کے تربیت پائی ہوگی قبول کرنا علم و ادب کا اوسپر نہایت دشوار
ہوگا خصوصًا اوسوقت مین جب عمر اوسکی دراز ہو جاوے
کسینے بقراط حکیم سے پوچہا کہ آپ کم سن لڑکونکے پاس کیون
زیادہ نشست و برخاست رکہتے ہین جواب دیا کہ تر و تازہ
شاخونکا خمیدہ کرنا اور سیدہا کرنا آسان ہوتا ہی اور جن شاخونکی
تری زایل ہو چکی ہے اور پوست اونکا خشک ہو گیا ہی
اونکو نہ راست کر سکتے ہین نہ خم دے سکتے ہین یہ طریقہ سیاست
اولاد نرینہ کا تہا جو گذارش ہوا اور لڑکیون کو بہی اسی طریقے پر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جیساکہ موافق اور لایق اونکے ہو ترتیب اور تعلیم کرنا چاہیے اور
اونکو گہر کے اندر بیٹھے رہنے کی اور پردہ کرنیکی عادت ڈالنا
چاہیے اور وقار اور غضب اور حیا اور دیگر وہ خصایل جنکا
ذکر عورتون کے ذکر مین عرض کیا گیا تعلیم دینا چاہیے مگر
علم اونکو اوسیقدر سکہانا چاہیے جو اونکی تعمیل عبادت و
فہم مطالب کیواسطے ضروری ہو اور زیادہ پڑہانا اور
لکہانا عورتون کو ممنوع ہے بلکہ یہ ہنر واسطے عورتونکے
مناسب ہین مثلاً کہانا پکانا اور لباس کا دوخت کرنا اور
اقسام سوزن کے کام کرنے اور انتظام خانہ داری کے
لوازم جب حد بلوغ کو پہونچین تب شادی اونکی ایسے
شوہر کے ساتھہ کرین جو قومیت اور ملت و مذہب و
صنعت وغیرہ مین مثل اور مانند اوسکا ہو تاکہ بسبب عدم نسبت
کے باعث اختلاف مزاج زن وشوہر نہو اور شوہر کو تعلیم
و تادیب کی ضرورت نہ پڑے جیساکہ سابق مین ذکر کیا گیا
یہان تک بیان اجمالی تہا تربیت اولاد کا مگر یہ دستور و آداب
لڑکون کے واسطے مخصوص اسوجہ سے ہین کہ اونمین استعداد
قبول کی زیادہ ہے ورنہ ہر قسم کے لوگونکو اس دستور پر عمل کرنا

نافع ہے اور دیگر امور جو ابتدائے ولادت سے واسطے حفظ
صحت بدن کے ضروری ہین مثلاً مقدار اور اوقات دودہ
پلانے کے اور ہوا کہلانیکے اور ہوائے غیر مناسب سے
بچانے کے اور مثل اسکے علم طب سے متعلق ہین اس مبحث
سے باہر ہین سوال بادشاہ نے کہا کہ آپنے لڑکون کی
تعلیم مین بہت مختصر طور پر طریق گفتگو اور حسن تقریر کو بیان
فرمایا مین چاہتا ہون کہ اس مطلب کو تفصیل سے بیان فرمائیے
تا واضح ہوجائے کہ حکمت اخلاق مین طریقۂ گفتگو کا کونسا
مستحسن ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ اے
معدلت پناہ مثل ہے جسکو شاعر عرب نے نظم کیا ہی ؎
إِنَّ اللِّسَانَ صَغِيرٌ جِرْمُهُ وَلَهُ * جُرْمٌ كَبِيرٌ كَمَا قَدْ
قِيلَ فِي الْمَثَلِ یعنے زبان کا جِرم تو کم ہے مگر جُرم
بہت ہے اور اسیطرف حکیم مصلح الدین سعدی بھی اشارہ
شاعرانہ کرتا ہے ؎ زبان در دہان اے خردمند چیست
کلید در گنج صاحب ہنر * چو در بستہ باشد چہ داند کسے
کہ گوہر فروش است یا پیلہ ور * زبان ایسی چیز جسم انسان
مین خلق ہوی ہے کہ نظم عالم اور اظہار مطالب بنی آدم

اوسی کے متعلق ہے اگر زبان نہوتی تو کوئی شخص اپنی مضامین
قلبیہ کا اظہار نکر سکتا بلکہ تمہید قواعد جملہ علوم حکمت و مسایل
شریعت ممکن ہی نتھے اسواسطے کہ خطوط و حروف سب
چنگشتیں ہیں کہ ہر ایک بنا بر قرار داد و اصطلاح خلق
کے ایک معنی و مطلب کے ظاہر کرنیکے واسطے وضع کی
گئیں ہیں اسوجہ سے کہ تقریر کسیکی بعد تکلّم کے باقی نہیں
رہ سکتی تہی اور بلاد بعیدہ میں منتشر اور پراگندہ نہیں ہوسکتی
اور سوا سامع کے دوسرا اوسکے فیض سے فیضیاب نہیں
ہوسکتا اور نقل و تحویل بہی اوسکی غیر ممکن پس مبداان سب
الفاظ و حروف کا محض زبان کی حرکات مختلفہ اور صوات
کے تموّجات محدثہ پر ہے تو سب سے مقدّم جاننا اور
مرتب کرنا زبان کا اور پابند کرنا اوسکے حرکات کا ہے تا کہ فہم
مطالب اور ادراک مضامین میں نقص نہو اور یہ بہی ظاہر
ہے کہ ہر چیز موثّر اور مفید اور بکار آمد اوسیوقت میں ہوتی
ہے کہ جب اپنے محل اور موقع کے ساتھہ واقع ہو اور بیجا
رائگان نہو جیسے بمقبل و زمین شور زار اور سنگ لاخ
وغیرہ میں تخم زراعت نہیں اوگتا اسیطرح بے موقع اور

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ناقہم اشخاص مین سخن اثر پذیر نہین ہوتا لہذا ضرور ہوا کہ تقریر اور
اور بیان موقع اور محل کے ساتھہ کیا جائے تاکہ فائدہ پذیر ہو
اور سبب تکلم اور علّت تقریر پیدا ہو ورنہ اصوات مختلفہ
کا پیدا کرنا بدون اسکے کہ کوئی اثر پیدا ہو اور مطلب و مقصود
بیان ظاہر ہو جانور اور چڑیون کی آواز کے مشابہ ہے کہ
ادائے مطالب کلّیہ سے کلیتہً یا مخصوص بنا بر فہم انسانی
قاصر ہین جیسا سعدی نے کہا ہے شعر بہ نطق آدمی بہتر است
از دواب + دواب از تو بہ گر نگوئی صواب + الحاصل
انسان کو خواہ وہ لڑکا ہو یا جوان یا بڈہا پابند ہونا شرائط
سخن گوئی اور مراتب گفتگو اور حدود بیان کا نہایت ضروری ہی
اسلیے کہ علّت ایجاد قوت نطق باطل نہو اور ہر لفظ اور
حرف مطلب خیز اور شوق انگیز رہے اور فضول اور بیکار
نہو اور واسطہ تنفر طبیعت اور عدم قبول اور ناگواری
طبایع کا نہو اور کسی قسم کی غلطی اور لغزش بیان مین واقع
نہو ہر چند انھین شرائط کے ادا کرنیکے واسطے ایک علم مخصوص
وضع کیا گیا ہے اور ہر زبان مین اوسکے قواعد موافق اوسکے
محاورات کے مقرر ہو چکے ہین اور صد ہا کتب تصنیف و تالیف

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جبتک دوسرا شخص اپنی تقریر کو تمام نکرلے آغاز تقریر نکرے اور اگر
بات کو غیر سے پوچھین تو خود جواب اوسکا ندے اور اگر سوال ایسی
جماعت سے کیا جاے جسمین یہ بہی داخل ہو تو جواب دینے
مین اپنی جماعت پر سبقت نکرے اور اگر کوئی شخص جواب مین
مصروف ہو اور خود اوسکا جواب بہتر اوس سے جانتا ہو تو چاہیے
کہ صبر کرے جبتک کہ وہ اپنی تقریر تمام کرے بعد اوسکے اگر
محل باقی ہو جواب دے - اگر کسیقدر بہی جواب اوسکا کافی ہو
تو اوسی پر کفایت کرے اور خود بولنے مین دلیری نکرے اور اگر
ضرورت جواب کی دیکھے تو ہس عنوان پر بیان کرے کہ پہلے جواب
دینے والے پر طعن اور تعریض وارد نہو اور جو دو شخص آپسمین باتین
کرتے ہون اونکی خوض و غور نکرے اگر پوشیدہ باتین کرتے ہون
تو کان لگا کر نہ سنے اور جبتک کوئی اپنے مشورہ مین شریک نکرے
مداخلت ندے اور بزرگونکے سامنے باتون مین کنایہ اور اشارہ
نکرے اور کلام کرنیمین آواز کو نہ بہت بلند کرے نہ آہستہ کہے کہ سماعت
مین دقت ہو بلکہ اعتدال کو ملحوظ رکہے اور اگر تقریر مین کوئی معنی
دقیق آجائین تو چاہیے کہ واضح مثالون اور بدیہی اور عمدہ تشبیہوں سے
صاف کر دے مگر یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ فضول گوئی اور بلا ضرورت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اور زائد از مطلب تقریر نہو اور الفاظ و کنایات غیر مستعمل کو استعمال
نکرے اور جب کوئی شخص بات کرنے لگے جبتک اوسکا سوال
تمام نہو جاے جواب ندے اور جو بات کہنی ہو اوسکے پہلے اطراف
و جوانب کو دیکہہ لے تب زبان پر لاوے اور ہمیشہ سوچ سمجھکر
ہر بات کہے اسواسطے کہ مثل مشہور ہے۔ سخن از دہان رفتہ و تیر
از کمان جستہ باز نمی آید۔ بلکہ ضرور ہے کہ پہلے جس مطلب کو ادا کرنا
ہو اوسکے اسلوب اور طرز بیان کو تصور کر لے تب ادا کرے تاکہ
ہر طرح کے پہلو اور اطراف و جوانب محفوظ رہین اور کلام سورش
ملام و بد انجام نہو اور پہر افسوس اور ندامت کرنی نہ پڑے ؎
مزن بے تأمل بگفتار دم + نکو گوی گر دیر گوئی چہ غم + بیاندیش
آنگہ بر آور نفس + وزان پیش بس کن کہ گویند بس + اور کبھی ہوئی
بات کو بیضرورت مکرر نکہے اور کلام کرنے مین اظہار قلق و رنج
نکرے اور فحش و دشنام و کریہہ الفاظ کا استعمال نکرے بلکہ
اگر کسی بری بات کے اظہار کی ضرورت عارض ہو تو اوسکو خوش
آیندہ اور مرغوب تقریر کے ساتھہ بیان کرے اور مزاح نامناسب
نکرے اور جس انداز کی محفل ہو اوسی طرز کی باتین کرے مثلاً اگر
کسی مجلس عالی مین یا کسی شخص بزرگ کے روبرو تقریر کا اتفاق ہو

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

تو ایسے محاورات سے درگذر کرے جو بازاری یا نسوان یا کم مایہ لوگون کیواسطے
مخصوص ہین کہ ایسے کلمات موجب سُبکی قدر کے ہوجاتے ہین بلکہ اگر
علما کی صحبت ہو تو اونہین کے اصطلاحات اور محاورات اور عنوان
بیان کو استعمال کرے اور اگر شعرا کی محفل ہو تو اوسی قسم کے رعایات
شعریّہ اور مناسبات لفظیّہ و معنویّہ ادا کرے اور اگر مساوی
صحبت ہے تو لطیفہ اور پاکیزہ حکایتین اور عمدہ عمدہ چیدہ شعر
لطیف کہاوتین بیان کرے تاکہ اونکی دلچسپی کا باعث ہو بلکہ س
بسان عالم نیرنگ رکہتا ہو مزاج اپنا + جوانون مین جوان بڈہون مین
بڈہا لڑکون مین لڑکا + مگر ہر امر مین حدّ اعتدال کا لحاظ رکہے۔
اور اگر صحبت مین کسی علمی مسئلہ کا تذکرہ ہو اور یہ مسئلہ مبحوث
عنُہ کو جانتا ہے تو بوقت مناسب ایسی تقریر کرے جس سے
شبہُہ اہل محفل کا زائل ہوجائے اور اگر نہین جانتا تو سکوت اختیار
کرے یا ایسے عمدہ اسلوب سے ٹال دے کہ لوگ اوسکو جاہل
نسمجہین اس لیے کہ اظہار منقصت ہر چند واقع ہے کبہی سُبکی کا
باعث ہوجاتا ہے اور اگر کسی ایسی صحبت مین بیٹہا ہو کہ مذہب
اون لوگون کا مخالف اسکے مذہب کے ہو تو جہانتک مناسب ہو
تقریر مذہبی سے درگذر کرے اور اگر ناچار ہو تو ایسے الفاظ منہ سے

نہ لکائے جو اوس محفل کے مذہب مین ناجائز یا مخالف اونکے اعتقاد کے ہو بلکہ اونہین الفاظ و محاورات کا استعمال کرے جو اونکے اعتقاد مین ہین اور اپنے مذہب کے مخالف نہین اور اگر کسی تقریر کو کسی کی طرف بنسبت دیگر بیان کرنا ضرور ہو تو اس بات کا خیال رکھے کہ وہ شخص منسوب الیہ مقبول ہو اور سامعین اوسکو جانتے ہون یا پہلے اختصار کے ساتھ تھوڑی تعریف کرے اوسکے بعد نقل یا حکایت ذکر کرے اور اگر کسی ایسے معظم ایمانی کا کلام نقل کر رہا ہے جنکا کلام ایمان کی راہ سے واجب التسلیم ہے تو اگر ممکن ہو حوالہ کتاب کے ساتھ بیان کرے۔ اگر عبارت یاد ہو تو پہلے اصل عبارت ادا کرے اپنے محاورہ مین ترجمہ کرے اور اوسکے لطائف اور نکات کو سمجھادے اور اگر کسی کے حالات کو ذکر کرتا ہے تو اوسکے اونہین افعال اور اقوال کو نقل کرے جو عقل کی راہ سے بہتر اور ذیل کلام سے پسندیدہ اور اخلاق مین فہمیدہ و سنجیدہ ہون اور اگر کوئی مضمون تاریخ کا یا تذکرہ کسی بادشاہ کا کرتا ہے تو اوسی حال کو بیان کرے جو قرین قیاس اور قریب فہم ہو اور مبالغہ اور رعایت علیہ اوسکا بھی مختصر طور سے ادا کردے تا اذہان

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

سامعین کے منتشر اور منتظر نہ رہین اور کبھی ایسی بات کو نہ کہے
جسکو لوگ ظاہر مین تسلیم نہ کرین اور بعید العقل سمجھکر اوسکی تقریر کو
کذب یا مبالغہ پر محمول کرین حکایت مشہور ہے کہ کسی شخص نے
کسی بادشاہ کے سامنے ذکر کیا کہ میرے وطن مین درہان اتنا بڑا
ہوتا ہے کہ قد آور ہاتھی معہ عماری کے درہان کے کہیت مین چھپ
جائے اور اوسکا نشان بھی دکھائی ندے بادشاہ اور اہل محفل نے
تعجب کیا اور محمول مبالغہ پر کیا اور اوس شخص کو ندامت ہوئی
آخر اُسنے اپنے وطن کو لکھا اور درخت درہان کا منگایا جب وہ
درخت درہان کا آیا تو اوسنے پیش کیا بادشاہ نے تصدیق کی مگر
یہ کہا کہ کیون ایسی بات کہی جسکی تصدیق کیواسطے مہینون انتظار
کرنا ہوا اور اتنی زحمت گوارا کرنی پڑے - اگر کسی قسم کے کہانے پینے
کی چیز کا تذکرہ ہو تو اوسکو اسطرح سے ادا کرے جس سے رغبت
ذاتی اور خواہش اوسکی طرف ظاہر نہو بلکہ استغنا ٹپکتا ہو مگر نہ اس
حیثیت سے کہ ظہار تنعم کیواسطے شیخی بگہارنے لگے اور اگر نفائس
اور نازک چیزون کا ذکر ہو تو ایسی چیز کو ذکر کرے جو اپنے اقسام
مین اعلا اور ممتاز اور خوب و مرغوب ہو خلاصہ یہ ہے کہ تقریر کو
اوسکے مناسب مقام پر ذکر کرے اور بیمحل ادا نہ کرے جیسا شاعر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

کہتا ہے سعدی داند انکس کہ فصاحت بکلامے دارد + ہر سخن
موقع و ہر نکتہ مقامے دارد ٭ تقریر کے بیچ ہاتھ یا آنکھ یا سر
یا ابرو سے اشارہ نکرے اگر کوئی مطلب محتاج اشارے کا
ہو تو اوسکو ایسے پسندیدہ طور پر عمل مین لاوے کہ خلاف تہذیب
نہو اور کسی تقریر مین راست ہو یا دروغ کبھی اہل مجلس کی مخالفت
اور اپنی بات پر ہٹھ دھرمی نکرے خصوصاً بزرگون اور نادانون
سے اور جسکے سامنے الحاح مفید نہو الحاح نکرے اگر کسی امر مین
مناظرہ پیش آوے اور تقریر شخص مقابل کی قوی ہو تو خوش
اسلوبی اور انصاف سے قبول کرے اور جہانتک ممکن ہو
عوام اور اجنبی لڑکون اور عورتون اور بدمست آدمیون اور
سڑی سودائیون سے مخاطب ہو کر کلام نکرے اور جو شخص
سمجھ نسکتا ہو اوس سے باریک باتین ہی نکہے بلکہ ہر شخص کے
فہم کے مطابق تقریر کرے اور جس زبان مین تقریر کرتا ہو
اوسکے محاورات کو ملحوظ رکھے اور کسیکے فعل اور قول کی نقل
نکرے اور کلام وحشت خیز کو زبان پر نلاوے امرا کے
سامنے ایسی بات سے ابتدا کرے جس سے فال نیک گمان
کرین اور اوسکی تقریر کو مبارک سمجھین اور اوسکے قدوم کو میمنت

جلسہ چہارم تدبیر منازل

لزوم جانین اور ہمیشہ غیبت۔ چغلی۔ بہتان۔ دروغ سے نہایت
پرہیز کرین اور جو لوگ افعال مذکورہ کی عادت رکھتے ہون اونکے
مجالست اور صحبت اختیار نکرین بلکہ ایسی باتون کے سُننے سے
بہی پرہیز چاہیے اور ہمیشہ یہ ضرور لحاظ رکہے کہ تقریر کم ہو اور
سماعت زیادہ اسوجہ سے **ع** زبان بریدہ بکنجے نشست
صمٌ بکمٌ + بہ از کسے کہ نباشد زبانش اندر حکم + **حکایت** کسی
حکیم سے پوچہا کہ کیا سبب ہے جو آپ تکلم کم کرتے ہین اور سماعت
بہت جواب دیا کہ حق تعالے نے مجھکو زبان ایک دی ہے
اور کان دو دیے ہین پس یہ نسبت گویائی کے سُننا دوچند ہونا
چاہیے **سوال** بادشاہ نے کہا کہ اب میری التماس یہ ہے کہ
آپ آداب نشست و برخواست کو بیان فرمائین **جواب** حکیم
صاحب نے عرض کی کہ ہر حرکت اور سکون مین انسان کو لازم
ہے تعجیل اور اضطراب نکرے کہ یہ علامت غصّہ اور خوف کی
ہے اور بہت آہستہ بہی نچلے کہ یہ نشان کسل اور ضعف کا ہے
اور مثل مغروروں کے متکبرانہ قدم نرکہے اور مثل عورتون اور
مخنّثون کے گردنکو ہلا کر اور بازونکو اور ہاتہونکو اور کمر کو جنبش
دیکر نچلے جیسے مٹکنا کہتے ہین اور گردن جہکا کر ترچہی نگاہون سے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اپنے بدن اور لباس کو دیکھتا ہوا چلے جسے اترانا کہتے ہین اسلیے کہ یہ
وضع مغروروں اور کم مایہ لوگون کی ہے اور چلنے مین پہیر پہیر کر دیکہنے
کہ یہ طریقہ بیوقوفونکا ہے اور گردن ڈالکر بہی نچلے کہ یہ نشانی
حزن و اندوہگی ہے اور راستے مین ہاتہ مین ہاتہ دیکر یا گردن مین
ہاتہ ڈالکر یا شانے پر ہاتہ رکھکر رفتار نکرے کہ طریقہ شہدون
اور بدوضعون کا ہے اور سواراستی کے داہنے بائین دیکہتا نہ چلے
کہ نشیب و فراز مین ٹھوکر نکہائے - اگر اوس راہ مین بازاری
عورتین رہتی ہون اور گھرون پر یا راستون مین بیٹھی ہون تو حتی الامکان
ایسی راہ کو ترک کردے ورنہ اونکی طرف التفات نکرے
کہ ایسی طرف دیکہنا علاوہ حرمت شرعی کے موجب فساد
طبیعت اور اشتعال قوت شہوانیہ کا ہے اور باعث لوگونکی
بدگمانی کا ہے اگر راہ مین کوئی عمدہ قسم کی چیز دیکہے تو اوسکے
دیکہنے مین عالم محویت بہم نہ پہونچائے بلکہ اوسی میانہ روی کے
ساتھ چلا جائے گویا اوسنے دیکہا ہی نتہا اسلیے کہ اگر وہ
کسی کا مال ہے تو اسکو کیا فائدہ اگر مال تجارت ہے تو اوسکو
خریداری کی ضرورت نہین اور نفس ہمیشہ ایسی چیزون کیطرف
رغبت دیتا ہے اور آخر نتیجہ اسراف کا پیدا ہوتا ہے بقول شاعر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ف بگذر ازان دوکان کہ خریدار نیستی + بیہودہ جنگ بر سر قیمت
برائے چہ + اور ہمیشہ شاہ راہ کے داہنے یا بائین چلے تا کہ اگر کوئی
گھوڑا یا ہاتھی تیز آتا ہو تو اوسکے صدمے سے محفوظ رہے اور عجلت
سے بھاگنا نہ پڑے اور اگر کسی بزرگ کے ہمراہ ہے تو کبھی اوس سے
پیش قدمی ہونے نہ پائے بلکہ داہنے بائین اوسکے کسیقدر پیچھے
ہٹا ہوا رہے مگر اوسوقت مین جب کوئی ضرورت درپیش ہو جیسے
راہ مین کسی دشمن کا خوف یا راستہ بتانے کی ضرورت کہ ایسی صورتین
مقتضائے ادب آگے چلنا ہے حکایت مشہور ہے کہ ابوذر
علیہ الرحمہ کے فرزند نے انتقال کیا تھا اور یہ اوسکے غم مین گریہ
وزاری کر رہے تھے بعض اشخاص نے عرض کی کہ ہر چند ماتم فرزند
کا ایسی چیز نہین جسمین کوئی بشر غمناک واندوہناک نہو مگر آپ
ایسے برگزیدہ خدا کے اسقدر غمناک ہونیکا کیا سبب ہے
فرمایا کہ زیادہ تر مجھکو اس فرزند کی سعادت و لیاقت کا
قلق ہے کہ یہ لڑکا نہایت سعید خصایل پسندیدہ و صفات
حمیدہ سے متصف تھا اوس شخص نے عرض کی کہ اوسکے صفات
سے کچھہ ارشاد فرمائیے آپنے فرمایا کہ ایک دن نے تعریف اوسکے
ادب کی یہ تھی کہ دنکو ہمیشہ میرے پیچھے چلتا تھا تا اوسکے پانو کی

گرد جھپیر نہ پڑے اور راہگو میرے آگے چلتا تہا کہ اوس نوع چشم
کے سہارے سے زمین پست و بلند سے ٹہوکر کہا کر گر نہ پڑون و
اور کوئی دوست یا عزیز اگر راستے مین ملجائے تو زیادہ اوس سے
کلام مین مصروف نہو بلکہ مختصر باتون مین تقریر کو ختم کرے سہ
پرسش آشنا خبر اولیست + دیگر تمام حال معیشت برائی جہ
اگر سوار ہو تو بہی امور مذکورہ کو ملحوظ خاطر رکہے اور جو مقتضا جنس
سواری کا ہو اوسکے موافق تہذیب کو صرف کرے مثلاً گہوڑیکو
راستے مین اوڑانا جمانا یا دوڑانا کدانا یا پہندانا یا اپنے اعضا کو درست
اور باقاعدہ نہ رکہنا یا اکڑ کر یا کوزہ پشت ہو کر بیٹہنا یا ران باگ کا
مناسب نہونا و علی ہذا القیاس یہ سب امور لازمہ شرائط سواری
ہین اور ان سبکا لحاظ ضرور ہے یہانتک کہ گہوڑے پر بیٹہے
بیٹہے باتین کرنا بہی بغیر ضرورت کے ممنوع ہے اسیطرح
نشست و برخاست مین بہی اعتدال کو ملحوظ رکہے جب بیٹہے
تو پاؤن پہیلا کر یا ایک پاؤن کا دوسرے پاؤن پر بوجہ دیگر یا دونون
زانون کو پہیلا کر اور پنجون کو سمیٹ کر یا اکڑو ہو کر نہ بیٹہے کہ یہ سب
طریقے مضر حفظ صحت اور باعث حدوث امراض ہین جیسا
کہ کتب طبیہ مین مفصل مذکور ہے بلکہ انسان کو ہمیشہ ایک زانو

اوٹھا کر اور ایک کوتہ کر کے یا پالتھی مار کے بیٹھنا چاہیے اور دو زانو ہو کر بیٹھنا سوا حضرت امرا و سلاطین و بزرگان دین و جدّ و آبا و بزرگ ترین اقربا کے زیبا نہین ہے اسوجہ سے کہ موجب کلفت و باعث کمزوری اعصاب وغیرہ کا ہے اور یہ بھی خیال رکھے کہ سر زانو پر جھوڑا کر یا ٹھڈی کو ہتھیلی پر رکھکر یا سر ٹیکر کر نہ بیٹھے کہ ایسی نشست سے حزن و ملال و کسل و اضمحلال ظاہر ہوتا ہے اور گردن کج کر کے بھی نہ بیٹھے کہ شریان کو اذیت ہوتی ہے اور بعض طالب علمون کی یہ عادت ہوجاتی ہے کہ دونو کہنیان ٹیک کر اور دونو زانو تہ کر کے پیٹ کو رانون پر رکھکے مطالعہ کرتے ہین ہر چند کتاب سے انکھون کو قربت ہوتی ہے مگر اولًا فتور ہضم پیدا کرتا ہے ثانیًا باعث ضعف بصر ہوتا ہے بلکہ ہمیشہ کتاب بلند چیز پر رکھکے اور خود سیدھا بیٹھکر مطالعہ کرے اور کتاب کو سینہ پر رکھکر اور چیت لیٹ کر بھی مطالعہ نکرے اور مونچھونکو بل اور تاؤ نہ دے کہ تفتیل شوارب کی سخت ممانعت ہے اور یہ بھی خیال رکھے کہ غیر صحبت مین بیٹھکر زور سے نہ چھینکے اور انگڑائی اور جمائی نہ لے بعض لوگونکی یہ عادت ہے

کہ جمائی یا انگڑائی مین آواز بھی ایک طرح کی نکالتے ہین یہ
نہایت معیوب ہے اور ناک چھنکنے مین آب بینی کو لوگونکے
آگے نہ پھینکے اوگالدان وغیرہ مین احتیاط سے رکھکر ناک
کو رومال سے پاک کرے اسیطرح جیسے تھوکنے مین احتیاط رکھے
اگر ضرورت کسی امر کی مخالف آداب مذکورکے ہو تو نہایت
سلیقے سے عمل مین لاوے کہ اہل صحبت کو ناگوار نہو اور
لعاب دہن کو یا آب بینی کو خالی ہاتھہ سے یا آستین سے یا
دامن سے نہ پونچھے بلکہ اس ضرورت کے واسطے دستمال
ہر وقت ہاتھہ یا گلیمین رہے کہ وقت پر کام آوے اور
پان کھاکر پیک اور اوگال بے قرینے نہ پھینکے کہ بدتمیزی
اور بدنمائی کا باعث ہے۔ اگر کسی صحبت بزرگ مین وارد
ہو تو اپنے مرتبے کے لائق جگہ تجویز کرکے بیٹھے نہ تو بالاتر
بیٹھے کہ بموقع بیٹھنے سے کوئی مانع ہو اور نہ پائین کہ بے وقعتی ہو
اور خیال رہے کہ بیٹھنے مین یا اوٹھنے مین یا زانو بدلنے مین پائجامے
کا پائنچا کھل نجائے یا دامن آگے سے اوٹھہ نجاوے اور بزرگون
کے سامنے لیٹنے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر اونگھے یا نیند معلوم ہو
تو صحبت سے اوٹھہ جائے یا باتون مین نیند کو ٹال دے

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

اگر اہل محفل سونے کی ارادے مین ہون تو خود بھی لیٹ رہے اگر
چہ نیند معلوم ہو مگر سونیمین اسکا خیال رکھے کہ منہ کے بہل نہ لیٹے
بلکہ چیت بھی کم لیٹے خصوصًا وہ شخص جسکے لیٹنے مین گلے سے آواز
نکلتی ہو اور سوتے مین خرّاٹے لیتا ہو کہ چیت لیٹنے مین خراٹا زیادہ
بلند ہوتا ہے اور بعض اشخاص کی عادت ہو جاتی ہے کہ پلنگ
پر سیدہے نہین لیٹتے سر کہین پاؤن کہین اس سے احتیاط کرے
اور بعض اشخاص سونیمین دانت کر کراتے ہین یہ بھی نہایت معیوب
ہے اور طریقہ اوسکے زوال کا بعض ادویہ کا استعمال کرنا اور کچھہ
منہ مین رکھکے سو رہنا ہے اور حتی الامکان سونے مین تنہائی اختیار
کرنا چاہیے جیسا شاعر کہتا ہے ؎ تا توانی خفت بے جفت + کہ
دو آدمیون کا ملکر سونا باعث اضمحلال قوت نمو اور مانع گذر ہوائے
فضا ہوتا ہے خصوصًا بچّون کو زیادہ تر اکیلے سلانے کی ضرورت
ہے کہ اونکو ہوائے فضا اور تلطیف مسام کی واسطے زیادتی قوت
نمو کے زیادہ احتیاج ہے مگر اکیلے لٹنے مین خوف ہے پلنگ پر سے
زمین پر گر پڑینگا پس گہوارہ مین سلاخین لگا کر دیوار قایم کرے
کہ ہوائے فضا کی بھی مانع نہو — خلاصہ یہ ہے کہ ہر امر مین فوائد
عقلی اور مصالح طبی کی مراعات کے ساتھہ شایستہ لوگون کے طریقہ کو

ملحوظ خاطر رکھے اور اونہین افعال پر اپنی طبیعت کو عادی کرلے اگر دقت معلوم ہو تو اوسوقت یہ خیال کرے کہ زحمت اس عادت کے ترک کرنیکی کہین سبک ہے اون فضیحت وملامت کے سامنے جو جلسۂ احباب مین اونکے خندہ زنی اور ناگواری سے حاصل ہوگی اور کوئی عادت ایسی نہین ہے کہ ارادہ اور تہیّا کرنے سے ترک نہو جائے پس ایسے خیالات کو ذہن مین مرتکز کرنے سے ترک واختیار عادت مین نہایت سہولت وآسانی واقع ہوگی اور تہوڑے ہی عرصہ مین اخلاق حمیدہ کا عادی ہو جائیگا **سوال** بادشاہ نے کہا الحق آپنے کسی امر جزئی کو کمتر فرو گذاشت فرمایا اور بہت تفصیل سے آداب نشست و برخواست کو بیان فرمایا خداوند کریم آپکو اجر جزیل عنایت فرمائے اور مجھے توفیق اسکی پابندی کی عطا کرے اب مین چاہتا ہون کہ آپ اسیکے ذیل مین آداب طعام خوری کو بھی بیان فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے عرض کی بہت مناسب فقیر تربیت اطفال کے ذیل مین گزارش کر چکا ہے کہ لڑکون کو اوقات متعدد مین غذا دینا اور سیر ہو کر نہ کہلانا بہتر ہے بہ نسبت اسکے کہ ایک وقت مین یا دو وقت مین شکم سیر ہو کر کہلائین تاکسل اور ضمحلال پیدا نہو

پس جوانون کو بھی اسکی عادت کا ہونا بہتر ہے اسواسطے کہ جب
معدہ غذا سے خالی ہوگا رطوبات بدن کو جذب کریگا اور علم
طب مین یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ صفرا رقیق ہے نہایت تیز
اور تند اسوجہ سے پہلے صفرا داخل معدہ ہوتا ہے اور اوسکے بعد
رقیق رطوبتین بلغمی وارد معدہ ہوتی ہین اور بسبب حرارت معدہ
کے جلد جلکر مفاسد پیدا کرتی ہین پس کسیوقت مین معدہ کا بالکل
خالی رہنا مناسب نہین اسیوجہ سے اوقات غذا کا متعدد ہونا
ضرور ہے اور بہترین اوقات غذا تین ہین اولاً صبح کا وقت جسے
ناشتا کہتے ہین اسواسطے کہ نہار شکنی سے قوت اور توانائی
حاصل ہوتی ہے مگر صبح کو سیر ہو کر نہ کہانا چاہیے بلکہ نہایت سبک
غذا کا استعمال لازم ہی تا گرانی غذا کی ثقل طبیعت کے باعث نہو دوسرا
وقت دوپہر کہ اوسوقت کسیقدر سیر ہو کر کہانا چاہیے مگر نہ
اسقدر کہ کسل پیدا کرے دن کے سونے کی عادت ڈالدے
ہرچند حکمانے دوپہر کی غذا مین سیر خوری کو پسند کیا ہے اسوجہ سے
کہ حرکت جلد تحلیل کردیتی ہے تیسرا وقت شام کا ہے یعنے بعد
غروب آفتاب سے پہر رات گذرنے تک زیادہ تاخیر نکرنی چاہیے
کہ باعث غلبۂ نوم اور تاخیر بیداری کا ہے اسیوجہ سے حکما اسکی

غذا میں قلت کرتے ہیں حالانکہ معمول یہ امر کا بالعکس ہے۔
مگر پابندی اوقات میں زیادہ تر دخل عادت کو ہے اور خلاف
عادت کرنا باعث مضرت ہے ہاں بچوں کو اگر ممکن ہو تو
ابتدا سے انہیں اوقات کا عادی کریں اور سب سے مقدم یہ
امر ہے کہ بھوک پر کھانا کھائیں اور بدون اشتہائے صادق
ہرگز غذا نہ کھانی چاہیے کہ موجب سوء ہضم و مفاسید کثیرہ کا ہے
البتہ حفظ عادت کیواسطے ترک غذا مضر ہے اوسوقت میں تقلیل
لازم ہے — اور عمدہ ترین غذا وہ چیز ہے جسکی مقدار قلیل ہو جوہر
لطیف زیادہ ہو بشرطیکہ اکثار و زیادتی نہونے پائے۔ اور
ہمیشہ غذائے لذیذ خوشگوار خوش ذائقہ کا استعمال کرنا چاہیے کہ
بسبب رغبت طبیعت کے معدہ قبول کرتا ہے اور ہضم جلد
ہوجاتا ہے زیادہ تفصیل اقسام غذا کے اور فوائد ہر قسم کی غذا کی
متعلق علم طب کے ہیں اور اخلاق سے اوسکو تعلق نہیں ہے
اطبا اور حکمانے مخصوص کتب مبسوطہ اس فن خاص میں تحریر فرمائی
ہیں اور جملہ تغیرات بنابر مناسبت فصل و موسم و خلقت و ضعف
و قوت مادہ کے معین کیے ہیں جیساکہ قانون میں شیخ نے اور دیگر
اطبا نے اصول طب میں لکھا ہے میں اوسکو بخیال طول تقریر

عرض نہین کرسکتا مگر خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ غذا مین زیادہ تر فائدہ
وقوت وحفظ صحت کو ملحوظ رکہنا چاہیے اور غذا کے پکانے مین
صفائی ظروف کی مقدم ہے اور لطافت اشیا کی اور پاکیزگی
پکانیوالیکی ضرور چاہیے اور گرد وغبار و مور و مگس سے بچانا چاہیے
بلکہ حتی الامکان سربند ظروف مین کہانا پکانا چاہیے مگر ڈہکنون اور
سرپوشونمین منافذ اور سوراخ ہونا ضرور ہین اسوجہ سے کہ بخارات
غذا یعنے بہاپ بند ظرف مین اوپر سے ٹپک کر شریک غذا ہوتی
ہے اور سمیت پیدا کرتی ہے اور ظروف غذا پکانیکے لوہے یا
پہول کے افضل ہین کہ اطبا بہی اسکی تعریف کرتے ہین اور مقوی
جانتے ہین بہ نسبت تانبے یا پیتل کے خصوصا ایسی غذا کیواسطے
جو دیر تک پکائی جائے اور دہنیت اور رطوبت زیادہ رکہتی ہو
یا ترشی شریک ہو کہ کساؤ تانبے کا مورث امراض شدیدہ
مثل جذام وغیرہ کے ہے اسیطرح مٹی کے ظرف مین
بہی ایک مرتبہ سے زیادہ کہانا پکانا نہ چاہیے بلکہ پتہر کے ظرف
مین بہی پانچ مرتبہ سے زیادہ پکانیکی اجازت نہین ہے اسوجہ سے
کہ منافذ اسمین زیادہ ہوتے ہین اور اجزا غذا کے بہر رہتے ہین
آخر شریک غذا سے تازہ ہو کر نقصان پیدا کرتے ہین اور مورث

امراض ہوجاتے ہین - بہرطور جو ظرف ہو اوسکا قلعی دار ہونا اور
زنگ وغیرہ سے صاف رکھنا نہایت ضروری ہے اور جھوٹھی برتن
کھُلے ہوئے یا بند رکھنا موجب کثافت ہوائے خانہ ہے اور جانوران
خانگی کے نجس و خراب کردینے کا سبب ہے اسیطرح گھڑے
اور صراحیان گلاس آبخورے کھُلے نہ رہنے چاہیئن اور اگر مٹی کے
ہین تو جلد جلد بدلنا اور کُورے کُورے ظروف مین پانی پینا علاوہ
خوبی و مرغوبی و تمیز کے باعث حفظ صحت ہے اور جب غذا
پک کر تیار ہو نہایت نفیس دستر خوان بچھا کر ظروف چینی یا سفالین
کہانا کہائے اور لطافت اور عمدگی ظروف مین اہتمام کرنا چاہیے
تاکہ باعث رغبت اور میل طبیعت کا ہو اور دستر خوان پر چند
ظروف خالی بھی رکھنی چاہیے تاکہ غذا کا متفرق کرنا آسان ہو اور
کوئی ظرف ہڈیون کے رکھنے کیواسطے اور فضلات زائد کو جمع
کرنیکے واسطے ضرور ہے تاکہ دستر خوان خراب نہو - اور ہر قسم
کے اغذیہ ہر شخص کے سامنے برابر رکھنے چاہییے تاکہ ضرورت مانگنے
کی یا اوٹھانے کی نہ پڑے اور اہتمام بلیغ اس امر مین کرنا چاہیے
کہ مکھیان جمع ہونے نپائین بلکہ ہر شخص یا دو شخصون کے درمیان
مین ایک دو آدمیون کو رومال ہلانا چاہیے - اور ازین قبیل ہر طرح

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

جب کہانا کہانیکا ارادہ کرے تو پہلے ہاتھہ منہ ناک پانی سے
پاک کرلے تب دستر خوان پر حاضر ہو اگر کسی صحبت غیر مین
مہمانی کا اتفاق ہو تو ابتدا خود نکرے بلکہ میزبان اور حاضرین کی حالات
پر نظر کرے جیسا وہ سب کرین خود بہی کرے اگر خود میزبان ہو
پہلی آپ کہانیکا لگا لگائے اور کہانا کہانیمین لباس کو آلودہ نکرے
بلکہ لقمہ کو تین اونگلیون سے اوٹہاوے مگر وہ اونگلیان جو
خالی ہون اونکو لقمہ والی اونگلیون سے ملا ہوا رکہے اور لقمہ بہت
بڑا نہ اوٹہائے اور منہ کو بہت نہ پہیلاوے اور دیر تک لقمہ
منہ مین نہ چباوے اور بار بار اونگلیونکو نہ چاٹے اگر دسترخوان پر
بہت سے اقسام کہانے ہون تو مہمان کو چاہیے کہ بجز اوس
چیز کے جو اپنے سامنے رکہی ہو دوسری طرف نگاہ نڈالے اور
میزبان کو ہر مہمان کے کہانیکا دیکہنا ضرور ہے تاکہ جو چیز جسکے سامنے
صرف ہو گئی ہو یا کم ہو بڑہا دے اور کسی قسم کے کہانیکو اپنے واسطے
دستر خوان پر خاص نرکہے بلکہ کوئی قسم عمدہ کہانیکی تہوڑی ہو اور
کہانیوالے زیادہ ہون تو اوس چیز کو خود نکہائے مہمانونکے آگے
بڑہاوے اگر خود مہمان ہو تو تنہا نہ کہائے بلکہ میزبان کو شریک
اپنا کرے اور روٹی کو شوربے مین اسطرح ڈبوئے کہ سب اونگلیان

آلودہ نہون اور جو دوسرا شخص ساتھہ کہاتا ہو اوسکے کہانے پر نگاہ
نکرے جسقدر کہائے اپنے سامنے سے کہائے اور ہڈی وغیرہ
جو چیز منہ سے نکالے اوسکو روٹی یا دسترخوان پر نرکہے بلکہ ظرف
جداگانہ مین رکہے اگر ایسا ظرف مہیا نہو تو روٹی سے یا اور کسی چیز
سے چہپاکر رکہے اگر ہڈی یا اور کوئی چیز منہ سے نکالے تو اسطرح
سے کہ دوسرا ندیکہے اور بقیہ کہانیکا ایسا چہوڑے کہ دوسرا شخص
کہانے سے نفرت نکرے اور میزبان کو لازم ہے کہ سب سے پیشتر
ہاتھہ کہانے سے نکہینچے بلکہ جبتک سب فارغ نہولین خود اندک
اندک مشغول رہے اگرچہ آسودہ ہو چکا ہو اور جسوقت سب ہاتھہ
کہینچ لین خود بہی ہاتھہ اوٹہائے اگرچہ بہوک باقی ہو مگر اپنے گہر مین
اور تنہائی مین اختیار ہے اور جن افعال سے اپنی طبیعت نفرت
کرتی ہو وہ فعل خود بہی نکرے اگر درمیان کہانا کہانیکے پانی
پینیکی حاجت ہو تو پانی اسطرح سے پئے کہ منہ سے اور حلق
سے آواز نہ پیدا ہو اور کہانا کہانیمین بہی اسبات کا لحاظ رکہے
کہ آواز نہ نکلے جب خلال کرے اور کوئی چیز خلال سے جدا ہو اوسکو
ایسے موقع سے پہینکے کہ لوگ نفرت نہ کرین اگر درمیان مین کسی
جماعت کے بیٹہا ہو تو خلال کرنے مین توقف کرے اور جب ہاتھہ

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

سوال عادل شاہ نے پھر فرمایش کی کہ جناب حکیم صاحب آپنے
لڑکون کی تربیت مین ریاضت کی تاکید فرمائی اب مین چاہتا ہون
کہ آپ ریاضت کے اصول و قواعد بھی بیان فرمائین کہ اس امر سے زیادہ تر
لوگ اجنبی ہین جواب حکیم صاحب نے عرض کی حضور اصول ریاضت
کو حکمائے حکمت اخلاق مین کمتر ذکر کیا ہے اسوجہ سے کہ بالذات
تہذیب اخلاق مین زیادہ دخل نہین رکہتی مگر حسب الارشاد آپکے
ریاضت کی ضرورت اور بعض اقسام ذکر کرتا ہون اسوجہ سے
کہ ریاضت معین اخلاق و دافع کسل و ضمحلال و باعث اعتدال
قوت و اکتساب معیشت و تحمل مشقت و حفظ صحت ہی
اسواسطے کہ علم طب مین اچھی طرح سے ثابت کیا گیا ہے کہ جو غذا
انسان کے معدہ مین جاتی ہے وہ تمام جزو بدن نہین ہوتی بلکہ
ہر ہضم مین کسیقدر باقی رہجاتی ہے اگر یہ بقیہ زائل نکیا جائے
اور تحلیل نہو تو تہوڑے ہی زمانہ مین جمع ہوکر مفاسید عظیمہ برپا
کرے پس احتیاج ایسی چیز کی ہوئے جو اس بقیہ کو تحلیل کرے اور
اوسکا طریقہ سوا ریاضت کے کوئی مفید اور بہتر نہین ہی اسیوجہ سے
شیخ نے لکہا ہے کہ اگر اپنے قواعد کے ساتھ ریاضت کیجائی تو
ہر قسم کی دوا کے استعمال سے مستغنی کر دیتی ہے اور بعض اطبا تحریر

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

فرماتے ہین کہ اکثر ضعف و نحافت بلکہ مرض دق ریاضت نکرنیسے
حادث ہوتا ہے تو ریاضت سے بڑہکر باعث حفظ صحت و اعتدال
مزاج کوئی دوسری چیز نہین پس ریاضت کی دو قسمین ہین ایک
ریاضت عامہ جس سے تمام بدن کو قوت ہوتی ہے جیسے کشتی کرنا دوڑنا
گہوڑا دوڑانا آہستہ آہستہ رفتار کرنا اسے ریاضت کلی بہی کہتے ہین
دوسرے ریاضت خاصہ جس سے ایک یا دو عضو کو اثر پہونچتا ہی جیسے
آواز بلند سے پڑہنا کہ اس سے دماغ کی ریاضت ہوتی ہی اور پتہر کا
اوٹہانا مگدر کا ہلانا سخت کمان کا کہینچنا گیند کا کہیلنا چوگان کا لگانا
دونو ہاتہون کو گردنکو سینے کو شانون کو پشت کو فائدہ پہونچاتا ہے
اور تیز رفتار کرنا پاؤنکو کمر کو زیر ناف سے تا ناخن پا مفید ہے
خلاصہ یہ کہ جس عضو کو ریاضت مین زیادہ مشقت اور محنت
ہوگی اوسکی قوت زیادہ ہوگی جیسے تقریر کرنیسے قوت بیانیہ
اور تفکر سے قوت متفکرہ زیادہ ہوتی ہے مگر ہمیشہ ریاضت مین
تین امور کا لحاظ پر ضرور ہے اول حالت و کیفیت مرتاض کا
یعنے جو شخص ریاضت کرتا ہے اوسکو لحاظ اس امر کا ضرور ہی
کہ اپنے مزاج کی ماہیت کو دیکہلے اگر مرطوب حار مزاج یا بارد
ہے تو ریاضت اوسکو نفع کریگی اگر مزاج اوسکا حار یابس ہے

تو ریاضت مضر ہوگی خصوصًا سخت ریاضتین یا دیر تک اشتغال کرنا
پس ایسے شخص کو سہل و آسان و کم مشقت ریاضتین کرنی چاہیین
اور رفتہ رفتہ طبیعت کو عادی کرنا چاہیے دوم وقت اور زمانہ
ریاضت کا ہر فصل مین مختلف ہے مثلاً ربیع مین ظہر کے وقت گرمیون مین
اوّل روز جاڑون مین آخر روز یا بعد طلوع آفتاب بلکہ ہمیشہ ریاضت
ایسے وقت مین کرنی چاہیے کہ غذا قریب ہضم ہو اور اجزائے
فضول یعنے پیشاب پاخانہ دفع کرچکا ہو سوم مقدار ریاضت
کا بھی خیال رہے یعنی اوس مقدار تک ریاضت کرنی چاہیے جبتک
تازگی اور بشاشتی چہرے کی باقی رہے پس اگر کثرت مشقت
سے چہرے پر افسردگی محسوس ہو فورًا ترک کرے اگر کسی عضو
خاص کی ریاضت کرتا ہے یا ریاضت عام تمام اعضا کی تو اسکا
خیال رہے کہ تھک کر سست نہو جائے بلکہ چستی و چالاکی کے
ساتھ کرتا رہے جسوقت کسیقدر کسل پیدا ہو چھوڑ دے
اسیطرح جسوقت تک اعضا مائل فربہی و قوت ہین ریاضت کرے
جسوقت ضعف پیدا ہوجاوے ریاضت کو ترک کردے یا کم
کردے کہ ایسی حالت مین ریاضت بھی نقصان عظیم پیدا
کرتی ہے خلاصہ یہ کہ ریاضت اوسی حالت مین مناسب ہے

جب تک ضرورت ہو اور اسیطرح کرنی چاہیئے جو عقلاً نافع ہو خصوصًا
بچون کے واسطے زیادہ تر اس امر کی ضرورت ہے کہ خود وہ اپنی
حالات کی تمیز نہین کر سکتے اور بسبب اسکے کہ اکثر ریاضتون مین
لعب و بازی شریک ہے ہمہ تن رغبت کرتے ہین مگر بسبب
مخالفت مزاج کے مضر ہوتی ہے — زیادہ تفصیل اسکی کتب
طبیّہ اصول حکمت بدنی مین دیکھنا چاہیئے اخلاق کے متعلق
اسیقدر ہے کہ اخلاق بد کی عادت نہونے پائے جیسے حالت
ریاضت مین اکثر لڑکے شرط کرتے ہین اور ایک دوسرے پر
فخر و مباہات کرتا ہے یا افراط مین اوقات عزیز کو رائگان کرتا ہے
تحصیل کمالات و تکمیل ملکات سے قاصر رہتا ہے بلکہ
حتے الامکان ایسی ہی ریاضت کرنی چاہیئے جس سے دوہرے
فائدے حاصل ہون فائدۂ ریاضت بھی اور تحصیل کسی علم
وفن کی جیسے گھوڑ چڑہی پھکیتی تیر اندازی برچھیتی بنکیتی وغیرہ
اور ہمیشہ ایسی ریاضتون سے پرہیز کرین جنسے حسن اخلاق کو نقصان
پہونچے اور عادات بد قایم ہو جائین کہ بعد خوگر ہو جانیکے چھوڑنا
بہت سخت و دشوار ہے ؎ آہنے را کہ مورچانہ بخورد + نتوان برد
ازو بصیقل زنگ + اِنَّمَا العَادَةُ کَالطَّبِیعَةِ الثَّانِیَةِ لِلْاِنْسَانِ

کہ جناب حکیم صاحب اب مین یہ چاہتا ہون کہ آداب لباس بھی بیان
فرمائیے **جواب** حکیم صاحب نے فرمایا کہ اے جہان پناہ زیادہ
تفصیل کا عرض کرنا حکمت اخلاق کے متعلق نہین ہے بلکہ مختصراً
چند اصول لباس کے گزارش کرتا ہون ظاہر ہے کہ صورت لباس کی
ہر قوم اور ہر ملک اور ہر مذہب اور ہر قسم اور ہر درجہ کے لوگون کی
مختلف ہین پس لباس کے اخلاق ایسے ہونے چاہیے جسکی عمدگی
اپنے جنس کے لوگون کی نزدیک قابل مدح ہو اسواسطے کہ ہر شخص
کی معرفت ظاہر مین وضع و لباس سے متعلق ہے جیسے بڑے بڑے
شہرون مین مختلف ملکون اور مختلف لوگون کے مذہب و ملت
و سکونت و مملکت کی شناخت لباس سے ہوتی ہے اور دنیا کے
میل جول خلط و ارتباط بدون اتحاد و موافقت اخلاق کے کب
محکم رہتے ہین پس طالب حسن اخلاق کو لازم ہے کہ ہمیشہ اوسی وضع
و لباس کو اختیار کرے جو اوسکے طریقے کے مہذب لوگون کو
پسند و مرغوب ہو اور فوائد حکمیہ کے بھی مخالف نہو سہو جہ سے
ایک جنس کو جنس مخالف کی مشابہت اختیار کرنا اور اپنی
جنس کی وضع کو ترک کرنا مذموم ہے یہی منشا حدیث تشبہ
کا ہے ہر چند حقیقت مین وضع و لباس کو کسی مذہب کے اصول

اعتقادی مین دخل نہین ہے مگر چونکہ ظاہر کا مدار اسپر ہے اور باطن
کا حال علوم ہونا مشکل ہے لہذا ظاہر کو بھی دلیل اپنے باطن کے
کرنا عقل و حکمت سے ضرور ہوا الحاصل کہ ہر طرح کا شخص ہو حکمت
اخلاق کی رو سے اوسکو لباس کا پابند ہونا اور اپنی وضع کا قایم رکھنا
ضرور ہے اما آداب لباس پس جہان تک امکان ہو صاف
و شفاف رکھنا چاہیئے میلے کچیلے کپڑے نہ پہننا چاہیئے کہ علاوہ
حدوث امراض کے ناگواری اور نفرت خلق کا باعث ہے
بلکہ موافق اپنی حیثیت کے ہر روز یا دوسرے روز لباس کا
بدلنا اور دہلوانا ضرور ہے خواہ امیر ہو خواہ فقیر منتہا یہ کہ اگر عمدہ
کپڑے متعدد نہین بنا سکتا تو کم قیمت اور ادنے درجہ کے کپڑونکو
اوسیمقدار مین متعدد کرے یا ایکہی لباس کو کئی مرتبہ دہو کر صاف
کرے اور اوٹھتے بیٹھتے مین ہمیشہ لباس کو چرک و گرد و غبار سے پاک
رکھے اور حتے الامکان بے احتیاطی سے خراب نہونے دے دہبا
اور نجاست لباس مین نہ آنے پائے اور ایسے افعال و اعمال و حرکات سے
بلا ضرورت درگذر کرے جس سے کپڑے پھٹتے ہون یا خراب ہوتے
اگر پیشیہ سے مجبور ہے تو اپنے طریقہ کسب کے مناسب لباس
علیحدہ کر دے اور ملاقات احباب اور آمد و شد کا لباس دوسرا

رکہے تا کسب معیشت مین مضر نہو اور احباب کی نفرت کا بہی باعث نہو بلکہ
صاحبان ثروت و اقتدار کو ہر قسم کی ضرورت کا لباس علیحدہ رکہنا
چاہیے اور اوسکے وضع و طریقہ مین اوسی کام کی مصلحت کو مقدم
کرنا چاہیے مثلاً آرات کے لباس کو ڈہیلا باریک آسایش دینے والا
گہوڑے کی سواری و ورزش و ریاضت و مشی و رفتار مین چُست و خشن دربار
حکام و امرا و سلاطین مین اونکے احکام کے موافق ملاقات
احباب و اصدقا مین اونکی پسند و خوشی خاطر کے مناسب صحبت
علما و اہل کمال مین اونکی جلالت و مرتبت کے مقتضی غیر مقام پر
کسیقدر مکلف مسافرت مین رنگین و گلگفت تقریبات سرور
مین عزت و فرحت خیز محافل تعزیت مین مشعر حزن و ملال اپنی
صحبت مین سادہ و بلا تکلف و علیٰ ہذا القیاس ہر مقام اور ہر موقع
کے مناسب لباس کا ہونا چاہیے بشرطیکہ اپنی تہذیب اور مذہب
و ملت و پابندی وضع کے خلاف نہو اسیطرح ہر موسم کے
موافق لباس کا ہونا ہر چند کسی وجہ سے اسکو زیادہ احتیاج
اوسکی نہو مثلاً جاڑون کی فصل مین سرمائی لباس پہنے اگرچہ
اسکو سردی بسبب حرارت مزاجی کے کم معلوم ہوتی ہو اور
گرمیون مین ٹہنڈا اور ہلکا اور ازین قبیل مراعات زمانہ کی بہی

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

چاہیئے عام لباس ہمیشہ موٹا اور گندہ پہننا چاہیے کہ ایسا باریک لباس
جس سے بدنکی رنگت نمایان ہوتی ہو نازیبا ہے علاوہ بدخلقی کے
مضر جسم بھی ہے خصوصاً موسم گرما مین حالانکہ گرمیون مین زیادہ باریک
کپڑے پہنتے ہین ہی زیادہ باد سموم کے چلنے کا ہے پس اگر لباس کلفت اور
موٹا بدن پر ہوگا تو کسیقدر دھوپ و ہوا سے بچائیگا رنگ لباس کا بھی
ایسا ہو کہ اہل تہذیب اوسکا استعمال کرتے ہون جیسے نہایت
شوخ سرخ رنگ کو مہذب اشخاص مکروہ و معیوب جانتے ہین اور
لباس کا معطر اور خوشبودار ہونا بھی موجب مقبولیت طبایع
خلق ہے اور باعث فرحت و مسرت کپڑے ہمیشہ
چست و درست ہونے چاہیئے کہ انسانکو کسیوقت مین معذور
و مجبور نکرین تکلیف کے باعث نہون نشست و برخاست
مین تکلف پیدا نکرین اور ایسے کپڑے کا لباس ہونا چاہیے جو مفید ہو اور
مضر نہو اور ایسے کپڑے جو عورتون کے پہننے کے لیے مخصوص ہین
مردون کو پہننا نچاہیے اور جو مردون کو زیبا ہین وہ عورتون کو
نہ پہننا چاہیے کہ دونو امر اچھے نہین ہین اور خلاف ہین وضع اصلی
کے اور ہر حال مین ہر شخص کو اپنی حیثیت و قدرت و معیشت
کے مناسب لباس پہننا چاہیے حیثیت سے کم ہونے مین خساست

ہے اور زاید مین اسراف ہے خلاصہ یہ کہ ہمیشہ لباس مین اون
اصول کا خیال رکھنا چاہیے جنسے انس و عزت زیادہ ہو اور ناگواری
و تنفّر کا باعث ہو کہ النّاس باللباس ضرب المثل ہے بلکہ اکثر حالات
انسانی و افعال نفسانی بذریعہ لباس درست بہی ہوتی ہین اور اسی وسیلہ سے
پہچانے بہی جاتی ہین سوال ادائے حقوق والدین کا طریقہ بیان کیجئے
جواب واضح ہو کہ حق سبحانہ تعالے نے رضاجوئی اور اطاعت
والدین قرآن مجید مین مکرّر ذکر فرمایا ہے اور حقیر نے بیان فضیلت
عدالت مین حقوق والدین کو مجملاً گذارش کیا ہے کہ بعد ان
نعمتون کے جو پروردگار کی طرف سے بندون پر نازل ہوئی ہین
کوئی چیز زیادہ والدین کے احسان سے نہین پہلا سبب قریب
وجود اولاد کا باپ سے ہے باپ وہ شخص ہے جسکی ذات سے
وہ فوائد جسمانی حاصل ہوتی ہین جو وسیلے ہین حصول کمالات
کے اور ذریعے ہین بقاء حیات کے اور تدبیر کمال نفسانی بہی باپ
ہی سے متعلق ہے جیسے سکہلانا صناعات کا تعلیم کرنا علوم
دینی و دنیاوی کا بتلانا طریقہ حسن معیشت و حفاظت کا باپ
ہی وہ شخص ہے جو صدہا رنج و تعب و مشقت کو اولاد کیواسطے
گوارا کر کے سامان راحت مہیّا کر دیتا ہے ملک و مال کو ذخیرہ

کرتا ہے اور اپنی بعد کیواسطے اپنا قائمقام کرجاتا ہے دوسرا
سبب وجود اولاد کا ماں ہے جو فیض ابتدا و باپ کی طرف سے
پہنچا ہوتا ہے اوسکو ماں قبول کرتی ہے نو مہینہ تک مشقت
حمل کو گوارا کرتی ہے وقت [illegible] ل درد و مشقت و خوف
تلف جان کی متحمل ہوتی ہے دودھ پلانا جو سبب بقا اور مادہ
حیات اولاد ہے وہ ماں کے متعلق ہے ماں ہی ایسی ہے جو
اولاد محبت مین اپنی راحت سے اولاد کی راحت کو مقدم
سمجھتی ہے بلکہ اپنی حیات کو اولاد کی حیات سے عزیز نہین
رکھتی ہے اور فضیلت عدالت مقتضی اسبات کی ہے کہ
بعد حقوق خالق کے کوئی نیکی دنیا کی فقط حقوق والدین سے
زیادہ نہین ہے ادائے شکر نعمت اونکا اونکی رضا جوئی اونکی سب
باتون پر مقدم ہے ہرچند اطاعت والدین کی ایک جزو
اطاعت پروردگار کا ہے مگر ہمیشہ اس اطاعت کو ذریعہ خوشنودی
پروردگار عالم سمجھنا چاہیے اس وجہ سے کہ ذات پروردگار
معاوضہ نعمت سے مستغنی ہے اور والدین معاوضہ احسان مین
اولاد کی محتاج ہین اور امیدوار اسکے ہین کہ اپنے زمان مجبوری
و معذوری مین ویسی ہی راحت پائین جیسی اپنی اولاد کو پہونچائی

تہی آیت جسسے احسان کرنا والدین کے ساتھہ اور بجالانا اونکی
خدمتکا عبادت قرار پایا ہے اور پہچاننا اونکے حقوق کا جزو
معرفت پروردگار متصور ہوا ہے ارباب شریعت نے بہی
تاکید اطاعت والدین کی بہت کی ہے پس رعایت حقوق
والدین کے تین طرح سے چاہیے اول محبت خالص رکہنا اونسے
بدل اور رضاجوئی اونکے قول سے یا فعل سے اور تعظیم و اطاعت
وخدمت اونکی بجالانا اونکے مواجہے مین کلام نرم سے گفتگو کرنا
اونکے مقابلہ مین تہ دلسے انکسار و فروتنی کرنا اونکی مخالفت سے
احتراز رکہنا الا اوس صورت مین کہ رضاجوئی والدین کی سبب
مخالفت حکم خدا ہو مگر ایسی صورت مین بہی چاہیے کہ والدین سے
نزاع اور خصومت نکرے اور بلطف و مدارا مخالفت پروردگار
سے محفوظ رہے اور والدین کیطرف سے معتوب و مغضوب
نہو دوم نیکی کرنا اونکے ساتھہ اور اونکے مایحتاج کو بے طلب اور
بے اسکے کہ اونپر بار احسان رکہے بقدر امکان مہیا کردینا سوم
خیرخواہی اونکی ظاہر مین بہی باطن مین بہی امور دنیا مین بہی اور
آخرت مین بہی اونکی وصیت کی حفاظت و تعمیل اونکے ہدایتکی
حال حیات مین ہو خواہ بعد ممات کے محبت پدر و مادر کی

نسبت فرزند کے طبعی ہے اور محبت فرزند کی نسبت والدین کے
ارادی ہے یہی وجہ ہے کہ والدین کے ساتھ زیادہ احسان
وسلوک کرنیکی شریعت مین تاکید کی گئی ہے بنسبت حقوق
فرزند کے مگر ماں باپ کے حقوق مین بھی فرق ہے باپ کے
حقوق بنسبت اولاد کے روحانی ہین یعنے فیض باپ کی تربیت
وتعلیم کا اون امور مین نافع ہے جو واسطے تکمیل فضائل
روحانیہ کے ہین مگر آگاہی حقوق پدر کی بعد کامل ہونے عقل
کے حاصل ہوتی ہے اور حقوق ماں کے جسمانی ہین یعنے
فیض ماں کا اون باتون سے زیادہ متعلق ہے جو راحت رسانی
بدن سے متعلق ہین اسوجہ سے کہ اول رحم مین خون مادر کی
غذا پاتی ہے پھر دودھ بھی اوسیکا پیتا رہا پھر غذا کی ترتیب
ودرستی بھی اوسیکے متعلق رہی اسیوجہ سے بنسبت باپکے
ماں کی طرف میلان لڑکونکا زیادہ ہوتا ہے اور ماں کی حقوق
کو جلد پہچان لیتے ہین پس انہیں وجہ سے باپ کے ادائی حقوق
مین افعال روحانی سے معاوضہ کرنا چاہیے مثل اطاعت و
فرمان برداری و ذکر خیر و دعا وثنا کے اور ماں کے ادائے
حقوق مین اون باتونکو صرف کرنا چاہیے جو مال و اسباب عیش و

سامان راحت جسمانی سے تعلق ہون جیسے کہانا پینا لباس وغیرہ
اور عقوق والدین بہی رذیلت ہے۔ مقابلہ مین اس فضیلت کی
یہہ بہی تین طرح سے ہے اوّل ایذا رسانی والدین کے ساتہہ کمی محبت
کی قول سے ہو خواہ فعل سے جیسے نافرمانی اونکے حکم کی اور
ترک تعظیم و تحقیر اونکی غیبت مین یا مواجہہ مین سوء اخلاق کے
ساتہہ موصوف کرنا اونکے افعال و حرکات پر استغفار کرنا اور مثل
اسکے دوم بخل کرنا اونکے مایحتاج بہم پہونچانے مین بیباکی کے ساتہہ
اونکے حال کا تجسس کرنا یا اسباب معیشت کے صرف کرنے مین
قلت کرنا یا عوض کا طالب ہونا یا اونپر بار احسان رکہنا
یا اونکے ساتہہ خدمت و احسان کرنیکو گران و ناگوار سمجہنا
سوم والدین کے ساتہہ بیپروائی کرنا اونکے امور مین کوتاہی
و غفلت کرنا کیا حال حیات مین کیا بعد ممات اونکی نصیحتون
اور وصیتونکو بیوقعت و بے توقیر سمجہنا جسطرح نیکی کرنا
والدین کے ساتہہ صحت عقیدہ کے ساتہہ لازم ہے اسیطرح
عاق ہونا فساد عقیدہ کو لازم ہے اور جو لوگ رتبہ مین مثل
پدر و مادر کے ہین مانند دادا دادی چچا پہوپہی ماموں خالہ
برادران و خواہران بزرگ ماں باپ کے دوستان حقیقی

کہ یہ سب حکم والدین مین داخل ہین اور رعایت وحرمت اعانت
وامداد اونکی بھی وقت حاجت مین اوسیطرح واجب ہے اور
جو امر کہ باعث رنج وایذا وسبب ملال وکراہت ایسے
لوگونکا ہو اوس سے احتراز اور اجتناب بہ ضرورہے سوال
بادشاہ نے کہا کہ اب طریقۂ سیاست خدام و ملازمین وتوابعین کو
بیان فرمائیے جواب حکیم صاحب نے عرض کی غلام لونڈیان
نوکر چاکر گہر مین بمنزلہ ہاتھ پاؤن اور دیگر اعضائے بدن کے ہین اسلیئے
کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا کام کردے جبکہ وہ محتاج اعانت
کا ہو تو وہ شخص گویا قایم مقام اوسکے ہاتھ کی ہی ورجو شخص چلکر کام کرلائی وہ
بمنزلہ اوسکے قدم کے ہے اور جو شخص ایسا کام کرے جو اوسکی نگاہ
کے مصروف رہنے سے انجام ہوتا ہو تو وہ شخص بمنزلہ اوسکے
آنکہونکے ہے پس ظاہر ہوا کہ اگر خدام اور تابعین نہون تو صاحب
خانہ کو راحت میسر نہو اگر خود ہی چلنے پہرنیکا کام کرے خود ہی
کہڑے رہنے اور بیٹھنے کا خود ہے مال ومتاع کی نگہبانی وحفاظت
تو رنج ومشقت بہی پے درپے اوسکو عارض ہو ہیبت ووقار
بہی گہٹ جائے کام کا ہرج بھی ہو پس لونڈیون غلامون نوکرون
چاکرون کی ہونیکو حق تعالے کیطرف سے نعمت سمجہکر شکرگذاری

بجالاۓ اور اونکو امانت پروردگار سمجھے طرح طرح کی رعایت
وسلوک اونکے ساتھہ عمل مین لاوے اسواسطے کہ اس قسم کے
لوگونکو بھی کسل وکاہلی واعضائین ماندگی لازم ہوتی ہے
اور حوائج ضروریہ کے بھی پابند ہوتے ہین اونکے ساتھہ شرائط
عدالت و انصاف کی رعایت کرناچاہیے اور بیجا بدمزاجی اور
جبر وظلم سے اونکے حقمین احتراز کرناچاہیے بلکہ ہمیشہ عدل و
انصاف سے خدمت کا تعلق کرناچاہیے تاکہ زیادتی کارسے
اونپر ظلم نہو اور کمی سے اسکا نقصان مال اور ہرج کار نہو اور
علت نوکری یا ملازمت اور اجرت محنت ومشقت
ومعاوضہ حق الخدمت ضایع نہو اور ہرشخص اپنے کام کو اچھی طرح
پورا پورا انجام دیسکے اور کثرت کار سے اہمال اور سستی
کامون مین واقع نہو مگر ایسی سخت گیری بھی نچاہیے جو امکان سے
باہر ہو بلکہ پایۂ عفو ودرگذر کو لیے رہے کہ یہ پیروی ہے
سیاست پروردگار کی نسبت اپنے بندے کے اور انکے تابعین
کے ساتھہ رعایت مناسب کرنا گویا شکر نعمت پروردگار
بجالاناہے اور طریقہ اہل خدمت کے بہم پہونچانیکا یہ ہے
کہ پہلے اونکے عیب وصواب کی معرفت تجربہ اور واقفیت

سے حاصل کرے اگر یہ باتین ممکن نہون اور دفعتًا پاس رکھنے کی
ضرورت ہو تو فراست و قیافہ سے آثار و علامات اونکے دریافت
کرین اور اونکی صورت اور مناسبت اعضا سے اونکے حسن
و قبح پر گمان لیجائین جسکی صورت کریہ اور بعض اعضا اوسکے
نسبت بعض کے خلاف و نامناسب ہون اوس آدمیکو
پاس رکھنا نچاہیے کہ ازروئے اکثریت کے خُلق تابع خَلق
ہے تفصیل اسکی علم قیافہ مین مذکور ہے اور حدیث مین وارد
ہے کہ اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ یعنے طلب
کرو نیک باتونکو خوشرو آدمیون مین اور صاحبان علّت مین
کانی لنگڑے سے امراض مین سفید داغ والے سے اور امراض
متعدّیہ سے پرہیز کرین بہت تیز طبیعت آدمی سے بہی
احتیاط پر ضرور ہے اسوجہ سے کہ اکثر ایسے لوگ مکّار اور
حیلہ ساز اور خائن ہوتے ہین صاحب حیاکو پسند کرنا
چاہیے کہ حیا بہترین خصائل ہے اسباب مین اور غلامونکے
واسطے یہ بات خاص ہے کہ جس صناعت کی صلاحیت
اونمین ہو اوسی مین اونکو مشغول کرے اور اونکے امور کا
تکفل کرے اور ایک کام سے دوسرے کام کیطرف اوں

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

ایک صناعت سے دوسری صناعت کیطرف متوجہ نکرے
بلکہ طبیعت اوسکی جس ہنر کیطرف مائل ہو اور آلات اوسکے
مہتیا ہون اوسی پر قناعت کرے کسواسطے کہ ہر طبیعت
مین ایک صناعت خاص کی استعداد ہوتی ہے اور خلاف
اس قاعدے کے کرنا گویا گھوڑیکو ہل مین جوتنا ہے اور بیل کو
سواری مین رکھنا ہے اور جب غلامونکو یا نوکرونکو کسی کام کا
حکم دین اور وہ انکار کرین تو اوسکو مان لینا اور اونکو اوسکام
سے معذور رکھنا بھی نچاہیے کہ دوسرونکو سبب دلیری
کا ہوگا بلکہ اگر عذر اونکا لایق پذیرائی ہو تو اوسکام سے
اونکو معذور رکھین اور دوسرا کام اونکے ذمے ڈالین
جو اوس سے بہتر اور اشرف ہو اور خادمونکے دلمین
اس بات کا سما جانا بہتر ہے کہ ہم بہیالئے جدا ہوکر کہین امن
و آسایش نپائینگے ایسی صورت مین خادم وفا اختیار کرینگے
اور محبت و خیرخواہی و نصیحت و احتیاط بجالاوینگے
مگر یہ افعال خیرخواہی و محبت کے اولئے تب صادر
ہونگے جب وہ لوگ بھی اپنے آقا اور مخدوم کے مال و
نعمت مین شریک و سہیم ہوجائینگے اور اوسکی راحت کو

اپنی راحت اور اونکے رنج و تنگی و مصیبت کو اپنی نسبت موثر سمجھینگے
اور عزل و برطرفی سے ایمن ہونگے جب اونکو یہ تصور ہوگا
کہ مالک بیمار ضعیف العقل و سست ہمت ہے ہم سے
گناہ و خطا ہونے پر نہ اسے سخت کریگا یا نکالدیگا اوسوقت
خدمتکو بطور عاریت کے بجالاوینگے مثال ایسے لوگونکی ڈاکوون
راہزنون سے ہے کسی کام مین نہ مالک کے نقصان کا اندیشہ
رکھتے ہین نہ دل لگاکر کام کرتے ہین بلکہ ہمت اونکی ہمیشہ
اسبات پر مصروف رہتی ہے کہ جسطرح سے ہوسکے روپیہ
جمع کرین تاکہ بروقت آقا سے جدا ہونیکے کام آوے اور
عمدہ بات اہل خدمت کی نسبت یہ ہے کہ باعث اونکی
حسن خدمتکا نہ ضرورت ہو نہ امید ہو نہ خوف بلکہ محبت
باعث ہو اور جو خدمت توجہ خاطر سے ہو وہ خدمت
دوستونکی کہلاتی ہے اور جو خدمت بضرورت یا بامید
ہوتی ہے وہ خدمت تاجرونکی ہے اور جو خدمت بخوف
ہے وہ خدمت غلامونکی ہے اور امور معاش مین خادمونکی
لیے کھانے پینے کی چیزون مین اونکی کسیطرح خلل نڈالے
بلکہ اپنے حوائج پر مقدم رکھے اور رفع ایذا اونکے جملہ مایحتاج

مین ضروری سمجھے اور خدمت لینے مین ہمیشہ خیال رہے
کہ ہر قسم کے کام تقسیم کردین اور ہر شخص کو اوسکے کار معین
کا ذمہ دار بنادین اور دوسرے کو اوسکا دخیل نہونے دین تا
اوسے معذرت کی جگہ نہ ہو اگر اشخاص متعدد ایک کام مین
لازم ہون تو انکو ایک دوسرے سے وابستہ کہین اس حیثیت
سے کہ ہر شخص اپنے عہدے کا سر انجام کرتا رہے جیسا کہ
کلیۂ تدبیر منزل و تشبیہ طبیب مین گذارش کیا گیا پس جب
ہر شخص نوکر اور ملازم اپنی حالت معتدل پر آمادہ اور اپنی
اپنی کام پر مستعد رہیگا اور خوف حساب و کتاب اوسکے
متعلق ہوگا تو ضرور وہ کام عمدہ طور سے انجام پذیر ہوگا
اور جب کل گھر کے اشخاص ملازمین کی یہ حالت ہوجائیگی تو
جملہ اشخاص متعلقین و ملازمین کار متعلقہ کو دل لگا کر انجام
دین گے کاہلی سستی تغافلی حیلہ جوئی ٹال مٹول حوالہ بھروسا
نکرینگے مگر صاحب خانہ کو ہر شخص کے کام کی نگرانی اور
محافظت ہر شخص کے لازمی حدود و اختیار کی اور زجر
و توبیخ کاہل و غافل کی اور تحسین و آفرین مستعد و کار
گذار کی ضروری ہی اور ہمیشہ خادمونکی سیاست و اصلاح

کے مراتب کو نگاہ مین رکھنا چاہیے و اونکی تادیب اور سزادہی کو حسب
موقع ومحل کے استعمال کرنا چاہیے اور اپنے تحمل پر عفو کو کام مین لانا
چاہیے اسطرح کہ پہلا خادمونکو خطا کرنے پر الزام دین جب وہ اعتراف
بقصور کرین تو عفو کرکے آیندہ کیواسطے توبہ کرائین ۔ جب
بعد توبہ کے پھر ارتکاب گناہ کرین تو اونپر ایسی عقوبت کرین
جسمین ایذا زیادہ ہو اور مقدار مین تھوڑی ہو جبتک بیحیائی نہ
اختیار کرین تبتک نا امید نہو ۔ جب کوئی خیانت یا کوئی
گناہ زشت ایسا کرین کہ مذموم ہو اور امید اصلاح باقی نرہے
اوسوقتمین مناسب یہ ہے کہ اوسکو جلد دفع کرین تاکہ صحبت
اوسکی دوسرونکے خرابی کا باعث نہو اور اونے خدمت کے
واسطے غلام طبیعت آزاد یعنے نوکر کے اسوجہ سے بہتر ہے کہ
غلام کو مفارقت آقا سے ناامیدی ہوتی ہے اور اسی سبب سے
وہ قبول اطاعت زیادہ کرتا ہے اور تعلیم اخلاق سے زیادہ اثر
پذیر ہوتا ہے اور جو خدمتین نفسانی ہین جیسے لکھنا پڑھنا
اور دیگر فنون شریفہ انکے انجام دہی کیواسطے ایسا آدمی مقرر
کرنا چاہیے جو عاقل ہو اور قوت کلام رکھتا ہو اور صاحب
حیا وعفت ہو اور تجارت ایسے شخص کے سپرد کرنا چاہیے

جلسہ چہارم تدبیر منازل

جو امانت دار و ہوشیار و کفایت شعار ہو اور کسب مال سے مناسبت
رکہتا ہو اہتمام آبادی زمین کیواسطے شخص قوی و جلد کار و کار
گذار چاہیے اور چار پاؤنکی حفاظت کے واسطے آدمی قوی دل
بلند آواز و کم خواب ہو خادمون مین تین قسم کے آدمی ہوتی ہین
ایک حُر بالطبع یعنے آزاد مزاج دوسرے عبید الطبع یعنے
غلام مزاج تیسرے عبد الشہوت یعنے تن پرور پس قسم اول
کو یعنے اون خادمون کو جو آزاد مزاج ہون اور خصائل شریف
اور عادات لطیف اونمین پائے جائین اونکو مثل اولاد کے
پرورش کرنا چاہیے اور آداب صالح کی تعلیم و تحریص کی جائے
قسم دوم غلام مزاج یعنے جنکے عادات اسطرح کے ہون کہ بے
تہدید کے کام نکرین اونکو مثل مویشی کے رکھنا چاہیے کہ
کہانا اونکو پیٹ بہر کے کہلادین اور خاطرخواہ کام لین اگر
کام مین کمی کرین تو تادیب سخت عمل مین لائین قسم سوم یعنی
تن پرور ونکو بقدر حاجت و زوال اشتہا دے کر اہانت
و ذلّت کے ساتھہ کام لین اور یہہ بھی جاننا چاہیے کہ جسطرح
ہر مقام و ہر ملک و ہر شہر اور ہر خطہ کی اب و ہوا مختلف ہے
اوسیطرح امزجۂ انسانی بھی ایک دوسرے کے خلاف واقع ہوتی ہین

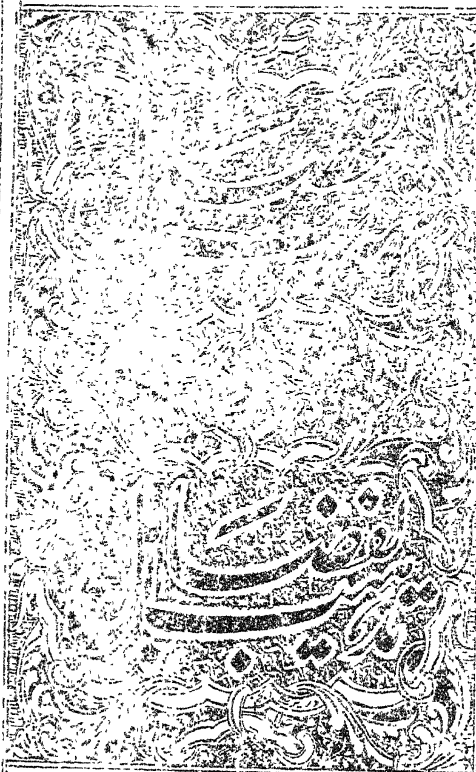
جلسۂ چہارم تدبیر منازل

شہروں کے باشندوں کی طبیعتیں گرم بعض شہروں کی طبیعتیں سرد بعض متفاوت کے طبایع خشک بعض کی تر اور اونکی مناسبت سے امراض بھی مختلف اور معالجات بھی مختلف ہیں اسی قیاس پر ہر خطۂ زمین کے باشندے ایک یا چند اخلاق کے ساتھ موصوف و مخصوص ہوتے ہیں ۔ اہل عرب فصیح دلیر مسافر پرور صادق مشہور ہیں مگر مغلوب الشہوت جفا پیشہ قسی القلب بھی ہوتے ہیں ۔ اہل عجم عقل و فراست و حسن معیشت و تدبیر و نظم و لطافت اور خوش بیانی کے ساتھ ممتاز ہیں مگر خود نما سخن ساز یاوہ گو حریص زبان دراز بھی ہوتے ہیں اہل روم وفادار محبت شعار کفایت پیشہ ہوتے ہیں مگر بخل و ملامت پسندی بھی اونکی مشہور ہے ترک شجاعت شعاری و خدمت شایستہ و خوب صورتی سے موصوف ہیں مگر غدار قسی القلب مشہور ہیں ۔ چینی محنت کش مطیع خدمت گذار صناع زیرک ہوتے ہیں مگر مغرور بزدل حیلہ ساز بدنیت پست ہمت بھی ہیں ۔ تبت کے لوگ مضبوط ثابت القول نیک طینت ہیں مگر سادہ لوح کم فہم بھی ہیں ۔ اہل ہند قوی الحس کثیر الفہم سریع الوہم اخاذ نقال دراک ہوتے ہیں مگر کوتاہ ہمت

جلسۂ چہارم تدبیر منازل

صاحب نفاق بداندیش بھی ہوتے ہین بنگالی سلیم الطبع مطیع
ہین مگر بددماغ گستاخ کاہل طماع ہوتے ہین - برہما سیام کے
لوگ چست چالاک ہوشیار مگر زود رنج بد دیانت بھی ہین
سکھ پنجابی بڑے جوانمرد ہین مگر مغرور حیلہ ساز - افغان بہادر
جنگی ہوتے ہین مگر بدتمیز بدخلق بیرحم بھی ہین - پس ملازمت
کیوقت اس امر کا لحاظ رکہے کہ وہی کام اوسکے تعلق کرے جسکو وہ
ازروے خاصیت بلدی اچہی طرح سے انجام دے سکتا ہو وہ کام
متعلق نکرے جسمین وہ بسبب خلقت طبیعت کے مجبور ہے نہ یہ
کہ کسیکے عیب کو دیکھکر ہنر کو بہول جاوے یا صفات پر تکیہ کرکے
عیوب کو پیش نظر نرکہے اسواسطے کہ بے عیب خدا کی ذات ہے
پس یہ تاثیر بلاد گویا ایک قسم کا تجربہ ہے جیسا تفرس قیافہ کی نسبت
سابقا گزارش کیا گیا یہانتک بیان کرکے حکیم صاحب نے عرض
کی کہ جہان پناہ رات زیادہ آچکی ہے حضور کے آرام کا وقت ہے
اب کل انشاءاللہ حاضر ہوکر قانون تمدن عرض کرونگا بادشاہ نے
فرمایا کہ مین آپکی [illegible] منقبت کس زبان سے کرون عجب مطالب
آپنے بیان فرمائے خیر اب آپکی بھی زحمت ہے حکیم صاحب تسلیم کرکے
دربار سے اوٹھے عادل شاہ واسطے آرام خاص کے محل مین تشریف لیگئے





فہرست مضامین

تہذیب الخصائل

جلد دوم

جلد پنجم
قانون تمدن

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

بیان اجتماعات مردم و شرح احوال تمدن

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

فہرست جلد دوم

حسن معاشرت

فہرست جلد دوم

تمت

خاتمة الطبع

عرض مطبع

حضرت خالی الاعظم و مطاعی الافخم * البحر الماہر * والبحر
الذاخر * والمزن الماطر * والسحاب الہامر * المتہجد فی اللیالی
والمتحلی بالمعالی * زبدۃ المحققین * واسوۃ المتقدمین * ذو
الریاستین * وجامع المنزلتین * حضرت استادی جناب مولوی
حکیم سید ظفر مہدی صاحب متخلص بہ اثیم تعلقدار علی نگر
ضلع بہرائچ آنریری اسسٹنٹ کمشنر بہادر رئیس جرول ادام اللہ
انوار افاداتہ ساطعہ * واقمار افاضاتہ طالعہ * نے اس کتاب
سعادت انتساب * ہادی ہر شیخ و شاب * مرغوب اولی الالباب
گوہر شب چراغ * جوہر اہل دماغ * رہبر خرد پرور * اختر سعادت
منظر * مہذب النسانی * مودب روحانی * آئینہ حکمت
گنجینہ افاضت * وزیر خوش تدبیر * مشیر بے نظیر * موضح دلایل
وکاشف مسائل * تہذیب الخصائل قد تہذیب الفضائل
ملقب بہ اکسیر اعظم کو تصنیف فرماکے * دامان اہل نظر کو
پر زر * دریا میں حکمت اثر کو سبد گل تر بنا دیا * حق یہ ہے

خاتمۃ الطبع

کہ اس فن نیک مآل ٭ و علم کہن سال کو حیات تازہ دیکر جلوہ
نو دکھایا صرف کثیر و بذل خطیر سے مطبع عین الفیوض
میں طبع فرمائی ٭ اہتمام تنقیح و تصحیح و انصرام تزئین و توشیح
میں اہلکاران مطبع نے بہی سعی وافر و جہد خاطر دکھائی
بہ مقتضاے کمال ہمت رئیسانہ ٭ و عزیمت امیرانہ
خلعتہاے شالی و موہبات مالی سے سرافراز ہوئی
خوشنویس مصور رشک ارژنگ ٭ و مصحح سنگ پریمین
اپنے اپنے گروہ میں ممتاز ہوے پس بمفاد قول شاعر ؎
گر من نہم لعبت عیب مکن ٭ معشوقہ توان داد بدست دگران
دیگر تاجران کتب و صاحبان مطابع طبع عالی کو اسکے
طبع کیطرف متوجہ نفرمائیں ٭ اور اس محبوبہ عالم آرا و
معشوقہ انجمن افروز کی نقاب نہ اوٹھائیں ٭ کہ حسب
قانون مجریہ درج بہی رجسٹری ہو چکی ہے زیادہ زیادہ فقط

المشتہر
سید ہادی حسن منیجر مطبع عین الفیوض جرول
ماہ رجب سنہ ۱۳۰۲ھ مطابق مئی سنہ ۱۸۸۵ع

بسعی علامۃ العلما خلاصۃ الفضلا قدوۃ الکملا



از مطبع عین الفنون ... حسن الاتفاق ... مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد پروردگار و نعت رسول مختار و منقبت آل اطہار صلی اللہ علیہم ما اتصل اللیل والنہار بندۂ مستقیم ظفر مہدی متخلص بہ اثیم سقاہ اللہ من رحیق التسنیم وانعمہ من جنات النعیم حضور اصحاب عقل و فراست و ارباب فہم و کیاست عرض پرداز ہے کہ یہ جلد دوم

کتاب تہذیب الخصائل و تذہیب الفضائل ہے

جسے فقیر فاقد البضاعۃ قلیل الصناعۃ نے حکمت اخلاق مین مرتب کیا ہے چار جلدے اوسکے متعلق اخلاق و تدبیر منزل جلد اول مین عرض کر چکا اب قانون تمدن و آئین سلاطین کو اس جلد مین عرض کرتا ہے تا زیادتی ضخامت موجب کسالت و خوف اطالت مانع مطالعت نہو۔ چونکہ فی الحقیقت اصل ما خذ اس کتاب کا کلمات حق سمات

حضرت فیلسوف بحق حکیم مطلق مظہر الحقائق مبدع الدقائق استاد البشر معلم الاکبر متمم علوم الاوائل والاواخر کاشف معضلات المسائل بالمآثر سید الحکما افضل العلما سلطان المحققین برہان المدققین ینبوع الحکمہ خواجہ نصیر الملة والدین محمد بن محمد الطوسی قدس اللہ نفسہ وزاد فی حظائر القدس انسہ ہیں اونہیں انوار ساطعہ کی تشنی فقیر نے پائی ہے اور انہیں اقمار لامعہ کی تجلی دکہائی ہے ورنہ میرا یہ یارا کہاں تہا کہ ایسے مطالب عالیۃ الشان عمیم البنیان واضح البیان لائح التبیان متین البرہان قریب الاذہان کا اختراع کرسکے اور میرا یہ ماسکہ کہاں تہا کہ ایسے مضامین فائض البرکات خائض الملکات رافع المعضلات دافع المشکلات قالع الشبہات قامع التوہمات کا ابداع کرسکے یہ اوسی حکیم کی رائے قویم ہے جو صورت حکمت کو بجائے ہیولی ہوگئی اور یہ اوسی علیم کی نظر صائب ہے جو حسن خلقت کی علت اوسے ہوگئی ہے آنکہ دشواری نیفتد در طریق جسم وجان ؛ کز بیان او ازان دشوار آسان آمدہ ؛ در مصابیح بیانش در شبستان علوم ؛ صد ہزاران شمع کافوری فروزان آمدہ ؛ تا طلسم سحر ہائے شبہہ را باطل کند ؛ از عصائے کلک دانا آثار ثعبان آمدہ - بلکہ حق تو یہ ہے کہ میری اتنی زبان بھی نہیں کہ ایسے شخص

جلسہ پنجم قانون تمدّن

کامل کی تعریف وثناکر سکوںؒ اور اونکی مدح وستایش کے وادیٔ مشکل
گزار مین قدم دہر سکوںؒ جسکا مثل ومانند آجتک عالم وجود مین نآیا ہو
کوئی اوسکی کیا تعریف کرسکےؒ اور جسکے سوا ابتدا سے اس زمانے تک
کسینے محقق کا خطاب نہ پایا ہو کوئی کیا توصیف کرسکےؒ بلکہ
بگزار سر انصاف نظر فرمایند ⁂ جائے آنست کہ خلائق علو مشق خوانند
پس یہ کتاب گویا ترجمہ ہے جناب محقق کی کتاب اخلاق کا جسے
سنہ ۶۳۳ھ مین کتاب الطہارت ابوعلی احمد بن یعقوب بن مسکویہ
خازن رازی سے بدرخواست ناصر الدین عبد الرحیم بن ابی منصور
بادشاہ الموت وقہستان تحریر فرمایا تھا جیسا دیباچہ جلد اوّل
مین گزارش کیا گیا اوس زمانہ مین جب حسب خواہش بخت وتقدیر وحسن سعی
وتدبیر بادشاہ موصوف وطن مالوف سے مہاجرت فرما کر اوس ملک کو
تشریف لیگئے تھے اسیوجہ سے نام مین بھی لفظ ناصر کو شریک کیا
اور اسی کتاب کی صیت کمال کو سنکر ایلخان ہلاکو نے درخواست
تشریف بری کی تھی اور جناب ممدوح نے بنابر الحاح واصرار خورشاہ
بن علاء الدین شاہ صحبت ہلاکو قبول فرمائی تھی اوسنے بھی آپکی حرمت
وقدر منزلت مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا بلکہ جسقدر کمالات
جناب ممدوح کا ظہور ہوتا تھا ہر اسقدر تعظیم وتکریم مین مبالغہ کرتا تھا تا آنکہ

نظم ونسق جملہ امور سلطنت حضرت محقق کے دست مبارک مین
تھے بحصر حسب خواہش بادشاہ رصدخانہ مراغا رتبریز بھی آپنے
تکامل کیا کتبخانہ ہیئت کو جسمین چار لاکھ کتابین فقط علم ہیئت
وفلسفہ وہندسہ وریاضی کی تھین جمع فرمایا کتاب تحریر اقلیدس
وتحریر مجسطی وتحریر متوسّطات وکتاب زیج ایلخانی وکتاب
تذکرۃ الہیئۃ ورسالہ معینیّۃ الہیاۃ وسی فصل نجوم وبیست باب
اسطرلاب وجامع الحساب دیگر کتب علوم عقلیہ ونقلیہ اکثر وہین
ضبط تحریر مین آئین ہین جنکا مثل ونظیر آج تک ممکن نہوا اور
ہر زبان مین آپہی کی تصنیفات کا ترجمہ کیا گیا۔ فقیر نے بھی اسی
کتاب اخلاق ناصری کا ترجمہ کیا ہے البتہ جا بجا اکثر مطالب
کی تفصیل کی اور کہین کہین حسب مناسب بعض مضامین کا اضافہ
کیا ہے وَھُوَ مُفِیضُ الجُودِ وَالاِنعَامِ وَعَلَیہِ نَتَوَکَّلُ فِی المَبدَاءِ وَالاِختتَامِ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جب آفتاب عالمتاب گوشۂ مغرب مین منزوی ہوا اور پردہ
ظلمات چہرۂ کائنات پر محتوی ہؤا عادل شاہ نے اپنے امور
معمولی سے فراغ حاصل کیا چوبدار کو حکم دیا کہ حکیم صاحب کی
خدمت مین عرض کرکہ اگر آپ کو بھی فراغ حاصل ہوچکا ہو تو وقت

معین قریب ہے جلد تشریف لائیے مین بھی آپکا منتظر ہون
جسوقت چوبدار شاہی حکیم صاحب کی خدمت مین حاضر ہوا
اور عرض پیام کرچکا حکیم صاحب تو وقت معین کے منتظر تھے
فوراً جبا اوڑہ لی عصا ہاتھہ مین لیلیا دربار شاہی مین حاضر ہوے
بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلاکر بٹھایا بعد ادراک خیر و عافیت
مطلب شروع فرمایا سوال بادشاہ نے کہا کہ اب یہ
ارشاد فرمایئے کہ خلق کو تمدن کیطرف احتیاج کیون ہے اور
ماہیت اوسکی کیا ہے جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ حضور نے دقیق مسئلہ حکمت کا سوال کیا جسکا سمجھنا عام
کے آدمیون کو کسیقدر دشوار ہی مگر حسب الارشاد جہانتک فقیر سے
ممکن ہے بتسہیل و توضیح کے ساتھہ عرض کریگا ازبسکہ حکمت کا
پیچیدہ مسئلہ ہے اگر کچھہ بھی دشواری ہوجائے تو معاف فرمایا جائے
حضور کو یاد ہوگا سابق مین فقیر نے عرض کیا تھا کہ جتنی چیزین
عالم مین جلوہ پذیر ہوے ہین اون سبکے واسطے ایک طرح کا کمال
ضرور ہے مگر کسیکا کمال خلقت اور پیدایش کے ساتھی ہوتا ہی
جیسے اجرام سماوی کہ روز خلقت سے اسیطرح چمکتے ہین اور ابتدا
پیدایش سے نورانی خلق ہوئے ہین اور کسیکا کمال بعد پیدا

ہونے کے رفتہ رفتہ ہوتا ہے جیسے مرکبات ارضی پس جن چیزونکا
کمال بعد کو حادث ہوا ہے اونمین یہ ضرور ہے کہ اپنی حالت
سے بڑہتے بڑہتے کمال کو پہونچین مگر یہ ترقی بے اعانت و سبب کے
نہین ہوسکتی لیکن سبب دو حال سے خالی نہین یا مکمّل ہے یعنے
بالذات اوسکے کمال کو پورا کرتا ہے جیسے نطفہ کو حضرت حق
سبحانہ و تعالے مضغہ بناتا ہے پہر اوسمین حیات کو ساری کرتا ہے
پہر ہڈیان رگین پٹھے ہاتھہ پاؤن کان ناک آنکھہ منہ پیدا کرکے
آدمی کی صورت بنا دیتا ہے پہر نو مہینے کے بعد ایک تنگنائے تاریک سے
نکالکر فضائے عالم مین جلوہ دکہاتا ہے تا اینکہ رفتہ رفتہ پورے
حد کمال تک پہونچا دیتا ہے - یا معدّات ہین یعنے ایسے چیزین
کہ اصل کمال کو تو ترقی نہین دیتین مگر اوس قوت کو زیادہ کرتی
ہین جو کمال تک پہونچاتی ہین جیسے غذا کہ خود معین مادہ تکمیل
ہوکر بالیدگی بہم پہونچا دیتی ہے اور قوت نمو کی معین رہتی ہے
پس اب معونت کی تین قسمین ہوئین ایک یہ کہ وہ چیز جو معین ہے
یا خود جزو ہو جائے اوس چیز کا جو محتاج اعانت کی ہے جیسے
گہاس جانورون کی زندگی اور حیات کی معین ہے اوسکا نام
اعانت مادہ ہے دوسرے یہ کہ خود تو اوسکا جزو نہین ہوگی

جلسۂ پنجم قانون تمدن

مگر واسطہ ہے ایک چیز کی اعانت ہونچنے کی اوس چیز تک
جسکو ضرورت اعانت کی ہے جیسے پانی خود تو بدن انسانمین
غذا نہین ہوجاتا ہے مگر غذا کے ہضم کا باعث ہوتا ہے اور
اسی کے واسطے سے غذا ہضم ہوکر اعضامین سرایت کرتی
ہی اور کمال حاصل ہوتا ہی اسکا نام معونت آلہ ہی سیرے یہ تو خود چیز ہی
نہ واسطہ ہے بلکہ اسکا فعل اسکی اعانت کا سبب ہوجاتا
ہے اوسکو معونت خدمت کہتے ہین اور اوسکی بہی دو قسمین
ہین اسوجہ سے کہ یا تو وہ فعل خود اسی واسطے پیدا کیا گیا ہے
کہ اعانت کرے جیسے غلامونکی خدمت آقا کے لئے اور اسکا
نام معونت خدمت بالذات یا وہ فعل اوسکا اسی واسطے وضع
نہین کیا گیا تہا بلکہ دوسری غرض اوسکی تہی مگر کام اوسکا یہ
بہی نکل آیا کہ کمال کے پہونچنے کا سبب ہوگیا جیسے چرواہیکا
بہیڑیان چرانا کہ غرض اوسکی تحصیل منفعت تہی مگر اوس سے
اون جانورون کی تکمیل بہی ہوگئی اسیوجہ سے حکیم ثانی معلم
اول ابونصر فارابی جسکے اکثر اقوال اس کتاب مین عرض کیے
جاتے ہین لکہتا ہے کہ سانپ بچہو کا ڈسنا کسی جانور کو خود
ارادے سے نہین ہے بلکہ وہ خادم ہین عناصر کے یعنے اونکے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

منہ مین یا ڈنک مین زہر ہے اور جب کسی کے بدن سے چھو جاتے
ہین اپنا اثر دکھا دیتے ہین جیسا شاعر کہتا ہے نیش عقرب
نہ از پئے کین است * مقتضائے طبیعتش اینست اور بھیڑیا جو انسان کو
کھا لیتا ہے وہ اوسکا ارادی فعل ہے واسطے شکم پروری کے
مگر انسان کے ہلاک کا باعث بہ تبعیت ہو جاتا ہے بس اذیت
انسانی بالعرض ہے نہ بالذات خلاصہ یہ کہ انسان کے کمال
کو بھی اعانت کی ضرورت ہے خواہ اعانت مادہ کی ہو خواہ
اعانت آلہ کی ہو خواہ اعانت خدمت کی ہو خواہ بالذات
خواہ بالعرض مگر بدون اعانت کے تکمیل غیر ممکن ہے جب
یہ تمہید خاطر نشین اقدس ہو چکی تو اب عرض کرتا ہون کہ عناصر
و نباتات و حیوانات یہ تینون انسان کی معونت کرتے
ہین کوئی بطریق مادہ کے اور کوئی بطریق آلہ کے اور کوئی
بطریق خدمت کے اور انسان ان تینون مین کسی کی معونت
نہین کرتا مگر بطریق آلہ کے یا بالعرض اسواسطے کہ انسان
شریف ہے اور نباتات و حیوانات وغیرہ کم مرتبہ اور ذلیل پس
ذلیل کو بالاصل خدمت شریف کی زیبا ہے نہ یہ کہ شریف ذلیل کی
خدمت کرے ہان شریف کو اپنے مرتبہ کی خدمت کرنی کوئی حرج

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

نہین اسیوجہ سے انسان معونت کرتا ہے اپنی نوع کی بطریق خدمت
نہ بطریق مادّہ سکے اسواسطے کہ بطریق مادہ کے کسیکی معونت کرہی
نہین سکتا اور انسان جسطرح سے عناصر اور مرکبات کا محتاج ہے
کہ تینون طریقون سے اوسکی اعانت کرین اوسیطرح اپنی نوع کا بہی محتاج
ہے تاکہ بطریق خدمت کے ایک دوسیرکی معاونت کرے اور حیوانات
عناصر کی و نباتات کے محتاج ہین اور اپنی نوع کیطرف احتیاج اونکی مختلف
ہے بعض حیوانات آبی ہین کہ وہ توالد و تناسل مین احتیاج نر اور مادہ
کے اکٹھا ہونیکی نہین رکہتے بعض حیوانات حفظ نوع کیواسطے توالد
مین نر و مادہ کے اکٹھا ہونیکے محتاج ہین اور حفظ شخصی کیواسطے معاونت
جمعیت کی ضرورت رکہتے ہین مگر بعد گذرنے وقت حاجت
کے ہر ایک علیحدہ اپنے کام مین مصروف ہوجاتا ہے اور بعض حیوانات
شہد کی مکہیون اور چیونٹیون اور ٹڈیون اور بعض اقسام طیور کے طرح معاونت
جمعیّت کی حفظ نوع اور حفظ شخص کیواسطے کرتے ہین اور نباتات
ہمیشہ عناصر اور معدنیات کے محتاج ہین تینون طرح سے مادّے
کی احتیاج خود ظاہر ہے اور آلہ کی احتیاج اسطرح سے ہے کہ تخم
جملہ نباتات کا کبہی اوگ نہین سکتا جبتک پوشیدہ نہو اور کوئی
چیز اوسکو سردی اور گرمی سے نہ بچاوے اور خدمت کی احتیاج

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اور ان پہاڑونکی طرف ہے جنسے دریا اور چشمے جاری ہین اور بعض نباتات
کو آپسمین اگر احتیاج ہے تو حفظ نوع کیواسطے جسطرح سے درخت
خرما کہ مادّہ اوسکا بے نر کے بارور نہین ہوتا اور مرکبات عناصر
کے محتاج ہین تینون طرحسے اور کبھی ان چار چیزونین یعنے عناصر
اور نباتات اور معدنیات اور حیوانات مین ایسا بھی ہوتا ہے
کہ شریف ذلیل کی خدمت کرے مگر شریف جب ذلیل کیخدمت
کریگا خود بھی اوسیقدر ذلیل ہو جائیگا جیسا کہ متابعت عناصر
کی بچھو اور سانپ کی مثال مین گزارش کی گئی بالآخر غرض
اس تفصیل سے یہ ہے کہ نوع انسان اشرف موجودات عالم
ہے عناصر سے بھی اور معادن سے بھی اور نباتات سے بھی
اور حیوانات سے بھی مگر ہر ایک کی اعانت کی احتیاج رکھتا ہے
اور اپنی نوع کا بھی محتاج ہے بقائے شخصی کے کیواسطے بھی اور
بقائے نوعی کیواسطے بھی بیان اس امر کا کہ انسان کو احتیاج
انواع دیگر کے ہے خود ظاہر ہے اور اس مقام مین زیادہ تفصیل
و بسط کی گنجایش نہین ہے لیکن بیان اس امر کا کہ اپنی نوع کا محتاج
ہے گذارش کرتا ہون کہ اگر ہر شخص آپ ہی اپنے کھانے پینے
لباس گھر اور آلات کی درستی مین مصروف ہوتا تو چاہیے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

تہا کہ پہلے آلات درودگری اور آہن گری کے بہم پہونچاتا اور اونکا
ہنر حاصل کرتا پہر ان آلات سے زراعت کرتا اور کہیت کاٹنا
مالش کرکے غلہ کو صاف کرتا کوٹتا پیستا پکاتا تب کہاتا اور روئیکو
پیدا کرتا سوت تیار کرتا بُنتا تب لباس ممکن ہوتا تو اتنی
مدّت تک بے غذا کی بقا اوسکی ممکن نہوتی بلکہ کبہی ایک شخص
اسپر بہی قادر نہوتا بلکہ باینہمہ کسی ایک کام کو پورا بہی نہ کرسکتا
پس ناچار ضرور ہوا کہ ہر شخص اپنی احتیاج سے زیادہ کام
کرے اور گروہ کے گروہ آپسمین ملکر ایک دوسرے کا بوجہ
بٹائے اور بدل و عاوضہ سے اپنی محنت کو برابر کرے تا ہر ایک
کے اسباب معیشت بآسانی بہم پہونچین اور بقا نوعی میسر ہو
گہر بار منتظم رہے چنانچہ ایک حدیث مین اسکا اشارا بہی وارد
ہوا ہے کہ جب حضرت آدمؑ دنیا مین آئی اور غذا طلب کی
تو ہزار کام اونکو کرنے پڑے تب کہانا تیار ہوکر اونکے سامنے
آیا اور ہزار کامون سے زاید یہ کام تہا کہ کہانیکو ٹہنڈا کرین اور
کہائین اور حکما کا قول ہے کہ ہزار آدمی جب کام کرین تب ایک
آدمی کو لقمۂ نان میسر ہو اسواسطے ضرور ہوا کہ ایک ایک آدمی ایک
ایک کام اپنے ذمے لیلے اور اپنے کام سے دوسرے کی

اعانت کرے تاکہ حسب قانون عدالت اسباب معیشت ہر شخص کے
مہیا ہون اور بقائے شخص و بقائے نوع میسر ہو اور مختلف
صنعتون کا ہونا دنیا مین سبب انتظام ہے اسواسطے کہ اگر سب آدمی
ایکہی صناعت کو اختیار کرتے تو وہی قباحت لازم آتی جو
گذارش کی گئی اسیواسطے حکمت آلٰہی مقتضی اسکی ہوئی کہ
ہمتین اور عقلین مختلف پیدا ہون تاکہ ہر ایک موافق اپنی ہمت
و عقل کے کسی ایک شغل مین رغبت کرے بعضے کام اونمین سے
شریف ہون اور بعضے خسیس مگر اوس کام کے بجالانے مین ہر ایک
خوش دل رہے اسیطرح حق تعالے نے کسیکو تونگر اور کسیکو
درویش اور کسیکو عقلمند اور کسیکو کم عقل پیدا کیا کہ اگر سب
لوگ تونگر ہوتے تو ہر ایک بے نیاز ہوتا اور ایک دوسرے کی
خدمت نکرتا اگر سب محتاج ہوتے تو ایک دوسرے کے ادائے
حقوق پر قادر نہوتا اگر صناعتین ایک دوسرے کی نسبت
شریف و خسیس نہوتین اور ہر ایک شخص عقل و تمیز مین مساوی
ہوتا تو کوئی شخص خسیس پیشے کو اختیار نکرتا اور بسبب معطل
رہجانے اون خسیس صنعتون کے انتظام عالم جیسا مطلوب تہا
نہوتا اسیوجہ سے حکمانے کہا ہے کہ اگر آدمی سب برابر ہوتے

توسب ہلاک ہوجاتے ہواسطے تقدیر الٰہی نے اقتضا کی کہ
کوئی صاحب تدبیر صائب ہو کوئے شوکت وجلالت
مین زیادہ ہو بعض کفایت شعار ہون اور بعض مخیر
وجواد ہو کوئی عقل وتمیز سے خالی ہو وکوئی قوی ہو اور کوئی
ضعیف تاکہ ہر ایک اپنی عقل وفہم وقوت و
ضعف کے موافق اپنے کام کو انجام دے اور انتظام
معیشت بنی آدم بآسانی انجام پذیر ہو جب یہ امر ثابت
ہو چکا کہ نوع انسان ہمدیگر محتاج معاونت ہین اور معاونت
بے اجتماع کے محال ہے تو اب انسان بالطبع محتاج ہوا اجتماع
کا اور اسی اجتماع کو تمدّن کہتے ہین پس لفظ تمدّن مشتق ہے
مدنیہ سے اور مدنیہ اوس جگہ کو کہتے ہین جہان ایسے اشخاص
جمع ہون جو طرح طرح کے حرفتین اور صناعتین عمل مین لا کر
معیشت مین ایک دوسرے کی معین ہون پس مراد مدنیہ سے
شہر ومسکن اہل مدینہ کا نہین ہے بلکہ اس علم مین مقصود
اوس سے جمعیّت اہل مدینہ ہے اور یہی معنی ہین قول
حکما کے اَلاِنسَانُ مَدَنِیٌّ بِالطَّبعِ یعنے ہر انسان مین
بالطبع تمدّن کا مادّہ موجود ہے اور مذکور ہو چکا کہ افعال لوگونکی

مختلف ہین اور غرضین انکی حرکات کی جُدا جُدا ہین کوئی
تحصیل لذات پر مصروف ہے کوئی بزرگی کا طالب
ہے اگر سب آدمیونکو انکی طبیعت پر چھوڑ دین کہ جو چاہین
وہ کرین تو معاونت ایک دوسرےکی ممکن نہو اسوجہ سے کہ
جسے قوت غلبہ حاصل ہے وہ چاہیگا کہ سب لوگ میری
لونڈی غلام ہوجائین حریص خواہش کریگا کہ سب مال
و متاع و حشم و خدم میرے ہی واسطے ہو یہ باتین سبب
نزاع و خصومت کے ہونگے آخر ایک دوسرے کی
فنا و زوال پر مشغول ہوگا اسواسطے ضرور ہوا کہ کوئی
تدبیر صائب ایسی کیجائے کہ ہر شخص اپنے مرتبہ پر قناعت
کرے اور ہر مستحق اپنے حق پر فائز ہو اور کوئی شخص اپنی
حد سے تجاوز کرکے دوسرےکے حقمین دست اندازی نکرے
بلکہ اپنے اپنے شغلمین مصروف رہکر معاونت ہمدیگر کرتے
رہین اسی تدبیر کا نام سیاست ہے اور ذکر عدالت مین
گذارش کیا گیا کہ سیاست ناموس و حاکم و درہم و دینار
کی محتاج ہے اگر وہ تدبیر جسکا نام سیاست ہے موافق
قاعدۂ حکمت کے ہے اور نتیجہ اوسکا وہ کمال ہے جو واسطے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

انتظام عالم کے مقصود ہے تو اوسکو سیاست الٰہی کہینگے
اور ایسا نہین ہے تو اوسکے سبب کے ساتھ اضافت
کرکے نام رکھینگے حکیم ارسطاطالیس نے اقسام سیاست
کی چار قسمین کی ہین سیاست کرامت سیاست جماعت
سیاست غلبہ سیاست مملکت ۔ سیاست کرامت سے
یہ مراد ہے کہ تدبیر اوس جماعت کی کرے جو فضائل و
بزرگی حاصل کرنیکی طرف متوجہ ہون یعنے رئیس کو سیاست
کرامت کی لازم ہے کہ ہمیشہ اپنی جماعت کیواسطے ایسی
چیزین بہم پہونچائے اور ایسے وسیلے حاصل کرے جنسے
اونکو فضیلت و بزرگی و کمال حاصل ہو جیسے موعظ
کرو نصیحت کرنا اخلاق نیک کی طریقہ اکتساب فضائل کا
تعلیم کرنا تصنیفات اخلاقی کا شایع کرنا اور اسی سے
مراد ہے امر بالمعروف ونہی عن المنکر سیاست غلبہ
وہ سیاست ہے جس سے ادنے اور کم مرتبہ لوگون کی
جماعت کو درستی حاصل ہو آخر مجبورانہ قہر و جبر سے پابند
حکمت ہو جائین اسیوجہ سے اسکو سیاست خساست
بھی کہتے ہین ۔ سیاست جماعت سے مراد یہ ہے کہ

کہ مختلف فرقون کو ہر قسم کے لوگون کو ہر طبقہ کے آدمیونکو
ایک قانون عقلی و آئین حکمی پر پابند کر دے۔ سیاست
ملک سے مراد یہ ہے کہ ہر قسم کی سیاستون کی نگرانی کرے
ہر ایک شخص کو اوسکے کام پر آمادہ و مستعد رکھے۔ اونکے
افعال و اعمال کا خبر گیر رہے تاکہ کمال اونکا قوت سے
فعل مین آئے۔ ہر شخص اپنی خدمت کا سرانجام کر سکے
پس یہ سیاست سب سیاستون سے افضل و اعلیٰ ہے سب
اسکے تابع ہین۔ اور تعلق سیاست جماعت کا سیاست
ملکی سے بہت سے اقسام پر ہے جسکی تفصیل عبث ہے
ایک قسم وضع سے تعلق رکھتی ہے جیسے عقود و معاملات
اور ایک قسم احکام عقلی سے تعلق رکھتی ہے جیسے تدبیر
ملک و تدبیر وغیرہ مگر کسی شخص کو زیبا نہین ہے کہ
بے تمیز و افراد بے معرفت کامل کسی ایک قسم کا
اہتمام اپنی ذمہ رکھے اسواسطے کہ بے کسی خصوصیت
کے سب پر برتری اوسکی باعث نزاع و اختلاف
ہوگی پس وضع کرنیوالا قانون سیاست کا ایسا شخص
ضرور ہوا جو بواسطۂ الہام الٰہی نسبت مین دوسرے فرقی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

امتیاز رکہتا ہو تاکہ اوسکی اطاعت مین کسیکو عذر ہنو ایسے شخص کو
صحاورہ حکماے قدیم مین صاحب ناموس کہتے ہین اور اوسکی
بتلائے ہوئے قانون کو ناموس الٰہی کہتے ہین محدّثین
وفقہا ایسے شخص کو شارع اور اوسکے قانون کو شریعت
کہتے ہین ــ افلاطون حکیم نے مقالۂ پنجم کتاب السیاسۃ
مین اس عبارت سے اشارہ کیا ہے ھُمْ اَصْحَابُ
الْقُوٰیِ الْعَظِیْمَۃِ الْفَائِقَۃِ یعنے ایسے لوگ صاحب
قوی معتدلہ ہین اور کمالات انکے عظیم ہین اور اپنی
قسم مین سب پر فائق ہین اور ارسطاطالیس نے یہ
عبارت لکہی ہے کہ ھُمُ الَّذِیْنَ عِنَایَۃُ اللّٰہِ بِھِمْ اَکْثَرُ
کہ ایسے ہی لوگونپر خدا کی عنایت زیادہ ہے اور واسطے
تعمیل اون احکام سیاست کے ایسے شخص کی ضرورت
ہوگی جو تائید غیبی سے سرافراز ہو تاکہ اپنے تابعین
کی تکمیل تہذیب کر سکے ایسے شخص کو حکماے قدیم
بادشاہ مطلق اور اوسکے احکام کو صناعت ملک
داری کہتے ہین اور محدثین اوسکو امام اور اوسکی فعل
کو امامت کہتے ہین اور حکیم افلاطون نے ایسے شخص کا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

نام مدبّر عالم رکہا ہے اور اسطاطالیس نے ایسے شخص کو انسان
مدنی کہا ہے یعنے ایسا انسان کہ قایم ہونا تمدّن کا اوسکی ذات سے
ظہور پذیر ہو پولیس مراد ملک سے اسمقام مین یہ نہین ہے کہ اوسکے
زیر حکم کوئی سلطنت ہو اور لشکر و حشمت ظاہری بہی اوسکے
پاس ہو بلکہ مراد اوس سے وہ شخص ہے کہ حقیقت مین استحقاق
ملک داری رکہتا ہو اگرچہ ظاہر مین کوئی شخص اوسکی طرف التفات
نکرے — اگر ایسے شخص کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص تدبیر
عالم کو اپنی ذمہ لیگا تو ظلم اور بدنظمی عالم مین شایع ہوگی مگر
ہر زمانہ مین اور ہر قرن مین صاحب ناموس کی ضرورت نہین
ہے بلکہ ایک قانون شریعت اوسکا مدّتونکے واسطے کفایت
کرتا ہے ہان ہر زمانہ مین عالم کو ایک مدبّر کی ضرورت ہی اسواسطے
کہ اگر تدبیر منقطع ہو جائیگی تو نظام عالم بہی جاتا رہیگا اور بقاء
نوع انسان کی جیسی مطلوب ہے نرہے گی مدبّر کا منصب
یہ ہے کہ حفظ ناموس کرے یعنی شریعت پر خود بہی قایم رہے اور
لوگون کو واسطے قایم رکہنے مراسم شریعت کی تکلیف دے
اور ہر وقت اور ہر زمانہ مین بحسب مصلحت اوسکے جزئیات مین
از روے ولایت کے تصرف کرے مگر اشخاص نوع انسان

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بقائے شخصی مین بھی اور بقائے نوعی مین بھی ایک دوسرے کے
محتاج ہین اور کمال کو پہنچنا بے بقا کے ممکن نہین پس کمال تک
پہونچنا محتاج ایک دوسرے کا ہے جب ایسا تصور کیا گیا تو معلوم ہوا
کہ کامل ہونا شخص کا دوسرے آدمیون کی اعانت پر منحصر ہے
پس واجب ہوا کہ ان وجوہ و اسباب کا بھی علم حاصل کرے
جنکا نتیجہ انجام ہے یا جو باعث فساد نظم ہے تا نظم عالم اچھی طرح سے
کر سکے۔ ایسا علم بھی حاصل کرے جسکا موضوع تعریفات
جو اہر نوعی ہین وہ علم حکمت مدنی ہے پس ہر شخص کو سیکھنا اوسکا ضرور
ہے تا کہ اکتساب فضیلت پر قادر ہو سکے ورنہ معاملات اوسکے
جور و ظلم سے خالی نہونگے آخر سبب فساد عالم ہونگے پس ضرورت
اس علم کی اور فائدہ حکمت تمدن کا بھی اسیمقام سے ظاہر ہے کہ بدون جہان
حکمت مدنی کے تکمیل احکام تمدن نہین ہو سکتی جسطرح سے صاحب علم طب
جب تک اپنی صناعت سے خوب ماہر نہوگا تب تک حفظ صحت بدن
انسان اور ازالہ مرض پر قادر نہوگا اسیطرح سے اگر حکیم مدنی اپنی
صناعت سے ماہر ہوگا تو حفظ صحت مزاج عالم و معالجات انحراف
پر قادر ہوگا ایسا شخص درحقیقت طبیب عالم ہے پس ثمرہ
اس علم کا شایع کرنا امور خیر کا اور زایل کرنا شرور کا عالم سے ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بقدر استطاعت کے اور واضح ہو چکا کہ موضوع اس علم کا ہیئت اجتماعیۂ
اشخاص انسانی کی ہے اور اجتماع اشخاص انسانی کا اپنی حالت عام
اور خاص میں مختلف ہے پس معنی اجتماع اشخاص کے جس جس طرح پر
اعتبار کئے گئے ہوں معلوم ہونا چاہیے اور وہ چند امر ہیں اوّل وہ
جماعت ہے جو ایک گھر میں بہم پہونچے اوسیکو جماعت منزل کہتے
ہیں دوم جماعت اہل محلہ ہے سوم جماعت اہل شہر ہے چہارم
جماعت ملک و اقلیم ہے پنجم جماعت اہل عالم ہے اسیطرح
ہر ایک شخص منزل جماعت کا جزو ہے اوسیطرح منزل محلہ کا
جزو ہے اور محلہ مدینہ کا جزو ہے اور مدینہ ملک کا جزو ہے اور
ملک عالم کا جزو ہے اور ہر جماعت کیواسطے ایک رئیس چاہیے
بلکہ رئیس اوسکے تابع ہوگا رئیس اعلے کا جسکا وہ جزو ہے مثلاً
رئیس منزل تابع ہے رئیس محلہ کا اور رئیس محلہ تابع ہے رئیس مدینہ
اور رئیس مدینہ تابع ہے رئیس ملک کا اور رئیس ملک تابع ہے
رئیس عالم کا اور رئیس عالم رئیس رؤسا ہے اور اوسیکو بادشاہ مطلق
بھی ہونا چاہیے اور نظر اوسکی حال عالم اور حال اجزاء عالم میں
ایسی ہونی چاہیے جیسے نظر طبیب کی مریض و اجزاء مریض میں یا
نظر صاحب خانہ کی حال منزل اور اجزاء منزل میں ہوتی ہے اور

جلسہ پنجم قانون تمدن

بڑے رئیس کو بہ نسبت اپنے رئیس ماتحت کے زیادہ کامل و
عاقل ہونا چاہیے اور چھوٹے رئیس کو اپنے رئیس اعلے کی اطاعت
کرنی چاہیئے اور انتہا سبکی اوس شخص پر ہوگی جسکی اطاعت
تمام عالم پر ضرور ہوگی وہی مقتدا ہوگا نوع انسان کا
از روئے استحقاق کے اور جسطرح رئیس عالم نگران ہوگا
اجزاء عالم کا بسبب اسکے کہ اوسکو ایک تعلق ہے کل اجزاء
عالم سے اوسیطرح ہر جماعت کے رئیس کو نگاہ اپنی جماعت
پر از روئے عموم کے اور نیز خصوصیت کے ساتھ ہر جزو پر اس انداز سے
کہ مقتضیہ حال اوس جماعت کے ہو اور مقتضا صلاح و فلاح
اہل عالم کا ہو نسبت تمام جماعت کے یا خصوصاً بہ نسبت ہر
جزو جماعت کے لازم ہے تعلق جماعتونکا آپسمین تین طرح سے ہوتا ہے
اول یہ کہ ایک جماعت جزو ہو دوسری جماعت کی جیسے
جماعت منزل جزو ہے جماعت مدینہ کی دوم یہ کہ ایک
جماعت شامل ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت گروہ
شامل ہے جماعت مدینہ کی سوم یہ کہ ایک جماعت خادم
اور معاون ہو دوسری جماعت کی جیسے جماعت قریات کے واسطے
مدینہ کی اسوجہ سے کہ جماعتین اہل قریات کی ناقص ہوتی ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اپنے حال میں اور ہر ایک اونمیں سے ایک طور پر خدمت کرتی ہیں
جماعت مدینہ کی بوجہ اونکے کامل اور تمام ہونیکی اسیوجہ سے
اعانت ایک جماعت کی دوسری جماعت کی نسبت واقع ہوتی
ہے ازروے مادّے کے بھی اور ازروے آلہ کے بھی اور ازروے
خدمت کے بھی مثل اعانت ایک نوع کے دوسری نوع کی نسبت
جیساکہ سابقًا گذارش کیا گیا۔ چونکہ انتظام اہل عالم کا تالیف
باہمی پر مقرر ہوا ہے پس جو لوگ قاعدۂ تالیف سے باہر
ہو جاتے ہیں تنہائی وگوشہ نشینی پر رغبت کرتے ہیں وہ
اس فضیلت سے بے بہرہ ہیں اسواسطے کہ اختیار کرنا صحرا
نشینی و تنہائی کا اور کنارہ کشی کرنا اعانت سے اپنے ابنائے
جنس کے باوصف احتیاج کے محض جور وظلم ہے اس فرقے
کے لوگ ایسی باتونکو فضیلت سمجھتے ہیں مانند اون لوگوں کے جنھوں
نے پہاڑوں ویرانوںمیں جنگلوں میں عبادت خانوں میں تنہا رہنا
اختیار کیا ہے اور اوسکا نام زہد رکھا ہے یا مثل اون لوگونکے
جنہوں نے خلق کی اعانت کی بھروسے پر تکیہ کرلیا ہے
اور اپنی طرف سے راہیں اعانت خلق کی بند کردی ہیں اور
اوسکا توکّل نام رکھا ہے یا مانند اوس گروہ کے کہ بسبیل سیاحت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

سے شہر شہر دیار دیار پہرتے ہین کسی جگہ مقام نہین
کرتے کسی سے ایسا اختلاط نہین کرتے جو مقتضی مدنیت
کا ہو سمجھتے ہین ہم حالات عالم سے عبرت حاصل کرتے
ہین اسے فضیلت شمار کرتے ہین حالانکہ ایسے لوگ اپنا رزق بہم پہونچانے مین
خلق سے اعانت چاہتے ہین مگر اوسکے عوض مین کچہ نہین دیتے
لوگون کے گہر سے غذا کہاتے ہین لباس اونکا لیکر پہنتے ہین
مگر قیمت اوسکی ادا نہین کرتے ایسے لوگ حقیقت مین ایسے
افعال کی پابندی کرتے ہین جو انتظام عالم کے خلاف ہین
بہت سے خصایل رذایل کی قوت اونکی طبیعتون مین
موجود آمادہ ہوتی ہے مگر بسبب اختیار وحشت تنہائی کے
وہ افعال اونسے ظہور مین نہین آتے ہین اکثر اشخاص کم عقل
اونکو اہل فضایل سے شمار کرتے ہین حالانکہ یہ خطاے فاش
ہے عفت اسکو نہین کہتے ہین کہ عورتون سے بالکل کنارہ
کشی اختیار کرے بلکہ عفت وہ ہے جو ہر چیز کی حدون کو
ہر ایک کے حقوق کو قایم کرے افراط و تفریط سے
باز رکہے اور عدالت اسکو نہین کہتے ہین کہ لوگون پر ظلم نکرے
بلکہ عدالت یہ ہے کہ معاملات مین انصاف کرے اور جبتک

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کوئی شخص خلق کے ساتھہ آمد و شد و صحبت و ملاقات نکرے تب
تک سخاوت اوس سے کیونکر ظاہر ہوگی اور جبتک کسی معرض
ہلاک مین مبتلا نہوگا تب تک شجاعت اپنا اثر کیا دکھا دیگی اور
جبتک اچھی صورتین نگاہ کے نیچے نہ آوینگی اور سامان شہوت
مہیا نہوگا تب تک عفت کا اعتبار کیونکر ہوسکتا ہے اگر غور سے
دیکھا جاے تو معلوم ہوجائیگا کہ اشخاص مذکورۂ بالا یا جمادات
مین شمار ہونگے یا مردوں کے مشابہ تصور کیے جائینگے نہ کہ اہل فضل
وکمال سے اسواسطے کہ اہل فضل و تمیز مقدرات الٰہی سے جو
واسطے انتظام عالم کے مقرر ہوے ہین انحراف نہین کرتے
اپنے خصائل و عادات مین بقدر طاقت حکمت حکیم مطلق
کے اقتدا کرتے ہین اور حق تعالےٰ سے طالب توفیق رہتے ہین
سوال عادل شاہ نے ماہیت تمدن اور سبب احتیاج حکمت
مدنی کو سنکر فرمایا کہ جناب حکیم صاحب عجب مطالب عالی
آپنے بیان فرمائے کہ جسکے سننے سے مجھے وثوق و یقین ہوگیا
کہ دنیا مین کوئی شخص خواہ بادشاہ ہفت اقلیم ہو خواہ اپنے
گھر کا مالک عمدہ طور سے انتظام نہین کرسکتا جبتک قواعد
تمدن کو کماینبغی نہ جانتا ہو بلکہ اصل تو یہ ہے کہ آپکی تقریر نے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

میری آنکھوں سے غفلت کا پردہ اوٹھا دیا اور عالم انتظام عالم کا
نقشہ دکھا دیا اگر مطالب جلیلہ جنکا آپ وعدہ فرماتے ہین باقی
نہوتی تو مین عرض کرتا کہ ہر امر کی دوبارہ تفصیل ارشاد فرمایئے
مگر آپ کے اخلاق بے پایان اور طبع فیاض سے اس امر کا امیدوار
ہون کہ آپ طریقہ جماعت کے قایم کرنیکا او تفصیل ہر ایک کے
تعلقات کے بیان فرمایئے جواب حکیم صاحب نے سر انکسار
جہکا کر شکریہ قدردانی اور جوہر شناسی ادا کیا عرض کی کہ اے
معدلت پناہ عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر طریقہ دنیا مین ایک دوسرے
ربط واتحاد کا اور ایک گروہ و ایک جماعت کے باہم متحد ہوجانیکا
محبت و الفت سے بڑہکر نہین ہے اسواسطے کہ پیشتر اس سے
فقیر نے مفصلاً عرض کیا ہے کہ انسان کو بدون دوسرے کی اعانت
وامداد کے کوئی چارہ نہین کبھی کوئی کام پورا نہین ہوسکتا جبتک
چند شخص باہم شریک ہوکر نکرین اور ایک دوسرے کا معین و مددگار
نہو اسواسطے کہ کمال بے معونت کے ہو ہی نہین سکتا اور شخص تن
تنہا کچھہ کر ہی نہین سکتا تو اب ضرور ہوا کہ انسان اپنے کاروائی
کیواسطے کوئی ایسی چیز بہم پہونچاے جو اوسکی اعانت کرنیوالون
کو فراہم کردے اور مختلف خلقت کے لوگونکو ایکدل ور ایک

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

رائے کردے جیسے انسان کے ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان عقل فہم سب
شریک ہوکر کام کرتے ہین — ایسی چیز دنیا مین محبت سے
بڑھکر کوئی نہین اسواسطے کہ عدالت اور حکومت مجبوری کے سببسے
انسان کو پابند کرتے ہین اسیوجہ سے اکثر مخالف طبیعت کی
واقع ہوتی ہین پس یہ عدالت کا انتظام مارے باندہے
چلتا ہے اور ایسی اطاعت ہمیشہ بناوٹ کی ہوتی ہے
آخر دوبہر ہوجاتی ہے اگر محبت آپسمین ہوجائے تو پہر
ہر شخص خوشی خاطر سے دوسیرکا کام کردے اور کچھہ بار نہو
چونکہ خداوند کریم نے انسان کو طالب کمال کا پیدا کیا ہے
اور کمال بے اعانت کے نہین ممکن اور اعانت بے آپس کے
میل جول کے نہین ہوتی تو اسیوجہ سے ہمیشہ انسان کو بالطبع خواہش
تالیف کی ہوتی ہے اگر اوس تالیف کا ظہور خوشی خاطر سے ہوا
تو محبت ہے اگر جبر و اکراہ سے ہوا تو عدالت ہے پس ثابت
ہوگیا کہ اصلی تالیف محبت سے ہوتی ہے اور بناوٹ کا
اتحاد عدالت سے پس عدالت کا رتبہ محبت سے کہین گھٹ
گیا اور یہ بہی ظاہر ہوگیا کہ عدالت کی قوّت نظم عالم
مین اوسیوقت لازم ہوتی ہے جب محبت نپائی جائے

اسواسطے کہ انصاف کا نام عدالت ہے اور انصاف کے
معنے نصف نصف کر دینے کے ہین یعنے جو چیز متنازع ہے
اوسمین دو دعویدارون کی زیادتی اور کمی کو گھٹا بڑھا کر نصف کر دے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انصاف کرنے سے کثرت پیدا ہوتی یعنے ایک
کے دو اور محبت سے اتحاد یعنے دو ایک ہوجاتے ہین پس دو کا
ایک ہونا بہتر ہے یا ایک کا دو ہونا بقول شاعر ؎ دو دل
یک شود بشکند کوہ را ۔ پراگندگی آرد انبوہ را ۔ تو اب صاف
ظاہر ہوگیا کہ فضیلت عدالت سے محبت کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے
انہین وجوہ سے قدیم حکیمون نے محبت کی فضیلت بیان
کرنےمین بڑا اہتمام کیا ہے نہایت شد و مد سے محبت کی
عظمت و بزرگی ظاہر کی ہے یہان تک کہتے ہین کہ کل موجودات
عالم محبت ہی سے قایم ہین اور کوئی چیز دنیا کی محبت سے
خالی نہین جیسا کہ وجود اونکا بدیہی ہے ویسے ہی اتحاد بھی لازمی
ہے ۔ ہان مراتب مین اختلاف ہے اور اسی کمی بیشی سے
کمال مین بھی ہر شخص کے اختلاف ہے اور اسی اختلاف مراتب
سے زیادہ کم ہوکر اور کم زیادہ ہوکر باعث صحت نظم ہوجاتا ہے
اور یہ بھی انہین حکیمون کا قول ہے کہ جسطرح محبت سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

نظم قایم ہے اوسیطرح غلبہ و حکومت سے فساد و نقصان
پیدا ہوتا ہے اسیوجہ سے ان لوگونکا نام اصحاب محبّت رکھا ہے
ہرچند یہ قول اکثر محققین کے ناپسند ہے - اونکا مذہب
اس امر خاص مین اُن قدماسے مخالف ہے مگر محبت کی تعریف
و توصیف مین کسیکو کلام نہین اور اسمین بھی شک نہین کہ
جملہ کائنات کی چیزین آپسمین ربط و اتحاد رکھتی ہین اور جذب
و سلب اشیا بواسطۂ محبت و نفرت ہے چاہے اس مطلب کو
لفظ عشق سے تعبیر کرین خواہ محبت کہین بہرطور محبت
پر دار و مدار نظم عالم ہے - جب یہ امر ذہن نشین ہو گیا تو اب
جاننا چاہیے کہ حقیقت محبت کی طلب کرنا ایسے اتحاد کا ہے
جو طالب کے کمال مین مفید ہے اسوجہ سے کہ کمال و شرف
ہر موجود کا اوسی وحدت سے متعلق ہے جو حضرت حق
سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے عطا کی گئی ہے پس جسمین محبت
زیادہ ہوگی اوسیکو شوق شرف و فضیلت و کمال کا زیادہ ہوگا
اور اوسیکو حاصل کرنا کمال کا آسان ہوگا - مگر متاخرین حکما
نے اس کے استعمال کی یہ اصطلاح قرار دی ہے کہ لفظ محبت
اور عداوت کو مخصوص انہین چیزون سے کر دیا ہے جنمین

جلسۂ پنجم قانون تمدن

جنمین قوت ناطقہ پائی جاتی ہو اور جنمین ایسا نہو اوسکے واسطے ان دونون
لفظونکا استعمال مناسب نہین سمجھتے بلکہ اور الفاظ سے اوس
مطلب کو ادا کرتے ہین جیسے عناصر کا اپنے ہی مرکز کیطرف میلان
کرنا اور اپنے مخالف عنصر سے بہاگنا یا میل مرکبات کا اپنی ہی
قسم کیطرف بسبب مشاکلت ترکیبی کے یا بسبب انکی نسبت
کے خواہ وہ ازروئے عدد و شمار کے ہو خواہ مساحت پیمایش
کی خواہ ایسی ترکیب خاص سے جس سے افعال عجیب و اعمال غریب
ظاہر ہوتے ہین جیسے لوہے کا مقناطیس کیطرف مائل ہونا
ایسی قوتونکا نام خواص ہمراز طبایع رکھتے ہین اور انکے مخالف
کو جو بسبب تنفر مزاجی کے حادث ہوتے ہین جیسے بعض اقسام
کی پتھرون کو سرکہ سے نفرت ہوتی ہے ایسی قوتونکا نام
میل یا ہرب رکھتے ہین اور حیوانات کی دوستی و دشمنی کا نام
الفت و نفرت رکھتے ہین بہرطور ہمارا مطلب ثابت ہے چاہیے
جو اصطلاح قرار دین مگر چونکہ ہمکو جملہ محبتون کے بیان کرنیکی
حاجت نہین اسلیئے کہ حکمت اخلاق کو عناصر و نباتات و جمادات
و حیوانات مطلقہ کی الفتون سے کوئی بحث نہین بلکہ محض انسان
کی محبت سے غرض ہے تو اوسکی تفصیل بھی عرض کیجاتی ہے

جلسہ پنجم قانون تمدن

بس معلوم کرنا چاہیئے کہ انسان میں محبت دو طرحکی ہوتی ہے
ایک طبیعی۔ دوسری ارادی محبت طبیعی وہ ہے جو مادر کو فرزند
کے ساتھہ ہوتی ہے اگر اس قسم کی محبت ماںکی طبیعت میں خلق
نہوئی ہوتی تو پرورش اولاد کی اور تحمل مشقتوں کا جو انکی
تربیت میں ہوتی ہیں ممکن نہوتا بلکہ بقاء نوع انسان کی نہو
سکتی محبت ارادی کی چار قسمیں ہیں ایک سریع العقد سریع
الانحلال یعنے جلد حاصل ہو جلد زایل ہو جاے دوم بطی
العقد بطی الانحلال یعنے دیر کو حاصل ہو دیر کو زایل ہو سوم
بطی العقد سریع الانحلال یعنی دیر کو حاصل ہو جلد زایل ہو جاے
چہارم سریع العقد بطی الانحلال یعنی جلد حاصل ہو دیر کو
زایل ہو پس یہ چار قسمیں ہیں محبت ارادی کی کیونکہ مطالب
ومقاصد ہر قسم کے لوگوں کے مختلف ہوا کرتے ہیں کوئی
کسی غرض کا طالب ہے کوئی کسی مطلب کا جیسا کہ اجمالاً
و مفصلاً عرض کیا گیا تو محبت میں بھی ویسا ہی اختلاف
ہونا چاہیے جیسا اصل مقاصد بنی آدم میں ہے پس اسباب
محبت کے بغیر اسکے کہ مخلوط و مرکب ہوں تین پائے
جاتے ہیں ایک لذت ہے دوسرے امید نفع ہے تیسری

جلسۂ پنجم قانون تمدن

خیر ہے مگران تینون کے باہم خلط و ترکیب سے البتہ چوتھی قسم بھی پیدا ہوجاتی ہے بلکہ اکثر دنیا مین ظہور محبت کا ترکیب ہی کے ساتھ ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبت کے اسباب و علل انہین لوگون کے کمال کو پورا کرتے ہین جو کمال شخصی و نوعی کے خواہان ہین اور سابق مین مفصل بیان کیا گیا ہے کہ انسان ہر طرح کی تکمیل چاہتا ہے اور اکثر مقاصد ان تینون قسمون سے مرکب ہین تو محبت مین بھی ترکیب کا ظہور زیادہ ہے خلاصہ یہ کہ محبت کی ان تین علتون کو جب اقسام اربعہ سابق کے ساتھ ملا کر دیکھین گے تو تخصیص ہر قسم کے محبت کی شکل آئیگی یعنے جب محبت کا سبب لذت ہوگی جلد حاصل ہوگی جلد زایل ہوگی اس لیئے کہ لذت زوال پذیر اور جلد مٹ جانیوالی چیز ہے جو چیز اوس سے پیدا ہوگی وہ بھی ویساہی اثر دکھاویگی کسواسطے کہ سبب اصلی ہمیشہ مسبب مین موثر رہتا ہے جب نفع سبب محبت ہوگا تو دیر کو حاصل ہوگی جلد زایل ہوجائیگی اسوجہ سے کہ نفع کا حاصل ہونا عزیز الوجود و کمیاب ہے مگر بعد حصول کے جلد زایل ہوجاتا ہے جب خیر واسطۂ محبت ہوگا تو جلد حاصل ہوگی دیر کو زایل

ہوگی اسلیے کہ خیر کا مادّہ دونوں میں موجود ہے اور ہر ایک مادّہ
کی دو آدمی ایکجا ہوگئے اور ہر کشش مادّہ نے محبت کا سلسلہ
جما دیا مگر زوال دیر کو اسوجہ سے ہوتا ہے کہ جو سبب محبت کا ہے
وہ دونو سے منقطع نہیں ہوتا تو اوسکا اثر بھی جلد منقطع نہ ہوگا اب
چوتھی قسم کی محبت جو دیر کو حاصل ہوتی ہے دیر کو زایل ہوتی ہے
وہ مرکب ہوتی ہے نفع و خیر سے پس یہ دونو اپنا اپنا اثر دکھلاتے ہیں
نفع محبت کے حاصل ہونے میں دیر لگاتا ہے خیر قطع محبت میں دیر
کرتا ہے جب اقسام محبت کے اور وے اسباب معلوم ہوچکے
تو اب اطلاقات الفاظ محبت کو بھی سمجھہ لینا چاہیے اور ہر ایک
کی نسبت عموم و خصوص کو دریافت کر لینا چاہیے کہ مقامات
مابعد میں اسی اصطلاح پر الفاظ کا استعمال کیا جائیگا پس ان
معنوں میں چار لفظیں مستعمل ہیں محبّت صداقت مودّت عشق
فرق ہر ایک کے معنی اصطلاحی میں یہ ہے کہ محبّت ایک جماعت
کے درمیان میں بھی ہوتی ہے اور دو شخصوں میں بھی پس یہ عام
ہوئی بہ نسبت دیگر الفاظ کے صداقت دو ہی شخصوں کی
محبت کو کہینگے پس رتبہ میں محبت سے کم ہوگی مودّت ہم معنی
صداقت ہے مگر خصوصیت خلوص کی زیادہ رکھتی ہے عشق

بھی مودت کے قریب قریب ہے مگر اتنی اوس سے زیادہ خصوصیت
ہے یعنی جب اس مین ترقی یا افراط کی حالت بہم پہونچ جائیگی تب عشق کا
استعمال کیا جائیگا کبھی بطور مجاز کے صداقت و مودت کو دو شخصون سے
زیادہ کیواسطے بھی بولتے ہین مگر عشق کو سوا دو آدمیون کے درمیان
کے تیسرے چوتھے کیواسطے استعمال نہین کرتے - اب اس مقام
پر ازروے اطلاق لفظی کے عشق کی بھی دو قسمین ہو گئین یعنی
ممدوح و مذموم اسوجہ سے کہ اگر افراطِ طلب لذت باعث عشق
ہے تو مذموم ہے اگر افراطِ طلب خیر باعث عشق ہے تو محمود
ہے مگر ان دو قسمون کے سوا تیسری قسم نہین نکل سکتی اسوجہ سے
کہ عشق کا سبب نفع نہین ہوتا یہی باعث ہے کہ کہین عشق کی
مدح کیجاتی ہے اور کہین مذمت مگر عشق ممدوح بہت کمتر ہوتا ہے اسلئے
کہ خیر مین اتنی افراط کب ہوتی ہے جو عشق کے مرتبہ کو پہنچ جاوے
زیادہ مذموم ہی ہوتا ہے کہ قوت شہوانی جوش مین آکر لذت
کی خواہان ہوتی ہے اور باز نہ رکھنے سے حالت افراط بہم پہونچا کر
عشق پیدا کر دیتی ہے اب ان محبتون کا اثر بمقتضاے سن
بھی گزارش کرتا ہون نوجوانون کی صداقت اکثر بواسطہ طلب
لذت کے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اونکی دوستی پایدار نہین ہوتی

بہت جلد دوست بن جاتے ہین اور بہت جلد بگاڑ ہو جاتا ہے
اور رشتۂ صداقت ٹوٹ جاتا ہے اگر شاید کسیکی دوستی زیادہ عرصہ
تک قایم بھی رہے تو سبب اوسکا یہ ہے کہ وہ لذات کو پایدار جانتے
ہین یا پھر حاصل ہونیکی امید رکھتے ہین مگر جب وہ امید قطع ہو جاتی
ہے تو وہ دوستی بھی تشریف لیجاتی ہے بڈھون کی دوستی یا جو اونکے
ہم مزاج ہین اکثر منفعت کی امید پر ہوتی ہے اس سبب سے کہ
سرتحصیل منفعت کو مشترک جانتے ہین اور جب امید منفعت
مبدل بہ یاس ہو جاتی ہے تو اونکی صداقت بھی معدوم ہو جاتی
ہے مگر چونکہ منفعت کو بہ نسبت لذت کے کسیقدر پایداری ہے
اسوجہ سے اونکی صداقت بھی بہ نسبت جوانون کے مستحکم ہے
نیک آدمیون کی محبت جو محض بمقتضائے اعمال خیر ہوتی ہے
وہ ان سب سے زیادہ مضبوط ہے اور اسباب زوال و تغیر سے
زیادہ محفوظ ہے اسوجہ سے کہ خیر باقی رہنے والی چیز ہے تغیر کو
کم قبول کرتی ہے اور ازبسکہ طبیعتین انسان کی متضاد و مختلف
اشیا سے خلق ہوئی ہین رغبتین اور خواہشین بھی ہر ایک کے مختلف
واقع ہوتی ہین اسیوجہ سے لذتین بھی مختلف ہین کسیکو کوئی چیز
پسند ہے مگر دوسریکو وہی چیز ناپسند ہے یہ اپنی مرغوب چیز کو

راغب ہے جو جو سختیان اوسکے تحصیل مین ہوتی ہین گوارا کرتا ہے اور زحمت کو راحت جانتا ہے دوسرا اپنی مرغوب شے کی تنفرانہ کو بخوشی قبول کرتا ہے شخص اول کی سختیون کو مکروہ سمجھتا ہے اسی وجہ سے اوسکو اسکی مرغوب چیز کا ترک آسان ہے اور اسکو اوسکی مطلوب شے کا اگر ایسا ہوتا تو سبب اسکی چیز کو پسند پرستش ہوتے جیسا عرف عام مین کہتے ہین کہ عشق مین حسن وجمال کی کیا ضرورت ایک ادا مار لینے کو کافی ہے یہی معنی ہین اس شعر کے سے گھڑی بہی ادا الا کہ نباوٹ سے ہے بہتر ؛ مثلاً اہل خیر کو عبادت اور تفکر قدرت پروردگار مین لذت ہے جمع مال و شوق جمال سے نفرت ہے ایسے لوگونکو اپنی لذت لینے عبادت کے ترک مین اذیت ہوتی ہے اہل شر کو جمع مال و شوق جمال وغذاء مرغوب ولباس خوب مین لذت ہے لذت اہل خیر سے نفرت جب انکی خواہش کی چیزین انکو نہین ملتی ہین ایذا اوٹہاتے ہین اور اہل خیر کو اہل خیر کے ساتھ محبت ہونیکا سبب اتحاد جوہر بسیط خیر کا ہے اس قسم کے خصائل سے یہ بات ہے کہ اسکو نقصان نہین ہوتا اور کسی کو اذیت نہین ہوتا ملال کی گنجایش نہین ملتی کسیکو موقع بدگوئی وفتنہ پردازی کا حاصل نہین ہوسکتا ۔ جو محبت محض منفعت کیواسطے ہوتی ہے

وہ اشرار کو اشرار کے ساتھہ اور اخیار کو اخیار کے ساتھہ ہوتی ہے مگر سریع
الزّوال اسوجہ سے کہ اس محبّت مین نافع اور لذیذ شئے مطلوب بالعرض
ہے نہ بالذات - اکثر محبّتین ایسی بہی ہین جو ایکجا جمع ہونے سے پیدا
ہو جاتی ہین جیسے مسافرت وعالم غربت مین دو شخصون مین یکجائی
ہو جاتی ہے ایک دوسرے کا مونسِ تنہائی رہتا ہے یا ایک کشتی پر
سوار ہونے سے یا ریل پر ایک کمرہ مین بیٹھنے سے باہم محبت پیدا
کر لیتے ہین انکا سبب وہ اُنس اصلی انسان کا ہے جو اوسکے مادّہ
مین خلق کیا گیا ہے اکثر حکمار اخلاق فرماتے ہین کہ انسان کا نام انسان
بسبب اُنس طبیعی کے رکّہا گیا یعنے انسان مشتق ہے اُنس سے
نہ یہ کہ نسیان سے مشتق ہے جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے وَسُمِّیتَ
اِنْسَانًا لِاَنَّکَ نَاسٍ یعنے تیرا نام انسان اسوجہ سے رکہا گیا کہ
تو نسیان کرنیوالا ہے پس اب یون کہنا چاہیے وَسُمِّیتَ اِنْسَانًا
لِاَنَّکَ مُونِسٌ بہرعنوان انسان کا کمال یہی ہے کہ اپنی خاصیّت کو
کامل طرح سے ظاہر کرے یعنے انسان تبہی انسان کہلائیگا جب
انسانیت وانس ہین کامل ہو اسیوجہ سے انسان کو مدنی بالطبع
بہی کہتے ہین شارعین شرائع و مِلَل نے اکثر احکامِ شرعیّہ مین
اس اصل کو مرعی رکہا ہے اسی بنیاد کو محکم کیا ہے کن کن طریقو سے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

تالیف و محبت کو درست کیا کیا قواعد و اصول مقرر فرمائی
جنکا سمجھنا ہر شخص کا کام نہین ہر قوم و ہر ملت مین صدہا مثالین
اسکی موجود ہین زیادہ تفصیل کا عرض کرنا ہر ملت کی امثلہ
تالیف کا بیان کرنا موجب تطویل و خارج از صناعت حکمت
اخلاق ہے سوال بادشاہ نے کہا کہ ہرچند تفاصیل شرعیہ
کا بیان کرنا حکمت اخلاق سے باہر ہے مگر مین چاہتا ہون کہ
دو ایک مثالین تالیف کی شریعت سے بھی فرمائیے تاکہ ملین اور
ماہیتین اکثر احکام شرعیہ کے وضع ہو جائین بعد دریافت ہونے
فائدہ و منفعت کے اور معلوم کرنے علت و باعث کے رغبت
قلبی اون احکام کی تعمیل پر ہوگی جواب حکیم صاحب نے
عرض کی کہ شریعت اسلامیہ کے جملہ عبادات و احکامات پیرایۂ
عقل و حکمت سے مملو ہین ہمہ تن یہ شریعت ترویج اخلاق
نیک کیواسطے وضع کی گئی ہے خود شارع اول حضرت رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہین کہ بُعِثتُ لِاُتَمِّمَ مَکارِمَ
الاَخلاقِ یعنی مین اسواسطے رسالت پر مامور کیا گیا ہون کہ عمدہ
عمدہ خصلتین اور اچھی اچھے اخلاق خلائق کو تعلیم کرون اور
محاسن حکمت اخلاق کو تمام کرون پس حضرت ہی کے قول سے

جلسہ پنجم قانون تمدّن

شریعت کا بہتر ین پابند اخلاق بلکہ علم اخلاق ہونا معلوم
ہوگیا یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں صدہا مقاموں پر ہدایت
اعمال نیک کی کی گئی ہے کسی حکیم قدیم کا ذکر نہین کیا گیا سوا
لقمان کے ہواسطے کہ وہ اسی حکمت اخلاق کے حکیم ہے
ہزار نصیحتین جو اونھون نے اپنے فرزند ارجمند کو کی ہین کتب
مبسوطہ مین موجود ہین اگر زمانہ نے فرصت دی اور کسیقدر
بھی فقیر کو مہلت ہوئی تو انشاء اللہ اون سب کا ترجمہ مفصل
طور سے عرض کرونگا جس حکم شرعی کو دیکھیے فوائد اخلاقیہ
سے بھرا ہوا نظر آئیگا ایک نقطہ مسئلہ تالیف و اجتماع کی
مثال شرعی عرض کرتا ہون مگر یہ ملحوظ خاطر رہے کہ جو
علّت عرض کیجائیگی وہ تامہ نہین ہے جسکی بنا پر مدار حکم
شرعی ہوسکے اور مفقود ہونے پر وہ واجب ممنوع ہوجاے
بلکہ اس قسم کی علل توضیحی ترجیحی ہوا کرتی ہین اور از بسکہ خود شارع
نے احکام کو تعبّدی فرمایا ہے بسبب نقصان عقول
انسانی نفرت طبیعت اور اذیت تکلیف سے علل تامّہ کو
ارشاد نہین کیا ہے کچھ نہ سہی تو ایک علّت تعبّد کیا کم ہے
جیسے بہت سے قوانین و قواعد کا انضباط اس غرض سے

ہوتا ہے کہ اطاعت و فرمان برداری کی مادّے کو دریافت کرلین
اور اشخاص فرمان بردار و نافرمان کی تمیز کیجائے یا اس غرض
سے کہ استمرار تعمیل اوامر سے رسوخ و ملکہ طبیعت مین بہم پہنچ
جائے یا یہ کہ تشخیص مراتب کا وسیلہ ہو یا مادگی خیر سے باہم
محبّت پیدا ہو یا یہ کہ اونکے حُسنِ رفتار کو دیکھکر تعلیمات اطفال
صحیح ہون یا یہ کہ تعب و مصائب کے متحمل ہون یا یہ کہ قوت
شہوانی اعتدال پر آتی رہے یا یہ کہ عقل و فہم مین ترقی ہو
وغیر ذلک ایسی صدہا علتین ہین جنکا ذکر موجب تطویل ہے
فقیر بھی جزماً وحتماً ایک علّت کسی حکم کے کیونکر عرض کرسکتا ہے
مگر تعمیل ارشاد کیواسطے اون امور کو عرض کرونگا جنمین بالیقین
کی علّت پائی جاتی ہے چاہے اور بھی علتین موجود ہون ۔
دیکھیے ضیافت و دعوت کی کسقدر تاکید وارد اور کتنی ابواب
ضیافت کے احادیث مین نقل کیے گئے ہین حضرت ابراہیم
علیہ السّلام مین بہت سے صفات تھے مگر ضیافت کا مرتبہ
ایسا عظیم تہا کہ حضرت پروردگار نے ضیفت ابراہیم کی قصّہ
کو ذکر فرمایا اسیوجہ سے کہ باہم انس و محبت ضیافت مین
بہم پہونچتی ہے ہرچند اور بھی اسباب اخلاقی اسمین موجود ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جیسے تحمیل فضیلت سخا و ایثار مگر غالب سب مین محبت ہے
کہ آپنی تینون قسمون سے پائی جاتی ہے یعنے طلب لذت
بھی طلب منفعت بھی طلب خیر بھی پھر اجتماع کی حالت سے
جو الفت پیدا ہوتی ہے وہ بھی دوسری مثال اجتماع
کی حکم کرنا نماز جماعت کا کہ ایک گروہ کا گروہ مسلمانونکا
ہر روز پانچ مرتبہ باہم اکٹھا ہوا کرین قبل نماز و بعد نماز باہم
خلط و ارتباط کرین ایک دوسرے کی حال پر مطلع ہو عادات
کریمہ و اخلاق حسنہ کی تعلیمین سیکھین طرز معاشرت و آداب
سخن و محاسن نشست و برخاست معلوم ہون ایک دوسرے
کی تنگی و افلاس کو دیکھکر سلوک کرے وغیر ذلک ایسے
متعدد اوقات کے اکٹھا ہونے میں شاید انس اصلی اونکا زائد
ہو کر محبت و مودت کے درجہ پر پہونچ جائے مگر اس وجہ
سے کہ کسیکو کسیکے مکان پر جانیکی مہلت و فرصت نہو
یا بخیال اُسکے انضباط اوقات کے موجب ہرج سمجھتا ہو
تو ایک مکان خاص کی تعمیر کا حکم دیا جسمین یہ کوئی شبہہ
باقی نرہے اور بلا تکلف جمع ہوسکے اوس مکان کا نام مسجد
ہے اور شاید اس سبب سے کہ اشغال ہر شخص کے کثیر ہین اس اصل

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اصیل سے غافل ہوگئے ہون اسوجہ سے کہ توجہ انسانی ہمیشہ کسی
چیز کیطرف مبذول ہوتی ہے ایک شخص کو یاد دلانیکے واسطے
معین کیا کہ وہ اون اوقات معینہ کی یاد دہی کرے جسکا نام مؤذن
ہے ـــ اکثر کثافت مقام کی باعث نفرت ہوتی ہے مسجد سے
ایک ایک قدم چلکے ادہانیکا ثواب کس کس اہتمام سے ذکر کیا ہے
یہ امر ظاہر تہا کہ اکٹہا ہونا تمام اہل شہر کا ہر روز پانچ مرتبہ مشکل ہے
اسوجہ سے ہر روز کا حکم اہل محلہ کیواسطے خاص فرمایا اور جو پہنچ
سکے اب تمام اہل شہر کے لیے بہی اجتماع کی ضرورت تہی ہر روز
کی تکلیف اوسنے اوٹہہ نہین سکتی اسوجہ سے ہفتہ مین ایکدن
اون سبکے اجتماع کا قرار دیا گیا اوسکا نام جمعہ رکہا گیا جسکا مادہ
بہی اجتماع ہے کہ تمام شہر بہر کے لوگ ایک مسجد جامع مین
جمع ہوکر نماز ادا کرین باہم متحد ہوکر اس کام کا انجام دیتے رہین
اس فضیلت تالیف سے وہ بہی محروم نرہین جب مؤذن وقت
اجتماع کو یاد دلائے سودا بیچنا چھوڑدین سعی واہتمام سے وقت
معیّن پر حاضر ہون یہانتک کہ اوسوقت کی معاملات کی
صحت مین بہی کلام فرمایا مگر جب اس فضیلت سے ایک شہر کے لوگ
مستفیض ہوے دیہات وقریات گانون گنوین کے مسلمانون کو

فائدہ نہ پہونچا اسواسطے سال مین دو مرتبہ ادنکو بھی حاضری کا حکم دیا کہ دور دور سے آکر نماز عیدین مین شریک ہون ایسی جماعت عام کیواسطے مقام بھی صحرا و بیرون شہر قرار دیا گیا تا ان سب لوگونکو شامل ہوسکنے تنگی و ضیق جگہ کی نہو اسواسطے کہ اتنی بڑی عمارت جسمین ہزارہا آدمی جمع ہوسکین جرج کثیر کے قابل تھی شاید کوئی اوسکے بنانے مین کوتاہی کرتا جب ایک صحرا مین ہزارہا آدمی سبطرح کے حاضر ہونگے ایک دوسرے سے تہذیب اخلاق نیک کا اکتساب کرینگا اسمین انس و محبت بہم پہونچیگی ربط و اتحاد میل جول ہو جائیگا مگر تمام عالم کا اکٹھا ہونا اور مختلف بلاد کے لوگونکا فراہم ہونا مشکل تھا اسوجہ سے تمام عمر مین ہر شخص کو اقتصار بلاد مین کہین ہو حکم دیا گیا کہ عمر بھر مین ایک مرتبہ ضرور حج بیت حاضر ہو اور اسفار بعید الاقطار کے پست و بلند نشیب و فراز کو دیکھکر ایکہی مقام پر جمع ہون ہر قسم کے لوگون کو دیکھین عادات و اخلاق پر مطلع ہون تجربہ حاصل کرین وہی فائدے جو اہل شہر و اہل اطراف و اکناف کو حاصل ہوئے ہین انکو بھی حاصل ہون بلکہ اوس سے کہین کامل تر و عظیم تر بلکہ تمام عالم کے اشخاص سے موانست حاصل ہو ہر شخص کے انداز و طریقۂ اخلاق سے بصیرت بڑہے —
ایسا مقام جو ایسے مجمع عام کے لئے قرار دیا جاسے اور تمام مخلوقات

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

عالم کا مرجع ہو کوئی نہیں ہو سکتا مگر وہ مقام جو معدن ہدایت و مخزن
شریعت ہو جس مقام پر صاحب شریعت خود موجود ہو اور اوسکے
آثار و علامات پائے جاتے ہوں جنکے دیکھنے سے عظمت و جلالت
شریعت کی اور صولت و سطوت صاحب ہدایت کی دلوں میں
مستولی ہو جائے تا قبول احکام و تعمیل اوامر میں بکمال شوق
و اطاعت رغبت کریں اسکے بعد پہر جزئی احکام کا مصالح حکمیہ
پر مبنی ہونا اور دو دو چار چار فائدوں کا نکلنا دُہری منفعت ہی
و اقفیت جزئیات مسائل حج و مسائل صوم و صلوۃ و طہارت
سے بتامل ظاہر ہو سکتا ہے زیادہ تفصیل اسکی کتب علل الشرائع
و معانی الاحکام وغیرہ سے واضح ہوگی ہر چند اس تفصیل کا موقع
بہی نہ تہا اس پابندی کے سبب سے جو تمام کتاب کی تحریر
مطالب میں ملحوظ رکہے گئے مگر مقصود اصلی راسخ کرنا اخلاق کی
ماہیت کا ہے قلوب مردم میں پس یہ بہی عمدہ وسیلہ تنبیہ کا ہوگا
تہوڑا سا رنگ استدلال دیکہنے سے اور نمونہ تفتیش علل پر نظر
کرلینے سے قوت اسباب و جوہ کی پیدا کرنیکے آجائینگے جا بجا کی
راہ تدبیر و تعمق کی کشادہ ہو جائیگی الحاصل آمدم بر سر مطلب
جتنی قسمیں محبت کی ازروئے اسباب و ازروئے اطلاق

جلسۂ پنجم قانون تمدن

یا از روے ثبات و بقا و تحصیل و تکمیل غرض کی گئیں اون کل
قسمون سے محبت الٰہی باہر ہے اسواسطے کہ آدمیون کی
جملہ اقسام کی محبتون و الفتون مین دونو طرف سے اسباب محبت
کا ہونا لازم ہوتا ہے مگر محبت الٰہی کیواسطے اسکی ضرورت نہین ہے
ممکن ہے کہ ایک آن مین قایم ہوجاے اور ایک آن مین جاتی
رہے اسوجہ سے کہ جب بندیکو محبت حضرت حق سبحانہ و تعالے
سے پیدا ہوگی اودہر سے بھی افاضہ ہوگا جب اسکی کیفیت رجوع
بخدا کم ہوجائیگی افاضۂ الطاف قدسیہ بھی جاتا رہیگا بلکہ یہ بھی ممکن ہے
کہ ایکطرف سے ہو دوسری طرف سے نہو یعنے بندہ تو دعوی محبت
الٰہی بقدر اپنے فہم کے کرے مگر حضرت رب العزت اوسکو قابل
لطف نہ سمجھے — میان بی بی مین بھی کبھی لذت محبت
کا سبب ہوتی ہے مثلاً دونو کو لذت حاصل ہونے سے
محبت پیدا ہو یا ایک کی طرف سے محبت بواسطۂ لذت ہو
دوسرے کی طرف سے بواسطۂ منفعت یہی وجہ ہے کہ اکثر
مرد عورت سے بے اتفاقی کرنے لگتا ہے عقد جدید کا
طالب ہوتا ہے یہی سبب ہے کہ بی بی سے بھی لذت پسندی کی
ممانعت کی گئی ہے بلکہ ہمیشہ میان بی بی مین محبت بذریعۂ منفعت

ہونا چاہیے یہ اوس سے انتظام خانہ داری و بہم آوری اسباب حیات کا طالب رہے وہ اسکی وسعت معیشت و اکتساب اغذیہ و اطعمہ کا درپے رہے اوسی امید اُسکے زر و سیم کی ہوا سے احتیاج اوسکی خدمت کرے جیسا تدبیر منزل مین سیاست اہل و تدبیر زوجہ کے مقام پر مشرح گذارش کیا گیا۔ اب اون محبتون کا ذکر کرتا ہون جنکے اسباب مختلف واقع ہوا کرتے ہین ایک طرف سے سبب محبت کچھہ اور ہے دوسرے کی طرف سے کچھہ اور مثلاً ایک کو نفع کے امید سے محبت ہوئی دوسرے کو اکتساب لذّت سے جیسے ناچنے گانے والے اور سُننے والے ہین گانیوالا طمع زر رکھتا ہے سُننے والا اوسکی آواز خوش آیند و صدائے مطرب و حرکات ناز و ادا سے حظ حاصل کرتا ہی پس انس بہم پہونچ جاتا ہے یہی بات اکثر عاشق و معشوق کی محبت مین بھی ہے عاشق کو معشوق سے لذّت مقصود ہوتی ہے معشوق کو اس سے منفعت کی امید ہے اس محبت کا خاصہ یہ ہے کہ ہر ایک دوسرے کی شکایت مین دفتر کے دفتر سیاہ کرے جیسا شاعر کہتا ہے ؎ کھلینگے شکوونکے جبکہ دفتر ادہر ہمارے اودہر تمہارے ٭ تو آہ گذریگی کیسی دلپر ادہر ہمارا اودہر

جلسۂ پنجم قانون تمدن

تمہارے ایسے شکوے شکایتین کسی قسم کی محبت مین نہین
ہوتین وجہ اسکی یہ ہے کہ طالب لذت اپنے مطلوب کے حاصل
کرنے مین عجلت چاہتا ہے وصال کے اشتیاق مین گھریان گنتا ہے
ایک ایک ساعت اسکو ایک سال کے برابر ہے اودہر وہ
اپنی منفعت کا خواہان ہے زر و مال کثیر کا طالب ہے یہ
اوسکے امکان سے باہر ہے ناچار بیٹھے ہوے دکھڑا رو رہا ہے
شکایتین کر رہا ہے ٹھنڈی ٹھنڈی آہین بھر رہا ہے
کبھی برجستہ زبان پر یہ شعر آتا ہے ؎ جو نہ ہونا تھا ہوا ہمیں
تمہاری عشق مین ٭ جتنے اتنا بھی نہ پوچھا کیا ہوا کیونکر ہوا ٭ ظالم
بیدرد بیوفا بیرحم کج ادا ناآشنا قتال سفاک محبوب کی خطاب
ہین حالانکہ اگر انصاف سے دیکھے تو عاشق خود ہی ظالم ہین یا
اونسے وصل کے طالب ہین مگر جو واسطہ اونکی محبت کا ہے
یعنے طلب منفعت اوسے پورا نہین کرتے یہ کیونکر ہوسکتا ہے
کہ بدل و معاوضہ ہنو کام نکل آئے - ایک قسم اس محبت
کی کبھی بواسطہ لذت محض بھی ہوتی ہے مثلاً یہ بھی گل گلستان
خوبی وہ بھی شمع شبستان محبوبی ادہر انکا عالم شباب ادہر
اونکا چہرہ آفتاب ادہر انہین جوانی کی امنگ اودہر اونہین

شباب کی ترنگ ادہر انکا دریاے لذت طلبی جوش پر
اودہر اونکی آتش اشتیاق شعلہ ور ہے اونکے فریفتۂ
جمال وہ انکے شیفتۂ کمال انکا تیر محبت اونکے قلب سے دوسار
اونکا خدنگ الفت انکے کلیجے کے پار ہے اونکی خوبی خال و
خط پر مائل وہ انکے ابروے خمدار کے گھائل ہے اونپر مرنے والے
وہ انکے قتل کرنیوالے - ایسی صورت مین ہر ایک عاشق
ہوتا ہے ہر ایک معشوق بنتا ہے یہ اونپر ظلم کرتے ہین وہ
انپر دونو ظالم ہین دونو مظلوم یہ قسم سب سے زیادہ بے
ثبات ہے عقل و حکمت مین نہایت ہی مذموم ہے جلسۂ
سابق مین گذارش کیا گیا اسیوجہ سے حکماے اس محبت
کا نام لوامہ رکہا ہے یعنے ملامت کے قابل اور بہی اس
قسم کے اقسام ہین مگر سب اسی حکم مین داخل ہین سب عقلاً
معیوب ہین نتیجہ بد دکہاتے ہین بنی بنائی گہر کو مٹاتے ہین
مدتون کے کمائی خاک مین ملاتے ہین ہمچشمون مین نتیجہ ذلت
و رسوائی دکہاتے ہین اسیطرح جو محبت بادشاہ و رعیت و
رئیس و مرئوس و امیر و غریب و غنی و فقیر کے درمیان مین ہے
اکثر شکوہ و شکایت سے خالی نہین ہوتی اسوجہ سے کہ ہر شخص

طرف مقابل سے امیدوار ایسی چیز کا رہتا ہے جو اکثر اوقات میں بہم نہیں پہونچتی جیسے بادشاہ رعیت سے طالب خراج ہوتا ہے تاخیر ادا میں عتاب کرتا ہے رعیت سختیاں اوٹھاتی ہے ہمیشہ بادشاہ کی اعانت و امداد و عفو و کرم کی طلبگار رہتی ہے تاخیر حاجت روائی و مطلب برآری میں شکایت کرتی ہے ظلم و ستم کی نسبت دینے لگتی ہے دیگر اشخاص کو بھی اسی قیاس پر سمجھنا چاہیے اس قسم کے ملال کا سبب فساد نیت ہے نیت کا فساد تاخیر سے پیدا ہوتا ہے تاخیر موجب شکایت ہو جاتی ہے اسکے زوال کی تدبیر فقط ملحوظ رکھنا شرائط عدالت کا طرفین کو اگر علیحدہ کرین تو کوئی فعل کسیکا بیمحل واقع نہو پھر کسی قسم کی آپسمین شکایت بھی نہو اگر ہو بھی تو قابل لحاظ نرہے اکثر اسی سبب سے آقا و غلام یا آقا و نوکر کے درمیان میں شکایت پیدا ہو جاتی ہے آقا استحقاق سے زیادہ خدمت کا طلبگار رہتا ہے خادم حق خدمت سے زیادہ توقع کرتا ہے یہ دونو ایک دوسرے کے شاکی ہو جاتے ہین اگر پابندی شرائط عدالت سے دونو اپنے حدود کو قایم کرین تو لوازم عدالت طرفین سے مرعی رہین تو اس شکایت و ملال کی نوبت نہ آئے الفت قایم ہو جائے تدبیر منازل میں تفصیل اسکی گذارش کیجاچکی ہے

جلسۂ پنجم قانونِ تمدّن

نیک لوگونکی الفت نہ منفعت کی امید مین ہوتی ہے نہ لذت
کی بلکہ محض اتحاد جوہر خیر و مشارکت مادہ صلاحیت سبب اسیکی محبت
کا ہوتا ہے اسی سبب سے مخالفت و منازعت و شکوہ و شکایت
سے بالکل پاک پاکیزہ و مبرا ہے بلا تکلف ایک دوسرے کو نصیحت
کرتا ہے اخلاق کریمہ و عادات حسنہ کی تعلیم کرتا ہے ایسے اشخاص کا
زجر و عتاب بھی ناگوار خاطر نہین ہوتا اونکے کلمات تلخ نصیحت آمیز
قند کیطرح حلاوت دیتے ہین یہ شیرینی اوسی ذائقہ خیر کی ہے
جو باہم مشترک ہے ایسے لوگون مین صفت عدالت خود بخود
پیدا ہوجاتی ہے انہین معنونکی طرف حکما اشارہ کرتے ہین کہ
دوست وہی ہے جو محبت و صداقت مین یکذات ہو ظاہر مین
دوسرا شخص ہو جیسے ایک جان دو قالب کہتے ہین مگر ایسے محبتین
عام خلق مین عزیز الوجود بلکہ کمیاب ہین اس لئے کہ وہ لوگ اسکے
فوائد سے بے بہرہ ہوتے ہین غرض صحیح محبت سے غافل نتیجہ
محبت خیر سے جاہل فقط طمع لذت سے الفت و محبت کرتی
ہین یہی وجہ ہے کہ بچّون اور کم سنون کی محبت کا اعتبار نہین
ہوتا - اسیوجہ سے سلاطین کی دوستی بھی مستحکم نہین ہے
کہ وہ اپنے کو صاحب حکومت واقتدار خلق کو مجبور و ناچار

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

سمجھتے ہین اونکی محبّت بھی خلاف عدالت واقع ہوتی ہے دوستی
کی حد سے متجاوز ہوجاتی ہے محبّت مین بوے امارت آجاتی ہے
اسیوجہ سے ضرور ہے کہ دوست ہمیلہ ہو سبطرح مساوات دوستی سے
رکھتا ہو تاکسی قسم کی رفعت وپستی درمیان مین نرہے پس اس بنا بر
باپ بیٹے کی محبّت بھی دوستی کے ذیل مین نہین آسکتے اس لیے
کہ وہ بھی تو بیٹے کو اپنا خورد و دستگیر جانتا ہے اطاعت کا طالب
ہے اپنے حقوق کو ترجیح دیتا ہے ہان دوسری حیثیت سے باپ
کی محبت بیٹے کے ساتھ بڑہی ہوئی اسوجہ سے کہ بیٹا باپ سے متحد
ہے اوسیکے مادّہ روحانی سے خلق ہوا ہے جیسے ایک کتاب کے
دو نسخے یہی وجہ ہے کہ باپ بیٹے کو اپنی روح روان بلکہ عزیز
از جان جانتا ہے بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتا ہے یہی
وجہ ہے کہ ہر وقت اوسکا ارادہ اس بات پر متوجہ رہتا ہے کہ
جسقدر کمالات مجھے حاصل ہین وہ سب بیٹے کو حاصل ہوجائین
مثلاً اگر کسی شخص سے کہیے کہ تجھسے فلان شخص افضل واکمل ہے
ہرچند کیسا ہی عقیل وفہیم ہو مقتضاے بشریت ضرور برا
مانیگا اگر یون کہیے کہ بنسبت سابق کے اب کمال تیرا ترقی کرگیا
ہرگز ناگوار نگیگا اوسیطرح اگر کہیے تیرا فرزند تجھسے زیادہ کامل ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

علم و لیاقت مین مجھسے بہتر ہے تو خوش ہو کر منظور کریگا مگر ہرگز ترشرو
نہوگا اسلیے کہ فرزند کو اپنے ہی نفس کا جزو سمجھتا ہے اپنا پیدا کیا ہوا
جانتا ہے — پیدایش سے آج تک دیدار فرزند سے نورچشم کرتا رہا
جتنا جتنا بیٹا نشو و نما کرتا گیا محبت باپکی زیادہ ہوتی گئی روز بروز
اوسکی ترقی دیکھکر خوش ہوتا گیا کیونکہ بیٹا اپنے ساری امیدونکا
پورا ہونیکا وسیلہ جانتا ہے اپنی آنکھونکا تارا اپنی زندگی کا سہارا آخر
بڑہاپے کا عصا اپنی ضعیفی کا تکیا سمجھتا ہے بعد مرنیکے جب کوئی محبت
و شفقت باقی نہین رہیگا اسکی حس و حرکت سے مجبوری ہو جاتی ہے
بیٹے ہی کے اعمال خیر سے نفع اوٹہاتا ہے عالم باقی مین راحت پاتا ہے
اگر بیٹے نے مواخذہ پدر کو ادا کر دیا ہے تو کسیکے حساب کی زحمت باقی
نہین رہتی — ہمیشہ کیواسطے مواخذہ کے بیٹے کو نہی چہٹی ملتی
انہین اسباب سے باپ بیٹے کو جان سے بڑہ زیادہ عزیز رکھتا ہے اوسکی زندگی
پر اپنی بقا کو ترجیح نہین دیتا اگر کوئی کہے کہ مرجا بیٹے پر آمادہ ہو مگر قبول
نکرے بیٹے پر کوئی مصیبت آپڑے تو خوشی سے خود جان دیدے
اوسکو ضایع نہونے دے — ہر چند یہ مطالب عوام کے دلونمین
ایسے مرتکز نہین ہوتی جیسے وہ تفصیل کے ساتھ ادا کر سکین مگر خلاصہ
اونکے دلی تمنا کا یہی ہوتا ہے جیسے پردہ مین کوئی چیز ہو اور اوسکی

صورت اجمالی باہر سے معلوم ہوتی ہے ۔ مگر بیٹے کی محبت اوس مرتبہ
مین نہین ہوتی جیسی باپ کو بیٹے کے ساتھہ ہوتی ہے اسوجہ سے
کہ بیٹا اپنے سبب وجود وحقوق پدر کو مدّت دراز کے بعد
جب عقل وتمیز حاصل کرتا ہے اوسکی شفقت ومحبّت کا مزا اوٹھاتا
ہے تب اس بات کو جانتا ہے کہ میرا مادّہ وجود باپ کی روح
سے ہے پہر باپ کی خدمت مین بدل متوجہ ہوجاتا ہے اونکی
فراہمی سامان راحت مین کوشش وسعی کرتا ہے اونکے اوامر
کی تعمیل مین آمادگی کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالی
قرآن مجید مین اولاد کو والدین کی خدمت مین احسان کرنے کا
حکم دیتا ہے مگر والدین کو لڑکون کی تربیت وتعلیم کی وصیّت
نہین کرتا اسوجہ سے کہ خود مادّہ طبیعی اونکا اونکی تکمیل کیطرف
متوجہ ہے تحصیل حاصل کی کیا ضرورت تھی ۔ بہائی کی محبّت
بہائی سے بواسطۂ شرکت سبب ہے یعنے باپکا فیضان
روح بہائیون بہنون مین باہم مشترک ہوتا ہے حصول منفعت
مین بہائی بہائی کا ازروے وراثت شریک ہے پس انکی
محبت ارادی بہی ہوجاتی ہے اور طبیعی بہی مگر بسبب
شرکت منفعت کے جب شرائط عدالت سے تجاوز کرجاتی ہین

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ملال و شکایت پیدا ہو جاتی ہے جیسا آقا و غلام کی مثال مین
گذارش کیا گیا اس منازعت کے زوال کی تدبیر بھی وہی ہے
جو اسباب منازعت مین مفصل عرض کی گئی خلاصہ یہ کہ سبب
منازعت کا زوال کرنا چاہیے عدالت و انصاف کی پابندی
ہر ایک کو لازم رکھنی چاہیے - اگر تامّل و تعمق سے دیکھین تو
فی الحقیقت صفتِ محبّت و صداقت کی باطلاق صادق
بھائی بھائی مین منحصر ہے یہی اصل مین ایک جان دو قالب ہین
یعنے مادۂ ایجاد دونونکا ایک ہے انکو سب سے زیادہ محبّت
مین کامل ہونا چاہیے بسبب مشارکت اصل جوہر کے برادر
بجان برابر د قوت بازو کی یہی معنے ہین منزل کا سارا دارومدار
انہین کے اتحاد پر ہے اگر خدانخواستہ کسیکے گھر مین بھائیون مین
منازعت ہوتی ہے تو وہ گھر تباہ و برباد ہو جاتا ہے ظاہر
مین تو ہر ایک اپنی اپنی منفعت کا اعتدال چاہتا ہے
حالانکہ وہ کیفیت اور حالت گھر کی نصف نہین ہوتی بلکہ
بالکل جاتی رہتی ہے اس وجہ سے کہ جو بات گھر کی
بنی ہوئی ہوتی ہے اور جتنی آبرو حالت اجتماع مین ہوتی
ہے ہرگز افراد و جدائی مین نہین ہوتی جیسے دائرے کے

دو قسموں کو علیحدہ علیحدہ کر دیجیے تو دائرہ نکلینگے یا مربع و مثلث کی ہر ایک ساق کو جُدا جُدا کر دیجیے سب خطوط مستقیم ہو جائینگے مگر مثلّث و مربّع کی حیثیت بگڑ جائیگی جو نتائج اشکال مربعہ سے پیدا ہوتے ہین ان خطوط مستقیمہ غیر موّلف سے ہرگز نہ پیدا ہونگے پس عاقل کو لازم ہے کہ شرائط عدالت و نصفت و مساوات کو ملحوظ رکھے اور اس شکل تالیف کو بگڑنے نہ دے کہ یہی منزل کے عمدہ ارکان ہین ایسی ہی محبّت رعایا کو اسمین چاہیے کہ اگر حقیقی بھائی ایک گھر مین اور مادۂ روحانی مین شریک ہین تو رعایا باہم اکتساب معیشت و سکونت مملکت و حالت اطاعت مین شریک ہین جسطرح بھائیون کی اتحاد سے گھر بنا رہتا ہے رعیّت کے اتفاق سے مملکت آباد رہتی ہے ظلم و فساد نہین ہوتا اسیطرح رعیّت کو بادشاہ کی نسبت حیثیت اخوت حاصل ہے اور بادشاہ کو رعیّت کی نسبت حیثیت ابوّت اسوجہ سے کہ اگر باپ بیٹے کے مادۂ ایجاد مین شریک ہے تو بادشاہ رعیّت کے مادۂ بقا مین جسطرح باپ کو بیٹے سے امّید ہوتی ہے کہ اوسکے وقت مجبوری مین کام آئے گا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اوسیطرح بادشاہ کو رعیّت سے امید ہے کہ اوسکے دفع بر
اپنی جان کو نثار کرین سوال بادشاہ نے کہا کہ کن کن
باتون مین بادشاہ کو رعیت سے مسابہت پدری حاصل ہی
جواب حکیم صاحب نے عرض کی بادشاہ کو رعایا کے ساتھ
کئی امور مین مشابہت پدری ہے اوّل شفقت یعنی ہر وقت مین
اپنی رعیّت پر ایسی مہربانی دلی کرے جیسے باپ کو بیٹے پر
ہوتی ہے دوم تحنّن یعنے رحم کرنا اسطرح سے کہ اگر وہ
خطا بھی کرین تو حتّی المقدور درگذر کرے جبتک درگذر
باعث مخالفت نظم مملکت نہو اگر مجبورانہ ثبوت جرم
پر سزا دینی لازم ہو تو بھی ویسا غیظ و غضب نکرے وہی
رحم دلی باقی رہے سوم تعہّد یعنے بادشاہ اپنے نفس کو رعیّت
کی راحت رسانی و دفع ایذا کا ذمہ دار سمجھے اور جملہ مواعید
و ضوابط و عہود بر بلا کم و کاست خود بھی پابند ہو کر اونہین کا
پابند کرے چہارم تلطّف یعنے جو امور اونکے فلاح و بہتری
کے ہون اونکا انصرام توجّہ سے کرے جیسے اعانت اونکے
تحصیل معیشت کی ترویج اونکی تجارت کی تکمیل اونکی صنعت
کی حفاظت اونکے اموال کی پنجم تربیت یعنے رعایا کی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

پرورش و پرداخت کرنا درستی اونکے اخلاق کی ترقی اونکے علم و
کمال کی قایم کرنا مدارس کا درست رکہنا اونکے عادات کا دور کرنا
اونکی برائیون کا تکفّل اونکے امور محتاج الیہ کا ششم تعطّف یعنی مہربانی
رعایا کے ساتھہ کرنا اگر وہ مفلوک و محتاج ہوجائین تو اونکے ساتھہ
احسان کرنا ایسے اسباب بہم پہونچانا جس سے اونکی رزق کی تنگی دفع ہو
زمانِ قحط وغیرہ مین بہم پہونچانا سامان غذا کا آسان کرنا طریقہ
تحصیل معاش کا اپنی راحت پر اونکی راحت کو مقدم رکھنا
ہفتم طلب مصالح یعنے جو امور اونکے مفید حال معلوم ہون
اور نتیجہ نیک پیدا کرتے ہون اونکو رعایا کیواسطے تجویز کرنا ہشتم
دفع مکارہ ۔ یعنے جو مصیبتین رعایا پر آئین ۔ کوئی اونکو تکلیف
دے یا ظلم و تعدّی کرے یا اونکے اخلاق و عادات مین فرق
ڈالے یا اونکے اموال کو ضایع کرے اون سبکو بادشاہ دفع
کرے توجہ کے ساتھہ نہم جذب خیر ۔ یعنے جتنی اچّھی باتین
فائدہ دینے والین ہون اون سبکو رعایا کیواسطے مہیّا و آمادہ
کرے عام اس سے کہ افعال و اخلاق کو نیک کرتے ہون یا صناعات
و پیشہ کو عمدہ بناتے ہون دہم منع شر ۔ یعنے بُری باتون سے
اونکو باز رکھنا یا غیر ذکی بُرائی کا اونکی طرف عاید ہونے دینا یا

جلسۂ پنجم قانون تمدن

بدافعالی یا بداعمالی سے روکنا ان سب حالتون مین بادشاہ کو رعیت
کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو پدر شفیق اپنے بیٹے کے ساتھ
کرتا ہے ہرچند اکثر یہ لفظین باہم مترادف ہین مگر غور سے دیکھنے
پر ہر ایک کی صفت علیحدہ ہے - اپنا اپنا فائدہ دیتی ہین

سوال رعیت کو نسبت بادشاہ کے کن باتون مین اولاد
صالح سے مشابہت ہوتی ہے **جواب** اول اطاعت یعنی
بادشاہ کے احکام کی تعمیل قواعد سلطنت کی پابندی امراد
حکام جو بادشاہ کیطرف سے معین ہون اونکی اطاعت -
دوم - نصیحت وخیرخواہی یعنے بادشاہ کے ملکی حالات مین
بقدر امکان مدد دینا اپنی آراے صائبہ وافکار لائقہ سے اعانت
کرنا حالات ملک کو دربار شاہی تک پہونچانا مفید باتین اور
خیرخواہی کے امور قوانین سلطنت کے تغیر وتبدل پر رائی
دینا حدود ملکی مین اگر کسی قسم کا فساد پیدا ہو تو اوسکا انسداد
کرنا بادشاہ کے نفع ونقصان کو ملحوظ رکھنا سوم ہر حال مین
خواہ بادشاہ بر سر شفقت ومحبت ہو خواہ تنگ گیری وسختی کرتا ہو
رعایا کو اوسکی تعظیم وتوقیر اور اوسکے امرا وحکام کی عزت
عظمت ومرتبت کا خیال رکھنا چہارم - احسانات شاہی و

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

رعایات حسنسر دانی کی شکر گذاری کرنا۔ تھوڑی رعایت کو
بھی زیادہ سمجھنا اونکی شفقت و محبّت کے بدل قدر دانی کرنا
پنجم۔ اپنی خدمت کی مقابلہ مین بادشاہ کے احسان کو زیادہ
شمار کرنا اپنی خیر خواہیون کو بمقدار سمجھنا۔ ششم رضا جوئی
بادشاہ مین ایذا و تکلیف کو بخوشی خاطر گوارا کرنا۔ خلاصہ یہ کہ
بادشاہ کو بھی رعیّت کے ساتھہ بکمال محبّت پیش آنا چاہیے
اور رعایا کو بھی بادشاہ کے ساتھہ الفت و محبت خالص کرنی
چاہیے جیسے آبا کرام و اولاد عقیل مین ہوتی ہے سوال رعایا
کو باہم کن کن باتون مین بھائیون کی مشابہت لازم ہے جواب
وہ بھی چند امر ہین اوّل محبّت و صداقت آپسمین۔ دوم
نگرانی و حراست و حفاظت و خبر گیری و دستگیری سوم
آسانی و تسہیل ہر ایک کے کامونکی ترقی ایک رعایا کو دوسرے کی
صنعت و پیشہ کی چہارم جود و سخا صاحب مال کو غریبون
پر اور باہم اموال کو منقسم رکھنا پنجم ظلم ظالم کو دفع کرنا۔
ششم نیک باتون کی حاصل کرنیکی باہم فکر کرنا ہفتم
اپنے ابنائے جنس و ہمقوم کو عہدہ جلیل و صاحب قدرت
و توانائی دیکھکر مسرور ہونا ہشتم بعنوانہائے شائستہ نصیحت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وہدایت کرنا اخلاق نیک کی نہم محفوظ رکھنا اور مہذب کرنا اونکے
لڑکون کا دہم امانت ودیانت کرنا اونکے اموال وعرض و
آبرو کی یازدہم شریک ومعین رہنا وقت نازک مین دوازدہم
اطاعت سلطان مین باہم سرگرمی کرنا ایک کو دوسرے کا آمادہ ومستعد
رکھنا سیزدہم قائم رکھنا شرائط عدالت کا اور مستحکم کرنا اوسکے حدود کا
چہاردہم سمجھنا حقوق کا اور قائم رکھنا ہر ایک کے مرتبے کا فرق
کرنا ہر شخص کی قدر ومنزلت مین پانزدہم باہم شرائط صداقت
کا استوار رکھنا جیسا بحث صداقت مین انشاءاللہ مفصل ذکر کیا
جائے گا اگر بادشاہ رعیت کے ساتھہ ورعیت بادشاہ کے ساتھہ
اور رعیت رعیت کے ساتھہ ان امور کو ملحوظ نرکھے اور عدالت
وصداقت کے لوازم سے کنارہ کرے تو ملک مین فساد سلطنت مین
رخنہ آسایش وراحت مین فرق آپسمین دشمنی ہر شخص مین خودغرضی مطلب
آشنائی ضرر رسانی ظلم پسندی تلف حقوق ضیاع اموال ہتک عزت
خونریزی آبروریزی پیدا ہوگی۔ اتفاق معدوم نفاق معلوم ہوگا
بغض حسد کبر نخوت عجب تکبر مکر حیلہ فریب دغا۔ یہ سب ترقی
کرینگے نتیجہ یہ کہ غدر ہو جائے زیست دشوار ہو ملک غیر منتظم
کہلائے تمام عالم مین بدنامی ہو غیر ملکون مین ناقدری وذلت د

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وخواری ہو تمام اہل مملکت اچھے برے سبھی اس عیب مین گرفتار ہون

سوال - بادشاہ نے کہا کہ آپنے ذکر محبت مین بندونکی محبت

خدا کے ساتھ بہت اجمال سے بیان کی ہے کسیقدر تفصیل فرمایئے

اسوجہ سے کہ اکثر لوگون کو اس امر مین اشتباہ ہوجاتا ہے کچھہ کا کچھہ

سمجھتے ہین جواب حکیم صاحب نے عرض کی فی الواقع محبّت

مین یہ مسئلہ دقیق ہے بہت سے اشخاص غلط فہمی کرتے ہین حقیقت

مطلب سے کنارہ کرکے بے راہ راستہ چلتے ہین زبان سے

محبت خداوند عزوجل کا دعوہ کرتے ہین حالانکہ اوسکے معنے و

مفہوم کو بالکل نہین سمجھتے - ظاہر ہے کہ محبّت کسی شخص کے

کسی شخص کیواسطے نہین ہوسکتی جب تک وہ اسکے حالات

وکیفیات سے معرفت کامل حاصل نکرے اور حبیب محبوب کے

صفات پر مطلع نہو بہت یہی مطلب ہے کہ محبّت بے

سمجھے بوجھے کیونکر ہوسکتی ہے دیکھیے جانورون کی باہم اختلاط

مین بھی شناخت ومعرفت کی ضرورت ہے اگر کوئی

نیا جانور کسی غول مین پہونچ جائے باوجودیکہ اوسکی ہیئت وشکل

کا سو جیسی اوس تمام غول کی ہے مگر وہ غول کبھی اوس نئے

جانور کو اپنے غول مین رہنے ندین گے فقط اسی وجہ سے کہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

معرفت اوسکے اونکو حاصل نہین جب حیوانون مین بھی یہ امر ضرور ہے
تو انسان جو مدرک کلیات وجزئیات ہے بقوت عقل و تمیز
رکھتا ہے کیونکر بے معرفت کے الفت و محبت کرسکتا ہی تو پس
خداوند عز وجل کی محبت بھی بدون معرفت ذات و صفات
کیونکر ممکن ہے ۔ اور یہ بات سوا عالم ربانی کے کسیکو حاصل
نہین پس خدا کی محبت بھی سوا اوسکے کسیکو حاصل نہین حالانکہ دنیا میں
ایک بڑا حصہ خلقت کا مدعی محبت خدا کا ہے عام اس سے
کہ کسی مذہب کا پابند ہو مسلمان ہو یا ہندو دعوائے محبت حضرت
حق سبحانہ کرتا ہے حالانکہ اگر معرفت کی نظر سے دیکھیے تو
کچھ بھی نہین نام پر مرتے ہین بے سمجھے بوجھے دعوائے زبانی
کرتے ہین ۔ خدا شناسی کا دم بھرتے ہین بقول مصلح الدین
سعدی شیرازی ؎ کہ بے علم نتوان خدارا شناخت
ہرگز آثار عرفان و معرفت کا انمین اثر بھی نہین ان لوگون
کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص تصویر مٹی کی بنا کر کسیکے سامنے
رکھدے اور کہدے کہ یہ تمہارا بادشاہ ہے اسکی اطاعت
کرو اس سے محبت بہم پہونچاؤ اور وہ بے سمجھے اندہون
کیطرح بادشاہ کا خطاب دیدے اور اوسیطرح اطاعت

کرے تو ایسے شخص کو دیکھنے والے ارباب بصیرت بالکل
عقل کا خام ہستی کا ڈھیر خاک کا پتلا کہین گے آدمی کیونکر
سمجھ سکینگے یہی کیفیت ہے دعوائے محبت باری تعالے
کی کہ جو تصویر اونہون نے اپنے خیال مین بنائی ہے اوسی کی
وجد کرتے ہین اوسیکو خدا سمجھتے ہین اوسکی تعمیل اوامر کرتے
ہین حالانکہ اگر دیکھیے تو صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ
اوسی مادۂ غذائی کا جوش ہے جو بسبب کثرت ریاضت
و تنگی غذا کے جل بھن کر سودا ہو گیا ہے تخیلات فاسدہ
و اوہام کاسدہ پیدا کرتا ہے ایسا شخص انسانیت و آدمیت
سے درگذرتا ہے بیکار محض ہو جاتا ہے نظم عالم کا مخل ہے
جو فی الحقیقت عارف بحق و دانندۂ اوصاف باری
تعالے ہین بہت ہی کم ہین بلکہ نایاب بلکہ معدوم ایسے
لوگون سے طاعت و تعظیم مفارقت نہین کرتی —
اور اس مرتبہ تک کوئی مرتبہ محبت کا نہین پہونچ سکتا
ہان اوسکے قریب اگر ہے تو محبت والدین کی
کہ بعد خدا کے پھر والدین سے بڑھکر کوئی نہین ہے اگر کچھ
مرتبہ والدین کے برابر ہے تو معلم کی محبت کا اسوجہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

که اگر والدین باعث ایجاد ہیں تو معلّم باعث ادراک
عقل و تمیز بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ محبّت خدا کے
حاصل ہونیکا وسیلہ معلّم ہوتا ہے اسوجہ سے کہ محبّت خدا بغیر
عرفان کے ممکن نہیں عرفان بے علم کے نہیں علم بے معلّم کے نہیں
ہوسکتا پس محبّت خدا منحصر ہوئی معلّم کی تعلیم پر جسطرح والدین
سبب اوّل خلقت جسم ہیں اور جسم محل محبّت ہے پس جسطرح
باپ ماں سبب وجود ہیں معلّم سبب تمیز و عقل ہے سکندر سے
کسینے پوچھا کہ آپ معلّم کی تعظیم باپ سے زیادہ کیوں کرتے
ہیں سکندر نے جواب میں کہا کہ باپ سبب ہے حیات
فانی کا اور معلّم باعث ہے حیات باقی کا۔ بعض کتب میں یہ
حکایت ان الفاظ سے ہے کہ سکندر نے یہ کہا کہ باپنے
مجھے آسمان سے اوتار کر زمین پر پہونچایا اور معلّم نے زمین سے
آسمان پر مطلب ایک ہے یہ استعارہ ہے وہ حقیقت ہے
اسیوجہ سے حکماء اخلاق فرماتے ہیں کہ معلّم کا رتبہ باپ سے
اوتنا ہی افضل ہے جتنا جسم و نفس کے مرتبے میں فرق ہے
اسی باعث سے حقوق معلّم روحانی ہیں اور حقوق پدر جسمانی
خیال فرمائیے کہ اگر معلّم نے اسے حکمت و عقل نہ تعلیم کی ہوتی

تو یہ بات سب محبت کی تمیز کیونکر کرتا ہے ہیچ ایک کے حقوق کو
دوسرے کی طرف بنسبت دنیا خلاف عدل ہے مثلاً جو محبت سبب
کی ہے وہ مسبب کیواسطے قایم کرنا شرک ہے یعنے جو محبت خدا
کیواسطے لازم ہے وہ والدین کے حق میں مرعی رکھنا شرک محض
ہے جو محبت والدین کیواسطے لازم ہے اوسی رئیس بادشاہ وغیرہ
واقربا کے حق میں استعمال کرنا بالکل جہل ہے بلکہ ہر ایک کے مرتبہ کو علیحدہ
رکھنا چاہیے اور ایک کو دوسرے سے تمیز دینا چاہیے کہ خلط وخبط کی
ملامتیں و شکایتیں اور بدنظمیاں پیدا ہوجاتی ہیں نظم عالم میں خلل پڑنے کا
سبب اسکا محض خرابی تربیت و جہل ہے اگر ان امور سے عالم
تو ہر ایک کے حدود کو قایم رکھ سکتا ہے دوستوں عزیزوں کے
حقوق کی رعایت کر سکتا ہے تقدیم و تاخیر میں ظالم نہوگا تلف
حقوق کا الزام نہ اوٹھائیگا — عوام خلق اکثر ایسا جانتے ہیں کہ ظالم
وہی ہے جو کسیکا مال چھین لے یا مارے پیٹے حالانکہ زر وسیم کے
حق سے یہ کہیں بڑھا ہوا ہے ایسا شخص جو حقوق میں ظلم کرتا ہے
اوس شخص سے جو مال میں ظلم کرتا ہے بدرجہا بدتر و مذموم ہے
بلکہ فی الحقیقت خائن اور بددیانت اوسیکو کہنا چاہیے جو حقوق میں
خیانت کرے — حکیم اوّل کا قول ہے کہ محبت مغشوش یعنی کھوٹی

جلسۂ پنجم قانونِ تمدن

دوستی کہیں بدتر ہے کھوٹے روپے سے کھوٹی محبت جلد خراب ہو جاتی
ہے بہ نسبت سکۂ مغشوش کے پس عاقل کو ہر بات میں نیت خیر
رکھنا حدود و مراتب ہر قسم کے درمیان رکھنا۔ تفاوت و تخالف سے
پرہیز کرنا لازم ہے۔ پس دوستوں کا مرتبہ اپنے نفس کے برابر سمجھنا
چاہیے یعنی جن امور کو اپنے نفس کے لیے محبوب رکھتا ہے دوستوں
کیواسطے بھی محبوب رکھے اور جن باتوں کو اپنے واسطے مکروہ سمجھتا
اونکیواسطے بھی پسند نکرے اپنی اچھی باتوں میں اونکو شریک کرے
اپنی برائیوں کو اون تک پہونچنے نہ دے۔ شناساؤں اور آشنایان
ملاقاتیوں کو اوسکے کم درجے پر رکھے مگر دیگر مراتب میں دوستوں کے برابر
کے برابر جانے اس بات میں ہمیشہ توجہ کرے کہ ملاقاتیوں کی درجہ
سے نکالکر اور مراعات عرفی سے تجاوز کرکے حقیقی دوست بن جانا
اور رتبہ صداقت پیدا کریں تا اسکی نیکی کامل طریقے سے اون سب
تک پہونچ سکے اور اونکا فائدہ اس تک پہونچے۔ **حکایت**
کسی نے سکندر سے پوچھا کہ اکثر بلاد ربع مسکون پر آپنے سلطنت
و حکومت کیونکر حاصل کی اور اتنے بڑے تختۂ زمین کو کیونکر مسخر
کر لیا سکندر نے کہا کہ فقط اس اصول کی پابندی نے مجھے اس
درجہ تک پہونچایا کہ میں نے دوستوں کو اپنی شفقت و محبت سے

کامل کرلیا اور کسیوقت مین اپنا دشمن ہونے نہین دیا اور دشمنون کو
بذل وکرم و عفو وعطا سے اپنا دوست بنالیا پھر کسی سے مخالفت
باقی نرہی کیا خوب کسی شاعر نے کہا ہے ؎ آسایش دوگیتی تفسیر این
دوحرف است ٭ بادوستان تلطف بادشمنان مدارا ٭ اور زیادہ تفصیل
اس مطلب کی اور شرائط دوستی کے اور طریقہ آپس کے میل جول کا
انشاء اللہ مابعد مین ذکر کیا جائیگا الحاصل محبت کا بڑھانا اور دوستونکا
زیادہ ہونا علامت نکوئی وصلاحیت وحسن اخلاق ہے جسکی
دوست دنیا مین زیادہ ہین وہی زیادہ سعید اور ہر طرح کا
کمال بھی اوسیکو حاصل ہوسکتا ہے جسقدر جسکے دوست کم ہین
اوتنا ہی وہ حکم شرارت مین داخل ہے اسلیے کہ شریر بالطبع محبّت
سے کنارہ اور نفرت کرنیوالا ہے شرائط محبّت مین کوتاہی
پہلوتہی سستی بے پروائی کرتا ہے دوست نالان وشاکی ہوتے
ہین آخر کو دوستی سے کنارہ کرتے ہین سبب اسکا یہی ہے کہ
وہ خیر وشر مین تمیز نہین کرسکتا نفع نقصان سے غافل فوائد
علم وحکمت سے جاہل وہ اصلی ردائت وخرابی جو بسبب اخلاق
بدوسوء تربیت وغیرہ کے اوسکے قلب مین راسخ ہوگئی ہے
باعث ہوتی ہے اس امر کا کہ اچھے کامون سے طبیعت اوسکی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بھاگے گی - اپنے نفس کیواسطے بجز سوا اون باتون کے جنکا عادی
ہو گیا ہے کسی صورت سے اکتساب کسی فضیلت و کمال کا پسند
نہین کرتا بلکہ اگر ایسا موقع او محل ہم پہونچتا ہے تو حذر کرتا ہے
پہلو تہی کر جاتا ہے ایسے لوگون سے جو صاحب فضائل و محبت
ہوتے ہین نفرت کرتا ہے دور دور بھاگتا ہے جیسے کوئی کاٹے
کہاتا ہے ہمیشہ اسی فکر مین رہتا ہے کہ اپنی ہی تن پروری
و خواہش پسندی و اطاعت نفس امارہ و رضا جوئی طبیعت
و متابعت مادۂ شہوانی و لذائذ نفسانی کا درپے رہے کچھ اوسکو
اس سے غرض نہین کہ انجام اسکا کیا ہے کیا کرتا ہون کس راہ چلتا
ہون مثل چاہتے مردہ دوزخ مین جائے چاہے بہشت مین اوسکو
اپنے حلوے مانڈے سے غرض ہے اپنی لذت طلبی مین ایسا ڈوبا
ہوا ہے کہ دریائے غفلت و بیہوشی سے اوبہرتا ہی نہین ایسا
بیہوشی کی نیند کا ماتا ہے کہ آنکھ ہی نہین کھولتا رات دن شراب
خود پسندی مین الست پڑا رہتا ہے - اور نہین چیزون کو پسند
کرتا ہے ویسی ہی لہو لعب کو بہتر سمجھتا ہے جو اوسکو چوکنے ندین
بلکہ نشا غفلت تہ بتہ کرکے دو آتشہ کردین اسوجہ سے کہ اگر ہوشیار
ہو جائے عقل اپنا کام کرنے لگے تو سب سے پہلے عقل اسی بات کا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حاصل کریگی کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح پر آمادہ ہو یہ امر اوسکے منتہا کی اذیت
کا ہو گا پس کا ہیکو وہ ہوش مین آئے جو اپنی اذیّت کا متحمّل ہو عقل کو بالائے
طاق رکہکے غافل خراٹے لیتا ہے ایسا شخص اونہین لوگون کو
دوست رکہیگا جو اوسکو اوسی حالت مین پڑا رہنے دین اوسکی
اوسی کیفیت کو پسند کرین لذت بہی اوسکی اوسی چیز مین ہوگی
جو اوسے بیخود رکہے اپنی عمر کو اسی حالت زشت مین رائیگان کریگا
اوسی کو سعادت سمجہیگا ایسے شخص کو بہت سے امراض نفسانی
پیدا ہو جاتے ہین جنکو وہ نہیں جانتا جیسے حزن و غضب و خوف
اسوجہ سے کہ ایسا شخص قوتہائی متضادہ غیر مرتاض کا جاذب
چاہتا ہے یعنے ایک حالت مین ایسی چیزونکا جمع ہونا چاہتا ہے
جنکا جمع ہونا از روے حکمت کے غیر ممکن ہے جیسے قوت شہوت
و طلب کرامت کہ بے رفع شہوت کے کرامت حاصل نہین ہوتی
پس اسکے حاصل نہونے سے رنج اوٹہاتا ہے غصّہ کرتا ہے عادت
کے تغیر مین خوف اضطراب طبیعت کا ہے اضطراب طبیعت
کا موذی ہے خلاصہ یہ کہ ایسے شخص کو اپنی حالات کی تمیز
نہین باقی رہتی اسوجہ سے کہ بسبب اشتغال لہو و لعب کے
خود توجّہ نہین کرتا اہل صحبت بہی مثل اوسکے ہوتے ہین وہ

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کا ہیکو طمع کرنے لگے بلکہ وہ اپنی خودغرضی سے زیادہ تر اسکی آتش
ہوا وہوس کو بھڑکاتے رہینگے تا اینکہ جل بھنکر خاک سیاہ ہو جائیگا
خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بن جائے ایسا شخص گو
ظاہر میں نفس پرور ہے مگر حقیقت میں وہ اپنا آپ دشمن ہے
اپنی ذات کو ہرگز دوست نہیں رکھتا اگر محب ذات ہوتا تو
اوسکی بہتری کا خواہان ہوتا پس جب وہ اپنا ہی دوست نہیں تو
کسی دوسرے کا کیا ہوگا بقول شاعر ع آنکہ خویشتن گم است کرا
رہبری کند * جب یہ کسیکا دوست نہ ٹھہرا تو اور کوئی کا ہیکو
اسکا دوست ہوگا عالم میں کوئی اوسکا خیرخواہ اصلی نہ ٹھہریگا
تا اینکہ اوسکا نفس بھی اوسکا خیرخواہ حقیقی نہیں ہے انجام
ایسے شخص کا سوا ذلت و حسرت و افسوس کے کچھ نہیں
المختصر محبت کا کثرت سے ہونا اور تعداد دوستوں کی زیادہ
ہونا ایسی چیز ہے جسکی فضیلت ان کتابین جملوں میں بالتمام
کافی ووافی نہیں نیک لوگوں کی دوستی سب طرح سے محکم ہے
خود وہ بھی اپنی ذات کو نفع پہونچاتے ہیں اور غیر کا فائدہ
بھی اونسے نکلتا ہے غیر لوگ بھی اونکو بدل وجان دوست
رکھتے ہیں اور اونکے فائدون کے حاصل کرنے کے ساعی ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

رہتے ہیں باہم ترابط محبت و صداقت کو عمدہ طور سے ادا کرتے
ہیں نظم عالم کو درست و صحیح کرتے رہتے ہیں - ایسے اشخاص جنسے
احسان پسند اور جزو نافع ہیں بالقصد بہی اور بغیر قصد بہی سوجہ سے
کہ بسبب ملکۂ نیکی و احسان کے افعال اوسکے مرغوب طبائع عقلا
ہوتے ہیں بالذات محبوب ہوجاتا ہے جو شخص اوسکی اچھائی کا
حال سنتا ہے تشنہ و فریفتہ ہو کر بے دیکھے بے پہچانے مداحی کرتا ہے
ایک عالم اوسکے اوصاف حمیدہ کے اثر سے خیرخواہ اوسکا بنا
ہوا ہے ہر شخص کے دل میں وقعت و عزت اوسکی سمائی ہے
جہان تک صیت محاسن اوسکے پہونچتے جاتی ہے وہان تک
لوگ مسخر ہوتے جاتے ہیں احسان اوسکا پہیلتا جاتا ہے
جمع کثیر و جم غفیر کو مطیع و منقاد کر لیتا ہے - یہی وہ
احسان ہے جو زوال و فنا سے محفوظ ہے جبتک ہستی ہے
تب تک نام اوسکا باقی ہے اگرچہ خود فنا ہوگیا مگر آثار اوسکے
زندہ ہیں - بخلاف اون احسانات کے جو کسی غرض منفعت
یا لذت کو شامل ہوتے ہیں جبتک وہ غرض رہتی ہے
احسان بہی رہتا ہے اودہر غرض نکل گئی احسان بہی محو
ہوگیا - ایسے ہی احسان کے بابت یہ ارشاد ہے دبّ الصنیعة

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

اَصْعَبُ مِنَ ابْتِدَائِهَا یعنے صاحب احسان بالغرض کو تمام کرنا
اور باقی رکھنا احسان کا زیادہ دشوار ہے بہ نسبت ابتدا کے
بقول شاعر ؎ کہ عشق آسان نمود اوّل ولے افتاد مشکلہا ** اسیو
سے کہ غرض جو باعث احسان کی ہے باقی نہیں رہسکتی بلکہ بہت
جلد فنا ہو جاتی ہے تو فانی چیز کا باقی رکھنا بیشک سخت دشوار
ہوگا اسی باعث سے یہی محبت جو احسان بالغرض کیساتھ
ہوتی ہے لوامہ کہلاتی ہے اور محبت احسان کرنیوالی
کی احسان اوٹھانیوالے سے زیادہ ہوا کرتی ہے۔
قرض دینے والا ہمیشہ قرض لینے والیکا بہی خواہ اور خیر طلب رہیگا
اس لیئے کہ اگر وہ سلامت رہیگا اور مرفہ الحال ہوگا تو اوسکے
قرضہ کو ادا کریگا اگر مفلوک ہو جائیگا یا گذر جائیگا تو پھر قرض
اوسکا ایسا ہوگا جیسا دریا برد ہو جائے تو بیچارہ قرض دینے والا احسان
بھی کرتا ہے دعا بھی اوسکے بقا و ثروت کی مانگتا ہے تا اپنے مطلب
کو حاصل کرے مگر قرض لینے والیکو اتنی توجہ نہیں ہوتی حالانکہ
مرہون منت ہے اوسکو زیادہ تر لازم تھا حکیم اوّل کا قول
ہے کہ ہدایت کرنیوالا ہدایت کے قبول کرنیوالے کو زیادہ دوست
رکھتا ہے اگرچہ کوئی توقع دنیاوی اوس سے نہ رکھتا ہو سو جو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کہ جب کوئی شخص کوئی اچھا کام کرتا ہے تو اپنی بنائی ہوئی چیز کو
دوست رکھتا ہے جب اوس چیز کو بسبب خوبی کے دوست
رکھیگا تو خوبی بھی زیادہ ہوگی جب خوبی بڑھ جائیگی تو وہ محبّت
جو خوبی کے ساتھہ تھی بڑہیگی اسیطرح جس شخص کو نصیحت کرتا ہی
اور وہ قبول کرتا ہے نصیحت کرنیوالیکو اوس سے الفت زیادہ
ہوتی ہے بسبب اسکے وہ امر نیک اوسمین اسکے سبب سے
پیدا ہوا ہے پس گویا اسکی بنائی ہوئی چیز ہے جب اوس امر کو
باعث الفت سمجھیگا تو زیادہ توجّہ کریگا تا انیکہ روز بروز محبّت
ترقی کرتی جائیگی جیسے معلم کو طالب العلم سے الفت ہوجاتی ہے جتنا
طالب علم کمال حاصل کرتا جاتا ہے الفت زیادہ ہوتی جاتی ہی
اسوجہ سی کہ محنت مشقت معلم کی طالب علم مین موثر ہوئی دستور ہے
کہ جس چیز پر زیادہ انسان مشقت کرتا ہے وہ زیادہ محبوب
ہوتی ہے اور اوسکی قدر بھی نگاہ مین زیادہ سماجاتی ہے —
جیسے انسان کو اوس مال سے زیادہ الفت ہوتی ہی جسکو بزور قوت
بازو پیدا کیا ہو سر کا پسینا پاؤں تک بہاکر سفر دور دراز اختیار
کرکے مسافرت کی تکلیفین اوٹھاکے پرائی اطاعت وفرمان برداری
جھیل کے حاصل کیا ہو سرگز اوسکے خرچ کرنےمین بیدردی نہ کریگا بڑی

نسبت سے نہ ہوگا انتہا کی ضرورت کیوقت صرف کریگا نسبت
اوس مال کے جو باپ دادا کی کمائی سے حاصل ہو یا گڑا ہوا خزانہ
ملجائے یا بادشاہ اور وزیر و امیر انعام کے طریقے پر دیدے اوسکی قدر
اتنی نہوگی مثل مشہور ہے باپ کے مال پر آنکھین لال۔ اسیوجہ سے
ماں کو بیٹے سے زیادہ الفت ہوتی ہے کیونکہ باپ سے زیادہ
ماں مصیبتین اوٹھاتی ہے بڑی بڑی سختیان جھیلتی ہے مگر اوسکو
تکلیف نہین ہوتی بالکہ وہ ریاضتین کرنی نہین پڑتین اسیوجہ سے
اوتنی محبت بھی نہین ہوتی۔ یہی باعث ہے کہ جس شعر میں شاعر کو
زیادہ غور کرنا پڑتا ہے وہ شعر اوسے بہت عزیز ہوتا ہے جیسے کہ
اولاد اپنی اسنے کلام کو کہتا ہے خود ہی کے زیادہ ملال کی بھی
وجہ تھی۔ یہی سبب ہے شاعر اپنے کلام کو پسند کرتا ہے غیر کے
کلام کو اسقدر پسند نہین کرتا اسیطرح جس چیز مین زیادہ محنت ہوتی ہے
زیادہ عزیز ہوتی ہے پس محسن کی محبت کی زیادتی بھی انہین وجوہ
سے ہے اور محسن کے محبتون کے اسباب بھی اکثر مختلف واقع
ہوا کرتے ہین کبھی احسان از روے حسن نیت یعنے از روے
ملکۂ آزادی طبیعت بلا کسی خیال کے فقط اپنی عالی ہمتی سے کرتا
ہے کبھی احسان بخواہش ذکر جمیل کرتا ہے تا اوسکا ثواب حاصل کرے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اور کبھی انسان بطمع ریا تو کون سکو دکھانے بکلمات مدح و ثنا سنے سنے کے
کے واسطے کرتا ہے مگر ان تینون قسمون مین قسم اول یعنے حریت زیادہ
افضل ہوتی ہے اسوجہ سے کہ جب ملکہ جود وسخا بدل وعطا طبیعت
مین پیدا ہو جاتا ہے تو ذکر جمیل خود ہی ہو جائیگا آپسے آپ نام بھی
بلند ہو گا۔ اگرچہ مقصود اوسکا نہو۔ اب دیکھنا چاہیے کہ انسان
اپنے نفس کے ساتھہ احسان کیونکر کرتا ہی اور مقصود اوسکا کیا ہوتا ہی
یہ سابق مین مشرحاً بیان ہو چکا ہے کہ دنیا مین کوئی شخص کسی چیز کو
اپنے نفس سے زیادہ دوست نہین رکھتا تو احسان بھی اپنے نفس کے
ساتھہ زیادہ کریگا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسباب دوستی کے
تین ہین یا خیر منشا دوستی کا ہے یا نفع یا لذت۔ پس جو شخص ان اسباب
کی تفصیل سے واقف نہین اور انکی کیفیت و ماہیت سے خبردار
نہین ایک کو دوسرے سے تمیز نہین دے سکتا بھلے کو برے
سے علیحدہ نہین کر سکتا وہ یہ بھی نہین جانتا کہ مین خود اپنے نفس کے
ساتھہ کیسی محبت و شفقت اور کسطرح کا احسان کرون اسیوجہ سے
اکثر لوگ ناسمجھی کی حالت مین اپنے نفس کو لذت کا عادی کر دیتے
ہین بعضے نفع کے امیدوار بناتے ہین بعضی بزرگی کے طالب
ہوتے ہین کسوجہ سے کہ وہ خیر کی ماہیت ہی نہین جانتے اور اسکے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

نتیجے پر مطلع نہین جو لوگ کچھہ بھی خیر کے فائدون سے خبردار ہو چکے ہین
اوسکے اچھے اچھے اور عمدہ عمدہ پہلوون کا ذائقہ چکھہ چکے ہین اونکی عقل و فہم کو
ثمرات خیر کی چاٹ پڑ گئی ہے تو خیر کی لذت سے بڑہکر کوئی لذت
بہتر نہین جانتے دنیا کی ساری نعمتون مین سے اسیکو سب پر فائق سمجھتے
ہین جو جو مزے اسمین حاصل کرتے ہین اوسکا ایک ادنے شمہ بھی
دوسرے مین نہین دیکھتے اونکی نزدیک خیر سے بڑہکر کوئی پایندار مزہ
اور دنیا کا کوئی حظ نہین ہے اسی لذت کا نام محاورۂ حکما مین لذت
الٰہی ہے صاحب اس سیرت کا مقتدی ہے افعال پروردگار کا متمتع
ہے لذات حقیقی سے۔ ایسے ہی شخص سے عام فیض جاری ہوتا ہے
دوست دشمن سبھی مستفید ہوتے ہین دریا کیطرح ہر پست و بلند کو
سیراب کرتا ہے تمام خلق اوسکی مطیع و فرمان بردار ہوتی ہے اسلیے
جو کام وہ کر سکتا ہے اوسکو ابنائے جنس نہین کر سکتے بسبب اوسکی
ذاتی بزرگی و شہامت کے۔ اسقدر جو فقیر نے بیان کیا اجمال
و تفصیل ہے قول معلم اول بو نصر فارابی کی جب حضرات ناظرین اصل
کتاب کے مطالب غامضہ کو مطالعہ کرینگے اس دردسری
فقیر کی داد دینگے۔ بالآخر جب اکثر اصناف محبت کو فقیر بیان
کر چکا تو اب موقع اس بات کا ملا کہ محبت حکمت کو بھی عرض کرون

جلسہ پنجم قانون تمدن

اس لیے کہ وہ بہی لوازم محبت سے ہے پس مخفی نرہے کہ بدن انسان
مین ایک جزو لطیف ایسا خلق کیا گیا ہے جو پاک و پاکیزہ ہے کثافت
سے اور منزہ ہے شوائب جسمانی سے توجہ اوسکی ہمیشہ امور عقلی و مفاہیم
نفس الامری کی طرف رہتی ہے اصطلاح حکمائے اخلاق مین اوسکا
نام جزو الٓہی ہے بسبب اُسکے پاک و پاکیزہ اور مائل الی الخیر ہونیکی
پس جب یہ جوہر اپنی اصل کی طرف توجہ کرتا ہے یا اپنے ہمجنس کی
صحبت سے مستفیض ہوتا ہے اوسوقت اسمین ایک کیفیت اثر
پیدا ہوتی ہے اوسیکو محبت حکمت استعمال کرتے ہین یہ قسم محبت
کی قریب قریب ہے اوس محبت کے جو محض خیر کے مادہ سے
پیدا ہوتی ہے جیسا سابق مین مفصلاً گزارش کیا گیا ہے یہ محبت
کل محبتون سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ہے نہ تو اوسمین درانداز ی کو
دخل ہے نہ فتنہ پردازی کی گنجایش ہے نہ کوئی تحصیل منفعت و
لذت بالذات شریک ہے جسکی فنا پر اسکو فنا ہو جاے جبتک
یہ مادہ حکمت باقی ہے اسکا میلان اپنی اصل کی طرف ہوگا وہی
محبت حکمت ہی ہیں اسکو زوال کسیطرح نہین ہوسکتا الا اوسوقت
مین کہ استعمال امر کا بسبب کثافت رذائل چہوڑ دیا جاے۔ ہر چند اس
محبت کیواسطے کچہہ تحصیل اخلاق انسانی کی بالذات ضرورت

جلسۂ پنجم قانونِ تمدن

نہین ملکہ ذکاء و پاکیزگی نفس نہین حاصل ہوسکتی بغیر اسکے کہ اخلاق
درست ہون اور بغیر صفائی نفس کے یہ تہذیب بھی کمال کو نہین
پہونچتی پس بالواسطہ اسکو اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس
شخص کو ایسی محبت حاصل ہوجاتی ہے وہ ہمیشہ اپنے نفس کیطرف
متوجہ رہتا ہے طبیعت سے ہر کہ آرائی و جنگ آزمائی کرتا رہتا ہے
ریاضت سے قوی کی تکمیل کرتا ہے آخر مین اوسکو یہ کمال بہم پہونچتا ہے
کہ نفس اوسکا مثل فرشتگان مقرب کے منزہ ہوجاتا ہے اور اوسکو
قفس کالبد سے نجات حاصل ہوئی اور وہ بکمال احتفاظ نعمات سرمدی
و راحات ابدی سے فائز ہوگیا۔ حکیم ارسطاطالیس لکھتے ہین کہ پوری
پوری اپنے کامل حد کی سعادت کسیکو حاصل ہو ہی نہین سکتی سوا
ملائکہ مقربین بارگاہ صمدی کے بلکہ آدمیون کی تشبیہ ملائکہ سے
نہایت نامناسب ہے اس لئے کہ ملائکہ کو خلط و ارتباط کی حاجت
نہین آپس مین لین دین کے معاملات نہین کرتے ایک دوسرے
کے پاس امانت نہین رکھتا ایک دوسرے کا قرضدار نہین کوئی
کسی سے منفعت کا طالب نہین لذت کا خواہان نہین تجارت
کی ضرورت نہین رکھتے جب آپس مین سے ایک بات بھی اونکے واسطے
لازمی نہین ہے تو وہ عدالت کو کاہے مین صرف کرینگے اور کیون

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کسی پر ظلم کرنے لگے - جب اونہیں کسیکا خوف و خطر نہیں ہے کوئی
اونکا مزاحم نہیں کسی سے ڈرتے نہیں تو اونہیں شجاعت و بہادری
کی کیا احتیاج - جب ایک دوسرے کا محتاج نہیں تو یہ اوسکو
کچھہ نہ دیگا وہ اسکو نہ دیگا زر و سیم کا اونکے یہاں خرچ ہی نہیں
تو سخاوت کی کیا ضرورت ہوگی - جب اونہیں بالاصل کسی
قسم کی شہوت خلق ہی نہیں ہوئی دنیا کی کوئی خواہش رکھتے ہی
نہیں تو عفّت بھی لازم نہوگی پس وہ فضائل انسانی کی احتیاج
بھی نہ رکھیں گے - اور جناب اقدس الٰہی کی بارگاہ میں اونمیں سے
کسی فضیلت کی نسبت بطور حقیقت جائز ہی نہیں بلکہ اس قسم کے
جملہ الفاظ و معانی سے ذات پاک اوسکی برتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے
کہ درگاہ حق سبحانہ و تعالےٰ میں کسی بسیط چیز یعنے خالص غیر مرکب
کو دخل ہو ہی نہیں سکتا اس فقرے سے اشارہ ہے اسطرف کہ
کوئی صفت یا اضافت ایسی جو مخصوص ذات حضرت رب
العزت ہو اور جملہ امور عقلی و صفات خیر سے متشبہ نہو ہمارے
اوہام سے دور ہے بلکہ ایسا خاص الخاص امر ہم پیدا ہی نہیں
کرسکتے اسوجہ سے کہ ہماری قوت مدرکہ اوس حد تک نہیں
پہونچ سکتی جو مجسمات و محسوسات کے لگاؤ سے مبرا ہو بلکہ ہمارے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

فہم فقط اونہین چیزون تک پہونچتے ہین جوان محسوسات سے بطور
قیاس پیدا ہوتے ہین جیسے ایک حدیث مین ہے کہ چیونٹی کو یہ گمان ہے
کہ خدا کی معاذ اللہ دو سونڈین بہی ضرور ہین اسلیے کہ اس وصف کا جو
اوسکے واسطے کمال ہے کسی چیز مین نہونا عیب جانتی ہے تو خداوند
کریم کیواسطے بہی اوسکا نہونا باعث نقص سمجہکر اثبات اس بات کا
کرتی ہے یہی منشا ہے جناب امیر المومنین علیہ السلام کے اس فقرہ کا
وَكَمَالُ تَوحِيدِهِ نَفْيُ الصِّفَاتِ عَنْهُ یعنی توحید کا کمال یہ ہے
کہ کلیۃً صفات کی نفی کیجائے خلاصہ یہ ہے کہ ہماری عقل وفہم سے
معرفت کمال حق سبحانہ وتعالے بعید ہے ہر شخص اپنی اپنی سمجھ
کے موافق ایک ایک صفت ثابت کرتا ہے یہی مفہوم معلوم
ہوتا ہے قول ارسطاطالیس کا پہر کہتے ہین کہ جب معرفت مقتضاے
کمال انسانی کسیکو حاصل ہوجاتی ہے اور اون مراتب تک پہونچ
جاتا ہے جو حد درجہ کے ہین انسان کیواسطے اور سعادت حقیقی
وخیر اصلی کو پہچان لیتا ہے تب اوسے محبت حکمت کا رتبہ حاصل
ہوتا ہے اور یہی کمال ہے انسان کا اسیوجہ سے کوئی دوسرا
شخص اس محبت کو ہم نہین پہونچا سکتا مگر حر بالطبع یعنے جسکے
مادہ مین رذیلت وخساست نہو اور جو اشخاص اس فضیلت سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بہرہ یاب ہوتے ہین اور اس نعمت عظمے سے مستفید ہین وہ ہمیشہ بقدر
اپنی قدرت و قوت کے طالب رضا رہتے ہین طاعات و عبادات مین
نہایت سعی بلیغ کرتے ہین اپنے جملہ افعال ارادی مین پیروی و اقتدا
کرتے ہین افعال حضرت رب العزت کے تا بروقت انتقال راحت ابدی
و آسایش سرمدی و استحقاق مصداق لفظ محبت حاصل کرین ۔
اسکے بعد چند فقرے ایسے لکھے ہین جنکے ادا کرنیکی مجال ہمین نہین ہے
اور ہم اپنی زبان قلم سے ویسے الفاظ ادا نہین کر سکتے مگر بمقتضاے
نقل قول فقیہ دوسرے عنوان سے عرض کرتا ہے ۔ حکیم ارسطا طالیس
کا یہ منشا ہے کہ جب یہ حالت پیدا ہوجاتی ہے تو انسان کو خداوند
کریم سے وہ مرتبہ حاصل ہوجاتا ہے جیسے برابر کے دوستونکو اسیوجہ سے
پھر اپنے بندہ محبوب کے ساتھ احسانات کرتا ہے ۔ یہی وجہ
ہے کہ جب کسی حکیم کو محبت حکمت پیدا ہوجاتی ہے تو عجیب عجیب
طرح کی لذتین اوسکو حاصل ہوتی ہین اور بڑے بڑے امور مسرت خیز
کا لطف اوٹھاتا ہے اور جب کسیکو اس محبت کا کمال حاصل ہوجاتا ہے
اور حقیقت حکمت کو دریافت کرلیتا ہے تو اوسکے روبرو کوئی لذت
و نعمت اسکا مقابلہ نہین کرسکتی اوسکے ایک ایک لمحے کے لطف کے
مقابل مین روے زمین کی سلطنت برابر نہین ہوتی اور کوئی چیز عالم کی

اوسکو پہلے نہین معلوم ہوتی سو حکمت کے آسوجہ سے کہ وہ لذت روحانی اوسکی باقی اور پایدار ہے - پہر آسکے بعد تحریر کرتے ہین کہ جب یہ مقدّمات معلوم ہوچکے تو اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ وہ حکیم جسکی حکمت سب سے زیادہ کامل و تمام ہے وہ حضرت حکیم مطلق ہے - دوست بہی رکہیگا اوسے کوئی شخص مگر جسکا مادّہ طبیعت جید ہوگا وہ ہر وقت فرحناک و بشّاش رہیگا اپنے حظِّ روحانی کے سامنے کسی الم کی حقیقت نہ سمجہیگا اسیوجہ سے یہ سعادت انسانی کل سعادتون سے بہتر ہے بلکہ حق تو یہ ہے کہ یہ سعادت انسان کی امکان سے باہر ہے اسوجہ سے کہ حیات طبیعی و قوائے نفسانی سے یہ حکمت محبت مبرّا و منزّہ ہے بلکہ بالکل علیحدگی کہتی ہے بلکہ مخالف اوسکے یہ بات محنت و مشقت سے حاصل نہین ہوسکتی ہے ؏ این فضیلت بزور بازو نیست * تا نہ بخشد خدائے بخشندہ یہ عنایت حضرت پروردگار عالم ہے اوسی شخص کو عطا کرتا ہے جسکو اسکے قابل جانتا ہے کسیکو اپنے بندون مین سے چن لیتا ہے اور اس فضیلت سے مخصوص کرلیتا ہے - ہان علاوہ اون برگزیدگان مقرّب بارگاہ کے اوس شخص کو بہی یہ فضیلت حاصل ہوسکتی ہے جو تعب و مشقّت پر مداومت کرے اور صبر و رضا کو اپنا شعار کرے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جو جو تکلیفین پیش آوین اونکو جھیلکر اپنے مقصود کو حاصل کرتا رہے
اس لیے کہ اگر وہ ان مصیبتون اور مشقّتون پر صبر نکریگا تو گویا راحت
طلب ہوگا اور راحت نہ کسی سعادت کا مادّہ ہے نہ کسیطرح
کے کمال کا سبب ہے۔ راحت طلب اور آسایش پسند وہی
شخص ہوگا جو کاہل ہو ایسا آدمی طبیعی الشکل بہیمی الاصل ہے یعنے
صورت تو اوسکی آدمیون کی ہے مگر سیرت جانورون کی ہے
ایسے ہی آدمیون کا حکم غلامون اور لڑکون کا ہے بلکہ اونسے بھی
بدتر بلکہ وہ آدمی ہی نہین یہ لوگ کبھی سعادت حاصل نہین کرسکتے
نہ اونکو سعید کہنا چاہیے۔ عقلا و فضلا کی ہمّتین کبھی اسطرف
متوجہ نہین ہوسکتین اونکی ہمتین بلند ہین ارادے عالی ہین طبیعتین
جودت پر ہین وہ ایسی پست حوصلگی کا ہیکو کرنے لگے انکا دا اونکی
ایسے نشیب تک کیون پہونچے گی۔ یہان تک خلاصہ کلام تھا
ارسطاطالیس کا جسکو فقیر نے حتے الامکان صاف کرکے عرض
کیا ہے بےتکلف ترجمہ و محنت فقیر کی مقابلہ پر معلوم ہوگی حکیم اوّل
کہتے ہین کہ ہرچند انسان آدمی بنایا گیا ہے مگر ہمت اوسکی آدمیون کی
نہونی چاہیے بلکہ ہمت ایسی ہونی چاہیے جو مادۂ حیوانی سے
باہر ہوکر اوس مادّہ کیطرف توجہ کرے جو مخصوص اوسیکے واسطے ہو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسکے ذریعے سے اوسنے جانورون سے تمیز حاصل کی ہے حیوان ناطق
کہلایا ہے یعنے ہمّت کا لگاؤ بشریت کے جامے سے نو جنو کثیف و
چرک آلودہ ہے بلکہ ہمّت کا دارو مدار نور صاف و شفاف پر ہونا چاہیے
جو اسے عطا کیا گیا ہے نہ یہ کہ حیوانیّت کے مرتبہ سے بھی گھٹ کر
مُردہ جانورون کیطرح حِسّ و حرکت سے معذور ہو رہے دست و پا
بستہ کرکے ایک مضغۂ گوشت بن جائے ہرچند بعد انتقال روح کے اسکا
بھی یہی حال ہونیوالا ہے مگر جلیتے جی مردہ بنا کیا معنے رکھتا ہے۔
زندگی مین تو زندہ رہنا ہاتھہ پاؤن ہلانا چاہیے جتنی قوتین اوسکو عطا
کی گئی ہین اون سبکو حرکت مین لاتا رہے بیکار محض نہ کر دے خدا
کی عنایت کو رائگان نکرے اس لیے کہ ہرچند آدمی خُرد ہے مگر
عقل و خرد کی راہ سے سب سے بڑا ہے ہرچند مادّہ کی راہ سے ذلیل
ہے مگر عقل کی راہ سے شریف ہے تمام عالم مین کوئی مخلوق اسکا
ہمپلّہ نہین ہوسکتا یہی ایسا جوہر لطیف ہے جو سب مخلوقات کو اپنا
مطیع و فرمان بردار بنائے ہوئے ہے اپنے کمال و عقل سے رئیس بنا
ہوا ہے حکومت کرتا ہے ہرچند آدمی جسکو آدمیّت سے موصوف
کرسکین شاذ و نادر ہین اسوجہ سے کہ آدمی آدمی نہین بن سکتا
فقط محنت و مشقت کرنے سے جبتک خارجی استمداد اسکو نہ ملے مگر

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اس بہروسے پر بیٹھہ رہنا کہ ہمارے مکان سے باہر ہے کا ہیکو اسکی کوشش
کریں نسبت ہمتی کا نشان ہے - پس ضرور ہے کہ تنہا دنیا کی شرف و
حکومت پر تکیہ نکرلے کمال بہم پہونچائے اسوجہ سے کہ روپیہ کا جمع
کرلینا اور مال و زر کا حاصل ہوجانا ہرچند باعث رونق و عزت ہے
مگر کچھہ کمال کو زیادہ نہیں کرتا جیسا کہ شاعر کہتا ہے ؎ مرا تجربہ
معلوم گشت آخر حال + کہ قدر شخص بعلم است و قدر علم بمال + پس
دونو لازم ملزوم ہوگئے نہ تو بالکل ہمت کو تحصیل زر کی طرف متوجہ
کرے ایسا کہ کمال سے غافل ہوجائے نہ بالکل تحصیل کمال میں غرق
ہوجائے اور ضرورت مال کو مفقود کردے بلکہ کمال کے ساتھہ
زر کا حاصل ہونا کمیاب ہے اکثر بیچارے معذور و مجبور درویش
ہیں مگر افعال و تکے کریمانہ ہیں اور اکثر مفلس و مفلوک ان شیبہ کو محتاج
ہیں مگر جود و سخا اونکی امیرانہ ہیں اسیوجہ سے حکیموں نے کہا ہے کہ
سعید آدمیوں میں وہی لوگ ہیں جنکا ذاتی کمال ہے - بیرونی
امداد کم ملتی ہے سوا افعال محمود کے برے افعال اونسے ظاہر نہیں
ہوسکتے اس لئے کہ اکثر افعال بد اقتداری سے صادر ہوتے ہیں یہانتک قول
حکیم اول کا ترجمہ تہا جو مسلسل عرض کیا گیا دوسرے مقام پر کہتے ہیں
کہ تنہا فضیلت کا جان لینا کافی نہیں ہے بلکہ جس فضیلت کی معرفت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حاصل ہے اور اسکا عمل بھی کرے اسیوجہ سے اخلاق کو حکمت عملی کہتے
ہین آدمیون مین بھی بہت سے اقسام کے لوگ ہین بعضے امور خیر
درست چیزیں سنتے ہین سو وعظ و نصائح اونمین اثر کرتے ہین تعلّم
سے کمالات پیدا کرتے ہین مگر ایسے لوگ کم ہین بعضے ایسے ہین کہ اتنا
مادّہ تو اونکا نہین ہے کہ تنہا موعظہ و نصیحت سے متاثر ہون بلکہ
جبتک خوف نہو وعدہ وعید سے ڈرائے نجائین دلون پر اونکے
ہیبت و رعب طاری نہو ہرگز افعال بد ترک نکرین خصائل حمیدہ
کبھی حاصل کرین بعضے اقسام آدمیون کے ایسے بھی ہوتے ہین جو
تنہا وعدہ وعید پر بھی نہین مانتے جبتک کامل تہدید و تنبیہ نہو
اور تیغ آبدار ہر ایک کی گردن کو قطع نکرے بعضے اخیار بالطبع
یعنے نیک بخت و نیک طینت ہین بعضے کم بخت و بد طینت بعضے
شریعت کی نکوئی پر مائل ہین بعضے رسم و رواج کی خوبی کے خواہان
ہین جو لوگ شرع ظاہری کی راہ سے افعال نیک کرتے ہین اونکی
مثال حکما کے نزدیک اوس لقمۂ غذا کی ہے جو گلےمین پہنس جائے
پانی پینے سے اور زور پڑنے سے اوتر جائے پس اونکی پابندی ظاہری
بھی بعد امداد کے اصلی و حقیقی ہوجاتی ہے — اور اون لوگون
کی مثال جو شرع کے پابند نہین ہین بلکہ رسم و رواج جاہلانہ کو مقدم

سمجھتے ہین اوس پانی کے گھونٹ سی ہے جو گلوگیر ہو جائے کہ وہ نکلتا ہے نہ
حلق کے نیچے نہین اوترتا بے ہلاک کیے ہوئے لیتی اونکو ہرگز
ملکہ حاصل نہوگا بلکہ فقط رسم ہی کے پابند رہجائینگے اور کوئی تدبیر
اونکے علاج کی نہین ہے جو شخص نیک طینت ہے وہی خدا کے نزدیک
محبوب ہے اور خداوند کریم اوسکا کفیل و رہبر ہے ہر طرح کا
فائدہ بھی اوسی کو پہونچ سکتا ہے نیک بخت لوگون کی تین قسمین ہین
اوّل وہ لوگ ہین جنکی خو بو مین روز ولادت سے سعادت داخل
تھی تربیت بھی عمدہ پائی حیا و کرم کا اصلی مادہ موجود تھا عمدہ
صحبت اونکو حاصل ہوئی اصحاب اخلاق نیک کے افعال و
اعمال سے متاثر ہوے شریر صحبتون سے بھاگتے رہے دوم
وہ لوگ ہین کہ ابتدائے حالت سے تو اونکی یہ کیفیت نہ تھی بلکہ
بچپن مین خراب تربیت پائی تھی صحبتین بھی اچھی نہین تھین مگر عقل و
تمیز رکھتے تھے اچھے برے کو پہچانتے تھے لوگون کے افعال حمیدہ
کو دیکھکر پسند کرتے تھے برے افعال کے نتیجون پر تنبیہ حاصل کرتے
تھے رفتہ رفتہ اب اونکے رذائل زائل ہوگئے کمالات بڑھتے
گئے ایسے لوگون کو چاہیے کہ زیادہ کوشش اس امر مین کرین
کہ عادات نیک راسخ ہوجائین رتبۂ حکما پر پہونچ جائین اعمال

جلسۂ پنجم قانون تمدن

وافعال اونکے صحیح و درست ہون علم اونکا کامل راے صائب
ہوجاے سوم وہ لوگ ہین جو از خود کمالات کے تحصیل مین
کوشش ہنین کرتے بلکہ مارے باندہے تادیب شرعی او تعلیم کے بھی
مجبور ہوکر افعال نیک کرتے ہین دنیا کی ملامت سے ڈرتے
ہین ایسے لوگ کمال تک بہت کم پہونچتے ہین پس حکمت اخلاق
زیادہ تر قسم دویم کے لوگون کو مفید ہے اور اونہین کو زیادہ
اس علم سے فائدہ حاصل کرنا چاہیے۔ اہل شقاوت کے اقسام
بہت کثرت سے ہین مگر چونکہ علم اخلاق کو اونسے کوئی بحث
نہین ہے نہ وہ اس سے فائدہ اوٹھا سکتے ہین اونکی درست
کرنیوالی اور پابند حکمت رکھنے والی حکومت یا سلطنت ہی
واللہ اعلم یہان تک بیان کرکے حکیم
صاحب نے اختصار کرنا چاہا اس ارادے
مین تھے کہ حرف رخصت
زبان پر لائین مگر
بادشاہ نے پھر تخاطب
فرماکے اجتماعات
کا سوال
کیا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

بیان اجتماعات مردم و شرح احوال تمدّن

سوال بادشاہ نے حکیم صاحب کی تعریف کی اور فرمایا مین چاہتا ہون کہ بیان اقسام اجتماعات کی بہی توضیح و تشریح فرمایئے جواب حکیم صاحب نے عرض کی کہ بندگان حضور کی تکلیف کے خیال سے مینے ترک کرنا چاہا تہا مگر حضور کا اشتیاق ایسا کہان ہے کہ ترکِ مطالبِ حکمت و اختصار لہذا عذر وحانی کو گوارا کرے اسوجہ سے کہ لذت حکمت سے حضور کا قلب محظوظ ہو چکا ہے فقیر بہی تعمیل ارشاد مین دریغ نکریگا اب مین مطالب عرض کرتا ہون قبل اسکے کہ اقسام اجتماعات و شرح احوال تمدن گزارش کرون بعض مطالب تمہیدی کا عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے تا طبیعت عالی جو دوسری جانب متوجہ تہی اسطرف متوجہ ہو حل مطالب بہی حظِ وافر حاصل ہو ضرورت تمدن اور معنی تمدّن کو فقیر گزارش کر چکا ہے اور حضور کو معلوم ہو گیا ہے کہ دنیا کے انتظام مین تمدن ایک لازمی شے ہے جسپر دارو مدار نظم عالم ہے اور اوسی مرکب حالات انسانی کو تمدن کہتے ہین اور یہ بہی ظاہر ہے کہ ہر مرکب کی خاصیت جدا ہوتی ہے اور حکم بہی اوسکا علیحدہ ہوتا ہے ہیئت بہی اوسکی دوسرے عنوان کی ہوتی ہے اسیوجہ سے

اجزا منفرد مین وہ حالت پیدا نہین ہوسکتی جو مرکب مین ہوتی ہے
اسیطرح اجتماع اشخاص انسانی مین بہی از روے تالیف و ترکیب ایک
حیثیت جدا ہوجاتی ہے جو حیثیت ایک ایک شخص کو علیحدہ علیحدہ
حاصل ہوتی ہے وہ مجموعی حالت پر نہین رہتے بلکہ اجتماع کی صفت حالت
و ماہیت و ہیات اور ہے اور تنہا تنہا کی اور مگر از انجاکہ یہ جماعت
بہی مرکب اشخاص مختلف الامزجہ سے ہے اور ہر شخص مین بہ نسبت
دوسرے کے کسی نہ کسی بات مین فرق ہے تو اقسام اجتماعات مین بہی
فرق ہونا چاہیے ـ پس انسان مین عام طور پر دو ہی قسم معلوم
ہوتی ہین یعنے یا نیک ہین یا بد تو اجماعات مین بہی دو قسمین ہو گئین
یا جماعت کا سبب امر نیک ہے یعنے اچھی باتون پر باہم اتفاق
کیا ہے یا بری باتون پر قسم اول کو اصطلاح حکما مین مدینہ فاضلہ
کہتے ہین اور دوسری قسم کو مدینہ غیر فاضلہ ـ مدینہ فاضلہ کی ایکہی
قسم ہے اسوجہ سے کہ وہ تو مرکب نیک آدمیون سے ہے نیکی ایکہی
قسم کی ہوتی ہے ہان مدینہ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین اول یہ کہ اجزاء
مدینہ یعنے جماعت کا کوئی شخص علم و استعداد و کمال قوت ناطقہ سے
بہرہ مند نہو بلکہ سب کے سب جاہل کے لٹھ ہون کچہہ بہلے برے نتیجونکو
نہ سمجھتے ہون مارے باندہے جمع ہو گئے ہون ظاہری باتین سُنی سنائی

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

پر عمل کرتے ہون جیسے ہندوستان کے بعض ادنے قومون مین پنچایت کا
کا دستور ہو گیا ہے کہ دُھن بُنیے جولاہے کنجڑے درزی وغیرہ جمع ہو کر
ایک جماعت بہم پہونچاتے ہین اپنی قوم کے بھلے بُرے کا فیصلہ خلاف
عدالت وحکمت و انصاف جیسا جیمین آتا ہے کر لیتے ہین کچھہ اونکو
غرض شرائط عدالت و نصفت سے نہین ہے بلکہ وہ اس مطلب کو جانتے
بھی نہین اوسی طریقے کو عدالت و انصاف سمجھتے ہین حکماء اخلاق اسکو
مدینہ جاہلہ کہتے ہین دوسم وہ گروہ ہے جو مادہ عقل وتمیز و قوّت
ناطقہ رکھتا ہے نیک و بد کی شناخت کر سکتا ہے مگر نہ ویسی تحقیق
کے پائے پر بلکہ رسمی و عرفی طریقے سے باہم شرائط عدل و انصاف
بجالاتا ہے اوسیقدر پابندی اونکی نمونہ تمدّن دکھاتی ہے جیسے بعض
قصبات و اطراف مین برادری کا دستور قرار پایا ہے بغیر اتفاق
کل جماعت کے کوئی امر تازہ نہین کرتا مگر نہ اوس طور پر جیسا مقتضا
تمدّن کے حصول کا ہے ایسے گروہ کو حکماء اخلاق مدینہ فاسقہ کہتے
ہین سوم وہ گروہ ہے جو بسبب نقصان قوّت فکر کے غلط اور
فاسد خلاف حکمت کے قانون و قاعدہ بنائے ہوئے اپنی قوم
کو اوسکا پابند کئے ہوئے ہے اور اوسیکو فضیلت جانتا ہے کیسا ہی
کوئی حکیم عاقل مدبّر کیون نہو مگر اوسکے اوس طریقۂ خاص مین داخل نہو تو

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اونکے نزدیک وہ نکما اور بیکار ہی ہرگز اوسکے قول و فعل کو معتبر نہ جانین
گے مثال اوس گروہ کی اس زمانہ مین بہت کثرت سے موجود ہے حکما
ایسے اشخاص کا نام مدینہ ضالّہ یعنے گمراہ کرنیوالا گروہ رکہتے ہین ۔ بہر
ہر ایک تینون قسمون سے بہت سی قسمین رکہتا ہے اور ہر ایک کا انداز
جداگانہ ہے اونکے اقسام کا شمار بہی دشوار ہے اس وجہ سے کہ شر کی
قسمین بے حد و بے انتہا ہوا کرتے ہین ہر نئی ترکیب سے ایک نیا فرقہ
پیدا ہو جاتا ہے سلف سے آج تک کی تاریخ عالم دیکہنے سے اس امر کی
توضیح ہو جائیگی تعدد و تکثر ایسے فرقون کا ہر زمانے مین خوب روشن
ہو جائیگا خصوصًا اوس محققین جب تاریخ حکما و اہل کمال کی سیر کریگا
الحاصل کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ مدینہ فاضلہ مین بہی اقسام مدینہ غیر
فاضلہ کی رل جائین بسبب اون وجوہ و اسباب کے جو مابعد مین
مفصل عرض کئے جائین گے ایسی قسمون کو جو فاضلہ مین غیر فاضلہ
ہو جائین نوابت یعنے اوگنے والے کہتے ہین ۔ ہر چند ہمین از روے
علم محاسن اخلاق کل مدنیاے غیر فاضلہ کے اقسام کا بیان کرنا اور
اوسکے وجوہ و اسباب کا ذکر کرنا ضروری نتہا مگر جب تک اون
گروہ بد کی معرفت کامل نہوگی کیونکر انسان اپنے گروہ کے نقائص کو
زائل کرکے مدینہ غیر فاضلہ کو فاضلہ کر سکیگا ۔ پس جاننا چاہیے کہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مدینۂ فاضلہ اصطلاح حکما اخلاق مین اوس اجتماع قومی کا نام ہے جو امور نیک یا
افعال خیر کے حاصل کرنیکے واسطے آمادہ و مستعد ہو اور حتی الامکان شرور
اور برائیون کو لوگون سے زائل کرے اور جتنے اشخاص اس گروہ مین شریک
ہونگے وہ سب باہم دو چیزونمین ضرور متحد ہونگے اول راے مین
اسواسطے کہ سب کی راے جب تک نیکی و خیر کی طرف مائل نہوگی
اور سب کے سب ترویج و اشاعت امور نیک پر آمادہ نہون گے
تب تک اونمین مدینہ فاضلہ سے کیونکر موسوم کرینگے تو ضرور ہوا
کہ اوس تمام گروہ کی راے ہمہ تن ایک ہی بات یعنے اجراء امور خیر پر
متوجہ ہو دوم فعل مین اونکو باہم متحد ہونا چاہیئے اسوجہ سے جتنے
لوگ اوس گروہ مین فرض کیے جائینگے وہ سب اعمال صالحہ سے
متّصف ہونگے اور فعل بھی اونکا یہی ہوگا کہ افعال و اعمال نیک کو
سکھائین اور اوسکی ترویج کی تدبیرین اور راہین حسب مناسبت
زمانہ پیدا کرین اور جو جو چیزین ضروری ہون بطور علّت مادی کے ہون
جیسے تخت کیواسطے لکڑی یا فاعلی کے ہون جیسے بڑہی یا صوری
کے ہون جیسے چارپائی اور تختے اون سبکو آمادہ و مہیا کرین اور
اوس سے علّت غائی اپنی جیسے تخت پر بیٹھنا حاصل کرین مگر
ایسے اتفاق کو یہ امر لازم ہے کہ راے و فعل اونکا نزدیک ذاتیات

جلسۂ پنجم قانون تمدن

کی بھی متحد واقع ہو یعنی خود ہر ایک شخص کی رائے اصلی امور مبدا
و معاد و عقائد اصول میں ایک ہو اسطرح سے کہ جملہ اشخاص فرداً فرداً
ایک ہی قسم کا اعتقاد رکھتے ہوں ۔ مذہب حق کے جسکو وہ حق جانتے
ہوں یکساں پابند ہوں ۔ افعال میں بھی باہم متفق ہوں سب
طالب کمال ہوں پابند حکمت و تہذیب ہوں سب عقل کا
پیرایہ رکھتے ہوں شرائط عدالت و سیاست کے پوری پوری
ادا کرتے ہوں تاکہ افکار بھی اونکے یکساں واقع ہوں ۔ اختلافات
واقعات و تغیرات زمانہ میں مستقل رہیں لغزش قدم و تصور
فہم سے اونکی رائے لغزش نکرے مگر ایسا مشکل ہے کہ سبکی عقل
و فہم برابر ہوں اسلیے کہ قوت تمیز اور مادہ ادراک ہر شخص کا
مختلف ہوتا ہے کسیکو عقل و تمیز بہ نسبت دوسرے شخص کے
زیادہ ہے اور کسیکو کم ہے سابق میں مفصل بیان کیا گیا ہے
کہ خداوند کریم نے طبائع انسان کے مختلف پیدا کیے ہیں
ہر ایک کو دوسرے کی نسبت ایک قسم کا کمال زیادہ ہے
اسکی وجہ بھی گذارش کی جا چکی ہے کہ اگر سب یکساں خلق
کیے جاتے تو انتظام ممکن نہو تا لیس جماعت کی حالت میں
بھی ہر طرح سے برابر اور مساوی ہونا مشکل ہے بلکہ مذہب میں بھی

ایسا ہی ہے بلکہ ایسے لوگ جنکی نظرین سلیم عادتین مستقیم ہون تایید
ربّانی شامل حال ہے وہ بہت کم ہین بلکہ عزیز الوجود مگر اسقدر ضرور
ہے کہ کُلّی اعتقادات اصول مذہب مین ۔ جو اونکے امثال و اقران
مین بحسب اشتراک پائے جاتے ہون متحد ہون تاکہ اختلاف عقیدہ اصل
اتفاق مین خلل واقع نہو محبّت و الفت جو جزو اعظم اتفاق کا ہے جاتی نرہے
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ نفس انسان مین بہت سی قوتین سمجھنے بوجھنے کی
ہین جنکے ذریعے سے امور جسمانی و روحانی کا ادراک کرتا ہے جیسے
وہم فکر خیال حس مشترک وغیرہ یہ قوتین کسیوقت گھٹ جاتی ہین
کبھی بڑہ جاتی ہین کبھی صاف و شفاف ہوتی ہین کبھی بسبب کثافت
اخلاقی و خباثت نفسانی کے تیرہ و تار ہو جاتی ہین جیسا کہ اپنے
مقام پر مفصل مذکور ہے مگر یہ کہ چاہے جس حالت مین ہون سوتے
جاگتے اوٹھتے بیٹھتے کسیوقت معطّل و بیکار نہین ہوتین اپنا اپنا
کام کرتے رہتے ہین ہان اون امور مین انکو مداخلت بالذّات نہین ہے
جو محض تصرّفات نفس کے متعلق ہین جیسے معرفت اصلی مبداو
معاد وغیرہ کی کہ اسکا تعلّق بالذّات نفس سے ہے ہرچند نفس بھی
بذریعہ انہین قوتون کے ادراک کرتا ہے مگر فرق یہی کہ ایسی صورتوں مین
نفس بطور حکومت و ریاست ان قوتون سے کام لیتا ہے جیسے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اوسکی ضرورت وخواہش ہوتی ہے ویسی ہی مناسب صورتین اور
نقشے کھینچکر اوسکے سامنے حاضر کرتی ہین تب نفس انکے ملاحظہ مین
مصروف ہوتا ہے جو تصویرین بواسطۂ جسمیات ومحسوسات بطور
عکس بردار کے عالم تصور مین حاصل ہو کر روبرو متشکل ہوتی ہین
اونہین کو دیکھکر وہ حکم مناسب وثواب ہوتا ہے کہ نفس حقیقی کے
معارف کا مرتبہ بہت بڑا ہوا ہے وہ خود کب متوجہ ہو سکتا ہے
ایسی چیزونکی طرف پس اس بنا پر وہ تصویرین جو جسمیات کے
قیاس اور لگاؤ سے اوترتی ہین جسقدر نفس کے معارف کے قریب
ہونگے لطیف وپاکیزہ ہونگی جتنی اوس سے بعید ہونگی کم مرتبہ ہونگی
پس جسقدر جسکے قواے مدرکہ جسمانی صاف وشفاف ہین اوتنی ہی
اوسکے معارف مبدء ومعاد بہی بڑہے ہوئے ہین اور اسیقدر اوسکے
افکار بہی صائب ہین خلاصہ یہ ہے جتنا جسکا تصرف نفسانی بڑہا ہوا ہے
اوتنا ہی اوسکا ادراک لطیف وپاکیزہ ہے اور اوتنی ہی اوسکی آرائے
صائب ومنفیہ تمدن ہے - ایسے لوگون کی جماعت کو جنکے قواے
ادراک صاف ولطیف ہون جماعت حکما وفضلا کہتے ہین
اور جو لوگ انسے اس کمال مین پست وکم مرتبہ ہین تصرف عقلی اون
قوتہاے مدرکہ اونکی گہٹی ہوئی ہے وہم وخیال پر اونکا دارمدار ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وہ اون امور کا ادراک نہین کرسکتے جو لطیف و پاکیزہ و نازک ہین
ہرچند حکما کے گروہ مین بہی ایسے اقسام موجود ہوتے ہین اور
قوت وہم و خیال اونکی یہان بہی اسیطرح ادراک کرتی ہے مگر
فرق یہ ہے کہ وہ لطیف و پاکیزہ و قرین عقل خیالات کو تسلیم کرلیتی
ہین اور خیالات فاسدہ سوداویّہ و وہمیّہ خالصہ کو لغو و بیکار
سمجہتے ہین اعتنا بہی اوسکی طرف نہین کرتے جب اس گروہ ثانی کی
قوتِ ادراک اوس درجہ کی نہین ہے تو معرفت حقیقی بہی اونکی اوس
درجہ کی نہوگی اور اجراے احکام بہی اونکا ویسا نہوگا ہرچند معرفت
مبدا و معاد مین یہ درجہ بہی بشرطیکہ متوسّط حال مین ہو کافی
سمجہا جاتا ہے اسوجہ سے کہ اوسطرح کا کمال ہر شخص کو بسبب
کمی و زیادتی مادّہ عقلی کے جسکی تفصیل کئی مقام پر گزارش
کیجا چکی ممکن نہین ہے اکثر گروہ مردم اسی قسم مین داخل ہین —
مگر اوس درجہ تک نہین پہونچتی اور نہ اوتنا ایمان انکا سمجہا جاسکتا ہی
ہان اسی قسم مین یہ بہی صاحب معرفت کہلائینگے انکا نام بہی اصطلاح
حکمت مین اہل معرفت ہے اب ایک تیسرا گروہ جو بالکل
وہمیات پر دارمدار کئے ہوئے ہے محض خیالی معرفت پر مطمئن
بیٹہا ہے مبدا و معاد کو بہین جسمیات کیطرح قیاس کرتا ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

محسوسات ہی پر نظر ہے اس سے زیادہ معرفت حاصل نہین کر سکتا
انکا نام محاورہ حکما مین اصحاب التسلیم ہے جو تھا فرقہ ان سے بھی پست ہے
اونکی قوّت مدرکہ بالکل تاریک ہے تصرّف نفسانی گویا کہ ہوتا ہی نہین
دور دور کے خیالات اور تمثالہائے بعید پر معرفت کا مدار رکھتے ہین
بعض احکام جسمانیّات کو مانتے ہین مگر حقیقت تک نہین پہونچتے
ان لوگون کو مستضعف و سُست عقیدہ کہتے ہین ان چارون
فرقونکی مثال اسطرح سمجھنی چاہیے کہ ایک چیز کے دیکھنے والے چار
آدمی ہین ایک شخص تو اوسکی حقیقی ماہیت سے واقف ہے اور
اصل شے کو دیکھ رہا ہے اوسکے نکات اور دقائق کو سمجھتا ہے
دوسرا فقط اوسکی صورت دیکھ رہا ہے سوا ہاتھ پاؤن ظاہری
باتون کے کچھ نہین جانتا تیسرا اوسی صورت کے عکس کو آئینہ
مین یا پانی مین دیکھتا ہے چوتھا اوسکی تصویر نقاش کی کھینچی
ہوئی دیکھ رہا ہے وعلیٰ ہذا القیاس مگر انسان کے حالات از روئے
معرفت کے یکسان نہین رہتے جسقدر تکمیل ہوتی جاتی ہے
معرفت بڑہتی جاتی ہے تو کسی ایک قسم مین ہمیشہ نہین رہسکتی تو
انکو اس بنا پر مقصر و مستضعف بھی نہین کہنا چاہیے جیساکہ اوّل
باب تمدّن مین عرض کیا گیا ان یہ قسمین اوس صورت موجودہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کیواسطے ہین جو وقت تشخیص موجود ہون بلکہ حضرت محقق یہ
فرماتے ہین کہ جب کمالات نفسانی اور عقول انسانی مختلف ہوتی
ہین ہر ایک کا مادّہ ادراک برابر نہین ہے تو معرفتین بہی مختلف
ہونگی ہر شخص اپنے فہم کے موافق کمال چاہتا ہے اور بقدر
اپنی قوت کے کامل ہوتا ہی تو اوسکو مقصر کیون کہین گے بلکہ رجوع
سب کی ناموس کی طرف یکسان ہے بلکہ ناموس جو معین تکمیل
ہے بمقتضاے کلّموا النّاس علیٰ قدر عقولھم جسمین جتنا
مادہ پاتا ہے اوتنا ہی اوسکو کامل کرتا ہے پس ہر شخص کی قوت
مدرکہ بہی جتنی اوسکو اصل مین دی گئی ہے یا اوسنے ازروی اکتساب
حاصل کی ہے اوتنی ہی رہے گی اور ناموس بہی اوتنی ہی تعلیم کریگا
جتنا اوسکا مادۂ فہم دیکہے گا یہی وجہ ہے کہ کبہی کلمات محکم ارشاد
کرتے ہین کبہی متشابہ جیسا آدمی سوال کرنیوالا دیکہتے ہین ویسا ہی
جواب دینے مین مسئلہ توحید مین بہی کبہی تنزیہ صرف بیان کرتے
ہین کبہی تمثیل وتشبیہ کے ساتہ جیساکہ امیر المومنین علیہ السلام
کے خطبون کے دیکہنے سے بخوبی ظاہر ہے فقیر نے بہی دو مثالین ذیل
ترجمۂ قول ارسطاطالیس مین گزارش کی ہین اسیطرح معاد مین بہی
ارشادات ہین سے یہی طریقہ حکماء متقدمین کے بیان کا یہی تہا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کبھی دلیل و برہان کے ساتھہ مطلب کو ذکر کرتے ہین کبھی بے دلیل
ایک قول مسلّم پر قناعت کرتے ہین اوسکا اقناعی نام رکھتے ہین کبھی
مضامین شاعرانہ مین مطلب کو ادا کرتے ہین اونہین قضایائے شعریّہ
سے موسوم کرتے ہین جیسا تاریخ حکما کے دیکھنے سے واضح ہوتا ہے
کہ ایجاد نظم کی حکماء متقدمین نے اسیواسطے کی تہی اور صاحب وصّاف نے
بہی بعض تاثیرات شعری کو اسی بناپر ذکر کیا ہے الحاصل مطلب
جسطرح سے نکلتے دیکھتے ہین ویسی ہی تقریر کرتے ہین اوسی عنوان
سے سمجھا دیتے ہین جو سائل کی حیثیت عقل وفہم کے موافق ہو
فقیر نے بہی ادب سخن مین کسیقدر عرض کیا ہے ۔جب یہ امر
صاف طور سے ظاہر ہو گیا کہ ہر شخص کا فہم جداگانہ ہے تو اوسی
سے یہ وجہ بہی معلوم ہو جائے گی کہ لوگ مختلف العقیدہ کیون
ہین اور دنیا مین کیون اسقدر مذہب پہیل گئے مگر عاقل و مدّبر
مدینہ کو ہرگز اعتنا او خیال جزئیات اوضاع کا نکرنا چاہیے بلکہ
اقتدا ناموس کی کرنی چاہیے دیکھیے پروردگار عالم جسے ناموس
اکبر کہتے ہین ہرگز ان باتونکا لحاظ نہین فرماتا برابر یکسان معاملت
بندون سے کرتا ہے ہان خصوصیّات مین کچھہ فرق ہی تو وہ
داخل معاملت عام مین نہین ہے اسیوجہ سے حکما و فضلا

کو کوئی تعصب و دشمنی نہین ہوتی کسی مذہب کا آدمی ہو اونکو بحث نہین
ہر چند وہ خود اوسکا پابند نہو بلکہ اوسکے مخالف طریقے مین ہو مگر اوس سے
مخالفت و منازعت نکریگا اور مذہبی چھیڑ چھاڑ اس صورت مین نکریگا
بلکہ حکما کے نزدیک اختلاف ملتون اور مذہبون کا ایسا ہے جیسے
کھانیکے اقسام بہت ہوتے ہین کوئی نمکین ہے کوئی میٹھا ہے کوئی کھٹا
ہے کوئی کڑوا وغیرہ وغیرہ ۔ یا کپڑے کے اقسام کوئی موٹا کوئی مہین کوئی
ملایم کوئی سخت ۔ حالانکہ اونکے نزدیک جملہ اقسام لباس کا نتیجہ بدن کا
چھپانا ہے اور ہر قسم کے ذائقہ طعام کا نتیجہ کہا لینا ۔ پس جو رئیس ایسے
گروہ مختلف العقیدہ کا ہو اوسکو یہ لازم ہے کہ ہرگز کسی کے مذہب
و ملت سے متعرض نہو بلکہ ہر شخص کے پورے پورے ارکان کو ادا
ہونے دے اور مساوی طور سے سبکے ساتھہ سلوک کرتا رہے ۔
اپنی حکومت سب پر قایم رکھے ہرچند خود اونکا از روے مذہب ذاتی
مخالف ہو اسیطرح رئیس وسا کو لازم ہے کہ تمام قومونکو بایکدیگر رئیس و
مرئوس رہے اور ہر ایک کو دوسرے کی نسبت چند خصوصیات کے
ساتھہ مخصوص کرے تا اینکہ بمراتب ایسے لوگون تک پہونچے جو قابلیت
ریاست مطلقانہ رکھتے ہون بلکہ محض غلام سیرت ہون اسوجہ سے کہ
سب گروہ مراتب مین مختلف ہوتی ہین ہر درجہ کے لوگون کی جماعت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

علیحدہ ہوتی ہے پس عالم مین جتنے اقسام کے لوگ ہین وہ سب اپنی
اپنی قسم مین ایک ایک گروہ ہین اور مدنیہ کا اطلاق ہر قسم کی جماعت پر
کیا جاتا ہے — یہ تفاوتِ مراتب جماعت بھی از روے خلقت ہی
اور اقتداے بہ نسبت الٰہی کے جسے حکمت خُلق کہتے ہین جب یہ گروہ
اپنی حدودِ مدنیہ سے قدم باہر نکال لینگے اور اوس گروہ کے افسر و
رئیس کی پیروی و تعمیل احکام سے انحراف کرینگے تو باعث اونکی ابتری
و بربادی و زوالِ عزت و اقبال کا ہوگا سو جبکہ ایسی حالت مین لازم
کہ قوت ناطقہ و عقل و فہم مین کمی واقع ہو اور قوت غضبی بڑہ جاے
آپسمین ایک دوسرے کا دشمن ہو جاے دوسرے کے زوال نعمت کا طالب ہو
ذرا ذرا سی بات پر لڑنے جھگڑنے لگے اونے اونے امور پر مخاصمت
پیدا کرے اپنی قوم کا آپ درپے ذلت ہو — ہر چند خود اپنی ترقی کا
سبب دوسرے کی زوالِ نعمت کو جانتا ہو مگر فی الحقیقت وہ اپنی
ہی واسطے مضرتین پیدا کرتا ہے ایسی حالتین زیادہ تر سبب برہمی نظم
مدنیہ چند چیزین ہوتی ہین اوّل تعصب یعنے اپنی بات پر ہٹ دہرمی
کرنا اپنی ہی راے خراب کی پیروی کرنا اپنی ہی افعال کو اچھا سمجھنا
اپنی برائیون پر مطلع نہ ہونا اپنی جہل و نافہمی پر قایل ہونا اپنی حاجت
و مطلب کے سامنے دوسرے کا فائدہ زائل کرنا اپنے ادنے منفعت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کیواسطے دوسرےکا نقصان کثیر کرنا وغیرہ وغیرہ دوم عناد یعنے
بغض وعداوت کرنیکے درپئے آزار و ایذا رسانی ہونا غیر کا عمدًا
نقصان کرنا دوسرے کی آبرو ریزی چاہنا اوسکی ذلّت و رسوائی
کا خواہان ہونا اوسکی فلاح و بہبود پر تالّم و تاسّف کرنا وغیرہ سوم مخالفت
مذہب یعنے مذہبی باتوں اور مذہبی طریقوں کو وسیلہ کرکے اپنے
غضب کو ظاہر کرنا غیر مذہب کی عبادات و اعمال مین ایک وسیلۂ
مذہبی بہم پہونچا کر تعرض کرنا - اونکی عبادتوں کے مقامات مخصوصہ
کی اہانت کرنا اونکے طریقۂ عبادت پر مضحکہ کرنا اونکے رسوم و عادات
کا مزاحم ہونا - اپنے طرق عبادت کو عمدًا بلاضرورت ایسے انداز سے
ادا کرنا جو دوسرون کی اذیت و تکلیف و ہیجان طبیعت کا باعث ہو
وغیرذلک اور بہت سے ایسے اسباب قوت غضبی سے پیدا ہوجاتے
ہین جنسے نفاق پیدا ہوجاتا ہے اتفاق ٹوٹ جاتا ہے آپس مین پھوٹ
پڑجاتی ہے تمام قوم پر آفت آجاتی ہے پھر اوس اجتماع کا قایم کرنا نہایت
دشوار ہوجاتا ہے جیسے تدبیر حفظ صحت آسان ہے اور علاج سوءِ مزاج
اعضاے رئیس مشکل ہے - ایسے ہی لوگ اس بات کے منتظر
رہتے ہین کہ خدانخواستہ رئیس پر کسیطرح کی آفت آئے تو از سر خود
رئیس ہوجائین بادشاہ حاکم کی کسیطرح کی شکست ہوجائے

طوائف الملوکی پیدا کرین آپ بادشاہ بن بیٹھین فوری اور ظاہری
منافع کو جلوہ دیکر ایک گروہ ناعاقبت اندیش کو اپنا مرید وہم طریقہ
کرلین ۔ مثال اسکی یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص بادشاہ حقیقی وخداوند
علی الاطلاق کو چھوڑکر ایک بت بنائے اور لوگون کے اوہام فاسدہ
مین اوسکا خدا ہونا راسخ کرکے پجانا شروع کردے تاکہ اپنی ذاتی
رونق ومنفعت پیدا کرے ۔ خلاصہ یہ کہ ایسے ہی اسباب جمع ہونیسے
گروہ ٹوٹ جاتا ہے تخالف پیدا ہوجاتا ہے اتفاق معدوم
نفاق معلوم ۔ بلکہ زیادہ غور وفکر سے دیکھیئے تو دنیا کے جتنے
مذہب ہین خواہ وہ حق ہون یا باطل ضرور کسیقدر اصول یا فروع
مین باہم مشابہ ہین اسکا سبب یہی ہے کہ جملہ اقسام کے ہزار ہا
مذاہب ایک مذہب حق سے نکلے ہین کسی نہ کسی اصل مین
تفاوت کرکے نیا مذہب بنالیا گیا ہے زیادہ توضیح اس فقرہ
مجمل کی ہر قوم کے اصول مذہب دیکھنے سے اور تاریخ عالم کے
ملاحظہ سے واضح ہوگی پیرایۂ اخلاق سے یہ مدّعا باہر ہے اکثر کتابین
مخصوص اسی بیان کیواسطے مختصر ومطوّل لکھے گئے ہین ۔ اک ظاہر
دلیل اس مطلب کی یہ ہے کہ اگر کچھ بہی مذہب حق مذاہب باطلہ
مین شریک نہ ہوتا تو ہرگز کوئی مذہب مرغوب نہ ہوتا اسوجہ سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کہ باطل کی تو حقیقت و بنیاد ہی کچھ نہین ہے بغیر شرکت حق جلوہ
نہین دکہا سکتا۔ بالآخر مدینہ فاضلہ جسکی تفصیل سابق مین گزارش
کی گئی ہے اگرچہ قصائے بلاد مین منتشر و پراگندہ ہو مگر سب باہم
متحد مین اور ہمیشہ ایک دوسرے کی صلاح و فلاح کا جویا رہتا ہے اسوجہ
سے اگرچہ ظاہر مین بعد المشرقین ہے مگر نور حکمت و پرتو محبّت
قلبی برابر پہونچتا رہتا ہے اور ہر خورشید جہان آرائے علم و حکمت
نے طلوع کیا اُدہر تمام قلوب مصفا کو روشنی پہونچ گئی۔ اسیوجہ سے
جو بادشاہ علم و حکمت کا ہے جسے ناموس و اساس کہتے ہین
تمام روئے زمین کے معتقدین پر برابر ریاست و حکومت کرتا ہے
اور اشخاص دور و دراز برابر اطاعت فرمان برداری مین کمر ہمّت
کو محکم باندہے ہوئے ہین ہان اسقدر ضرور ہے کہ پہلے تو وہ اصول
مسائل ناموس ایسے قائم کرین جو ہر مقام پر مستعمل ہو سکین پہر اوسکے
فروع و انواع مین ہر مقام کی مصلحت کو مقدم کرکے از روئے
تصرف کے ایسے احکام جاری کرین جو اوس مقام کے مناسب حال
ہون تاکہ تغیّرات حالات و مناسبات سے اصل حکم مین مخالفت
واقع نہو اور فروع احکام کی تعمیل مضر نہو۔ یہی علّت ہے کہ حکمائے
متقدّمین فرماتے ہین دین و ملک توام ہین یعنے دین ہی عقل و حکمت کا

پابند ہے اور اوسیکی تائید و تسدید کرنیوالا ہے اور بادشاہی بہی اوسی کا
سپرد اور ترویج دینے والی ہے جیسا بادشاہ عجم حکیم فرس اردشیر
بابکان ایران اپنی وصیّت مین لکہتا ہے کہ مُلک دین دو توجڑوان
بہنین ہین کہ ایک بے دوسری کے تمام نہین ہوتی جیسے چہت کسی
مکان کی بے بنیاد نہین ٹھہر سکتی اور بے ستون کے قائم نہین ہوسکتی ہے
اسیطرح مُلک بے دین کے اور دین بے مُلک کے تباہ و برباد ہین اسلئے
جسطرح دوری و بعد مسافت مدینہ فاضلہ کے لوگون مین معتبر نہین ہے
اسیطرح زمانہ کا اختلاف بہی معتبر نہین چاہے سیکڑون برس کا درمیان
مین فاصلہ واقع ہو مگر سب ایکہی حکم مین داخل رہینگے اسوجہ سے کہ
ہرچند اون لوگون کا زمانہ متحد نہ تہا مگر رائے اونکی اور نظر اونکی
تو ایک فائدے کیطرف تہی اور ہمکو کام اتحاد ہی سے ہے نہ اختلاف
زمانہ سے اسواسطے کہ تغیر جزئی جو مخلِّ اصل مدعا و مقصود مین نہو کچہ
مضر نہین ہے۔ اسیوجہ سے جو تصرّفات حاکمِ موجود حاکمِ سابق کے
احکام مین بسبب مصلحت کرتا ہے اونکا اعتبار نہین کیا جاتا اور اس تغیر
و تبدّل سے مخالف قرار نہین دیے جاتے بلکہ فی الحقیقت وہ مکمّل
اور پورا کرنیوالے اوسیکے قانون کے ہین جیسے ایک بادشاہ بنابر
مصلحتِ وقت ایک حکم دیتا ہے پہر مصلحت بدلنے پر دوسرا حکم

دیتا ہے تو یہ حکم ثانی فی الحقیقت مخالف اوسکے نہین بلکہ اس حیثیت
سے کہ مدار دونون کا مصلحت پر تہا متحد و مشترک ہے اسواسطے
کہ اگر یہ مصلحت اوسوقت مین موجود ہوتی یا وہ حاکم اس وقت مین موجود
ہوتا تو یہی حکم دیتا مثال اسکی شرعی یہ ہے کہ جیسا حضرت عیسےٰ نے
فرمایا تہا کہ مین مکمل توریت کا ہون نہ مُبطِل اور پیغمبر اخر الزمان
علیہ السلام کے احکام بہی ایسی ہی ہین کہ تبعیۃ وقت و مصلحت گویا
تکمیل اوسی مقصود کی کرتے ہین جو توریت و انجیل کا تہا دنیاوی مثال
بہی موجود ہے کہ ہر وقت مین ہر بادشاہ کے احکامات بدلا کرتے
ہین تو وہ بہی آپسمین معارض نہین ہین بلکہ منشا اون سبکا ایکہی ہے ہان
اون لوگون کی افعال مین البتہ تخالف و تعارض ہوتا ہے جو صورت ظاہری
کو دیکہتے ہین اصل مطلب کو نہین سمجہتے ایسے ہی لوگ مخالف بہی جانتے ہین
بالآخر ارکان مدینہ فاضلہ کے پانچ ہین رکن اوّل وہ جماعت ہے
جو مدبّران ملک ہون قوت العقل مین کامل ہون آرائے صائبہ اونکی
حد کمال کو پہونچ گئی ہون حالات واقعات ملکی پر نظر اونکی برابر پڑتی ہو
تغیرات و تبدلات کے وجوہ و اسباب پر غور و فکر کرتے ہون ہر
امر کی حقیقت پر مطلع ہون رموز و اسرار سلطنت کے جانیوالے
ہون نظام شاہی کے مکمل و محافظ انکو اصطلاح حکما مین فاضل کہتے ہین

اونکے واسطے تکمیل قوّت نظری و حکمت عملی و دیگر ملکات انفسانی
ضرورہے خواہ بذریعہ تحصیل علوم ہیئت و فلسفہ و طبیعی و ہندسہ و حکمت
اخلاق وغیرہ حاصل کیا ہو یا بذریعہ سوہبت و عطیت خواہ وہ رازداران
ناموس ہوں خواہ واقف اسرار سلطنت رکن دوم وہ جماعت
جو مرتبہ مین بعد اوس جماعت کے ہے انکا کام یہ ہے کہ جو احکام
مجلس صدر افاضل سے جاری ہوں اونکو اپنے ماتحت و عام رعایا
تک پہونچائین اور اطاعت و فرمان برداری اہل شہر و اہل مملکت مین
کوشش کرتے ہین اونکی فہمایش و ترغیب مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھین
زجر و عتاب بھی کرین خلعت و انعام بھی دین ایسی خوش کلامی و نرم
زبانی سے پراگندہ ہونے دین اگر ممالکت و سلطنت کی راہ سے دیکھین
تو یہ حکّام اعلےٰ اطراف ضلاع و بلاد کی شان ہے اگر ناموس کی راہ
سے دیکھیے تو یہ علما و فقہا و مجتہدین وغیرہ کی شان ہے اس رکن کو
حکماء تمدن ذو الالسنہ کہتے ہین یعنے صاحب زبان اسوجہ سے کہ
گویا یہ زبان ہین مجلس صدر کے یا اسوجہ سے کہ تالیف و ترتیب رعایا
اونکی زبان سے متعلق ہے۔ انہین علوم فصاحت و بلاغت و
خطابت و کتابت و انشا و کلام و علم احکام و مسائل و قوانین
و ضوابط کا جاننا ضرور ہے رکن سوم وہ گروہ جو قوانین عدالت و

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

واحکام مجلس العالیہ واصحاب رکن دوم کے اجرا و ترویج مین کوشش کرین
اور جسقدر لینے دینے مین ضوابط رعایا کیواسطے معیّن کیے گئے ہون
اونکو پورا کرین بقدر ضرورت حقوق رعایا و حقوق سلطانی کی
رعایت امور حادثہ و اتفاقات واقعہ کی حفاظت کرین جھگڑے
بکھیڑے جو رعایا مین بسبب ترکِ شرائطِ انصاف واقع ہون اونکا
فیصلہ کرین اگر اونکے امکان سے باہر ہو تو صدر اعلا تک پہونچائین
مملکت کی راہ سے تو یہ لوگ حکّام متوسّطِ منصوبۂ قضایا و محصّلان
خراج و عمّال و اہل دفتر اور جو جو اونکے متعلق ہین اور ناموس کی
راہ سے مفتی و قاضی و معلّم و امام جماعت وغیرہ ہین ایسے لوگونکے
واسطے علوم حساب و ہندسہ و مساحت و طب و نجوم و احکام و
قانون و جزئیات اوسکے لازمی ہین — ایسے لوگون کو اصطلاح علم
تمدن مین مقدّران مملکت کہتے ہین یعنے معیّن کرنیوالے
احکام و حدود کے رکن چہارم ایسی جماعت جو ان تینون
قسمون سے علاوہ ہے اور اونسے مرتبے مین کم ہے انکا کام
حفاظت او حراست دین و دولت کی اور ممانعت اشخاص مدینہ غیر فاضلہ
کی ظلم و تعدّی سے تعمیل اوامر رکن اول و رکن دوم و رکن
سوم کی — محفوظ رکھنا اموال و ارزاق رعایا کا جاری کرنا

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

حدود و قصاص کا وصول کرنا خراج شاہی کا حسب حکم چھوٹے

چھوٹے مفسدوں کا رفع کرنا وغیرہ ذالک مملکت کی راہ سے یہ

لوگ فوج نظامی سپاہی ملازمان نظم شہری وغیرہ ہیں اور [illegible]

کی راہ سے محصّلان زکوۃ وغیرہ ہیں اونکے ہیں ایسے [illegible]

شجاعت سپہگری یگدہری شہسواری [illegible]

گولہ اندازی تیراندازی وغیرہ وغیرہ لازم ہیں رکن پنجم [illegible]

عام رعایا کا ہے جو رزق مخلوقات کے بہم پہونچانے میں کوشش [illegible]

ہیں اور اونکی تدابیر شایستہ بجالاتے ہیں خواہ بذریعہ تجارت [illegible]

مقامات پر پہونچاتے ہیں خواہ غلہ کے بونے جوتنے پیدا کرنے میں [illegible]

کوشش کرتے ہیں خواہ اوسکا اہتمام و انصرام کرتے ہیں خواہ

اوسکے اسباب مہیا کرتے ہیں یا وہ لوگ [illegible] عام کو

بہم پہونچاتے ہیں جیسے لباس غذا آلات اوزار [illegible]

رسانی خدمتگذاری وغیرہ خواہ ازروے معاملات [illegible]

ازروے صناعت و پیشہ کے جنکا آداب طریق تحصیل معاش [illegible]

منزل جلد اول کے ذیل میں مفصلاً گذارش کیا گیا ایسے لوگوں کو

وہ علوم لازم ہیں جو اونکی صنعت و تجارت و ملازمت کو بعنوان

مختلف لازم ہوں جیسے جرّ اثقال نتایج اقلیدس اصول تجارت

جلسۂ پنجم قانون تمدن

فروع علم فلاحت بعض تاثیرات نجوم بعض اجزا علم طب بعض
از فنیات حساب و دیگر فنون متعلقہ اوسکے اس گروہ کو اصحاب حکمت عالی
جماعت کہتے ہین علاوہ ان پانچ رکنون کے ایک قسم وہ بھی ہے
جو ان سے مرکب ہو خواہ دو سے خواہ تین سے - زیادہ تفصیل
اسکی جلسۂ ششم سے واضح ہوگی جب فقیر ارکان اجتماعات مردم کو
عرض کر چکا تو اوسکے ساتھ بیان کرنا اس امر کا بھی مناسب جانتا ہے
کہ سلطنت اس گروہ کی اور حکومت اسکی کسطرح ہو سکتی ہے اور اوسکے
اقسام کتنے ہین اور ہر ایک کے شرائط کیا ہین پس پوشیدہ نرہے
کہ ایسے گروہ کی سلطنت جنکے یہ اقسام و ارکان عرض کیے گئے چار
حال سے ممکن ہے اوّل یہ کہ از سر خود صاحب حکومت و اختیار
بادشاہ مقتدر موجود ہو اور وہ ان سبکو اپنے زیر حکم رکہے —
ہر ایک رکن کو اوسکے کمال کے ساتھ نسبت دیتا رہے - ہر ایک
مرتبہ و حدود و شرائط عدالت قایم کرے ایسا شخص نہین ہو سکتا
مگر وہ شخص جو ان چار حالتون مین سے کسی ایک کو حاصل رکھتا ہو
پہلی صفت اعلی درجہ کی تو یہ ہے کہ حکمت سے متصف
ہو یعنی ہر چیز کے حقائق پر از روے حقیقت و اصلیت کے
مطلع و آگاہ ہو تاکہ حوادث و اتفاقات مین وقت و زحمت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وجہالت لازم نہو دوسری تعقّل تام کہتا ہو یعنے اگر حکمت کا درجہ
کامل حقیقی حاصل نہو تو قوّت عقل و فہم اوسکی اس درجہ کی ہو کہ بہر وقت
توجّہ و التفات کے نہایت آسانی کے ساتھہ ادراک حقائق کرسکے
اور فہم مطالب و تصوّر نتائج مین اوسکو کسی قسم کی دقّت کرنی نہو۔
جیسا فضیلت تعقّل اقسام ماتحت حکمت مین مفصّلاً گزارش
کیا گیا ہے تیسری جودتِ اقناع یعنے نہ تو وہ حکیم بالفعل
ہو نہ قوت تعقّل مین ایسا مدرک سریع رکھتا ہو کہ بر فور حادث ہونے کسی امر
تازہ کے بلا تردّد و تامّل اوسکے نتیجے پر مطّلع ہوجاوے از روے صحّت
و وثوق کے بلکہ اسیقدر اوسکی قوّت خیالی کافی ہو کہ نتائج اشیا کو بطور
تخیّل و اقناع کے سمجھ سکے ہرچند پورا یقین حاصل نہ کرسکتا ہو۔
فرق ان تینون مین یہ ہے کہ حکمت تو اصطلاح حکما مین ہر چیز کی غایت کے
حاصل ہونیکو یا حاصل کرنیکو کہتے ہین پس وہ خود غایت اور نتیجہ ہے اور تعقل
اوس قوّت کا نام ہے جس سے غایت اور نتیجہ بالذّات تو حاصل نہو مگر
اوسکے واسطے اور وسیلے سے حاصل ہوجاوے تو اب تعقل تام
موّدی الی الغایت ہوگا۔ اور جودت اوسی شے کو کہتے ہین
جو واسطہ تکمیل شرائطِ غایت کا ہو اگر زیادہ تفصیل اس سے
مطلوب ہو تو مباحث ابتدائی تمدّن کو جو بطور تمہید و اصول موضوعہ

کے لکتے گئے ہین دیکہنا چاہیے چوتہے یہ کہ دفع پر قدرت رکہتا ہو
یعنے بعد ادراک مطالب کے اون حادث کے زوال کی تدبیر
کر سکتا ہو خواہ بذریعہ قوای جسمانی خواہ بقوّت روحانی و تدابیر نفسانی
ایسی ریاست کو ریاست حکمت کہتے ہین دوم یہ کہ سلطنت ایسے
گروہ کی کسی ایک بادشاہ قادر و توانا جامع اوصاف مذکورہ کے متعلق
نہو مگر کوئی ایسا گروہ جو مجموعًا ان اوصاف کا جامع ہو حکومت و ریاست
کرے یعنے ایک شخص اومین حکیم ہو ایک عقیل ایک جواد ایک دافع
مگر یہ چارون ملکر ایک ذات ہو کر حکومت کرین یہ تدبیر مدینہ مین
سعی و کوشش بجا لائین ہر ایک و مین سے اسطرح اپنے کام کو ادا
کرے جیسے ایک جسم کے چار عنصر یا بدن کے چار عضو رئیس یا ایک
آدمی کے دو ہاتھ دو پاؤن ایسے گروہ متّحد و یکذات کی حکومت کو
حکمائے اخلاق ریاست افاضل کہینگے سوم یہ کہ یہ دونو ریاستین
مفقود ہون انمین سے کوئی اوّل یا دوم پائی نجائے بلکہ ایک
تیسرا رئیس پایا جاوے جو درجۂ اوّل کے رتبے کو نہ پہونچتا ہو اور
درجۂ ثانی کے اوصاف و شرائط سے بہی متصف نہو مگر ایسا ہو کہ
گذشتہ یا ہمعصر سلاطین جو صفات مذکورہ سے متصف ہون اونکے
طریقے کو برتے - اونمین کی سیرت پر عمل کرے اونہین کے

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اصول احکام پہ قوانین جاری کرے اونہین کے ضوابط کا پابند ہو
اپنی جودت طبیعت سے وہی پیداوار اونہا سکے جو اون متقدمین کا
طرز تھا اور جو جو نئے امور پیش آوین اونکو بھی اونہین کی حالات
و واقعات سے بطور مثال و عکس کے اخذ کرے اوسکے علاوہ دیگر
صفات جودت خطاب و قدرت دفع وغیرہ کا مجمع ہو ایسی سیاست کو
سنت یعنی اقتدا اور پیروی کرنیوالی کہینگے چہارم یہ کہ اوصاف
اقتدا و پیروی کے ایک شخص مین جمع نہون بلکہ اشخاص متعددہ مین
پائے جائین جیسا قسم دوم مین [illegible] صفات بحیثیت مجموعی پائے
جاتے تھے یعنی اونہین صفات کا پرتو پایا جاوے اوس حالت کو
جو قسم اول و قسم ثانی مین تہی یہ گروہ ملکر اوسکا بدل ہوکر بطور نقش ثانی
و تصویر عکسی کے اوسکو ادا کرین ایسے گروہ کو اہل سنت کہتے ہین زیادہ
اس زمانہ مین یہی دو قسمین پائی جاتی ہین مگر ممکن ہے کہ تتبع کر
کرنے سے اور قسمین پہلی دو قسمون سے پیدا ہون یہ اقسام جو ریاستون کی
تقسیم سے بیان کئے درجہ کمال ارکان و سیاست ائمہ و سلاطین و حکام
مین پایا جاتا ہے اور جو اونسے کم ہین اونمین بھی آثار انکا ضروری ہے
کہ جنکی ریاستین نسبت چہوٹی ہین اور تشابہ و اقتدا بھی اونکا
گھٹا ہوا ہے اونمین بھی یہ صفات و شرائط لازم ہین اور اونکو بھی

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اقتدار ریاستہائے حکمت و افاضل کی کرنی چاہیے بظاہر ہی
قسم کی ریاستین ہندوستان کی عموماً اور اودھ کے خصوصاً راجاؤن
اور تعلقدارون اور زمیندارون کی ہین اسوجہ سے کہ یہ لوگ ہرچند
رئیس خود مختار و بادشاہ ذی اقتدار نہین ہین بلکہ ایک دباؤ اُنپر بیٹھا
دوسرا ہے مگر اپنی رعایا پر اُنکے اختیارات و تعلق رعایا کا انسے بھی
ویسا ہی ہے بہم رسانی و خبرگیری و حفاظت و رفاہ و خیرخواہی و
ترحم و شفقت و محبت و رعایت اونکو بھی اوسیطرح لازم ہے جیسا
شاہون کو چاہیے اُن مین اور سلاطین ذوالاقتدار مین فرق
ایسا ہے جیسا عام خاص مطلق اور عام خاص من وجہ مین یعنی
ایک حیثیت سے تو وہ رعایا ہین بادشاہ کی اور دوسری حیثیت
سے بعض صفات بادشاہی رکھتے ہین یا یون کہا جاے کہ شکل اول
کے حد اوسط ہین کہ نتیجے اونکی توسط کے برہان و دلیل نہین
ہوسکتا و غیر ذلک اسیطرح سے انتہا کل حکام ادنے کی رئیس اعلیٰ
کیطرف بالترتیب ہوتی ہے تا اینکہ انتہا رئیس اعظم کیطرف ہوگی
جوان سب رئیسون کا سردار ہوگا- اسوجہ سے کہ رئیسون کا
استحقاق حکومت و امارت تین طرح سے ہوتا ہے (۱) یہ کہ
فعل کسی شخص کا غایت ہو دوسرے شخص کی جیسے سوار کو

جلسۂ پنجم قانون تمدن

سائیس کی ضرورت ہوتی ہے یعنے حیثیت ریاست اوسوقت میں
حاصل ہوتی ہے کہ جب کوئی کسیکی خدمت اور تعمیل کا مامور و محتاج
ہو تو وہ خدمت کرنیوالا اوسکا محکوم و مطیع رہیگا اور مخدوم اوسکی
اطاعت اور اپنی حکومت کے اسباب جمع کرلیگا جیسی مثال مدور
میں سوار رئیس ہے سائیس کا اور رسالدار رئیس ہے سوار کا یہی ترتیب
بادشاہ تک (۳) یہ صورت ریاست کی ہے کہ دونو رئیس و مرئوس
ایک ہی چیز کے طالب ہوں مگر ایک شخص کو اونمیں سے قوت اپنے
مطالب کی حاصل کرنیکی اور اپنے مقصود کے سوچنے سمجھنے کی اور
اوسکے حصول کے اسباب مہیا کرنیکی زیادہ ہو دوسرے کو اوتنی قوت
حاصل نہو مگر جب قاعدہ اور راہ روش اوسکا دیکھے اور سیکھے
اور اوسکے طریقۂ حصول مطالب کے موافق خود بھی کاربند اور
اوسکی ہدایت و ارشادات و قول و فعل کا پابند ہوجائے اور ویسی ہی
بنا سے عمل کرے تو وہ بھی ویسا ہی نتیجہ پیدا کریگا جیسے مہندس کے
شاگرد علوم کے بتانے اور سکھانے کے معمار محتاج ہوتے ہیں ایسی
صورت میں شخص اوّل رئیس ہوتا ہے دوسرا مرئوس وہ حکومت
کہ جو اسکو حاصل ہے یہ حکومت اوسکی اوٹھاتا ہے بسبب اپنے نقص کے اوسکی
اعانت و امداد و تعلیم کا محتاج ہے جبتک وہ نہ سکھائے یہ اپنی کسب معیشت سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

محروم ہی ناچار فرمان برداری اوسکی کرتا ہی مگر اس قسم کی ریاست مین مراتب
بہت مختلف ہوتے ہین اوّل موجد وصناع سے لیکر مشاق و ماہر
تھوڑی تھوڑی فوقیت پر مرتبہ کا تفاوت ہوجاتا ہے مگر سب سے
کم مرتبہ وہ شخص ہے جسکو قوتِ اخذ کم ہو اور خود اپنی طرف سے
کوئی بات پیدا ہی نکر سکے بلکہ فقط سکہائی پڑہائی باتون پر
عمل کرے جیسے ہندوستان کے معمار عمارت کے صحیح گوشے
نکالنے کیواسطے گیارہوین شکل اُقلیدس کے مقالۂ اوّل کی
بناتے ہین اور اوسکو اپنے محاورہ مین پتلی اور بگونی کہتے ہین اگر پوچھیے
کہ یہ کیا چیز ہے کیونکر یہ ثابت ہوتی ہے اور کس طرح سے اس سے
نتیجہ نکلتا ہے تو ہرگز نہین بتا سکتے۔ ایسا شخص جو بالکل مقلد
محض ہے قوت ماسکہ رکھتا ہے نہین خادم مطلق ہے کسیوقت
اسے قابلیت ریاست و امارت حاصل ہو ہی نہین (۳) یہ
صورت ریاست کی ہے کہ وہ شخص ایک ایسی چیز کی تحصیل مین
متوجہ ہو جسکا نتیجہ ایک تیسرے شخص کو پہونچتا ہو جو ان دونون
سے شریف و بلند مرتبہ ہو جیسے سوچی اور چمار کہ یہ دونو گھوڑیکے
ساز بناتے ہین اور فائدہ اوسکا سوار کو پہونچتا ہے تو وہ دونو
سوار کے خادم ہین اور سوار مخدوم یہ قسم اکثر صناعت کے کرنی

جلسۂ پنجم قانونِ تمدّن

والون مین پائی جاتی ہے تینون مین بھی بقدر حیثیت و احتیاج مدارج
مین اختلاف ہے — انہین وجوہ سے تدبیر منزل مین منع کیا گیا ہے
کہ ہر ایک کو ایک صنعت کرنی چاہیے اسلئے کہ اگر ایک صنعت
نہ کرینگے تو تین امور مین ایک مین ضرور نقص واقع ہوگا اوّل
یہ کہ از روئے خلقت طبیعت ہر شخص کی ایک قسم کی صنعت سے
مالوف خلق ہوئی ہے اوسکے مخالف مین صنعت حاصل ہوگی
محنت رائگان ہوگی دوم یہ کہ اگر دو صنعتون مین اشتغال
کرینگے تو کسی مین مہارت حاصل نہوگی اور ایک مین بھی کمال پیدا
نکریگا اسوجہ سے کہ ہمت انسان کی کامل طرح سے دو طرف
متوجہ نہین ہوسکتی سوم ہر صنعت کا ایک وقت معین ہے
اور ہر وقت ضرورت پر اوس خاص کام کی احتیاج ہوا کرتی ہے
تو جب ایک شخص دو کام کریگا اور دونون کا وقت آجائیگا تو ضرور
ایک مین ہرج واقع ہوگا اور نتیجہ پھر ایک ہی کام کیطرف منجر ہو
جائیگا — ہان اوسوقت مین ایک شخص کو دو تین کام کرنے چاہیے
جب طالبون کی مقدار کم ہو یا کام کرنیوالون کی کمی ہو جیسا
اکثر قصبات و اطراف بلد مین ہوتا ہے — خلاصہ یہ کہ ان اسباب
سے ریاست حاصل ہوتی ہے — ریاست اونہین کمالات

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کے ساتھہ لازم ہے جو ذکر کی گئی اور مدینۂ فاضلہ ایسے ہی رئیسون کا مطیع ہوگا اب مین اون اقسام کو ذکر کرتا ہون جو ہر قسم کے مدینونکی ذیل مین پائے جاتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مدینۂ فاضلہ مین اکثر ایسے اشخاص بھی ہوتے ہین جو فضیلت کسی قسم کی نہین رکھتے بلکہ ادوات وآلات کی جگہ ہوتے ہین یعنے از سر خود اور بالذات وہ اس قابل نہین ہین کہ فاضل کہلائے جائین مگر بسبب اسکے کہ زیر اختیار افاضل و تربیت حکما مین اونکی جماعت مکمل ہوئی اور اونہین کے زیر اہتمام و انتظام رہی۔ امید ہے کہ کمال اصلی تک پہونچ جائین اگر باینہمہ اونکو کچھہ بھی کمال حاصل نہوئے تو اوسوقت مین اونکی مثال اوس جانور کی ہوگی جسکی تربیت کسی عقیل و فہیم و مہذّب کے ظلّ عاطفت مین ہوئی ہو کہ یہ نسبت اوس جانور کے جو تربیت ناشایستہ پائیگا بہتر ہوگا اماً اقسام مدینۂ **غیر فاضلہ** جسکی ماہیت مرکب اشخاص غیر فاضل سے ہو خواہ وہ جاہلہ ہو یا فاسقہ یا ضالّہ جیسا کہ مع امثلہ کے عرض کیا اونمین بھی ہر ایک کے بہت سے اقسام ہین پس مدینہ جاہلہ کی چھہ قسمین ہین ۱ اجتماع ضروری ۲ اجتماع نذالت و دنارت ۳ اجتماع خسّت ۴ اجتماع کرامت ۵ اجتماع تغلّبی ۶ اجتماع حرّیت **اجتماع ضروری** اوس قسم کے اتفاق کو کہتے ہین جو بغرض اعانت و مددگاری

جلسہ پنجم قانون تمدّن

اکتساب معیشت و تحصیل قوت باہم ملکر قائم کیا جاے جسکے قیام کے
بغیر چارہ نہو جیسے کاشتکارونکا غول باہم ملکر کسی موضع مین جو بے بوتے
ہین یا جُلاہے باہم ملکر کپڑا بنتے ہین آپسمی کے ہم پیشہ سے مراسم رکھتے
ہین اونہین سے میل جول ربط و اتحاد کرتے ہین اس قسم کے صدہا گروہ
ہین خصوصًا ہندوستان مین اسی وجہ سے یہ دستور قرار پاگیا ہے کہ ہر ایک
کی ایک قوم ہوگئی ہے انمین بعض محمود و ضروری جیسے فلاحت کی مثال
عرض کی گئی بعضے مذموم جیسے چورون ڈاکئون کا اتفاق بعضے بطریق
مکروفریب کے جیسے ٹھگون جعل سازون کے گروہ بعضے بطریق ہٹ
دہرمی و بے ایمانی کے جیسے مفسدہ پرداز مقدمہ لڑانے والے
وغیرہ خواہ ایک ہی قسم کے لوگون کا گروہ ہو یا مختلف مکاسب ملکر
ایک گروہ ہوجائے — ان لوگون مین بہتر وہ ہے جو اپنے غرض کتساب
کو اچھی طرح سے حاصل کرے اور اپنی معیشت کے بہم پہونچانیمین زیادہ
مستعد و آمادہ ہو اور تدابیر شایستہ صرف کرتا ہو اجتماع نذالت
اوس گروہ کو کہتے ہین جو از روئے ثروت و تموّل وجاہ و حشمت
کے باہم اتفاق کرے اور غرض اوسکی اس اکتساب سے محض زیادتی
زر و سیم وغیرہ ہو اور صرف کرنا اوسکا مقامات ضرورت مین ملحوظ
نہو خواہ بطریقۂ مناسب ہو خواہ بطریقۂ غیر مناسب جیسے ساہوکار

مہاجن ہنڈی وال وغیرہ کہ غرض اونکی جمع اموال سے فقط زیادتی
ثروت ہے نہ رفع ضرورت - اونہین رئیس وہ شخص ہے جو سب سے
زیادہ ماہر اور صاحب ثروت ہو جیسے مہاجنون مین جگت سیٹھہ وغیرہ
ایسے لوگون کے مکاسب یا اختیاری ہوتی ہین جیسے تجارت و اجارت
یا غیر اختیاری جیسے کہیتی وغیرہ - **اجتماع خسّت** اوس گروہ کا نام
ہے جو مطلب معیشت مین فقط اونہین چیزون پر اکتفا کرین جنسے بدنکو
راحت و لذت ملتی ہو اور سوا حظ طبیعت حاصل کرنیکے دوسرا فائدہ
مقصود نہ رکہتے ہون جیسے کہانا پینا زوجہ بہم پہونچانا مسخرہ پن کرنا
کہیل کود مین مشغول رہنا بیہودگی و حرکات فضولی مین اوقات
عزیز کو رائگان کرنا رات دن تماش بینی مین بسر کرنا دنیا و دین
دونو سے غافل رہنا ایسے لوگون کا نام محاورۂ حکماء اخلاق مین
مغبوط ہے یعنے خوش حال و فرحناک - پس اس گروہ کا رئیس
بہی وہی شخص ہوسکتا ہے جو ایسی باتون مین اون سب پر فائق ہو
تماش بینی و ہزل مین یکتا ہو اسباب لذت کو زیادہ جمع رکہتا ہو اور اپنے
گروہ خاص کی ایسے امور مین زیادہ اعانت و استمداد کرسکتا ہو
اجتماع کرامت اوس گروہ کو کہتے ہین جو کرامت و بزرگی حاصل
کرنیمین باہم متفق ہو - خواہ قول کی راہ سے ہو خواہ فعل کی راہ سے

خواہ اون بزرگیون کو دوسری قسم کے گروہ سے حاصل کرین خواہ
اپنے ہی گروہ مین ایک دوسرے سے اخذ کرے خواہ برابری کے
درجہ مین یا کمی و بیشی کے ساتھہ۔ برابری سطح سے کہ مثلاً ایک شخص
کسی وقت کوئی چیز دوسریکو دیدے اس غرض سے کہ دوسرے وقت
مین ویسی ہی ایک چیز وہ اسکو دے اور کمی و بیشی سطح سے کہ مثلاً
ایک شخص کسیکو کوئی چیز ہدیۃً اس غرض سے دے کہ وہ اوسکے معاوضہ
مین اوس سے عمدہ اور بہتر اور نفیس چیز اسکو عطا کرے اس بنا پر
کہ اون لوگون مین دستور اسکا قرار پاچکا ہے کہ ایسی چیز کا معاوضہ
زیادتی کے ساتھہ کرتے ہین مثلاً باغبان کسی رئیس کے سامنے
پھولونکو مرتب و مزین کرکے ایک گلدستہ بناکر یا ایک ہار گوندہ کر پیش کرے
یا ڈالی لگائے اس امید پر کہ انعام حاصل کرے ہرچند مقدار قیمت
اوس گلدستے اور ہار اور ڈالی کی بہت ہی کم ہو مگر وہ رئیس مقتضائے
رسم ضرور دہ چند دیگا۔ اس قسم کی ریاست اکثر پانچ سببون
مین سے ایک سبب سے حاصل ہوتی ہے اوّل جمع ہونا اور موجود
ہونا اسباب کرامت و بزرگی کا دوم قوّت و قدرت قریبہ کہنا
اوسکے بہم پہونچانیکی بغیر زیادہ محنت و مشقت کے۔ جیسے
کوئی شخص کسی قوم کا مخدوم ہو اور اون سے زیادہ وہ اونکا

امور مہمہ مین تکفل کرسکے اور اونکے افکار سے اوسکے افکار زیادہ بکار آید
اور نتیجہ ہون **سوم** خود رئیس بالذات اپنی قوم کے امور کا متکفل
تو نہین کرتا مگر اوسکی وقعت و عزت و نام آوری وغیرہ باعث اوس
قوم کے برآمد کار کے ہے اسوجہ سے اوسکو رئیس بنائے ہوے ہین **چہارم**
یہ کہ رئیس قوم کو ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو۔ اور وہ اوسکی اطاعت و
فرمان برداری سے مجبور و معذور ہوگئی ہون خواہ بذات خود خواہ
بذریعۂ فوج و لشکر و کثرت معین و مددگار کی جبکہ اوسکی قوم کو وہ کیفیت
حاصل ہو تو ضرور ایسے رئیس کی ہیبت اون لوگونکی نگاہ مین بہت ہوگی
یہان تک کہ اونکا عقیدہ اوسکی نسبت یہ ہوجائیگا کہ یہ شخص ہر ایک
طرح کے نفع و نقصان پر قادر ہے اور ہم اوسکی ایذا رسانی پر قدرت نہین
رکھتے بلکہ کلیتہً اونکا ایسا ہی خیال ہوگا کہ کوئی اسکو ضرر پہونچا ہی نہین
سکتا اور یہ سبکو ایذا دے سکتا ہے اسوجہ سے کہ یہ جماعت وحشی
جاہلہ بے علم تو کچھ بھی نہین جسکے سبب اوسکی اصلیت و قدرت کا
دریافت کر لیے اوسکے حدود و اختیارات کو سمجھے۔ **پنجم** یہ سبب نہین
خود رئیس کو تو ایسی قوت غلبہ کی حاصل نہو مگر اوسکے آبا و اجداد
مین کوئی صاحب صولت و سطوت و اختیار ہوا ہو اور اوسنے
اپنا ڈنکا بجا رکھا ہو اپنی دہاک باندہ رکھی ہو یا نفع خلق کو پہونچایا ہو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جسکے بار امتنان سے وہ قوم اوسکو رئیس بنائے ہوئے ہو وغیر ذلک
ان پانچ اسباب مین سے کسی ایک کے بھی جمع ہونے سے ریاست حاصل
ہو جاتی ہے اگر دو تین جمع ہو جائین تو اور بھی زیادہ ریاست اوسکی
محکم ہو جائے — اور برابری کی حیثیت جو اوّل مین بیان کی گئی ہے
اوسکی مثال ایسی ہے جیسے بازار کے لین دین کے معاملات یعنی جتنا
کوئی اسکے ساتھ کرے اتنا ہی یہ اوسکے ساتھ — پس رئیس
رئیس وہ ہوگا جو کامل طور سے معاملت مساوات پر قادر ہو اور
پورا پورا اس اصول کو برتے خلاصہ یہ ہے کہ ان سب صورتون مین
ریاست اوسی شخص کو حاصل ہوگی جو کرامت کی اہلیت و قابلیت
زیادہ رکھتا ہو خواہ از روئے حسب کے زیادہ ہو اگر اعتبار حسب
کیا جاتا ہو ہان اگر ریاست اوس شخص کی مسلّم رکھین جسکی ریاست
سے اونکو نفع زیادہ حاصل ہوتا ہو تو اوس شخص کو رئیس ہونا
چاہیے جو جود و احسان و بذل و عطا مین خلق کو فائدہ زیادہ
پہونچائے یا اپنے حسن تدبیر سے اونکی مدد کرتا رہے بشرطیکہ غرض
اوسکی اس فعل سے حصول کرامت ہو نہ کسی تحصیل لذّت کے
سبب سے ایسا کرتا ہو — پس فرق کرامت و لذّت مین یہ ہے کہ
کرامت اوسیکو کہینگے جو اپنے افعال نیک کرے اس غرض سے

کہ وقار و عزت و تعظیم و توقیر اوسکی زیادہ ہو اور شہرہ اوسکی نیکنامی کا
دور تک پہیل جاوے اور اوسکے ہمعصر اوسکو اچہائی سے یاد کرین
ہمیشہ نام نیک باقی رہے - ایسے شخص کیواسطے یہ بہی ضرور ہوگا
کہ وہ اپنے احسان کیواسطے زر و مال کی احتیاج بہی زیادہ رکہتا ہو
اور اکثر ایسے شخص کو اس بات کا خیال ہوتا ہے کہ جو کچہہ مین صرف
کرتا ہون محض از روئے ملکہ جود و سخا کے ہے نہ از روے تحصیل
کرامت - مگر بہر طور اتنے بڑے اخراجات کیواسطے ضرور ہے کہ مداخل
کی بہی کثرت ہو پس مداخلِ مال اوسکے از روے خراج و محصول ارضی
کے ہون گے جنکو اپنے ماتحتون سے وصول کریگا یا اپنی قوم سے
بحیلہ و تدبیر حاصل کریگا ایسے افکار کرتا رہیگا کہ کسیطرح رعایا و ماتحت
کے اموال کو حاصل کرون اور داخل خزانہ عامرہ کرکے اپنے اون
مصارف مین صرف کرون جنکے وسیلے سے عظمت و بزرگی
حاصل ہو لوگ مطیع و فرمان بردار رہین اسکی اطاعت مین سرگرمی
کرین اور بعد اسکے اسکی اولاد معزز و مکرم ہو اور وہی حکومت
و سلطنت جو اسکو حاصل ہوئی تہی اونکو حاصل ہو یا چند قسمین اخل
مال کی اپنے مصارف کیواسطے خاص کریگا تا اوس مال کے ذریعے
سے اپنی ارادون کو پورا کرے اور کرامت و بزرگی حاصل ہو یا اپنے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہمعصر بادشاہون کے ساتھہ کرامت کرے بخیال بدل و معاوضہ اونسے
مراسم بڑہائے اونکی رضاجوئی کا طالب رہے تا وہ بہی اسکے امور کے
متکفّل ہون - ایسا ئیس ضرور ہے کہ تجمّل و زینت مین بہی اہتمام
کرے لباسہائے مزیّن - خلعتہائے فاخرہ - تاجہائے مرصّع -
تختہائے طاؤسی - فرش ہائے اطلسی - خدّام زرین کمر سپاہ
جرّار - عمارتہائے عالی - قلعہائے متوالی - دولت سراہائے
رفیع - قصرہائے منیع - بہم پہونچائے تاکہ وقعت اوسکی لوگونکی
نگاہون مین زیادہ ہو - ابہّت و جلالت و عظمت و نجابت حد
درجہ کی حاصل ہو اکثر لوگ بارباب دردولت نہ ہونے پائین سوا دربارہائے
مخصوص و جشن عام کے اجازت عام حضوری کی ندے تاکہ باعث
زیادتی ہیبت کا ہو جسبب ریاست اوسکی مسلّم اور محکم ہوجائے اور
طریقے اسکے طرز معاشرت کے خلق مین شایع ہوجائین تو جملہ
سلاطین وہم مرتبہ اوسکی اقتدا کرین اوسی کے افعال کے متبع
ہون مگر یہ بہی ضرور ہے کہ ایسا بادشاہ ایسے لوگون کے بہم
پہونچانے مین سعی و کوشش کرے جو اہل کمال و صاحب لفن تازگی
ہون اور اونکی قدر و منزلت مین بقدر اونکے کمال کے ترقی
کرے خلعتہائے خسروانی مثل اقسام لباس و اسپ و شمشیر و زرہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

جاگیر کے اوسکو عطا کرے تا کہ اپنے ہمچشمون مین عزت اوسکی زیادہ ہو اور قدردانی و کمال پروری بادشاہ کا شہرہ ہو ہر شخص کے دلمین تحصیل کرامت کا شوق ہو اہل کمال کی کثرت ہو اسیوجہ سے ہمیشہ ایسے صاحب کرامت کو اوسی شخص کی قدر و منزلت بہی زیادہ ہوگی اور اوسی کو قرب بارگاہ شاہی حاصل ہوگا جو اسباب کرامت کی ترقی کے انکا رعرض کرتا ہے — یہ قسم جو فقیر نے گزارش کی اس مدینہ کی عمدہ اقسام سے ہے بلکہ نہایت مشابہ ہے مدینۂ فاضلہ سے تا اینکہ اکثر لوگ مدینۂ فاضلہ اسیکو کہتے ہین خصوصًا وہ حکما جنکی نگاہ مین نفع خلائق و منزلت ریاست بڑہی ہوی ہے اور فی الحقیقت یہ قسم اگر فضائل حکمت کی پابند ہے تو بیشک مدینہ فاضلہ مین شمار ہے ہان اگر کرامت مین زیادہ انہماک و اہتمام ہے اور حدّ اعتدال سے متجاوز ہوگئی ہے حالت افراط بہم پہونچائی ہے تو جبار کی حدمین آجاتی ہے اور مدینۂ تغلب مین داخل ہوجاتی ہے — **اجتماع تغلّبی** اوس گروہ کو کہینگے جسکے اتفاق کی غرض یہ ہو کہ باہم ملکر کسی دوسرے پر غلبہ حاصل کرین تو اوس گروہ مین وہی لوگ شامل ہونگے جو اسی نیّت و ارادے مین شریک ہون خواہ کم خواہ زیادہ — اس گروہ کے بہت سے اقسام ہین بعضون کی غرض محض حکومت و استیلا کی ہوتی ہے کہ لوگون کو

اپنا مطیع و فرمان بردار کرین ذرا بھی کوئی سر اوٹھائے تو اوسے پسپا
کر کے گھر بار اوسکا تخت و تاراج کر دین سبب اجتماع انکا اشتراک
محبت تغلب ہے لذت انکی اسمین ہے کہ کیسیکو ذلیل کر کے خود نشان
انانیت بلند کرین اپنی قدرت و قوت کو مخلوقات خدا کی نگاہ مین
ظاہر کرین۔ اسیوجہ سے اکثر ایسا ہی واقع ہوتا ہے کہ اگر کسی مطلوب شئے
پر بغیر جبر و قہر کے دسترس ہو بھی جاتا ہے تو اوسپر توجہ نہین کرتے
اور اوس سے منفعت حاصل نہین کرتے جیسا کہ تاریخ سلاطین کے
دیکھنے سے واضح ہوتا ہے خصوصاً اون بادشاہون کی سیر جنہون
نے عزم دور دراز کئے ہین اور بڑے بڑے ملکون پر چڑھائیان کین
ہین ہندوستان کی تاریخ سے بھی یہ امر کما ینبغی واضح ہے اگر خوف
تطویل نہ ہوتا تو دو ایک بادشاہون کی مثالین فقیر عرض کرتا۔
بلقیس کے قصہ مین بھی اسیطرف اشارہ ہے الحاصل بعضے اقسام
اس گروہ کے ایسے بھی ہین جو کید و فریب کو دوست رکھتے ہین
اور اپنے ان افکار کے ذریعہ سے حصول تغلب کا چاہتے ہین
بعضے ایسے ہین کہ ایسے تدابیر کو پسند نہین کرتے بظاہر اور بالاعلان
غلبہ حاصل کرنیکو مرغوب رکھتے ہین بعضے دونو طریقون کو عمل مین
لاتے ہین بعضے ایسے بھی ہین کہ اگر کسیکے مال یا سلطنت پر نظر

جلسۂ پنجم قانون تمدن

ڈالتے ہین اور اوس پر تسلط حاصل کرتے ہین تو بے اسکے کہ اوس سے
جنگ و جدل کرین قبض و تصرف پسند نہین کرتے بلکہ ٹوک کے لڑتے
ہین سوتے کو جگا کر ہشیار کر دیتے ہین تب معرکہ آزمائی کرتے ہین
اسوجہ سے کہ اونکے نزدیک حالتِ غفلت مین تسلط و قلع قمع کرنا
بزدلی و نامردی ہے بلکہ لطف اسمین جانتے ہین کہ وہ بہی اپنے دل کا
حوصلہ نکال لے اسکی لذت اونکے دلمین زیادہ تر ہوتی ہے۔ اسکا
سبب یہی ہے کہ طبیعتین اونکی قہر پسند ہین اور کسیطرح کی مجبوری
اور معذوری کو گوارا نہین کرتے۔ ایک یہ بہی دستور ان لوگون کا
ہے کہ اپنے گروہ کی مغلوبی پسند نہین کرتے بلکہ جہانتک ممکن ہوتا ہے
آپسمین ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہتے ہین وقت پر مدد دیتے ہین
ایسی جماعت کا رئیس وہی شخص ہوسکتا ہے جو جبر و قہر و غلبہ
مین اونسے زیادہ قوت و قدرت رکہتا ہو فوج و سپاہ و سامانِ جنگ
زیادہ مہیا رکہتا ہو مقابلہ و مقاتلہ مین غلبہ حاصل کرنے کے اسباب
اوسکے پاس بہت ہون۔ اصلی سیرت ایسے شخص کی یہ ہے کہ تمام
مخلوقات خدا کا وہ دشمن ہے۔ انکے قاعدے اور قانون بہی ایسے ہی
ہین جو اونکے غلبے و تسلط کو زیادہ کرین اور اوسکے موانع کو مسدود
کرین آپسمین تفاخر و مباہات کرین افسری بہی اوسی شخص کو ہوگی جسکے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

غلبہ و تصرف کے مقدار از روے سختی و دشواری و شمار کے زیادہ ہوتی
معین انکے غلبے کی تین چیزین ہین اوّل تدبیر شایستہ جنکا نتیجہ غلبہ ہو
دوم قوت و قدرت جسمانی یعنے خواہ وہ خود قوی ہیکل پہلوان بہادر ہو
خواہ فوج و سپاہ اوسکی جوانمرد ـ جنگ آزما ـ معرکہ آرا ـ جری ـ سور
ساونت ـ تیغ زن ـ صف شکن ـ قلعہ گیر ـ صاحب شمشیر ـ
قواعد دان ـ رستم دستان ـ سام و نریمان ـ افراسیاب زمان ـ
اسفندیار دوران ہو سوم سلاح حربی ـ توپ ـ بندوق ـ تیر
تفنگ ـ شمشیر ـ زرہ ـ جوشن ـ بکتر ـ چار آئینے ـ دستانے ـ
بہالم ـ خود ـ نیزہ ـ گرز ـ وغیرہ نہایت آبدار و شرربار رکہتا ہو یا دو
چیزین اوسے حاصل ہون ـ اس قسم کے لوگون کے اخلاق ـ ظلم پسند
جفا شعار ـ سخت دل ـ بے رحم ـ قسی القلب ـ زود رنج ـ
غضبناک ـ مغرور ـ متکبر ـ حریص ـ طمّاع وغیرہ ہین کمانا بہت کہاتے
ہین ـ اسباب فربہی و زور آوری و فنون سپہگری کو بہت دوست رکہتے ہین
ایسی ہی چیزون کو پسند کرتے ہین ـ اکثر عیّاش تماشبین بہی ہوتے ہین
اور اوسکے حاصل کرنیمین بہی غلبہ و جبر و قہر کو پسند کرتے ہین اور اونکے
وسیلے بہم پہونچاتے ہین ـ اس گروہ کے تمام اقسام خواہ بظاہر حالت
غلبہ مین ہون خواہ مغلوب ہون یکسان ہین خواہ مراتب مین مساوی

ہون خواہ مختلف مساوات اور اختلاف اونکا یہ ہے کہ غلبہ مین انزور کثرت اور قلّت کے مساوی ہون یا قرب و منزلت سلطانی مین برابر ہون یا رائے و تدبیر مین ہمپلہ ہون یا یہ کہ اوس گروہ مین ایک شخص جبّار و قہار ہو اور باقی سب اوسکے معین و مددگار ہون خواہ وہ بالذات جبر کرنیکے خوگر ہون یا بسبب اپنے طریقہ کسب معیشت کے اوسکی اطاعت و معاونت کرین جیسے انسان کے ہاتھ پاؤن احکام و ارادت قلبی کی اطاعت کرتے ہین یا جیسے کمان کا تیر بندوق کی گولی نشانہ کے موافق صید پر لگتی ہے — انکے علاوہ جو لوگ اوسکے زیر حکومت و اختیار ہوگئے ہین اوسکی اطاعت سے سر اوٹھا نہین سکتے اوسکی حکومت و سلطنت سے باہر نکل نہین سکتے ناچار گردن صبر و رضا کو جہکائے اوسکے مطیع و منقاد ہین جو کچھہ اوسکا حکم ہوتا ہے تعمیل کرتے ہین دم نہین مارتے یہ لوگ بجائے بندون اور خادمون کے ہین اپنے افعال و اعمال کے پورا کرنیمین آزاد نہین ہین اپنے نفس کے مالک نہین ہین وہ اس قسم مین داخل نہین پس اس گروہ کی تین قسمین ہین اول جتنے اس گروہ کے لوگ ہون وہ سب تغلّب کے طالب ہون دوم یہ کہ سب تو طالب نہون مگر چند اشخاص اومین غلبہ رکھتے ہون اور سب شریک اوسکے ہون سوم یہ کہ

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ایک شخص غالب ہو اور باقی گروہ مجبورانہ اپنے پیٹ کیواسطے
یا اپنی کسب معیشت کو ملجائین — ہر چند ایسے لوگون کا شامل ہونا بھی اس
قسم مین ازروئے حقیقت کے مناسب نہین ہے بلکہ اقسام کرامت
وغیرہ مین اونکو شامل ہونا چاہیے مگر اکثر حکما انکو بھی اسی گروہ مین
شمار کرتے ہین جیسے وہ گروہ کرامت کا جو بذریعہ غلبہ کے کرامت
حاصل کرتا ہے جسکی تفصیل عرض کی گئی نہین کے ذیل مین محسوب ہے
اگر انصاف کی نظر سے بہ تامل دیکھا جائے تو ایسے گروہ کو قسام کرامت کی ذیل
مین رہنا چاہیے بنظر مقصود اصلی اسواسطیکہ تغلّب بالذات اونکا
مقصود نہین ہے بلکہ بالعرض ہے تو ایسی صورت مین اقسام غلبہ کے
بحیال اصل غرض ہونا چاہیے پس متغلّبین کی ازروئے غرض کے تین قسمین معلوم
ہوتی ہین ایک وہ قسم ہے جنکی الذّت غلبہ کے حاصل کرنیمین ہے
یعنے فقط اپنے تسلّط واقتدار کو پسند کرتے ہین کوئی دوسری غرض
اوسمین شریک نہین ہے نہ اونکو بالذّات مال کے پروا ہے نہ ملک
کی بلکہ اگر مال وغیرہ اونکو حاصل بھی ہوجاتا ہے تو زیادہ اعتنا
نہین کرتے بلکہ بعد حصول تسلط کے مغلوب کو چھوڑ دیتے ہین اور
اوسکے در پے نہین ہوتے جیساکہ زمان جاہلیّت کی تاریخ دیکھنے سے
واضح ہوتا ہے کہ لڑائیان عربون کی فقط ازروئے اختیار و اقتدار

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

وجاہ وتمکنت نہین نہ بغرض مال کے دوسری یہ کہ لذت جسمانی حاصل کرنیکے واسطے غلبہ حاصل کرین مثلاً کسی ملک کے زر ومال کی کثرت اوسکے گوش زد ہوئی یا کسی گھر کی عورتون کا حسن وجمال سُنا اوسپہ دوڑے قلع وقمع کرکے اپنی لذت حاصل کی ایسے لوگون کو اگر انکی مطلب لذت بے زحمت وغلبہ کے حاصل ہوجائے تو وہ ہرگز نہ اوسکو پسند کرین تیسری وہ گروہ جنکا مقصود یہ ہے کہ ہم اپنی مرغوب طبع چیز کو بزور قوت حاصل کرین اور از روے تسلط ہم پہونچائین۔ ایسے شخص کو اگر اوسکی مطلوب چیز دیدی جائے یا کسیطرح حاصل ہوجائے تو ہرگز وہ قبول نکرینگے بلکہ جب تک اپنی قوت سے حاصل نکرین آرام نہ لینگے۔ ایسے لوگ اپنے کو عالی ہمت بلند حوصلہ کہتے ہین اور لفظ مردی وبہادری سے موسوم کرتے ہین۔ جاہل اور عوام الناس قسم اوّل کے لوگون کی زیادہ مدح کرتے ہین اور اونہین کو بزرگ جانتے ہین جیساکہ اصحاب بذل وعطا وجود وبخشش کو افضل سمجھتے ہین بلکہ اورون پر بھی اونکو ترجیح دیتے ہین۔ مدینۂ تغلب کی ایک خاصیت یہ بھی ہے کہ عوام اوسمین کے ہر شخص کی ہمت کو برابر جانتے ہین اور اونکی عالی ہمتی کی تعریفین کرتے ہین۔ اونکی فضیلت کے بیان مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھتے چونکہ اونکا مقصود اصلی بزرگی وعظمت حاصل کرنا ہے وہ اسکو پسند کرلیتے ہین

ہیں اور دوسروں سے بھی اسیکے خواہاں رہتے ہیں آپنے برابر فہم وعقل وفراست میں کسیکو نہیں سمجھتے نئے نئے نام اپنے واسطے وضع کرتے ہیں افتخار واستکبار کا اشتہار دیتے ہیں ہمارے زمانہ کو بیوقوف نافہم کندذہن جانتے ہیں — جب ہمچومن دیگرے نیست کی سما جاے گی تو پہر کسیکی نہیں سُنینگے بلا تکلّف انانیت ورعونت کا جہنڈا اگاڑینگے رفتہ رفتہ کبرا وبزرگی سے جبار ہوجاینگے — اکثر اہل کرامت کیواسطے ایسا بہی ہوتا ہے کہ وہ کبہی شخص کی تعظیم وتوقیر فقط از روے تفاخر ذاتی کرتے ہیں — دوسرے شخص کی جود وسخا کو گوارا نہیں کرتے بلکہ ممانعت کردیتے ہیں کہ ہمارا متوسّل دوسرے کا بار احسان نہ اوٹہاے بلکہ اگر کوئی کسیکو کچہہ دیتا ہے تو اوسکا دینا پسند نہیں کرتے آپ اوسکو دیتے ہیں — ایسا شخص خواہان کرامت اکثر مالکے ذریعہ سے کرامت حاصل کرنا چاہتا ہے — یا حصول لذّت کیواسطے تاکہ بزرگی حاصل کرکے اپنے مطلوب کے حاصل کرنیمین آسانی وسہولت بہم پہونچاے توفی التحقیقت یہ طالب بزرگی نہیں ہے بلکہ طالب لذت ہے جب تہوڑی سی بہی قدرت وبزرگی اوسکو حاصل ہوجاتی ہے تو وہ درپے اس بات کا ہوتا ہے کہ ریاست وسلطنت حاصل کرے تا اپنی لذت کو اوس سے دوچند سہ چند کردے اور مطلوبات ومشروبات ومنکوحات کو اوس سے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

لذیذ کرے۔ خلاصہ یہ کہ بہت سے اقسام اس گروہ کے ہین جنکی تفصیل

موجب تطویل ہے اقسام بسیط عرض کر دیے گئے ہین انہین سے اکثر

مرکبات کی شناخت ہوسکتی ہی اَمّا اجتماع حُرّیت اوس گروہ کو کہتے

ہین کہ جسمین کوئی کسی کا مطیع و فرمان بردار و محکوم نہو ہر شخص فاعل خود مختار

آزاد منش ہو جو چاہے کرے کوئی اوسکا مزاحم و مانع نہو۔ ایسے گروہ کے

لوگ سب باہم برابر ہوتے ہین کمی و بیشی و پستی و بلندی انمین بہت

کم ہوتی ہے اگر کسیقدر اپنے پر تفوّق دیتے ہین تو اوس شخص کو

جسکی حرمت و عزّت کو کسی وجہ سے زیادہ سمجھتے ہون ایسے لوگونمین

اختلاف بہت ہے ہر ایک کی ہمتون ارادون حوصلون خواہشون

لذتون مین بہت بڑا فرق ہے۔ ایک کو دوسری سے مناسبت بہی

حاصل نہین ہوتی انکے اقسام بہی لاتعد ولاتحصا ہین جب ہر شخص کی

کیفیت و حالت جداگانہ ہے تو قسمین بہی اونکی اونہین کی طرح

بیحساب ہونگی۔ ایسے گروہ کے لوگ علیحدہ علیحدہ ہوکر اغیار نگ

علیحدہ جمائینگے اپنی اپنی فکر کرینگے۔ بعض کسیقدر آپسمین

مشابہت رکھتے ہونگے بعض بالکل مُباینت کلّی رکھتے ہونگے جسقدر

اقسام مدینون کے سابق مین گذارش کیے گئے وہ سب اس اکیلی قسم سے

پیدا ہونگے خواہ اقسام خسیس سے ہون خواہ اقسام شریف سے ہان

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

انکا رئیس البتہ نرالا ہوگا سب قسم کے رئیس خود حکومت کرتے ہین باقی
گروہ اطاعت کرتے ہین انکا رئیس محکوم ہوگا اور لوگ اوسپر حکمرانی
کرینگے یعنے اوس کو ہمیشہ انکی مرضی و خوشی کے احکام دینے ہونگے جو امر
انکے صوابدید و پسند کے موافق ہوگا وہ کرنا ہوگا ایسی اطاعت دشوار ہی
اسواسطے کہ ایک شخص کی اطاعت انسان سے آسانی ہوسکتی ہے
مگر ایک گروہ کی اطاعت جو باہم مختلف الامزجہ والافعال ہون کسیطرح
امکان کی بات نہین بلکہ اصل یہ ہے کہ نہ وہ رئیس ہے نہ یہ مرؤس کوئی
انکا رئیس ہی نہین ہان ایک قسم کے سرداری و افسری اوس شخص کو حاصل
ہوجائے گی جو اون لوگون کی بہی خواہی کرتا رہے اور اونکے مختلف
امزجہ سے حدّ اعتدال نکالا کرے اونکے اختلاف پر نظر نہ ڈالے اونکی
فائدہ کی جو صورت نکلتے دیکھے اوسے بعنوان شایستہ اسطرح ادا کرے
کہ وہ باوجود اختلاف ذاتی کے مان لین تو ایسی حالت مین اسکے واسطے
یہ امر لازمی ہوگا کہ خود بقدر ضرورت کفاف قناعت کرے اور غیر
کی خوبی کا طالب رہے بگڑی ہوئی گھر کے بنانیوالے کو بھی ایسا ہی
ضرور ہے مگر ایسے شخص کو بہت فہمیدہ و سنجیدہ بردبار و متحمل و صابر
و مدبّر ہونا چاہیے تاکہ اسکی فضیلت اون لوگون مین مسلّم ہوجائے اور
وہ بالیقین سمجھ لین کہ اسکا مقصود فقط ہماری خیرخواہی ہے اپنی لذت

شہوت کا پورا کرنا نہین چاہتا باوجود ازادی مزاج واختلاف طبیعت کے
اسکی خوبی کے قائل ہوجاتے ہین بقدر ضرورت اپنی اپنی حصۂ نعمت مین سے
تھوڑا تھوڑا اسکا بھی تحمل کرتے رہین - مگر اکثر دیکھا گیا ہے کہ اس گروہ
کے ایسے لوگ رئیس ہوتے ہین جنسے کچھ بھی عام مردم کو نفع نہین پہونچتا
مگر بسبب اُنکے ذاتی نجیبت و دولت وجاہ وحشمت ایسے رئیسون کی
اونچی نگاہون مین گہری ہوئی ہے - اونکے اقتدار کو مسلّم کیے ہوے
ہین خواہ وہ اوسکی نیک بختی وسعادت ولیاقت ذاتی کیوجہ سے
خواہ از روے ریاست پدری وابائی کے مثلاً اوسکا باپ اوس
کمال سے متصف تہا جو ذکر کیا گیا تو یہ اوسکا فرزند ہرچند اوس
حد تک نہین پہونچا ہے مگر باپکی سعادت اسمین تسلیم کیجاتی ہے -
جسقدر اقسام مدینہ جاہلہ فقیر بیان کرچکا ہے اون سب کا نمونہ
ایک اس قسم مین موجود ہے یہ قسم سب سے زیادہ عجیب وغریب ہے
مُدن جاہلہ مین - جیسے کسی کپڑے یا تصویر مین بہت سے اقسام کی
رنگ آمیزی کی گئی ہو اس مدینہ کی ایک یہ بھی خاصیت ہے کہ ہرچند
تخالف رکھتے ہین مگر آپسمین دوستی بھی ہوتی ہے - ہر ایک اپنی اپنی
غرض وخواہش کو پورا کرتا ہے ہر شخص بجاے خود رئیس ہوتا ہے - اِس
ظاہری خوبی کو دیکھکر بہت سے گروہ اونمین شامل ہوجاتے ہین اور

جلسۂ پنجم قانون تمدن

اس مدینہ سے ربط و اتحاد پیدا کرتے ہین کثرت اونکی بہت ہو جاتی ہے توالد
و تناسل بہی نہین زیادہ ہوتا ہے۔ اونکے بہی نئی نئی وضع و صورت کے پیدا
ہوتے ہین فطرت و تربیت بہی اونکی ویسی ہی مختلف ہوتی ہے اونمین
اسقدر تفاوت ہوتا ہے کہ تمیز اس بات کی مشکل ہوتی ہے کہ کن
کن مدینون کا اونمین شمول ہے اور کس کس گروہ کے متعلقات اونمین پائے
جاتے ہین اسوجہ سے کہ ہر گروہ کا ایک ایک جزو اونمین شریک ہے
ایک ایک صفت بہی ہر قسم کی رکہتا ہے غریب و مسافر ساکن و حاضر
مین کوئی فرق نہین ہے شریف و رذیل سب برابر معلوم ہوتے ہین
اقوام و انساب بہی صحیح نہین رہتے قرابتہائے بعیدہ کا بہی حال واضح
نہین ہوتا تہوڑا زمانہ گذرنے کے بعد اونمین ہر سطح کے لوگ پیدا
ہو جاتے ہین فضلا۔ حکما۔ ادبا۔ خطبا۔ شعرا۔ اصحاب صنعت
۔ اہل خدمت اہل تجارت وغیرہ۔ اگر تفتیش و تفحص کرنا چاہیں
تو ہر قسم کے اہل کمال بکثرت اونمین نکلینگے ایسے کہ مدینۂ فاضلہ مین شمار کیے
جائین اسیطرح صدہا آدمی۔ شریر۔ مکار۔ فتنہ ساز۔ بد نیت۔
بد طینت۔ بد خلق بہی اونمین موجود ہونگے کوئی قسم مدینۂ جاہلہ کی
اس سے زیادہ بزرگ و کثیر نہین ہے جسقدر اونکو فراغت معیشت
زیادہ حاصل ہوگی اوتنی ہی کثرت بہی خیر و شر کی زیادہ ہوگی اکثر

ایسا فرقہ بڑے بڑے شہرون مین پیدا ہوتا ہے دیہات و قصبات
و قریات مین کمتر اسکا ظہور ہوتا ہے بلکہ جسقدر جو شہر زیادہ محل
سکونت بادشاہ ہوگا اوسیقدر زیادہ اس گروہ کی پیدایش ہوگی۔
الغرض مدینہ جاہلہ کے اور بھی اقسام ہین جو باہم ترکیب پانیسے پیدا
ہوتے ہین تشخیص و تعیین اونکی عاقل مدبر کے ذہن سلیم پر منحصر ہے
جسطرح مدینہ جاہلہ کے اقسام بہت ہین مگر بسیط غیر مرکب اونکی
چھ قسمین ہین جو مفصلاً عرض کی گئین اسیطرح رئیس بھی چھ ہین اسوجہ سے
کہ یا رئیس از روے ضرورت ہے یا از روے یسار یا از روے لذت
یا بسبب کرامت یا بوجہ غلبہ یا بعلت حریت جب انمین سے کوئی
بات بھی پائی جائیگی رئیس ہوجائیگا۔ خواہ کچھ مال صرف کرکے انمین
سے کوئی بات حاصل کرے یا نفع پہونچاکر یا فضیلت حاصل کرکے
یا وہ گروہ اوسکے مال کی طمع سے یا اوسکے نفع کی امید مین یا اوسکے
افضل ہونیکی وجہ سے اقتدا کرے اور اپنا رئیس بنالے سوا ان صورتون
کے ریاست کا حاصل ہونا مشکل ہے اسی باعث سے رئیس فاضل مدینہ
فاضلہ کا اس گروہ کی ریاست نہین کرسکتا اگر مجبور کردیا جاے
لوگ اوسکو اپنا رئیس بنالین تو دو حال سے خالی نہین یا یہ لوگ اوسکی
حکیمانہ افکار اور آراے بلند و اخلاق خاص پسند سے عاجز ہوکر معزول

کردین یا قتل کے درپے ہو جائین یا اوسکی حکومت و ریاست مین
خلل ڈالین اسلیے کہ وہ شخص فاضل تو ضرور دیتے انکار کرے گا
جتنے یہ سب لوگ پابند حکمت ہون محاسن اخلاق پر مجبور ہون
افعال بد کو چھوڑین اعمال نیک کی عادت کرین یہ اونکے دلون کو
بسبب لذت گیری و خود پسندی و نعمت و شہوت کے بُرا معلوم
ہوگا ناچار اوسکے پیچھے پڑ جائینگے اور اوسکی مخالفت مین باہم
متفق ہو جائینگے اگر اوسکی قدرت بڑھ گئی ہے یہ اوسکا عزل نہین
کر سکتے تو بقدر اپنے امکان کے ملک مین رخنہ پیدا کرینگے اور
اوسکی ریاست کو متزلزل اور مضطرب کرین گے ان مدینہ ہای
جاہلہ کو مدینہاے فاضلہ بنانا یا فاضل کا ریاست کرنا دشوار ہے
ہان اگر کسیقدر آسانی ہے تو اقسام مدینہ ضروری اور مدینہ جماعت
مین کہ یہ دونو سینے داخل مدینہ فاضلہ ہو سکتے ہین اگر تربیت انکی
بشرائط حکمت اخلاق کے موافق کیجاے اس لیے کہ زیادہ انہین
اندر جہل کا ہے جب وہ رفع ہو جائیگا تو صفات مدینہ فاضلہ کے پیدا
ہونے لگین گے جسطرح مدینہ غلبہ مین استعداد مدینہاے ضرورت کی ہے اور جسطرح
ان سب مدینون مین استعداد ترکیب مدینہ غلبہ کی ہے اور بہت جلد انکو
توجہ غلبہ کے حاصل کرنیکی ہو جاتی ہے اسیطرح باہم ایک مین

دوسرے قسم کی استعداد بھی یعنے یسار لذّت ہوسکتا ہے لذّت کرامت
ہوسکتا ہے اسوجہ سے کہ مال طلبی کا منشا ممکن ہے کہ لذّت ہوجاے
اور لذّت طلبی بڑہ کر تکبّر و تفاخر کی حالت مین کرامت کی خو بو
پیدا کرے یا کرامت کی افراط و تفریط منجر لذّت کی طرف ہوجاے
یا لذّت منشا یسار یعنے جمع اموال کا ہوجاے اس لیے کہ مادّہ ہر ایک کا
قریب تر ہے یہ تینون قوّت شہوت مین شامل ہین یہی باعث ہے
کہ ان تینون قسمون کے لوگ اکثر قساوت و غلظ و خشونت و
ترش روئی و جفا پسندی و ظلم و تعدی و استہانت وغیرہ کے
عادی ہوتے ہین خصوصًا حالت ترکیب مین ―― اجسام بھی
انکی شدید قوی زور آور فربہ سخت متحمل ہوتے ہین کام انکا سلاح
و آلات جنگ کا بہم پہنچانا فنون پہلوانی و سپہگری سیکھنا وغیرہ
اور اصحاب مدینہ لذّت مین اکثر امراض نفسانی شرہ و حرص و طمع وغیرہ
اور جو شل نکے ہین کثرت سے ہوتے ہین اور روز بروز ترقی کرتے جاتے
ہین اگر تدبیر اونکے زوال کی نکیجاے اکثر ایسے لوگ ضعیف الرّاے
لیّن الطبع ہوتے ہین ― جب غلبہ اور زیادتی ہوجاتی ہے تو
اوسوقت قوت غضبی بالکل تشریف لیجاتی ہے گویا انمین مادّہ غضب
ہوتا ہی نہین بالکل ٹھنڈہی حرارت کا نام نشان نہین بلکہ ایسی صورت مین

قوت ناطقہ خادم قوت غضبی کی اور قوت غضبی خادم قوت شہوانی
کی ہو جاتی ہے یعنے دفتر اخلاق ہی اولٹ پلٹ جاتا ہے یا شہوت
و غضب دونو ملکر بیچاری قوت ناطقہ کی گت کر ڈالتی ہین یہ مجبور بنا
اپنی اطاعت کراتی ہین جیساکہ صحرائی عرب اور جنگلی آدمیونمین
دیکھا جاتا ہے کہ شہوت پسندی و عشق زنان مین گرفتار رہتے
ہین دن رات اسیکی فکر ہے جورو کے مرید عورتون کے غلام زرخرید
اسپر طرہ یہ ہے کہ آپ مین خونریزی و سفاکی بھی ہے مارپیٹ بھی
ہو جاتی ہے لٹھ بھی چلتے ہین تلوار بھی کھنچتی ہے لڑائی بکھیڑے قصے فساد
بھی ہوا کرتے ہین اسیمین تباہ و برباد ہین - یہ تفصیل ہے اقسام مدینہ جاہلہ
کی از روے ترکیب غیر ترکیب کے - اب مدینہ فاسقہ کے اقسام عرض
کرتا ہون - تعریف و ماہیت تو پہلے گذارش کر چکا ہون کہ یہ گروہ
مشابہ ہے مدینۂ فاضلہ کے فرق اسیقدر ہے کہ ان لوگون کا اعتقاد
تو یہ ہے کہ ہم مدینۂ فاضلہ کے پابند ہین مگر افعال اونکے مخالف ہین
اوس اعتقاد کے - ہر چند ان باتون کو جانتے ہین مگر عمل مین نہین
لاتے انکے اقسام بھی اوسیقدر ہین جسقدر مدینہ جاہلہ کے عرض کیے گئے
پس ہر ایک قسم انکی بھی اوسی تفصیل کے ساتھہ سمجھنی چاہیے جیسے
مدینہ جاہلہ مین گذارش کیگئی پس دوبارہ تفصیل اوسکی موجب تطویل ہے

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

مدینۂ ضالّہ جنکے قواعد و اصول مشابہ ہین قواعد اصحاب فضایل مدینۂ
فاضلہ سے مگر حقیقت مین اونہون نے غلطی کی اصل بنیاد اونکی صحیح
نہین ہے اور خلاف ہے حق کے انکے افعال و اعمال ہرچند بظاہر
نکوئی کیطرف مایل ہین مگر خیر مطلق و سعادت ابدی سے محروم ہین
انکے اقسام کا شمار بہی دشوار ہے مگر مدینہاے جاہلہ کے اقسام مین
فکر کرنے اور اونکے حالات کے غور کرنے سے اور اونکی قوانین و
ضوابط کے دیکھنے سے معرفت انکے افعال و احکام کے آسان
ہے ۔ اور وہ فرقے جو مدینۂ فاضلہ مین پیدا ہوجاتے ہین جنہین نوابت
کہتے ہین جیسے گیہون مین گہن پہولون مین خار کہیت مین گہاس
انکی پانچ قسمین ہین اوّل وہ جماعت ہے جنسے افعال فضلا کی
ظاہر ہوتے ہین مگر اغراض اونکی سعادات و نکوئی محض نہین ہین
خواہ لوگون کے دکہانیکے واسطے اور بزرگی و منش حاصل کرنیکو یا لذات
و مرغوبات طبیعت بہم پہونچانیکو انکا نام اصطلاح حکما مین مرائین ہے
یعنے دکہلانیوالے دوم وہ جماعت ہے کہ جنکی اصل نیت تو
پیروی مدینۂ جاہلہ کی ہے مگر قوانین حکما و فضلا و اصحاب فضائل
حقیقی مانع و مزاحم اونکے ہین مجبورانہ قدم باہر نہین نکال سکتے
اگر ظاہر مین اقرار زبانی بہی ترک کردین اور بالاعلان جہلا کا تبع

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

کرنے لگین تو وقعت اونکی لوگونکی نگاہون مین گھٹ جائے ہر شخص کو
نفرت پیدا ہو رفع حوائج دنیاوی مین فراق آجائے کراست ولذّت
حاصل نہو ایسی صورت مین وہ ناچار اپنی خواہشون کے پورا کرنیکے
واسطے اور ہوا و ہوس نکالنے کے لیے درپے تغیر و تبدّل ضوابط
و احکام ہوتے ہین کلمات حق کو بدل بدل کر اپنے مطلب کیطرف
لاتے ہین توجیہات رکیک و بارد کرتے ہین اصول عقل و حکمت
کو مٹا کر محض اپنے منفعت و لذّت کیواسطے چند اصول و قواعد
قائم کر لیتے ہین ان لوگون کو انصاف و عدالت سے تو کوئی غرض
نہین حقیقت و ماہیّت اشیا سے بحث نہین اخلاق حکیمانہ سے
واسطہ نہین رسوم و آداب مہذّب اشخاص سے سروکار نہین
دستور خاص انکا یہ ہے کہ کسی چیز کی پوری پابندی نہین کرتے
نہ قواعد عقلی کی نہ اصول تمدّن کی نہ ضوابط حکمت عملی کی نہ احکام
شرع کے ہان پابند ہین تو اپنی خواہش و رغبت کے ۔ کیا ایک نیا
گروہ قایم کر لینے سے عقل و حکمت مسلّم ہو جائیگی سوا اون لوگونکے
جو غرض مین متحد ہین صاحبان عقل مستقیم و ذہن سلیم کبھی انکی
تائید نہین کر سکتے ہین ایسے لوگون نے اکثر یہ اصول قایم کیے
ہین جو مَن بہاوے سو کرو ۔ زمانہ بدلے تم بھی بدلو ۔ دنیا حاصل کرو

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

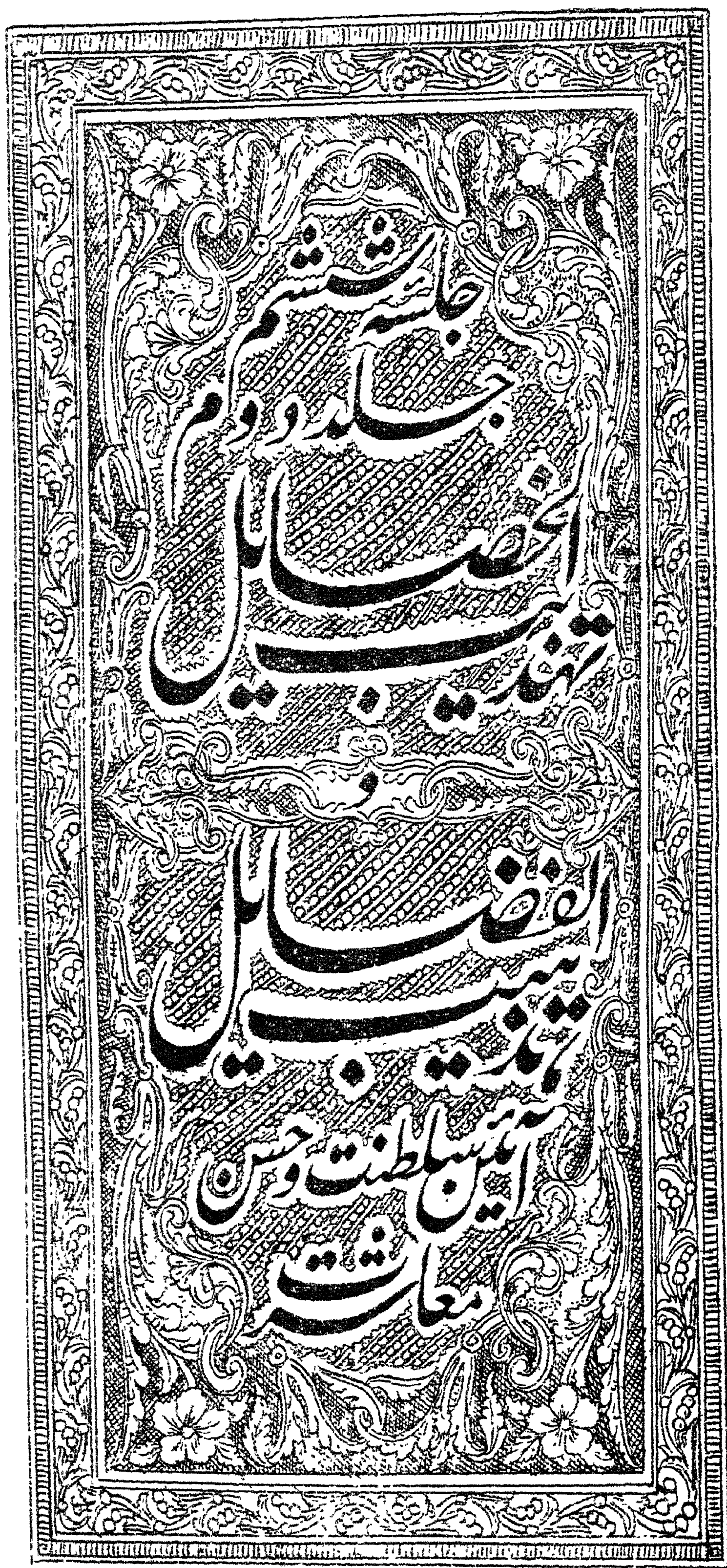
جسطرح سے ہو۔ لذّت ہائے عقل و ایمان جائے یارب سارے عالم کے عقلا
برا کہین بلا سے اک دنیا مذمت کرے ہر چہ دین و ایمان کا نام نہ لو
اسلام کو پہلے ہی سلام کرو نہ زر و مال کچھ حاصل تو ہو جائے پھر چاہے
جو ہو۔ ایسے گروہ کو حکما ر متقدمین محرّفین کہتے ہین یعنے تحریف
کرنیوالے کچھ یہ فرقہ نیا پیدا نہین ہوا ہے ہر زمانہ مین کسیقدر پایا گیا ہے
دیکھیے سنہ ۶۳۳ھ مین محقق علیہ الرحمہ حکما کے اقوال سے اس فقرے کی
تفصیل تحریر فرماتے ہین۔ فقیر حسب عادت بحث و مباحثہ سے
پر حذر ہے ورنہ رتّی رتّی حال اس فرقہ کا مشرّح کر دیتا اور حکمت
اخلاق سے اسکی ہر اصل کی مخالفت آئنہ کیطرح ظاہر
کر دیتا مگر بصیر و خبیر صاحب نظر کیواسطے یہ کتاب ہر مقام پر
فرق حق و باطل کا دکھا دیگی شب دیجور و روز روشن کی کیفیت
چھپ نہین سکتی انصاف شرط ہے۔ سوم وہ جماعت ہے کہ
حکومت و دولت و سلطنت پر راضی نہین ہے مفسدہ پردازی
و طوائف الملوکی چاہتی ہے ایسی باتین عوام کے ذہن نشین کر دیتی
ہے جنسے اونکے نزدیک سلطنت آفاضل کے ظلم و قہر معلوم
ہوتی ہے جاہلون کی جماعت اونکی ہمداستان ہو کر
ملک مین رخنہ پیدا کرتے ہے انہین باغی کہتے ہین چہارم وہ جماعت

جلسۂ پنجم قانون تمدّن

ہے کہ درحقیقت اونکا مقصود تغیر وتبدل کسی اصول وقاعدہ کا
نہین ہے نہ وہ اوس سے عمداً انحراف کرنا چاہتے ہین مگر اپنی غلط
فہمی اور کمی ذکا سے اغراض فضلا کو سمجھ نہین سکتے کچھہ کا کچھہ کہتے
ہین آخر نافہمی سے حق چھوڑ دیتے ہین منحرف ہوجاتے ہین اگر کوئی
بعنوان شایستہ وتدابیر بایستہ اونکو سمجھا دے اور اصل حقکو واضح
کرکے بیان کردے تو شاید وہ راہ راست پر آجائین اسواسطے کہ
غرض اصلی اونکی مخالفت نہین ہے بلکہ قول اونکا یہی ہے کہ
ہم ہدایت چاہتے ہین اور فی الحقیقت مقصود بھی اونکا یہی
ہے کسیطرح کا عناد اونکے دلون مین نہین ہے تو وہ جسوقت حق
کو حق جان لین گے فوراً تسلیم کرلینگے ایسے لوگون کو اصطلاح
حکما مین مارقین یعنے گم کردہ راہ وبیرون رفتہ کہتے ہین پنجم
وہ جماعت ہے کہ جنکا تصوّر پورا نہین ہے حقایق اشیا کو کما حقہ
پہچان نہین سکتے مگر مشیخت کے مارے اظہار اپنے جہل کا بھی
نہین کرتے جو کچھہ اپنی سمجھہ مین آتا ہے بےتکی اوڑا دیتے ہین
جہان سے پا جاتے ہین لے اوڑتے ہین ظاہر مین تو وہ لوگ بہت
اچھی اچھی باتین بیان کرتے ہین مگر حقیقت مین وہ پایہ معرفت
تک نہین پہونچتے ہین عوام اونکے فضل کی معترف ہوجاتی ہین

اسوجہ سے کہ اونکے عقول وافہام انکی اغلاط وتدلیس کا ادراک
نہین کرسکتے ہین اسقدر علم واستعداد نہین رکہتے جو صحت وسقم کو
پہچان سکین ہے۔ ایسے ہی لوگون کے سامنے عقلاء کاملین بسبب
اپنے انصاف ومادّۂ تحقیق کے ظاہر مین زک اوٹہا جاتے
ہین اونکے سخن بے سروپا سے عاجز ہوکر سکوت اختیار کرتے
ہین عوام سمجہتے ہین کہ ہار گئے انکا مقابلہ نکرسکے جواب مین
عاجز ہوگئے حکایت مشہور ہے کہ مُلّا جامی سے اورکسی
ایسے ہی شخص سے اک جلسۂ عام مین معارضہ ہوا اجہّال
کم استعداد جمع تہے اوسنے دوایک سوال کرکے پوچہا کہ لاعلم
لنا الا ما علمتنا کے کیا معنی ہین ملّا صاحب نے کچہہ لم کو
خیال نہین فرمایا کہدیا ہمین علم نہین ہے مگر اوسقدر
جتنا تونے تعلیم کیا ہے۔ عوام جو صحبت مین تہے سمجہے
کہ مُلّا صاحب مقر بجہالت ہوگئے شاگردی لتسلیم کرلی
اسیطرح کے بہت سے اقوال کتب رجال مین درج
ہین خلاصہ یہ کہ یہ لوگ خود جہل مرکّب مین مبتلا ہین
وادی حیرت مین پڑے ہوے ہین جو اہین کسیقدر بہی
عقل سلیم وفہم مستقیم رکہتے ہین وہ خود اپنے اقوال کو

صحیح نہین سمجھتے بلکہ ہر چند عدد اقسام نوابیت کے انکے سوا
اور بھی پیدا ہو سکتے ہین مگر زیادہ تفصیل باقی اقسام کی
عبث دبیکار ہے اور انشاء اللہ اپنے اپنے مقام پر مفصّل ذکر
کیے جاینگے یہان تک بیان کرکے حکیم صاحب نے
عرض کی حضور رات زیادہ آچکی ہے خاصہ نوش فرمانیکا
وقت ہے آج فقیر نے زیادہ اور روزون سے سمع خراشی
کی امیدوار عفو ہون اور طالب رخصت - عادل شاہ
نے فرمایا کہ حکیم صاحب مین اپنے حظّ قلبی کی حالت
عرض نہین کرسکتا جسقدر صحبت آپکی بڑہتی جاتی ہے
اوسی قدر کمال آپ کا واضح ہوتا جاتا ہے
آپ ایسا شخص خوش بیان محقق حکیم
عارف صاحب تدبیر نظر سے نہین گذرا
خیر آپ کیسلمند ہونگے انشاء اللہ
کل کسیقدر سویرے تشریف لائیے گا
صحبت برخاست ہوئی
بادشاہ محل مین تشریف لیگئے حکیم
صاحب اپنی فرودگاہ کو آئے
فقط


جلسہ ششم
جلد دوم
تہذیب الخصائل
تہذیب الفضائل
آئین سلطنت و حسن
معاشرت

جلسۂ ششم بیان
انتظام سلطنت و آئین معدلت
و آداب ملازمان حکومت
لوازم دوستی و صدق و حسن معاملات کے

جب خدیو گیہان زرین تاج + خسرو جہان گیر ابلج وہاج + شہنشاہ
اقلیم اطلسی کج کلاہ قصر مقرنسی + سلطان ذرہ پرور + خاقان نور گستر
تاجدار اقلیم زرنگار + شہریار حضرو بوم لیل و نہار + فرمان روائے مملکت
ہفت بند گیتی ستان جہان افروز + یعنی دارائے عالم آرائے اقلیم
چہارم نے خوابگاہ مغرب میں استراحت کی اور سکندر جہان پرور نے
اقلیم زنگبار سے بہمراہی لشکر بے شمار آرایش تخت سلطنت کی + مہر
سپہر جہانداری نے گوشۂ مغرب میں منہ چھپایا + معشوق قمر تمثال نے
نقاب سحاب اولٹ کر چہرہ دکہایا + آفتاب عالمتاب کا زور شور
کم ہوا + کواکب ہفت آسمان کا لشکر بہم ہوا + اور ستارون سے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

آسمان پر ابھی اپنی ضو دکھائی + ادھر چراغون نے ہر گوشۂ دربار مین
لو دکھائی + در دولت پر وردی بجنے لگی + توپخانون مین کوہ لرزان
گرجنے لگی + مسجدون مین موذنون نے اللہ اکبر کا نعرہ کیا + بت خانون مین
سنکھ بجا + عادل شاہ نے ادائے فریضہ سے فراغ حاصل کیا + حکیم
صاحب نے تہیّا دربار کامل کیا + چوبدار کو حکم ملا فوراً حکیم صاحب
کی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی جہان شاہ یاد فرماتے ہین حضور
پر نور بلاتے ہین + حکیم صاحب بلا تردد اوٹھ کھڑے ہوئے دربار
خاص مین حاضر ہوکر آداب شاہی سے سلام کیا + جب حضوری مین
پہونچے بادشاہ نے تعظیم کی قریب بلاکر بٹھایا + مزاج پوچھا + احوال
دریافت کیا + الطاف خسروانی سے سرفراز کیا اُن الفاظ سے
مطلب آغاز کیا + جناب حکیم صاحب آپکا اس شہر مین وارد ہونا
اور میرا آپکی خدمت سے مستفیض ہونا یہ بھی حسن اتفاق ہے بیشک
تائید حکیم علی الاطلاق ہے - شکر صد شکر اوس پروردگار کا جسنے
میری تکمیل نفسانی کے اسباب مہیا فرمائے کہ آپ اس بعد مسافت کو
گوارا فرماکر یہان تشریف لائے + مین آپ کی محبت کا مشکور ہون
بہت آپسے مسرور ہون + اگر زحمت نہو تو بقیہ تواریخ تمدن بھی بیان
فرمائیے حکیم صاحب نے عرض کی بہت خوب سوال کل آپنے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اقسام ریاست کو بیان فرمایا تھا اگر مناسب ہو تو آج آداب ملوک و
طریقۂ سیاست ارشاد فرمائیے جواب حکیم صاحب نے عرض کی
بسر و چشم جو کچھ ارشاد ہوگا فقیر اوسکی تعمیل مین کوتاہی نکریگا - اجتماعات
کے اقسام اور ریاستون کی تفصیل ہر فرقہ و گروہ کی علیحدہ علیحدہ عرض کرچکا
ہون اب حسب الارشاد پہلے آداب ملوک و طریقۂ سیاست مملکت کو
عرض کرتا ہون اوسکے بعد دیگر معاشرات خلق کو گذارش کرونگا —
پس مخفی نرہے کہ ریاست مملکت عالم مین سب ریاستون سے افضل
و اکمل ہے کل ریاستین اسیکے تابع ہین تمام عالم کا دارومدار اسیپر ہے
اسکی درستی و شایستگی پر خوبی نظم و نسق منحصر ہے اسکے رئیس کو زیادہ تر
علم و حکمت کی ضرورت ہے اسیوجہ سے فقیر نے پہلے اونہین مطالب کو
عرض کیا ہے جو بطور تمہید کے اس ریاست کیواسطے مناسب تھے
اب اقسام رؤسا کے اور آداب و شرائط رئیس کے عرض کیے جاتے
ہین - اس ریاست کی دو قسمین ہین اور ہر ایک کی ایک غرض ہے
ایک ریاست فاضلہ جسکی تفصیل عرض کی گئی کہ حکما و فضلا وغیرہ
کے گروہ سے مرکب ہے اوسکی ریاست وہی شخص کریگا جو کمالات بشری
مین درجۂ کمال حاصل رکھتا ہو رذائل و خصائل بد سے بالکل منزہ
و پاک و پاکیزہ ہو کثرت گناہان اخلاقی و طبیعی سے معرا ہو قوائے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ظاہری و باطنی اوسکے حد کمال مین ہون جیسے حکماے قدیم صاحب
ناموس و بادشاہ مطلق اور ارسطاطالیس انسان مدنی و مدبر عالم اور
محدثین نبی اور امام کہتے ہین اس ریاست کی غرض تکمیل بندگان
خداوندی و سعادت دو جہانی ہوتی ہے دوسری ریاست
از روے غلبہ جسے بخیال قسم اول ریاست ناقصہ بھی کہتے
ہین اس ریاست کی عام غرض غلبہ و حکومت و صولت و سطوت و تحفظ
و جلالت و فخامت و نبالت و ہیبت و منزلت و زیادتی عزت و
وجاہت و اکثار دولت و حشمت ہے مگر بسبب ارادات باطنی
و اخلاق ذاتی کے اسکی غرض کی بھی دو قسمین ہین اول یہ کہ مقصود
اصلی حکومت سے ایسی ریاست و بادشاہی کے قایم کرنا عدالت کا
درست و صحیح رکہنا قواعد تمدن کا ترویج و اشاعت علوم و فنون و
صنایع کی سرپرستی و خبرگیری و حفاظت و حراست رعایا کی رفع
اونکی خصومات و منازعات کا — پابند کرنا اخلاق حمیدہ و اوصاف
پسندیدہ کا ہو — ایسا شخص ہمیشہ طبیعت اپنی انہین اسباب کیطرف
متوجہ رکہیگا اور ویسے ہی وسیلے جمع کریگا جنکے نتیجے اوسکی غرض کو
پورا کرتے ہون — ہمیشہ خود بھی پابند عدالت ہوگا اور خلق کیواسطے
بھی قانون عدالت و انصاف جاری کریگا اور اوسکی تعمیل اونسے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چاہیے گا جو زر خراج و لگان اراضی و محصول تجارت وغیرہ حاصل
کریگا اوسکو اونہیں کی خیر و فلاح مین صرف کریگا آپ نفس کے لیے صرف اتنی مقدار
ضروریات پر اکتفا کریگا حرص طلبی و تجمل ظاہری کو زاید از حد اعتدال نہ
کریگا اسلیے کہ منشا اوسکا تحصیل کمالات و تکمیل ملکات ہے نہ
اظہار کرامات ہان اوسقدر بیشک اوسکو لازمی ہوگا جس سے از روے
حفظ عرض و القار رعب بنا بر اشخاص مدینہ جاہلہ چارہ نہو — ہر چند
یہ قسم بھی سلاطین کی ریاست فاضلہ مین داخل ہے اسلیے کہ مقصود
اسکا بھی تکمیل بندگان خدا ہے مگر فرق یہ ہے کہ یہ تکمیل از روے
حکومت و جبر و قہر ہے اور وہ از روے ہدایت و فہمایش ہان گو کسی وقت
مین اونکو بھی ایسا ہی لازم ہوجاتا ہے جب دونو قسمون کی جامع
ہوجائین یا بغیر اسکے چارہ نہ دیکھین دوم یہ کہ مقصود اس حکومت کا
فقط حاصل کرنا قہر و غلبہ کا بندہ بنا لینا بندگان خدا کا لے لینا
رعایا کے زر و مال کا صرف کرنا اپنی راحت رسانی و عیش رانی مین [illegible]
ایسا شخص کبھی رعایا کی تکمیل کو پسند نکریگا ہمیشہ اظہار تجمل و
طلب کرامت کا خواہان و جویان رہیگا خود پسندی کریگا
لذات و شہوات کی تعمیل مین اہتمام کرتا رہیگا ظلم و جور و تعدی کی
پروا نکریگا بلکہ رعیت کو چوپاے جانورونکی طرح اپنا مطیع و فرمانبردار

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

جیسا چاہیئے غلام زرخرید و خدام و عبید کی طرح اوسنے خدمت لیجائیگی تو
مملکت مین بھی شرارت و بد اخلاقی و ایذا رسانی وغیرہ کثرت سے شائع
ہوجائیگی جو قباحتین ترک تمدن کی فقیر نے گذارش کی ہین وہ سب
موجود ہوجائینگی کبھی رعایا آپس مین میل جول ربط و اتحاد محبت و مودت
و عدالت و لطف نہ کرینگی بلکہ ہمیشہ افعال ذمیمہ و اعمال قبیحہ کی عادی
ہوجائینگی ایک دوسرے کا بہی خواہ اور خیر طلب نہ رہیگا مشہور ہے
کہ جیسا بادشاہ جس قوم کا ہوتا ہے ویسا ہی رعیت کا طریقہ بھی
ہوجاتا ہے یہی منشا اوس فقرہ مشہور کا ہے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ
مُلُوْکِهِمْ یعنے آدمی ہمیشہ اپنے بادشاہ کے طریقے پر ہوتے ہین
اور یہی معنی اس فقرے کے ہین اَلنَّاسُ بِزَمَانِهِمْ اَشْبَهُ مِنْهُمْ بِاٰبَائِهِمْ
یعنے عوام زمانہ کے مشابہ ہوجاتے ہین اپنے آباواجداد کے طریقون کو
چھوڑ دیتے ہین۔ پس اگر بادشاہ غرض صحیح رکھتا ہو تو رعایا بھی ویسی
ہی اوصاف و اغراض کے جویا ہونگے۔ اور اگر اغراض غیر صحیحہ سے
متصف ہے تو ضرور رعیت بھی اوسیطرح کے اغراض رکھتی ہوگی
تفصیل اس قسم اخیر کی اقسام مدینہ غیر فاضلہ کے ذیل مین درج ہوچکی
اب فقیر قسم اول کے اوصاف و شرائط گذارش کرتا ہے کہ حسن اخلاق
و مکارم تمدن کا نتیجہ اوسی قسم سے نکلتا ہے پس ایسے بادشاہ عادل منصف

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

آئین سات صفتین ہونی چاہیین پہلے صحت نسبت ابوت اسکے معنے
دو ہین (۱) یہ کہ نسب آبائی اوسکا صحیح و درست یعنے نسل سلاطین
وامرا سے ہو تا کہ بہ باعث رفعت وعزت پدری حکومت اوسکی
خواص وعوام کے نزدیک قابل التسلیم ہو جائے جیسا کہ سابق مین
گذارش کیا گیا (۲) بادشاہ اپنی رعیت سے حیثیت ونسبت
ابوت رکھتا ہو اونکو اپنا فرزند ارجمند سمجھتا ہو اور وہ اسکو اپنا
پدر شفیق جانتے ہون جیسا کہ اقسام محبت مین مفصلاً عرض کیا گیا
تا کہ استمالت ودلجوئی جو باعث قوام انتظام ہے کما ینبغی حاصل
اور اطاعت وفرمان برداری جو نتیجہ اس حکومت کا ہے برضا ورغبت
ظاہر ہو دوسری صفت علو ہمت بعد تہذیب اخلاق
نفسانی وتعدیل قوت غضبی وقلع وقمع قوت شہوانی کی عالی
ہمت ہونا بھی ضرور ہے جیسا کہ جلسۂ اول مین عرض کیا گیا۔
تیسرے متانت رائے یعنے سلیم ہونا فکر انتظامی کا بذریعہ
تدبیر وتعمق وحزم واحتیاط کے یا مباحثہ ومناظرہ ومشورہ باہمی
سے یا بکثرت تجربہ وواقفیت تاریخ وسیر متقدمین سے یا تحصیل
اون علوم نظری کی جو واسطے رفع اشتباہ وحفاظت خطائی الفکر
کی مرتب کئے گئے ہین چوتھے عزم وارادۂ عالی رکھتا ہو جیسے

جزو بست و ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کہتے ہیں۔ یہ ایسی فضیلت ہے جو ملکات
ایسے صحیح و ثبات و استقلال سے پیدا ہوتی ہے۔ اسکے سبب سے
انسان جس چیز کو چاہتا ہے ترک کر دیتا ہے اور جس چیز پر چاہتا ہے
طبیعت کو آمادہ کر لیتا ہے بلکہ تمام نیک کاموں کی اصل یہی ہے اور امراض
نفسانی کے علاج کا جزو اعظم ہے۔ اس فضیلت کی احتیاج سب سے زیادہ
بادشاہوں کو ہوتی ہے حکایت مامون رشید عباسی کی نسبت لکھا ہے
کہ مامون کو مٹی کھانے کی عادت پڑ گئی تھی تو کچھ زمانے کے بعد لاغری
بدن و زردی چہرہ و ضعف اعضا و نقاہت جسم و درازی شکم وغیرہ
جو علامات ظاہری اسکے ہیں پیدا ہو گئے اذیت و تکلیف اوٹھانے
لگا اطبائے زمانہ کو جمع کیا اپنے مرض کی کیفیت اور سبب بیان کی
اطبا نے تدابیر طبیہ کے استعمال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا
مگر کسی نسخے نے اوسکی عادت کو نہ چھڑایا روز بروز آثار ردی مرض کے
بڑھتے جاتے تھے بادشاہ کو خوف طاری ہوتا جاتا تھا مگر ترک عادت کی
قدرت نرکھتا تھا پھر ایک روز تمام اطبا کو جمع کر کے کتب طبیہ کے
ملاحظے کا حکم دیا اطبا نے کتابیں کھول کھول کر نسخہ اس مرض کا
بنانا چاہا ایک شخص مصاحبین بادشاہ میں سے حاضر دربار تھا وہ
بول اوٹھا کہ جہان پناہ کیوں اسقدر اہتمام و انتظام اسکے علاج میں کرتے

فرماتے ہیں ہمت مردانہ و عزیمت شاہانہ کو اسکے ترک میں کیوں استعمال
نہیں کرتے یہ سنکر ماسون نے تمام اطبا سے کہا کہ اب کوئی میرا علاج
نکرے میں خود اسکو ترک کردونگا۔ اسیطرح بادشاہ نپولین کی حکایت
مشہور ہے کہ جب وہ سفر میں گذرا اوسکا ایک پہاڑ کی جانب سے ہوا
آگے بڑھ کر دیکھا تو راہ نہتی لوگون نے عرض کی کہ حضور مراجعت فرمائیں
اور دوسرے راستے سے پھیر کر تشریف لیچلیں بادشاہ نے مقام
کردیا فرمایا کہ جبتک پہاڑ میں راستہ نہو جائیگا ہم اس مقام سے
آگے نہ بڑھینگے چنانچہ تاریخ شاہد ہیں کہ بہت کم زمانہ میں پہاڑ کٹ گیا
بادشاہ نے اوس طرف سے عبور کیا۔ لکہا ہے کہ نپولین مذکور نے
حکم دیدیا تھا کہ ہمارے دفتر میں لفظ ناممکن و دشوار کا استعمال نکیا
جائے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو ہمت باندھنے پر حاصل نہو جائے
ہر چند مقصود اسکا ممکنات ہی کے متعلق تھا مگر انتہائے عالی ہمتی
سے بلا قید حکم دیدیا اور نباہ دیا اسیطرح اکثر سلاطین اولوالعزم کی
حکایات مشہور ہیں کتب سیر میں درج ہیں جیسے تاریخ سکندری و تیموری
وغیرہ پانچوین صبر شدائد کے تحمل کا اور قوت و سختیون کے اوٹھانے
کی یہ بھی عالی ہمتی کو لازم ہے بلکہ وہی اکثر سبب بھی اسکا
ہوجاتی ہے کیسا ہی مشکل اور سخت امر پیش آئے ہمیشہ یہ خیال کرنا چاہیے

جلسۂ ہشتم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ دنیا کی کوئی سعی باقی نہین رہ گئی مگر سبب صبر ی کا تذکرہ
رہگیا بقول شاعر ع دشت گفتیست کہ آسان نشود + مرد باید کہ ہراسان
نشود + چھٹے یسار یعنے ثروت و تونگری کہ بے زر و مال کے بھی
کوئی کام نہین نکلتا ہے پیر منزل مین ضرورت سکّۂ رائج الوقت اور
احتیاج مال کی گذارش کیجا چکی ہے۔ بقول کسی شاعر کے ع
اے زر تو خدائی ولیکن بخدا + ستّار عیوب و قاضی الحاجاتی +
ساتوین اعوان صالح یعنے ایسے اشخاص بھی ضرور ہین جو معین و
مددگار رہتے ہین اور اوسکی غرض مین شریک ہو کر اوسکے نتیجہ کو پورا
کرین۔ بعض حکمار اخلاق فرماتے ہین کہ ان خصائل ہفتگانہ کی خوبی
و عمدگی مین کوئی شبہہ نہین مگر انہین سے چار خصلتین اشد مرتبہ مین
ضروری ہین یعنے ہمت۔ عزیمت۔ صبر۔ کہ اعوان و یسار
بھی اونہین سے حاصل ہو سکتے ہین۔ اور ابوّت تو خود ہی مجازی
استعمال ہے۔ اسیوجہ سے فرماتے ہین کہ بادشاہ حقیقت مین وہی
شخص ہے جو امراض عالم کے علاج پر قدرت رکھتا ہو یعنے جو
حوادث و نقصانات اتفاقی ملک پر آجائین اونکے زائل کرنیکے
افکار صائبہ و تدابیر شائستہ کر سکے اسطور سے کہ بعد تشخیص مرض
اور تحقیق اسباب نقصان و وجوہ امراض اتفاقی عہد صحت پر قادر ہو حتی الامکان

باب ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

انسداد ابواب پیش از پیش کرسکے جیسے طبیب پر لازم ہے کہ حفظ
صحت میں جن اخلاط کا غلبہ یا جن اعضا کی ضعف مشاہدہ کرتا ہے
پہلے سے اوسکے اعتدال پر رہنے کی کوشش کرتا ہے ویسے ہی بادشاہ
کو بھی انسداد ان ابواب کا ضروری جنسے مفسدے کا خیال ہو
لیکن اب ضرور ہوا کہ امراض مملکت بھی گزارش کیے جائیں جنکی
محافظت میں بادشاہ پہلے سے متوجہ ہو لیس اصحاب تمدن اطبو
حکما کثرت سے فرماتے ہیں کہ امراض مہلکہ مملکت جنسے خوف
بربادی و فنا ملک کا ہے وہ تین ہیں اول رشک حکومت و فرمانروا
بادشاہ کی بطور تغلب یعنی حرص سے [illegible] ظالم کرنا [illegible]
اسلیے کہ حکومت تغلب [illegible] سلطنت
کا حاصل تکمیل بندگان خدا ہے اور نتیجہ حکومت تغلب کا [illegible]
لذت ہے وہ تکمیل کا مانع ہے۔ لہذا تغلب قبیح و مذموم ہے
بالذات کوئی اسکو پسند نہیں کرسکتا مگر طبیعت [illegible] دوسرا
تحارب ہرج یعنے آپس کی لڑائی بکھیڑے فتنہ فساد خانہ جنگی
کہ باعث فساد مملکت اور خرابی رعایا کی ہوتے ہیں آخر سبب
بربادی و برباد ملک کا ہوتا ہے ایسی قبیح بالذات بھی ہے اور [illegible] بالذات [illegible]
اسوجہ سے ضرور ہے کہ ملک کا منتظم ہمیشہ اتفاق سے کام کرے [illegible]

تا باہم معین و مددگار رہیں جیسے اجزائے بدن مگر یہ اتفاق دو طرح کا
ہوتا ہے یعنے حق بھی ہوتا ہے باطل بھی پس اتفاق امر حق پر محمود ہے
اوسکو دولت حق کہتے ہیں اور اتفاق امر باطل پر مذموم ہی اوسکو دولت
باطل کہتے ہیں اما اقسام سلطنت از روے بقا و فنا پس یہ
ظاہر ہے کہ سلطنت اوسی وقت میں ہوگی کہ جب ایک جماعت
باہم متفق ہوکر کسیکی اطاعت و اعانت قبول کرے ہوا اسواسطے
کہ ہر انسان کی ایک مقدار محدود قوت کی ہے جب بہت سے
لوگ اپنے اپنے مقدار کو ایک طرف متوجہ کرینگے ایک شخص کی
اطاعت میں صرف کرینگے تو قوت اوس شخص کی بہت قوی ہو
جائیگی اور ایک ایسا شخص بن جائیگا جسکی قوت مثلاً ہزار آدمیونکے
برابر ہوگی تو ہر ایک شخص بالذات یا اشخاص مختلف الارا جو بسبب تفرقہ
کے اشخاص تنہا میں شمار ہوتے ہیں اوسکی تاب مقاومت نلا سکینگے
پس ناچار مغلوب ہوجائینگے اگر وہ شخص قوی اپنی جماعت کی تالیف
کو قائم رکھیگا اور حالت نظم کو از روے قواعد تمدن درست کرتا
رہیگا تو بیشک اس شخص کی حکومت مستحکم ہوگا اور دولت
و سلطنت پایدار و استوار رہیگی اگر ایسا نکریگا — اپنی جماعت
کو جس سے اسنے قوت حاصل کی تھی توڑ دیگا بہت جلد قوت اوسکی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فنا ہو جائینگی پہر یہی حالت تمامی آجائیگی یہ ہوتا ہے کہ ہر وقت میں
خواہشیں انسان کی اور مقتضیات طبیعت کی مختلف ہوتی ہیں ایک حالت
سے دوسری حالت پر بدل جایا کرتے ہیں پس تقاضا مرتبہ جو انکی اعانت
یا استمداد کا سبب ہوا تہا اگر باقی نہ رکہا جائیگا اور وہ تالیف کی
صورت قایم نہ رہیگی تو دولت بہی نہ رہیگی - اسیوجہ سے جن بادشاہوں کی
ارادے اصل تالیف کیطرف متوجہ رہے ہمیشہ ترقی کرتے گئے جب
اصول تالیف کو انہوں نے چہوڑ دیا ضعیف ہو گئے سبب
اس تالیف کی باقی رہنی اور زائل ہو جانیکا یہی کہ عوام کو ہمیشہ
نظر کثرت اموال و بزرگ منشی کیطرف ہوتی ہے جبتک سلاطین
ان دونوں امروں کو انکے واسطے مہیا و آمادہ رکہتے ہیں ہر جب
سب تک وہ فیض نہ پہونچے ایک کو دیکہکر دوسرے کو امید پیدا
ہوتی ہے اسوقت تک وہ بہی سرگرم اطاعت و فرمان برداری
میں رہتے ہیں ادہر بادشاہ نے انکی [illegible] اگر نظریں
کمی کی ادہر انکی امیدیں جو باعث اختیار اطاعت تہیں
ٹوٹ گئیں - مگر یہ امر بہی ضرور ہے کہ نہایت خبرگیری
رعایا کی حد اعتدال سے متجاوز نہونے پاوے اس لیے کہ اگر فراغ
احوال تمام پہونچیگا - اعانت شاہی کی انکو احتیاج باقی نرہیگی

جاننشینی میں سلطنت دین معاشرت

تو راحت و آرام میں پھنسا ہو جائینگی - آلات حرب کھولکر رکھدینگے
وہ فنون جو ذریعہ اعانت و استمداد میں ہیں سیکھنے کے معطل محض
ہو جائینگے کاہلی اور سستی سے بالکل نکمّی اور بیکار بن جائیں گے
ایسی حالت میں جبکہ کوئی دوسرا بادشاہ صاحب عزم و ہمت
قوی و توانا ارادہ تسلط کریگا انکے بنائے کچھہ نہ بنیگی اوسکو
تسلط کرنے میں کچھہ بھی دقّت و زحمت واقع نہوگی بے دہڑک
ملک چھین لیگا اور بادشاہ کو تخت سے اوتار کر اپنے اختیار میں
لے آئیگا [illegible] انہیں سپاہ قوم و اونہیں لوگوں میں سے
جو زیادہ [illegible] [illegible] مملکت میں فساد و غارت
برپا کر دیگا [illegible] نہ سکیگا - اسی وجہ سے حکما
کہا ہے کہ اوّل [illegible] بادشاہ کی حکومت میں اگر دوسرا شخص
اپنا استبداد [illegible] ہو تو نہایت دشوار ہے اگر استبداد زمانہ
کے بعد [illegible] [illegible] دولت اوپر حملہ کریگا تو بیشک فتح و ظفر
حاصل کر لیگا لیکن بہترین حفظ دولت کی دو ہیں ایک قائم
رکھنا تالیف قلوب کا اپنے دشمن کو یا جنمیں مادہ فتنہ و فساد
پیدا ہو نیکی [illegible] ہو کمزور کرنا انکی قوتوں کا گھٹانا حکایت
کتب تاریخ میں لکھا ہے او حکما نے اس حال کو نقل کیا ہے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ جب سکندر فیلقوس نے دارا پر چڑھائی کی اور بعد محاربۂ سخت وہ دولت
کی دارا کی لیا اور کیا ممالک عجم پر تسلط حاصل کیا دیکھا کہ اہل عجم نہایت
قوی ہیں سلاحہائے حربی و سامان جنگ و جدال بھی بکثرت رکھتے
ہیں ہمتیں بھی انکی عالی ہیں سوچا کہ ایسا نہو یہ باہم اتفاق کرکے
خون دارا کے طالب ہوں میری حکومت میں فتنہ و فساد برپا
کریں مگر بغیر ظاہر ہونے کسی امر کے استیصال بھی خلاف عدل
و انصاف تھا عالم تحیر میں اپنے استاد ارسطاطالیس کو
خط لکھا طالب تعلیم ارسطاطالیس نے جواب دیا کہ ایسی صورت میں
مقتضائے حکمت یہ ہے کہ ان لوگوں کو باہم مختلف
کر دیجئے آپس میں تفرقہ ڈلوا دے نہ وہ ایکجا جمع ہوں گے نہ قوت
بہم پہونچا سکینگے ایک دوسرے کا در پے آزار ہو جائیگا آپس ہی میں
کٹ مریں گے تو بچ جائیگا۔ سکندر نے ہر قوم میں ایک ایک
رئیس مقرر کر کے متعدد اشخاص کو حکومت سپرد کی ہر ایک کو
خود مختار مالک بنا کر خود اپنے خراج کو وصول کرتا رہا وہ لوگ
ایسے بہ طمع ریاست کے آپس میں خصومت پیدا کرنے لگے
پیدا دشمن ہو گیا تا اینکہ اسی فکر صائب سے تا زمان حکومت
اردشیر بابکان کسیکو جرأت نہوئی کہ اس اختلاف کو رفع کرے

اور خون وارا کا طالب ہو اسیطرح جب سفر ہندوستان سے مراجعت
کی فوج مین دو گروہ کر کے آپسمین مناقشہ و منازعہ کرا دیا تا حالت بیکاری
مین آمادۂ فساد نہ ہوجائین — پس بادشاہِ جہان پناہ کو لازم ہے
کہ ہمیشہ رعیّت کے احوال پر نظر کرتا رہے اور حسب مناسب افکار صائب
کر کے مصلحت وقت کو تلاش کرے اور اوسی کے مقتضا پر احکام جاری کرے
برعایت عدالت و انصاف یعنے مصلحت وقت و عدالت کو برابر
لازم و ملزوم سمجھتا رہے مگر چند شرطون کے ساتھ شرط
اوّل یہ کہ اقسام و درجات مخلوقات کے ازروے افعال و اعمال
قایم کرتا رہے اور ہر ایک کی مناسبات و لوازم کو ملحوظ رکھے جسطرح بدن
انسان مین عنصر چار ہین اقسام آدمیون کے ازروے خصوصیّت و
مناسب بھی چار ہین قسم اوّل اہل قلم یعنے صاحبان احکام
فیصلہ کنندگان قضایا اہل کتابت و انشا اہل حساب و ہندسہ
منجمین و اطبا وغیرہ کہ کام سلطنت کا بے انکے نہین چل سکتا اور مملکت
کی حالات و حسابات بے انکے معلوم نہین ہوسکتے — پس یہ
پانی کی طرح دخیل ہین اور قوام سلطنت انہین کے سبب سے درست ہے
قسم دوم اہل شمشیر لڑنے بھڑنے والے دشمن سے مقابلہ کرنیوالے
سپاہی سوار وغیرہ — اس گروہ مین وہ لوگ بھی داخل ہین جو بنا بر

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حفاظت و حراست خزانہائے شاہی و بنا بر اظہار ہیبت و جلالت
و اعانت ملکی معین ہون جنکے ذریعے سے تعمیل احکام ہوتی ہو —
یہ مثل آگ کے ہین کہ باعث روانی خون بدن و بقائے حرارت غریزی
ہے حرارت و گرمی خون بھی انکو لازم ہے — قسم سوم اہل معاملہ یعنے
تجار کہ المائے تجارتی و اسباب ضرورت خلق کو ایک مقام سے
دوسرے مقام پر پہونچاتے ہین اور ارباب صناعت و پیشہ وران
کہ اگر یہ نہون تو راحت بلکہ بقاء شخصی و بقائے نوعی انسان کی
ممکن نہو یہ لوگ بمنزلہ ہوا کے ہین کہ باعث دفع بخارات کثیفہ ہوتی
ہے اور روح حیوانی کے محرک ہے قسم چہارم اہل مزارع یعنے
زمیندار کاشتکار وغیرہ جو قوت بنی آدم کا پیدا کرتے ہین مادہ بقاء انسانی
کے معین ہین انکی مثال خاک سے ہے کہ مادہ خلقت جسمانی ہے —
پس جسطرح عناصر کے گھٹنے بڑھنے سے اعتدال مین فرق آتا ہے
اسیطرح غلبہ ایک قسم کا دوسری قسم پر موجب فساد مملکت ہو جاتا
ہے جسکا کام جس حد تک ہے اوسیقدر اوسکو فضیلت بھی ہے —
بعض حکما کہتے ہین پس فضیلت انکی اس تفصیل سے ہے اصحاب فلاحت
و کاشتکار مددگار اعمال ہین یعنے انکا عمل مالک کو مدد دیتا ہے
اصحاب تجارت معین اموال ہین انکے مال کے ذریعہ سے سلطنت کو

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فائدہ پہونچتا ہے آمر او حکام اپنی آرائے صائبہ سے مدد کرتے ہین اصول و قواعد از روئے حقیقت کے بتاتے ہین حیثیت اجتماعی تمدن کو قائم کرتے ہین **شرط دوم** یہ کہ بادشاہ تمام اہل مملکت پر نظر از روئے تمدن کے کرے اور ہر ایک کے مرتبے ہین اوسکی حالت تمدنی کے شرائط کو ملحوظ رکھے — اور اونکی پانچ صنفین ہین — **صنف اول** کے وہ لوگ ہین جنکی طبیعت مائل بخیر ہے اونکی نکوئی کا اثر دوسرون تک پہونچتا ہے اخلاق حمیدہ سے متصف ہین یہ لوگ کل اقسام سے بہتر ہین جوہر خلقت اونکا خلاصۂ آفرینش ہے انہین کے وجود سے انتظام عالم قایم ہے پس بادشاہ کو بھی سب سے زیادہ انہین کو مقرب رکھنا چاہیے کہ انکے افکار سے بہت بڑی اعانت بادشاہ کو ملتی ہے انکی تعظیم و توقیر مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا چاہیے بلکہ اونکو بجائے رؤسا و دیگر خلق کے شمار کرنا چاہیے **صنف دوم** کے وہ لوگ ہین جو مائل الی الخیر تو ہین اور اخلاق سے بھی متصف ہین مگر نکوئی اونکی اونہین تک رہتی ہے دوسرونمین سرایت نہین کرتی انکی بھی تعظیم ذاتی کرنی چاہیے مگر انسے مملکت کو زیادہ فائدہ نہین پہونچتا **صنف سوم** کے وہ لوگ ہین جو نہ نیک ہین نہ بد ہین از روئی طبیعت کے — اونکو محفوظ رکھنا چاہیے انکی تربیت مین

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

سعی کرنا چاہیے کہ یہ بھی قسم دوم مین داخل ہو جائین صنف
چہارم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع ہین مگر شرارت اونکی
دوسرون مین اثر نہین کرتے انکے مرتبے کو گھٹانا چاہیے بلکہ
مواعظ و زجر و تنبیہ و مرغبات و مبشرات سے آمادہ ترک
شرارت و مہیاء اکتساب خیر کرنا چاہیے اگر آمادہ ہو گئے
تو سبحان اللہ و ہو المراد نہین تو ایسے دوری اختیار کرنی چاہیے
صنف پنجم کے وہ لوگ ہین جو شریر بالطبع بھی ہین اور شرارت
اونکی دوسرون مین اثر بھی کرتی ہے یہ سبب بہت برا اور
باعث فتنہ و فساد و ہلاکت ہین انکی اہانت و رسوائی مین کوئی
دقیقہ نا مرعی نہ رکھنا چاہیے یہ بدترین آفرینش ہین یہ بالکل قسم
اول کے مخالف اور ضد ہین مگر اس گروہ کے اشخاص مختلف ہوتے
ہین اگر ایسے ہین کہ زجر و عتاب و تہدید و تنبیہ و اجرائے حدود
و سزا سے باز آتے ہین تو انکی اصلاح کرنی چاہیے ورنہ اونکے شرور سے
خلق کو محفوظ رکھنا چاہیے اس حفاظت کی بھی کئی قسمین ہین
(۱) تحبیس یعنی کمتر درجہ یہ ہے کہ ایسی تدابیر کرے کہ یہ اہل
مدینہ سے مخلوط نہ ہونے پائین اپنے شہر سے نکال دے (۲) یہ کہ
قید کرکے اونکے تصرفات بدنی سے اونکو باز رکھے (۳) یہ کہ

اگر اس پر بھی خوف اونکے شر و فساد کا ہو تو اپنی مملکت سے باہر کردے
(سوم) اگر اس سے بھی زیادہ اونکے شرور سے خوفناک ہو تو اوسکی سزا
مین حکمائی اخلاق کا اختلاف ہے بعض کا حکم یہ ہے کہ بالکل نیست
و نابود کردے یعنے تیغ آبدار سے سزا دے بعض فرماتے ہین کہ
نہین تلف نفس نہ کرے مگر کسی ایسے عضو کو کاٹ کر بیکار کردے
جسکی شرارت ثابت ہو جیسے ہاتھہ پاؤن زبان وغیرہ یا کسی حس کو
باطل کردے جیسے آنکھین نکال لینا یا کانو مین سیسا پلادینا مگر قتل
نہ کرنا چاہیے خلاصہ ان سبکا یہ ہے کہ جسطرح کی سزا سے اونکے شر سے
امان ملے وہ کرے مگر ممانعت قتل کی اسوجہ سے ہے کہ ہر چند
وہ شریر ہے مگر آخر انسان ہے آثار حکمت حضرت حق سبحانہ و
تعالے اوسمین پائے جاتے ہین اوسکا عمداً مٹانا خلاف عقل
و حکمت ہے الا اوسوقت مین جب وہ خود ایسے فعل کا مرتکب ہوا ہو
یا ابقا اوسکا مضر بقای نوعی خلق ہو اور عام خلقت کو ضرر کلی پہونچائے
تو ایسی صورتمین فنائی کلی کا مضایقہ نہین مگر باایمہہ بعض حکما احتیاط
کا حکم دیتے ہین اور حبس دوام کی سزا تجویز کرتے ہین بہرطور
قاعدہ کُلّی اس قسم کی سزاؤن کا یہ ہے کہ پہلے نظر
عموم مصلحت مخلوقات پر کرنی چاہیے اوسکے بعد حیثیت

خصوصیت کو دیکھنا چاہیے جیسا طبیب مریض کے پہلے تمام
اعضا پر نظر کرتا ہے پھر نظر جزئی ہر عضو پر کرتا ہے اگر دیکھتا ہے
کہ کوئی عضو فاسد ہو گیا ہے کہ اوسکا فساد دیگر مقامات و اعضا
تک سرایت کرتا ہے تو اوسکا قطع مناسب جانتا ہے اگر سرایت
اوسکی دیگر اعضا تک نہیں معلوم ہوتی تو قطع پر جرأت نہیں کرتا
شرط سوم یہ ہے کہ جب اقسام مخلوقات کو از روے اعمال
و از روے تمدن دیکھ چکے تو اوس وقت میں بحسب مراتب تقسیم الطاف
خسروانی کرے جسکا جو مرتبہ ہو اوسکے موافق عطا فرماے کمی
بیشی سے خیال رکھے اسواسطے کہ ہر شخص کا استحقاق از روے
مراتب کے ہے اگر کمی کریگا تو اوسکے حق کو ادا نہ کریگا اگر زیادتی
کریگا تو دیگر حقوق ضایع ہونگے — جب مراحم خسروانی و عنایات
سلطانی سے سرفراز کر چکے تو اوسکی حفاظت کے افکار کرے تاکہ
عطیۂ شاہی کو لوگ ضایع نہ کر دین اور اوسکو ضرر نہ پہونچائین اگر کسی
حادثہ سے اوسکا نقصان ہو جاے تو بقدر ضرورت اوسکو پھر ذیل
مستحقین میں شمار کرکے دوبارہ بدل و عطا کرے اور عطیہ فرمانے میں ضرورت
معطی الیہ کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے تاکہ عطیہ بے محل واقع نہو مثلاً
کسی کو روپیہ کی ضرورت تھی اور اوسے خلعت عنایت ہو

تو اوسمین اوسکا ہرج و نقصان ہوگا اسیطرح سزا دہی مین بہی مقدار
جور کے موافق سزا دینی چاہیے اس لیے کہ اگر زیادتی کریگا تو خود اوس
مقدار زائد کا مستحق ہوگا اوسکے روبرو جو اوسکا حاکم ہے اور کمی کریگا
تو اوس شخص کے حق مین خیانت ہوگی اور وہ بہی خلاف عدالت ہے ہوسکتا
ہے کہ خود اپنی طرف سے تو یہ اوسکو سزا دیتا ہی نہین بلکہ بسبب
ایذا رسانی خلق کے سزا اوسکے مکافات مین دیتا ہے تو گویا وہ حق ہی
اون مظلومون کا پس اس ظالم پر اوس حق کا نہ ادا کرنا جور ہے اونہین
اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین اگر کسی نے کوئی گناہ کسی کا کیا اور بادشاہ
نے اوسکو عفو کر دیا تو اوسکے عفو کرنیسے وہ بری الذمہ نہین ہوتا بلکہ
جبتک معاوضہ بالمثل نہوگا عدل پورا نہوگا بلکہ اگر ورثا اوسکے
عفو کرین تو بہی وہ گناہ اوسکے سر سے نہین اوترتا بلکہ اگر وہ مظلوم
خود عفو کرے تو بہی از روے عدالت وہ بری نہین ہوتا اس لیے
کہ عفو اوسکا علیحدہ اک ذاتی احسان ہے اسکے اوپر معاوضہ اوسکے
ظلم کا تو ظاہر نہین ہوا انتہا یہ کہ مسئلہ احسان مین جاکر اوس سے
درگذر کیجاے شرط چہارم احسان ہے پس معلوم ہونا چاہیے کہ
بعد عدالت کے سلاطین کیواسطے احسان سے بڑہکر کوئی چیز نہین
ہے احسان کے معنے ہین کہ زائد از مقدار عدالت از روے ترحم و

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

و شفقت بادشاہ معاملت کرے تفضلات شاہی و ترحمات جہان
پناہی سے خلعت سرافرازی عطا فرمائے کہ یہی نہایت مفید امر ہے
واسطے استمالت و توجہ قلوب و وابستگی دامن دولت و شہریاری کے
یہی وہ چیز ہے جو باعث تسخیر قلوب ہوتی ہے آخر کو خلوص محبت پیدا
کر دیتی ہے حکایت کتب تاریخ میں ذکر احوال قطب الدین امیر تیمور
گورگان اوائل سنہ ہجری میں لکھا ہے کہ توقتمش خان ازبک نے
کئی مرتبہ امیر تیمور سے معرکہ آرائی کی ہر مرتبہ پسپا ہونے پر طریق
عجز و انکسار اختیار کیا اور امیر نے توجہ دوسری جانب کی پھر
اوسنے تمرد و استکبار کیا تا اینکہ چار مرتبہ ایسا ہی اتفاق ہوا جب
چوتھی مرتبہ امیر نے تسلط پھر حاصل کیا اور راہ چارہ توقتمش خان
مسدود ہو گئی پھر التجا و الحاح کی امیر نے بمقتضائے ہمت شاہانہ پھر
عفو تقصیرات سابقہ کر کے تاج بخشی کی اس احسان مکرر کا نتیجہ ہوا کہ
پھر توقتمش خان ازبک کو ایسا خلوص حاصل ہوا کہ مسافرت دشت
قبچاق میں وہ وہ جانفشانیاں اور خیرخواہیاں کیں کہ دوسرے کے
امکان سے باہر ہیں پھر کبھی تمرد نہیں کیا الحاصل احسان عجب چیز
ہے کہ خود بخود انسان کو مطیع و فرمان بردار کر لیتا ہے کیسا ہی متمرد
دشمن ہو ضرور گردن جھک جاتی ہے دشمنی و عداوت کو رفع ہی کر دیتا ہے

متعلقات عدالت

سلاطین عظام و شاہان ذوی الاحتشام کیواسطے سب سے بزرگ
عدالت و حکمت کا عمدہ طور سے قایم کرنا ہے کہ اسی سے نام نیک
تابقائے دہر باقی رہتا ہے جب کوئی شخص اوسکا ذکر خیر سنتا ہے
مدح و ستایش کرتا ہے جسطرح ہیئت جسمانی و صورت انسانی
بغیر تصرف طبیعت کے بیکار ہے اوسیطرح تصرف بغیر قوت
جوہر نفسانی کے اور نفس بے عقل کے رائیگان ہے پس ملک بے
حکومت کے حکومت بے حکمت کے حکمت بے معدلت کے
قایم نہین ہوسکتی اگر حکمت نہ ہو تو جہل لازم آئی جہل سے ظلم ہو
ظلم سے ملک غیر منتظم ہو بدنظمی سے معیشت مین فرق آئے فساد
معیشت سے رعیت تباہ ہو تباہی رعیت سے مملکت ویران ہوجائے
سلطنت پر زوال آئے تو عدالت کا قایم کرنا گویا سلطنت کا
قایم کرنا ہے پس اصول کلی عدالت کے کسیقدر سابق مین گزارش
ہوچکے اب اس مقام پر فقیر متعلقات عدالت کو عرض کرتا ہے
اور وہ چند امر ہین اوّل حاجات مردم کا سماعت کرنا اور

جائے ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

حتی الامکان حاجت روائی مین کوشش کرنا دوم خفیہ مفسدہ
پردازی و دراندازی بدگوئی کا نسننا اگر سنا بہی تو اوسکی تحقیق
و توثیق فرمانا خواہ بظاہر خواہ باخفا سوم مخلوقات خدا کو اپنے
فیض و کرم کا امیدوار کرنا چہارم ہیبت و خوف کا قلوب عباد
مین مستولی رکہنا پنجم دشمنون کے دفع کی تدبیر کرنا خواہ درگاہ
سلطانی سے اونکو واسطہ ہو خواہ رعایا سے ششم راہون کو
اور کاروان سرائون کو محفوظ رکہنا مسافرون کے واسطے امن
و آسایش بہم پہونچانا ہفتم حدود مملکت کا محفوظ کرنا غنیم کے
تعرض سے ہشتم جانبازان یا ہمت یعنی سپاہ فوجی ملازمین کو
مرتبہ بمرتبہ رکہنا اونکی رضاجوئی کو ملحوظ خاطر رکہنا نہم اہل
فضل و کمال سے اختلاط و ملاطفت فرمانا دہم حکمت اخلاق
خصوصًا حکمت تمدن کی اشاعت کرنا یازدہم ذاتی لذتون
کو اندازہ اعتدال نہ پسند فرمانا بلکہ حظ قلبی کو رعایا کی بہبود
و فلاح کے متعلق سمجہنا دوازدہم غلبہ و قہر سے حذر فرمانا اور
بلا ضرورت طلب کرامت سے بہی احتیاط کرنا سیزدہم
کسی وقت مین تدبیر امور مملکت و سیاسات سلطنت و
ترویج قواعد عدالت سے خالی نرہنا چہاردہم قوت لشکر کی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

سے قوت فکری کا زیادہ ہونا اور اول امر مین ہر چیز کے نتیجے پر
غور فرمانا کہ عواقب امور واضح ہو جائین پانزدہم اسرار باطنی
وارادات قلبی کو بغیر وقت ضرورت ظاہر نفرمانا اسلیے اگر دلکی
بات دلہی مین رہیگی اور مثلاً وقت اوسکا باقی نرہا تو منقصت لازم
نہ آئیگی بلکہ کہدینے سے یہ خوف ہے کہ مبادا کوئی اس امر کی
اطلاع ایسے اشخاص سے کردے جنکو ضرر پہونچتا ہو اور وہ سنکر
ہوشیار ہو جائین یا انکو ہر بات کی تہ تیج کرنی پڑے بلکہ اسقدر احتیاط
کرنی چاہیے کہ اصل رائے کو کوئی از روے تفرس بھی دریافت
نکر سکے جیسے عالمگیر اور حلال خور کی حکایت مشہور ہے —
شانزدہم ہر امر مہم مین تقویت راے بہم پہونچانا اور اہل الرائے
سے مشورہ لینا ہفتدہم اوضاع مدینہ کو قایم رکھنا یعنے جو طریقہ
مراسم و آداب کا اونمین چلا آتا ہو بشرطیکہ مخالف حکمت و تمدن
کے نہو اوسے جاری رکھے اور تغیر اوسکا بغیر ضرورت پسند نکرے
اسلیے کہ پابندی مراسم بھی عمدہ سبب بقاء نظم مملکت کا ہے
کس واسطے کہ پرانی طریقے سے قلوب مانوس ہو جاتے ہین اور
اوسکی مخالفت کو پسند نہین کرتے نیا امر گوارا نہین ہوتا طبیعت
اونکی اوبھتی ہے اور آخر آمادہ مفسدہ پردازی ہو جاتے ہین ہجدہم

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

زمام حل وعقد کو اپنے ہاتھ مین نہ سمجھنا یعنے یہ خیال کرکے کہ جو ہم چاہینگے اوسیطرح رعیت کرنے لگے گی اپنی خواہش ورغبت کے موافق احکام جاری نہ کرنا چاہیے بلکہ خو بادشاہ کو بھی اوسیطرح پابندی اور مجبوری احکام سے ہونی چاہیے جیسے عام خلقت کو ہوتے ہے الا اختلاف حیثیت مین — اسلئے کہ جسوقت یہ خیال اذہان ملوک مین راسخ ہوجائیگا مخالفت جمہور خلق پر جرءت کرینگے وہ جرءت مخالف طبیعت واقع ہوگی مفاسد عظیمہ برپا کریگی نوزدہم تجسس حالات ملکی وکیفیات عمال کیواسطے مخبر اور پرچہ نویس مقرر کرنا اور اونکی صحت بیانی کا اہتمام کرنا بستم حالات سلاطین نیک آئین کا سماعت فرمانا اور اونکے حالات کا اثر اپنی طبیعت مین پیدا کرنا — بست ویکم لشکر کا کثرت سے بہم پہونچانا اور اونکی چستی وچالاکی وآمادگی کے افکار کرتے رہنا بست ودوم مجمع خلاف مصلحت کو افکار شایستہ سے توڑنا اور اتفاق نیک قایم کرنا بست وسوم حوادث مملکت کے حقیقتون کو دریافت فرمانا اونکے انسداد کی کوشش کرنا بست وچہارم عوام الناس اور لڑکون بچون کی تقریرون کو سننا اوس سے استفادہ کلیات فرمانا — بست وپنجم ہر قسم کے ادنے واعلے لوگون کی درخواستون اور

عرضیون کا سماعت کرنا اور نیک و بد پر غور کرنا بلیست و ششم
دوستون سے بڑہانے کی کوشش اور اونکے ثبات قایم رکہنے کے سیلے
بہم پہونچانا بلیست و ہفتم دشمن سے لطف و مدارا کرنا اور اونکے
دوست کر لینے کیواسطے بذل و عطا فرمانا جیسا کہ سکندر کے اقوال
سابق مین عرض کیے گئے بلیست و ہشتم حتی الامکان صلح و آشتی کرنا
اور جنگ و جدال سے پرہیز کرنا اسلیے کہ بغیر ضرورت شدید کے
ہزارہا جانون کا تلف کرنا بہت سے انسانون کا خون بہانا خلاف
حکمت ہے ہان اوسوقت مین بیشک ضرور ہے جب عرض و آبرو
و دولت و ملت مین فرق آتا ہو یا اخلاق نیک کے جاری کرنیمین
تشدید و تنبیہ کی ضرورت ہو —

قتال وجدال

پس جاننا چاہیے کہ مادۂ قوت قتال و جدال کا اکثر غضب سے
ہوتا ہے اور غضب کی مذمت اور تدبیر اوسکے زوال کی جلسۂ اول
و سوم مین گذارش کیجا چکی ہے ہان کبہی ایسا بہی ہوتا ہے کہ صفت
شجاعت یا صفت عفت یا حکمت یا عدالت باعث آمادگی
جنگ و معرکہ آرائی ہو جیسے کسی ظالم کے ظلم کے رفع کرنیمین امداد کرنا

اور مظلوم کی اعانت مین سعی و کوشش کرنا کہ از روے شجاعت ضروری
ہے اور عفت اسطرح سے سبب مقابلہ و مقاتلہ کا ہوجاتی ہے جیسے
کوئی شخص اسکے اہل و عیال و آبرو مین تعدی کرنا چاہتا ہے اور
کوئی تدبیر حفظ آبرو کی اسکے امکان مین نہین ہے تو ناچار یہ امر
مستلزم ہوگا اور آخر نتیجہ خونریزی کا حاصل ہوگا اور عدالت باعث
تلف جان اوسوقت مین ہوتی ہے کہ جب وعظ و نصیحت اخلاق
بد کے زایل کرنیکو کافی نہین ہوتی اور تہدید و تنبیہ اور اجراے حدود
کی ضرورت ہوتی ہے بہر طور بغیر ضرورت عقلی کے خون ناحق محض
اپنے غیظ و غضب مین نگرانا چاہیے جہانتک ممکن ہو تدابیر شایستہ
سے زوال منازعت کا کرے اگر کوئی تدبیر بجز آمادگی جنگ و ستیز
نہ بن پڑتی ہو تو اوسوقت مین نہایت حزم و احتیاط کے ساتھ
معرکہ آرائی کرے اگر پہلے ہی حملے مین دشمن بھاگ نکلے تو دوسرے
حملے کا ارادہ نکرے بلکہ اگر ظفریاب ہو تو ان لوگون سے بھی اوس
بر سر مخاصمت نہو جنہون نے اسکی اعانت سے پہلو تہی کی تھی
یا غنیم کے امداد مین اونکی آمادگی ظاہر ہوئی تھی اسوجہ سے کہ شاید
ان لوگون کو کسیطرح کی قوت حاصل ہوجائے تو بنی ہوئی بات بگڑ
جائیگی اسیوجہ سے سلاطین کو خود معرکہ مین تشریف لانا اور نفس

نفیس سے معرکہ آرائی کرنا بھی مناسب نہیں ہے اسلیے کہ اگر بادشاہ
کے روبرو دشمن فوج بھاگ جائیگی پھر اوسکا تاب مقاومت لانا بہت
مشکل ہے اگر بادشاہ موجود نہوگا تو ممکن ہے کہ دوبارہ فوج آمادگی
کرسکے اور دشمن پر ظفریاب ہو یا ہمراہ رکاب شاہی لڑنے کی
ہوس باقی رہے پس فوج کا افسر اوس شخص کو کرنا چاہیے جسمیں یہ
تین صفتیں موجود ہوں پہلی صفت یہ ہے کہ شجاع اور بہادر قوی
ہیکل و توانا صاحب قوت و صولت ہو تاکہ رعب اور دباؤ بھی فوج پر
رکھے دوسری صفت صاحب تدبیر ہو افکار صائب کرسکتا ہو
تاکہ اگر موقع کسی حیلے یا تدبیر کا آجائے تو اوسوقت میں اپنی فکر سے
نہ چوکے اسلیے کہ اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ مشہور ہے تیسری صفت
آزمودہ کار ہو لڑائیاں لڑے ہوے تجربہ حاصل کیے ہوئے ہو
نشیب و فراز جنگ سے آگاہ ہو تاکہ کسیطرح کی غلطی واقع نہو اور
جو مقصود اصلی لڑائی کا ہے حاصل ہو جائے — اسیوجہ سے حکیم
اردشیر بابکان کہتا ہے کہ جبتک تازیانے سے کام نکل سکے لاٹھی
مارنے کی کیا ضرورت ہے فقط رعب اور ہیبت سے اگر دشمن
بھاگ جائے تو تلوار کھینچنے کی کیا حاجت خلاصہ یہ کہ جہانتک
ممکن ہو لڑنے اور خون ناحق کرانے سے پرہیز کرے جیسے اطبا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہتے ہیں کہ آخر معالجہ میں داغ دینا چاہیے یا قطع کرنا چاہیے اسیطرح
عقلا نے لڑائی میں جھوٹ بولنا اور مکر و فریب کرنا جائز سمجھا ہے
مگر بے ایمانی کو کسی حالت میں جائز نہیں جانتے — عمدہ طریقہ
لڑائی کا یہ ہے کہ دشمن کے حال پر اطلاع بہم پہونچائے اونکی تعداد
فوج اور اونکے ارادات قلبی سے آگاہ ہو رہے جاسوس لگائی
رہے خبرین منگاتا رہے تاکہ اونکے ارادون سے آگاہ ہو کر قبل از
وقوع واقعہ انسداد کر سکے بادشاہ کو ہمیشہ لوگون کے پسند کو دریافت
کرتے رہنا چاہیے جس سے وہ امنگ آتا ہے جو مقصود اوسکا ہمیشہ تحصیل
منفعت سے ہے چاہیے بادشاہ کو جنگ و جدال میں اپنے مقصود
پر نظر رکھنی چاہیے اگر کسی تدبیر سے کام نکل سکے تو ہرگز فوج کشی
نہ کرنا چاہیے حکمائے تجربہ کار کہتے ہیں کہ قلعہ و حصار و خندق میں
محصور ہونا چاہیے مگر یہ بڑی مجبوری اسوجہ سے کہ قلعہ میں محبوس ہو کر
اپنے ہاتھ پاؤن بندھوا دینا ہے اور دشمن کے اختیار میں آجانا ہی
اور دشمن کو کبھی حقیر نہ سمجھنا چاہیے اگرچہ سپاہ میں قلیل ہو قوت
میں کم ہو اور کبھی معرکہ میں غصہ نہ آنا چاہیے بلکہ صبر و تحمل سے کام
لینا چاہیے کہ غصہ سے انسان گھبرا جاتا ہے ہاتھ پاؤن پھول جاتے
ہیں کچھ بن نہیں پڑتا جب ظفر حاصل کرے فتح نصیب ہو تو بھی

تدبیر سے غافل رہے فوج کی آراستگی میں کوتاہی نکرے جنہوں نے ثبات و استقلال اختیار کیا اور ہوش و حواس سے لڑے ہوں داد جوان مردی و بہادری دی ہو اونکو خلعت و انعام سے سرفراز کرے اور جو مارے گئے ہوں اونکے عیال کی پرورش کرے اونکے بچوں پر توجہ کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرے - یہ بھی فرماتے ہین اگر دشمن دست قدرت مین آجائے تو اوسے قتل نکرنا چاہیے بلکہ اسیر و دستگیر رکھنا چاہیے اگر موقع مناسب ہو تو خرچ جنگ حاصل کرکے پھر تاج بخشی کرنی چاہیے اسوجہ سے کہ قتل سے کوئی فائدہ نہیں نکلتا بلکہ چھوڑ دینے سے ایک یہ بھی امید ہے کہ راہ راست پر آجائے جیسا حکایت تیمور و توقمیش مین عرض کیا گیا - اسیوجہ سے جنگ مین تعصب کے استعمال کی ممانعت کی گئی ہے - تاریخ الحکما مین تحریر کرتے ہین کہ سکندر نے کسی شہر پر تسلط حاصل کیا تھا اور کل رعایا کو زیر تیغ کر کے عمارت و مکانات کو کیسا کر دیے تھے جب یہ خبر اوسکے استاد ارسطاطالیس کو پہونچی اونسنے ایک مہ عتاب آمود سکندر کو لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر قبل از تسلط اختیار درگذر نہ تھا تو بعد تسلط پھر اونکے در پے ایذا رسانی ہونا کسوجہ سے تھا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اگر وقت مقابلہ و مقاتلہ وہ تیرے برابر تھا تو بعد ہزیمت وہ تیرا
ہمقابل نہین ہے پھر اپنے زیر دست پر دست تعدی دراز
کرنا ظلم ہے یا نہین سلاطین کو ایسی حالت مین عفو و درگذر
فرمانا چاہیے کہ عفو و کرم حالت قدرت و اختیار مین بہتر ہے
نہ حالت مجبوری مین بقول سعدی سے تواضع ز گردن
فرازان نکوست + گدا اگر تواضع کند خوئے اوست + تفصیل
اسکی سیر ملوک دیکھنے سے واضح ہو گی۔

مشورت

سوال۔ عادل شاہ نے بعد سماعت لوازم عدالت و آداب
ملوک فرمایا کہ حکیم صاحب آپنے لوازم عدالت مین یہ بھی فرمایا ہے
کہ بادشاہ کو باہم مشورہ کرنا چاہیے اور رائے لینی چاہیے اگر
مناسب ہو تو شرائط مشورہ بھی بیان فرمایئے جواب۔ حکیم
صاحب نے عرض کی جہان پناہ چونکہ طبایع اکثر سلاطین کی
بالذات غلبہ کو پسند کرتے ہین جیسا مفصلاً فقیر گزارش کر چکا وہ
کسیکو اپنا شریک کرتا رائے و تدبیر مین پسند نہین کرتے اسوجہ سے
حکمائے اخلاق اس مطلب کو کمتر ذکر فرماتے ہین فقیر نے بھی اختصار

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مناسب جانا تھا مگر درحالیکہ طبیعت حضور کی متوجہ معدلت
پناہی و تحصیل کمالات حکمت اخلاقی ہے فقیر مفصلاً عرض کرتا ہے
قبل اسکے کہ مشورہ لینے کے طرق اور اقسام عرض کروں ضرورت
مشورہ کا عرض کرنا لازم ہے - یہ تو حضور پر خوب ظاہر
ہوچکا ہے کہ انسان ہر قسم کی معاونت کی خواہش طبعی رکھتا ہے
اور اختلاف طبائع انسانی کا بیان بھی مکرر گذارش کیا گیا ہے-
اقسام اجتماعات کی تمہید میں اختلاف خاصیت افراد انسانی
و اجتماعات انسانی بھی ظاہر ہوگئی کہ جو کام جماعت سے
نکلتا ہے ایک شخص کے کرنے سے نہیں ہوسکتا- تو غرض اس تمام
بیان تمدن سے یہی ہے کہ ہر گروہ اور ہر فرقہ باہم ملکر ایک رائے
ہوکر کام کریں اور ایک کی رائے و تدبیر سے دوسرے کو قوت حاصل ہو
جب ہر گروہ کیواسطے یہ امر لازمی ہے تو اوس شخص کو سب سے زیادہ
ضرورت اسکی ہوگی جو کل کا رئیس ہوگا انتظام عالم اوسکے دست
قدرت و اختیار میں ہوگا تاکہ انحراف رائے سے نظم عالم میں خلل
واقع نہو اور کسی قسم کے سوء تدبیر دامن لوث بادشاہی و جہاں
پناہی تک پہونچنے نپائے پس بیان ضوابط و قوانین قوت رائے
و تدبیر کا چند صورتوں کے متعلق ہے **اول** یہ کہ کن لوگوں سے

جلسۂ ششم آئین سلطنت [illegible]

قوت راے بہم پہنچانی چاہیے اور اونکے شرائط وحدود کیا ہین
پس اہل الراے کیواسطے سات شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے
کہ جسقدر جماعت مشورہ کیواسطے بہم پہونچائی جاوے اور راے
اونکی دخیل نظم مملکت ہو اون سب کو اقسام صناعتہاے
شریفہ مین سے ہونا چاہیے جسکی تفصیل جلد اوّل تدبیر منزل اسباب
داخل مین مفصل عرض کیجا چکی ہے یعنے صاحبان محاسن اخلاق
ہون افکار صحیح رکہتے ہون اوسکے علوم متعلقہ جنکی بنا محض دفع
اغلاط فکری کیواسطے کی گئی ہے جاننے والے ہون جیسے منطق وغیرہ
نفوس اونکے خباثت رذائل سے بری ہون صفات حکمت و شجاعت
و عفت سے متصف ہون تجربیات اونکے ازروے واقفیت
سیر ملوک و حکماء کامل ہو چکے ہون جیسا ابہی متانت راے
مین عرض کر چکا ہون مگر مجہے یہ ضرور نہین ہے کہ سب کے سب
اس فضیلت سے متصف ہون بلکہ کچہ لوگ ایسے بہی ہونے
چاہییے جو صنائع شریفہ کی قسم دوم و سوم مین شمار کیے جاتے
ہون جیسے ادبا و اہل قلم وغیرہ یا اصحاب ہیئت و عساکر
افواج نظامی کہ اکثر نظام ملکی و منازعات سرحدی و تصحیح حسابات
و تحریر مراسلات مین انکی راے کی بہی ضرورت ہوتی ہے

دوسری یہ کہ عالی ہمت صاحبان ارادہائے بلند ہون یعنے علاوہ
ان کمالات کے جو ہم نے اونکی نسبت لکھی ہون بلکہ ہر وقت اونکا
یہی خیال ہو کہ اگر ہم افکار شائستہ و تدابیر بایستہ کو صرف کرین
تو ممکن ہے کہ تمام روے زمین کو اپنے بادشاہ عدالت پناہ کا
مطیع و فرمان بردار کردین جیسا کہ خصائل سلاطین مین عرض کیا گیا
اسواسطے کہ جب ارائے و تدبیر شاہی انہین کے مشورہ پر منحصر ہے تو انکی
عالی ہمتی سے اعلی حضرت شہریاری کی ہمت کو قوت و توانائی
ملتی ہے مثل مشہور ہے - لڑے سپاہی نام سردار کا - کاٹے
دہار نام تلوار کا - تیسری خیرخواہ دولت و بہی خواہ سلطنت ہون
یعنے ہمیشہ اونکی نیت اسی بات پر متوجہ ہو کہ ایسے ارا و افکار بہم
پہونچائے جاوین جنسے نظام مملکت استوار رہے اور روز بروز حسن و
خوبی بڑہتی جائے رعایا خوش حال رہے ملک سب مین ترقی ہو
زراعت و دیگر صنائع و حرفات مین زیادتی ہو آمدنی ملک کی
بڑہ جائے مملکت سبز و شاداب رہے یعنی رعایا و سرکار شاہی
دونو کی خیر منائے رہین اور دونون کی بہبودی و فلاح کے طالب
چوتھی صابر و متحمل ہون ذرا سی برہمی یا خدانخواستہ خرابی ملکی
یا مفسدہ لشکر گھبرا نجائین عقل و حواس باختہ نہ ہوجائین ہمیشہ

استقلال مزاج مین کامل و مستوار رہین بلکہ ایسے اوقات مین زیادہ
آمادہ و مستعد ہو جائین کہ انتشار و اضطرار سے ایسا نہو طبع ہمایون
شاہی مین اثر پیدا ہو پانچوین غرض صحیح رکھتے ہون یعنے اپنی
مطلب کے یار نہون اپنی منفعت کے طلبگار نہون بلکہ اگر
خود اونکے منفعت کے بارے مین مشورہ لیا جائے تو بھی بادشاہ
کے حسب مصلحت رائے دین اپنی جان و آبرو کا مطلق خیال
نکرین بلکہ اگر خود اونکے نفس سے سوال کیا جائے تو اپنے معائب
کو آپ بیان کردین **مثال** لکھا ہے کہ ایک روز امرؤ القیس ثقفی والد
ماجد حضرت مخدرہ علیا جناب اُمّ لیلا والدہ حضرت علی ابن الحسین
الشہید نے آکر خدمت امیر المومنین مین عرض کی غلام ایک امر مین مشورہ
لینیکو حاضر ہوا ہے عقیدت کیش یہ چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی
کو حسنین علیہما السلام کی کنیزی مین حاضر کردے تو آپ کسکو ان
دونو حضرتو نمین میرے واسطے مناسب سمجھتے ہین حضرت نے
فرمایا کہ یون تو دونو میرے پارۂ جگر نور نظر ہین کسکو ترجیح دون
مگر تیرے حق مین مصلحت یہ ہے کہ حسینؑ کے ساتھ اپنی بیٹی کا
نکاح کر اسوجہ سے کہ حسنؑ اکثر طلاق دیتے ہین اور حسینؑ طلاق
نہین دیتے تو تیرے واسطے وہی بہتر ہین پس باوجود کہ حضرت

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دونو صاحبزادے مساوی تھے دونور وح وجان تھے مگر حضرت
نے اظہار امر واقع مین بخیال حدود مشورہ کوتاہی نہین فرمائی
بلکہ جو اوسکے حق مین بہتر تھا بلا تردد فرمادیا چھٹی یہ کہ حالات ملکی
پر مطلع ہون اسرار سلطنت سے آگاہ ہون مصالح گذشتہ و آئندہ
کے واقف کار ہون اہل مملکت کے امزجہ سے آگاہی رکھتے
ہون تاکہ امر مشورہ طلب مین راے دینے کے وقت مصالح
کو پیش نظر رکھین جیسے طبیب تمام اعضاے بدن کے حالات
سے واقف ہوتا ہے تفصیلات امراض پوچھتا رہتا ہے
نسخون مین اوسکی رعایت کرتا ہے اگر کسی مرض کی طاری
ہوجانیکا خوف ہوتا ہے تو اوسکے انسداد کی فکر پہلے ہی سے
کرتا ہے تب علاج حالت موجودہ کا کرتا ہے اگر کسی مریض کو
فالج یا لقوہ کا عارضہ ہوگیا ہو تو بیس برس تک مبردات شدیدہ
کا استعمال نکریگا اگر مریض مسن و معمر ہوگا کبھی کافور نہ دیگا اگر
مریض کی قوت زیادہ دیکھیگا تو ورادع کو ہرگز جائز نرکھیگا
اسیطرح مشیر کو بھی گذشتہ و آئندہ کی حالات مملکت پر نظر
کرنی چاہیے اگر سال دو برس کے بعد کسی مفسدہ کے پیدا
ہونیکی امید ہو تو اوسکی فکر اسوقت سے کرنا شروع کرے جتنی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

رائیں دیں اون سب میں اوسکی رعایت برابر چلی جاے۔ اگر کبھی
کوئی حادثہ مملکت میں پیش آیا ہو تو اوسکا خیال رکھے اگر دشمن
کی قوت دیکھے تو کبھی جنگ جدل پر کمر ہمت نہ باندھے بلکہ
صلح و آشتی و لیت و لعل کی اوسکا ہے وغیر ذلک سیاق
راز داری و امانت گذار ہون آراے سلطانی و افکار خسروانی
کو کسی سے بیان نکریں جو کچھہ مجلس شورے میں منتخم ہو جاے اوس
سے کسیکو خبر نکرے ہو جہ ہے کہ دیوار ہم گوش دارد شاید اوڑتی
اوڑتے خبر طاق بیٹھے مخالف تک پہونچ جاے دشمن کے کان بہر
تو ہوتے ہی نہیں کہیں سن گن پا جاے اپنی فکر و تدبیر میں مشغول
ہو وہ تو ہمیشہ گوش بر آواز رہتا ہے اپنا سبتیا سو چاکرتا ہے
جیسا بیان کیا گیا۔ اسکے سوا اور بھی شرائط ہیں جو نہیں قیاس ام
سے نکل سکتے ہیں او اسی کتاب سے پیدا ہو سکتے ہیں —
دوھم یہ کہ مسئلہ مشورہ لینا چاہیے وہ بھی کئی طرح سے ہے
(۱) یہ کہ اگر موقع مناسب ہو تو خواہ بذریعہ تحریر خواہ بالمشافہ
خواہ بحیثیت مجموعی خواہ فرداً فرداً پہلے سے اوس امر
مشورت طلب کو واضح طور سے مفصل ظاہر کر دینا چاہیے
تاکہ ہر شخص بہ نزدیک خود اوس امر کی ہر طرح کے پہلو اور جوانب

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فوائد و نقایص سوچ کر ایک راے اپنے حسب مقتضاے وقت
قایم کر رکھے تاکہ بروقت استفسار کے زیادہ سوچنے کی ضرورت
باقی نرہے مثلاً اگر کسی تذکرہ علمی سے اوس مطلب کا ماخذ پیدا ہو سکتا ہے
یا تاریخ سلف میں اوسکا پتا ملتا ہے یا قواعد تمدن کے متعلق ہے
یا تجربیات حکما سے نکل سکتا ہے یا کسی قانون مجریہ کے مطالعہ
کی ضرورت رکھتا ہے یا اخبار و اکتشافات کے متعلق ہے یا کسی خاص
دفتر کے دیکھنے کی حاجت ہے یا اسکے علاوہ اور کسی قسم کی تلاش سے
مطمئن ہو رہے اور تجدید نظر یا سیر کرے تاکہ غلطی واقع نہو اور
رائے صائب عرض کر سکے (۲) یہ کہ اگر ایسا امر ہے جسمیں اجتماع
و حالت مجموعی کی ضرورت ہے تو اکٹھا جمع ہونیکا حکم جاری
فرماے اور اگر فرداً فرداً راے لینے کی ضرورت ہے تو ہر ایک
سے علیحدہ علیحدہ بلاکر استفسار کرے یا بذریعہ تحریر
(۳) اسباب فراہمی حواس کو مہیا رکھے مثلاً اگر اجتماع یکجائی
کی ضرورت ہے تو ایک مکان وسیع مرتفع جسمیں نفوذ ہواے
لطیف کا زیادہ ہو سکے موسم گرما میں خنکی دیتا ہو سرما میں گرمی
بہم پہونچاتا ہو باغ سامنے ہو ایک جانب گلہاے رنگا رنگ
کی بہار ہو ایک طرف چشمہ و آبشار قمری کی رفتار بلبلوں کی

جلسۂ ششم آئین سلطنت جشن عشرت

چہکار گلاب کی مہک لالہ کی لپک چاندنی کی چمک سبزہ کی
لہک سب اسباب فراغ بال آمادہ ہون پہر اسوقت دیکہے
دماغ کیا کام کرتا ہے کس پردیسے آواز سنتا ہے کس آسمان
کے تارے توڑتا ہے کے ہزار برس کا آگا پیچہا سوچتا ہے جلسہ
اکثر سلاطین کے مشورت خانونکا حال سناجاتا ہے نوشیروان
عادل کا باغ داد مشہور ہے جو آج تک کثرت استعمال سے بغداد
کہلاتا ہے — (۴) جسوقت یہ مجمع اہل خرد جمع ہوجاسے
مہتمم ایک ایک مطلب کا آغاز کرے بسلسلہ ہر شخص سے استفسا
کرے جملہ فوائد و نقایص وسکی رائے کے ضبط تحریر میں لائے
امور متعلقہ کو یاد دلائے جب سب کی آرا تیح ہوجائیں
حضور جہان پناہ میں پیش کرے آیندہ جو کچہ نتیجہ نکلے —
(۵) ایسی صحبت میں بہتر تو یہ ہے کہ سلاطین صاحب تمکین
خود شریک نہون اسوجہ سے کہ شاید اونکا رعب شاہی مانع
تقریر ہو اور آداب ملوکانہ سے حالت آزادی اون لوگونکی
جاتی رہے جدہر مرضی بادشاہی دیکہین ہان مین ہان ملانا
شروع کردین بقول سعدی ؎ خلاف رائے سلطان رائے
جستن + بخون خویش باشد دست شستن + پہر عمل کرنے آئین آگے

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

اگر بنا بر استماع حالات واطلاع فوائد ونقصانات جو ضبط تحریر
مین مشکل سے آسکتے ہین شریک ہوںہی تو اوسوقت مین اون کو
آداب ملوکانہ سے بازرکھکے خودبھی اونکا ہم شکل ہوجائے حتے
خدم وحشم ملازمین حقیقی سیاست بھی ہمراہ ہون جسطرح اون
لوگون کو اچھا معلوم ہو اوسطرح اونہین اطمینان قلب حاصل ہو
ہچکچاتے ہین اور ٹھٹکتے ہین اسوجہ سے کہ ذراسی بات مین حواس منتشر ہوجاتے
ہین اور موقعہ کی راے صحیح نہین ہوتی پس جمع حواس کا مخل
کوئی امر واقع نہونا چاہیے — (۶) آپس کی تقریر وزائد
ازضرورت بیانات کی بھی ممانعت کرے کہ بمقتضاے
الکلام یجر الکلام مطلب چھوٹ جاتا ہے خلط خبط ہے
نتیجہ نہین نکلتا بلکہ جب تک ایک شخص تقریر کرتا ہے
سب ساکت رہین اوسکی تقریر کو سنتے رہین جب وہ اپنا
کلام تمام کرچکے تب دوسرا تقریر کرے جیسا کہ فقیر نے
آداب سخن مین مفصلاً عرض کیا ہے اگر کچھ استفسار کرنا ہو
تو بذریعہ ترجمہ دریافت کرین تا وہ مطلوب شایستہ سے
سمجھادے آپس کی جھک جھک زق زق بق بق نہو
کہ ہرگز ایسی صورت مین نتیجہ نہین نکلتا آے ہوے حواس

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

جاتے رہتے ہین — (۷) جب تقریر سب کی تمام ہو بارد
پیش ہو تو عام اس سے کہ کیسی رائے غلط دی ہو خوب ہر شخص کو
مراحم خسروانی سے سرافراز کرنا چاہیے شفقت و الطاف
شاہانہ عمل مین لانا چاہیے تاکہ اون لوگون کا دل بڑہے آیندہ
زیادہ تر امعان نظر کرین اہل خطا صواب الفکر کے جویا
ہون اہل صواب پہر ویسی ہی صوابدید کی تلاش کرین کوئی
ہمت نہ ہارے — وغیرہ وغیرہ — سوم یہ کہ نتیجہ کیونکر
نکالنا چاہیے — بعض حکما کا مقولہ ہے کہ کثرت رائے پر
عمل کرنا چاہیے جسطرف غلبہ ہو اوسیکو معمول بہ گردانا
چاہیے اسلیے کہ بہت سے آرا کا ایکطرف متوجہ ہونا دلیل
اوسکی حقیقت و صحت کی ہے اور کم لوگون کی رائے کی نقصان
کی مگر محققین اس قول کی نسبت فرماتے ہین کہ اگر کثرت
ہی حق ہوا کرے تو راہ تحقیق و تدقیق و جدت نظر بالکل مسدود
ہو جاتی فقط اسیقدر کافی ہوتا کہ غلبہ کو دیکھ لیا کرین اور
قول قلیل کو چھوڑ دیا کرین اگر جمہور کی رائے کی متابعت
لازم ہو جاتی تو نئی نئی تجربیات اور تازہ تازہ تحقیقین کیونکر
پیدا ہوتین نہ فیثاغورث اور آزک نیوٹن حرکت ارضی کے قائل

ہوتے نہ ۶۶ خلطین جسم انسان مین پیدا ہوتین بلکہ مسائل حکمت
نظری نظری نہ رہتے تقلیدی ہو جاتے کیون ہر روز علم تازہ
ہوتا نئے نئے صنائع و آلات پیدا ہوتی مصنفات جدیدہ کی
احتیاج کیون باقی رہتی نقش ثانی کیون نقش اول سے بہتر ہوتا
مبداء فیاض کی سرکار مین کمی نہین ہے حسب مصلحت جسے
چاہتا ہے ایک ایسا امر عطا کرتا ہے جسمین دوسرا شریک نہین
ہوتا تو کیونکر حصر کیا جا سکتا ہے کہ کثرت ہی حق ہے انھین کی
رائے صحیح ہو ممکن ہے کہ اون سب کی رائے نے خطا کی ہو
اور اس جماعت قلیل نے راہ صواب اختیار کی ہو اس وجہ
سے کہ حق کم ہے باطل بہت ہے تو ایسی صورت مین کثرت
کیواسطے حکم صحت نہین دیا جا سکتا بلکہ اوسیکو ترجیح دینا
چاہیے جسکے دلائل محکم و استوار ہون اور براہین اوسکا قوی
ہو فوائد اور نتائج خوب پیدا ہوتے ہون مگر انصاف یہ ہے
کہ دونونکا قول صحیح ہے فرق اسقدر ہے کہ قول محققین کا
اگر مادہ تحقیق و اخذ پیدا ہو سکے تو بیشک قابل التسلیم ہے
اور اسی گروہ کے اصول پیدا رکھنا چاہیے اور اوسی
قول کو اختیار کرنا چاہیے جسکی دلیل مضبوط ہو و الا بدرجۂ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مجبوری حالت شک مین جب کسیطرح کا غلبہ از روئے
دلائل و براہین پیدا نہ ہوسکتا ہو کثرت پر مدار رکھنا چاہیے
تاکہ قضیہ تو ختم ہوجائے بحث تو تمام ہو پس اختیار کثرت
بدرجہ ناچارگی ہے نہ بحال اختیار واللہ اعلم بالصواب
یہ عمدہ طریقہ تحصیل مشورہ کا تھا جو فقیر نے گذارش کیا اسکے
علاوہ تین طریقے اور بھی ہین جنسے استشارہ ہوسکتا ہے۔
اوّل یہ کہ ایسے اسباب بہم پہونچائے جس سے دشمنون
کی رائے کا حال معلوم ہو بذریعہ مخبرون اور جاسوسون
کے اور اونکے ارادات و مقالات کے مخالف یا مقابل
جیسا موقع و محل ہو اپنے واسطے مشورہ سمجھے خصوصًا
یہ مشورہ زیادہ تر ایسے ہی اوقات مین بکار آمد ہے
جب برسر مقابلہ و مقاتلہ ہو کہ اس سے بڑھکر دوسرا طریقہ
ایسے اوقات مین مشورہ کا نہین ہے اِنَّمَا الاشیاء تُعرَف
بِالاَضدَادِ جیسے برہان منطقی مین نتیجے کی تصدیق
صحت نقیض سے کیجاتی ہے جیسے برہان تخالف کہتے ہین
اور بعض اشکال اقلیدس صوری نے بھی اسی برہان سے
ثابت کیے ہین او فقیر نے جلسہ دوم مین قول حکیم یعقوب کندی

یہ ان اس مضمون کو عرض کیا ہے کہ مشورہ لینا حالات
سلف سے یعنے اون اشخاص مسلم الثبوت کے قول و فعل
سے جنکے افعال کے نتیجے عمدہ پیدا ہوئے ہون جیسے سلاطین
ذوی العدالت آئین و حکمائے متقدمین کی تاریخ سے ایک قسم کا
تجربہ کامل حاصل ہوتا ہے مگر شرط اس مشورہ کی یہ ہے
کہ اوس وقت کی مصلحت جسبات اونہون نے اوس فعل کو کیا تھا
سمجھے اور علم بھی معلوم ہوجائے مثلاً جسطرح اونہون نے
سپاہ آراستہ کی تھی لشکر دل پہ حملہ کیا تھا دشمن کو پسپا کردیا
تھا خود بھی ان کے اون افعال کو اختیار کرے جو نتیجہ بخیر ہوئے
اور اونسے پرہیز کرے جو اونکی خرابی کا باعث ہو گئے تھے
کیونکہ اگر وہی مصلحت اسکے فعل کا نتیجہ بھی ویسا ہی نکلیگا
شرط مصلحت اسواسطے ہے کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے کہ
کوئی فعل سے دیکھکر کیا مگر اوسکا نتیجہ برا پیدا ہوا تو سبب
اوسکا تغیر مصلحت تھا بلکہ اس زمانے مین اکثر مصالح بحیثیت
زمانی و مکانی بدلگئے ہین تو محض تقلید کی راہ سے امور خیر کی
سرعمل مین لانا چاہئے باوجود مخالفت مصلحت کے
بلکہ اون افعال سے ایک شئ کلی نکالکر عمل کرنا چاہیے سوچ سے

اسوجہ سے کہ کلیات کبھی نہین بدلتے اونکے احکام یکسان رہتے
ہین اور نتیجے بھی یکسان ہین اسیوجہ سے کلی کہتے ہین اس
برہانکو اسطرح پر سمجھنا چاہیے جیسے اقلیدس کے بعض اشکال
باعانت مساوات اشکال دیگر ثابت ہوتے ہین اسطور پر
کہ مثلاً ا مساوی ہے ب کے اور ب مساوی ہے
ج کے تو بنا بر علوم متعارفہ مساوی کا مساوی
ہے ا بھی مساوی ہوگا ج کے (ج) طریقہ مشورہ کا
یہ ہے کہ اہل زمانہ مثل پیر خواہ تجربہ ہون خواہ متقدم
جنکا نتیجہ پیدا ہوا ہو وہ ثبت کرے جیسے سعدی
حکایت لکھتے ہین (از لقمان پرسیدند حکمت از کہ آموختی
گفت از بیخردان) مگر شرط یہ ہے کہ اسنے بھی از روئے
دریافت حقیقت عمل کیا ہو اسلیے کہ گاہ باشد
کہ کودک نادان + بغلط بر ہدف زند تیرے + پس اگر اوسکی
ماہیت نہین جانتا تو نشانہ ہدف پر نہین لگیگا بلکہ تیر
خطا ہو جائیگا جیسے اقلیدس کی بعض شکلین بسبب
مخالفت اشکال کے ثابت ہوتی ہین یہ بھی ایک قسم ہی
برہان مخالفت کی قسم دوم مین اور اسمین فرق یہ ہے کہ

وہ عین ضد سے ثابت ہوتا ہے اور یہ مثل ضد ہے صورت مقدم
مین آ ضد ہے ب کی اور ج مساوی اوسکی توجہ بھی ضد ہوگا
آ کی و علیٰ ہذا القیاس زیادہ تفصیل اسکی لوازم سلطانیمین عرض کی گئی

عدالت انوشیروانی

سوال بادل شاد نے پھر حکیم صاحب سے خطاب فرماکر کہا آپنے
ذیل اسباب تحصیل مشورہ مین نوشیروانکی باغ دادکا ذکر کیا ہے
مین چاہتا ہون کہ کچھ حال عدل و داد نوشیروانی کابھی ذکر فرمائیے
جواب ہر چند حالات ذاتی کا بیان کرنا تاریخ کی شان ہے
مگر حسب الارشاد اوسقدر اقوال و افعال انوشیروان عادل کو
ذکر کرتا ہون جو عدالت و تہذیب اخلاق کے متعلق ہین
اصحاب تاریخ سلف حدود سنہ ۲۴ الله چھ ہزار ایکسو جو بلیں ہوتی
مین ذکر کرتے ہین کہ جب قباد نے تختگاہ سلطنت کو چھوڑا
اور دنیا و اہل دنیا سے منہ موڑا ارکین دولت و وزرا سلطنت
نے فرزند ارجمند مسافر عدم انوشیروان کی خدمت مین
آکر بکمال الحاح و التجا درخواست کی کہ حضور زمام حکومت
کو دست مبارک مین لین اور زیب و زینت تخت و تاج فرمائین

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

انوشیروان نے انکار کیا اور فرمایا کہ خلق عادی ظلم و جبر کی ہے
اگر مین بھی ویسا ہی کرونگا ظالم ٹھہرونگا اگر قانون عدالت کو
از سرنو قایم کرونگا لوگ گھبرائینگے میری جان کے دشمن ہوجائینگے
اس سے بہتر یہی ہے کہ کنارہ کرون اپنی نجات کا چارہ کرون
آخر تمام ارکین سلطنت نے ہم عہد و پیمان ہوکر اطاعت
و فرمان برداری قبول کی اور انوشیروان کو تخت سلطنت
پر بٹھایا بعد زینت افزائی مسند حکومت و امارت بادشاہ نے
تمام رعایا و برایا سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ مین تمہارے
بدن پر حکومت کرونگا نہ تمہارے دلون پر تمہارے
اطوار کی خوبی کا جویان ہون نہ تمہارے اسرار کا اطلاعت
کا طالب ہون نہ عبادت کا اسواسطے کہ دلون کا حال
سوا خداوند متعال کے کوئی نہین جان سکتا اور مافی الضمیر
کو سوا عالم الغیب کے کوئی نہین جان سکتا — یہ سننا تھا
کہ ایک شور تحسین و آفرین کا بلند ہوا ہر طرف سے صدائے
تہنیت آتی تھی تمام مخلوق خدا دعائے خیر کرتی تھی
صاحب تاریخ لکھتے ہین کہ اس کلمہ کو سنکر اور ایماء شاہی
پاکر تین سو ساٹھ حکیم در دولت سے مشرف ہوئے اور

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اور حضوری میں حاضر رہنے لگے — ایک روز حکیم برزویہ
رئیس اطبائے شاہی نے حضور معدلت پناہی میں عرض کی
کہ فقیر نے کتب قدیمہ میں دیکھا ہے کہ ہندوستان میں ایک
بوٹی گھاس کی ایسی ہے کہ اگر مردے پر رکھدیں جی اوٹھے
اور باتیں کرنے لگے اگر ایمائے شریف ہو تو سفر ہندوستان
اختیار کرکے اوس گھاس کو حاصل کروں اور نظر کیمیا
اثر میں گذرانوں بادشاہ نے اجازت دی اوسنے سامان
سفر درست کیا ہندوستان کیطرف آیا ہر پہاڑ پر اور
ہر جنگل میں بوٹیاں تلاش کرتا پھرتا تھا مگر کہیں اوسکا
سراغ معلوم نہیں ہوتا تھا آخرکار مجبور ہوکر پیرایۂ چند
بادشاہ ہندوستان کی حضوری میں حاضر ہوکر عرض
مدعا کی بادشاہ نے امرا و ارکین دولت کو اعانت و استمداد کا
حکم دیا حکمائے مملکت نے اک مرد پیر عقیل و فہیم کے
پاس پہونچایا برزویہ حرف مطلب زبان پر لایا عرض کی
کہ بحکم بادشاہ عدالت پناہ انوشیروان میں ایسی بوٹی
کی تلاش میں آیا ہوں جو مردے کو جلا دیتی ہے اوس
مرد پیر نے کہا کہ بابا تو کس خیال میں ہے یہ مضمون حقیقی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

نہین ہے بلکہ بطور استعارہ و تشبیہ کے ہے ہندوستان مین
ایک کتاب ہے جسکی یہ خاصیت ہے کہ اگر کسی دل
نادان جاہل کی سامنے پڑہی جائے تو وہ بھی دانا ہو جائے
باتین زندون کی سی کرنے لگے وہ کتاب خزانہ شاہی
مین موجود ہے اگر تجھے خواہش ہو تو بادشاہ سے طلب
کر برزویہ پھر مہاراجہ پرتاب چند کی خدمت مین حاضر
ہوا اور اوس کتاب کی خواہش کی بادشاہ نے وہ
کتاب خزانہ شاہی سے نکلوا کر برزویہ کے سپرد کی
برزویہ کتاب کو لیے ہوئے مدائن مین حاضر حضور دولت
ہو کر آداب شاہانہ بجالایا کتاب حضور مین رکھدی
سارا قصہ عرض کیا بادشاہ نے اوسکے ترجمہ کا حکم دیا
حکیم بزرجمہر و دیگر اہل حکمت نے اوسکا ترجمہ فرمایا
اور حکایت سفر برزویہ و کیفیت مہاراجہ پرتاب چند
کو اوسکی تمہید مین تحریر کر کے حضور خسروانی مین پیش کیا
بادشاہ نے دیکھا کہ فی الحقیقت کتاب کیا ہے آئینہ حکمت ہے
وہ کتاب کلیلہ دمنا تہی اوسکی پابندی و پیروی نے نوشیروان
کو عادل لقب دیدیا۔ **تذکرہ** — ایک روز سفیر

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

مسطایالس قیصر روم در دولت شاہی پر حاضر ہوا عمارات
سربلند سلطانی کو ملاحظہ کر رہا تہا اتفاقاً نظر اوسکی صحن
ایوان پر پڑی دیکھا کہ ایک جانب سے کج ہے متعجب ہو
لوگون سے پوچھا کہ ایسی عمارت سربلند اور ایسے ایوان
دل پسند کے کج ہونیکا کیا باعث ہے ندمائے شاہی جو اس
مقام پر موجود تھے اونہون نے عرض کی کہ اس مقام پر ایک
ضعیفہ کا مکان ہے ہر چند بادشاہ نے زر کثیر سے معاوضہ
فرمانا چاہا مگر اوسنے گوارا نہ کیا ناچار بادشاہ نے کجی ایوان
کو گوارا فرمایا مگر اوس ضعیفہ پر ظلم کرنیکو پسند نکیا سفیر روم
نے کہا کہ عدالت کا مستقیم ہونا عمارت کے مستقیم ہونیسے
بہتر ہے ۔ سیطح ایک روز بادشاہ باغ داد میں مصروف
عدل گستری تھا ظالم و مظلوم آتے جاتے تھے ہر ایک اپنی داد
و بیداد کر رہا تہا بادشاہ انصاف فرماتا تہا کسی شخص نے
عرض کی کہ حضور جہان پناہ نے یہ طریقہ معدلت کا کہانسے
اخذ فرمایا بادشاہ نے فرمایا کہ ایک روز ایام شباب مین
شکار کیواسطے گیا تہا راہ مین ایک کُتّا سو رہا تہا ایک
شخص نے بقصد ایک بڑا سا پتھر اوٹھا کر دے مارا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

[illegible] آدمی سمجھتے تھے کہا ایک بادشاہ قوت [illegible] نے [illegible]
ایک گھوڑے نے لات ماری اوس شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا
ابھی تھوڑی دیر [illegible] اگر نہیں سمجھتے [illegible] ایک [illegible] گھوڑے کا
پاؤں توڑا ہے اوس کا پاؤں بھی توڑ دیا جاوے [illegible] یہ خیال ہوا کہ ظلم
کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا ورنہ [illegible] باقی ہے [illegible] اول
کے یہ چند کلمے [illegible] اخلاقی کے ہیں — بادشاہی لشکر سے
لشکر مال سے مال خراج سے خراج آبادی سے آبادی عدالت سے
عدالت کوئی عمال سے عمال وزرا و ارکین دولت کی
خوبی سے ارکین کی صلاحیت بادشاہ کی توجہ سے توجہ بادشاہ
کی ارکین دولت کی نسبت بے اپنے نفس کے منضبط اور
پابند کرنے کے ممکن نہیں نفس کا پابند ہونا بے قوت و اقتدار عقل
کے محال اتنا فقرہ اضافہ کرنا چاہیے کہ اصلاح نفسانی بے
حکمت اخلاق کے غیر ممکن تو اب حذف حدود و وسائط یہ نتیجہ
نکلا کہ بادشاہی بے حکمت کے غیر ممکن ہے اور یہ بھی انوشیروان
کا مقولہ ہے کہ بہتری رعیت کی خرچ کی خوبی سے بہتر ہے اور
بادشاہ کا عادل ہونا اک زمانہ کی عدالت سے افضل ہے —
یہ بھی اوسی کی کہاوت ہے پہلے دن جاتے دیر نہیں لگتی بری گھڑیاں

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کاؤس نے مہینے میں اپنے فرزند ارجمند ہرمز کو جب ولی عہد فرمایا ہی
تو ان کلمات سے نصیحت و وصیت کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اے
فرزند مال کا جمع کرنا خزانہ میں اسواسطے ہے کہ فوج کے سپاہیوں
اور سپاہ روں کو تقسیم کرے تا اونکے سبب سے رعایا کی حفاظت
ہو اور آبادی مملکت میں ترقی ہو — ہر روز دربار عام کرنا
چاہیئے تا ہر شخص دیکھے اور حالات و مقالات سے واقف ہو
اسواسطے کہ جسقدر انس محبت دیدار فرحت آثار سے پیدا
ہوتے ہیں ایک خزانہ کے دینے سے نہیں ہوتی جسطرح
مشورہ علما سے کرنا اور حکما سے مصلحت لینا عقل کو زیادہ
کرتا ہے اسیطرح جاہلوں سے دوری سبب تفریح روح ہے
کہتے ہیں کہ مدار سلطنت کا پانچ چیزوں پر ہے۔ اوّل حفظ
و حراست مملکت دوسری پیروی شریعت سوم نیک لوگوں کی
تعظیم و توقیر چہارم برے آدمیوں کی تہدید و تنبیہ پنجم
لطف و شفقت عام رعایا سے حسب موقع اور مناسب۔
پھر کہتا ہے کہ اے فرزند جو شخص چار چیزوں سے بچے کبھی
اوسکا پاؤں پیچھے نہ پڑے اوّل جلد بازی دوسرے سستی سوم
عجب چہارم الحاح و التجا۔ کہتے ہیں کہ چار چیزیں روح کو

ہلاک کرتی ہین اوّل حرص دوم تہمت سوم اسراف چہارم قرض پھر کہتے ہین چند باتین ایسی ہین جو چند شخصون کیواسطے نہایت ہی معیوب ہین۔ تیزی بادشاہ کو۔ حرص علما کو بخل تونگرون کو۔ کاہلی جوانون کو۔ رعنائی بڈھون کو۔ بیشرمی عورتون کو۔ جہالت و بے علمی شرفا کو۔ اے فرزند بادشاہون کو وزیر ایسا کرنا چاہیے جو اوسے کارہاے نیک پر آمادہ رکھے دوستی ایسے شخص سے کرنی چاہیے جو دوست کی رضامندی کو اپنی خوشی پر مقدم رکھے۔ عمدہ تدبیر انتظام کی یہ ہے کہ تحمل و بردباری سے کام کرے اور اپنے وقت پر ادا کرے۔ زیادہ تفصیل اسکی توقیعات کسریٰ مین ملاحظہ فرمانا چاہیے شاہنامہ مین بھی فردوسی نے بصفت جاشہ نوشیروانی کو مفصل بیان کیا ہے۔ فقیر زیادہ تفصیل حالات و کیفیت انتظام کو بخیال حفظ شان علم اخلاق تخصیص کے ساتھ ذکر نہین کرسکتا کتب تاریخ مثل روضۃ الصفاء خاوندشاہ و ناسخ التواریخ مرزا محمد تقی سپہر لسان الملک مستوفی دیوان اعلےٰ مملکت ایران وغیرہ مین ملاحظہ فرمانا چاہیے۔



آداب ملازمان سلطانی

ازبسکہ حضرت حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سلاطین و ملوک کو اپنے بندگان خاص کا مربی و سرپرست قرار دیا ہے اور تمام ممالک محروسہ کے عدل و انصاف کو اونکی راے زرین و عقل دوربین سے متعلق فرمایا ہے ارزاق بنی آدم و حوائج اہل عالم باسباب ظاہر اونہین کی ذات ستودہ صفات پر منحصر ہین تو اسوجہ سے ہمتین بہی اونکی عالی اور طبائع بہی اونکے لطیف اور امزجہ بہی اونکے نازک خلق فرمائی ہین ذراسے امر ناگوار کو بہت سمجہتے ہین اور ادنےٰ سوء ادب کو گستاخی خیال فرماتے ہین اسوجہ سے کہ اگر وہ ایسے جزئیات کا انضباط نہ فرمائین اور آداب و قواعد کی حفاظت نکرتے رہین تو کلیات امور مین نقص واقع ہو انتظامات درہم و برہم ہوجائین اگر ذراسے ظلم کو پسند کرلین تو فوراً اہل مملکت دہ چند و صد چند بلکہ ہزار چند کے مرتکب ہون بقول سعدی سہ بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ + پس ملازمان دربار و وظیفہ خواران سرکار عدالت مدار کو زیادہ تر ان امور مین اہتمام فرمانا چاہیے اور رضاجوئی سلطانکو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکہنا چاہیے مصالح ملکی کو معلوم

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

شایستہ و بطرز مرغوب و بعبارت دلچسپ حضور مین عرض کرنا
اور آراء صائبہ و افکار شایستہ کو بآداب بایستہ گوش حق نیوش تک
پہونچانا لازم ہے اسوجہ سے کہ بسا اوقات عنوان تقریر و بیان
بیمحل اصل مطلب کو ضایع کردیتا ہے اور پایۂ اعتبار و توجہ سے
ساقط کر دیتا ہے بلکہ منجر بسوء ادبی کیطرف ہو جاتا ہے چنانچہ
حکایت کرتے ہین کہ ہارون رشید خلیفہ عباسی سے کسی نے عرض کی
کہ حضور نے اپنے بڑے صاحبزادے محمد امین کیطرف اسقدر
تعلیم و تفہیم مین توجہ نہین فرمائی اور امور ریاست مین بھی زیادہ
دخیل نہین کیا اور چھوٹے صاحبزادے مامون کو مختار کل فرمایا
اسکی کیا وجہ ہے خلیفہ ہارون نے دونون صاحبزادون کو سامنے بلایا اور
پوچھا کہ لفظ مسواک کی جمع کیا ہے محمد امین نے جواب دیا کہ مسواک کی جمع
مساویک ہے بحیثیت لغت جمع صحیح ہے مگر اسکی اور بھی
معنے بھی ہوتے ہین کہ برائیان تیری پھر مامون سے پوچھا کہ مسواک
کی جمع کیا ہے اوسنے تامل کرکے کہا کہ ضد محاسنک یعنی
آپکی نیکیونکی ضد تب ہارون نے اوس سائل سے کہا کہ یہی مادہ
تمیز مابہ التمیز ہے دونون مین یا جیسے نعمت خان عالی کے فقرات
دلچسپ و لطائف موزون مشہور و معروف ہین — خلاصہ یہ ہے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ دربار رس لوگونکو زیادہ تر اسکا لحاظ چاہیے کہ ایسا نہو کوئی بے
تہذیبی و بیجا بات ناگوار خاطر ہمایون شاہی ہو جائے اور باعث
عتاب ہو کر موجب زوال قدر ہو اسی وجہ سے حکمائے تشبیہ
دی ہے کہ سلاطین جہان بسبب وفور شجاعت و تہور کے شیرونسے
مشابہت رکھتے ہین کہ ذرا سی بات پر اظہار غیظ و غضب مائل
ہین جیسا کہ نشست اول و دوم مین تہذیب اخلاق کے عرض کیا گیا
پسکو جتنی منزلت حضوری کی حاصل ہے اوتنی ہی اوسکے واسطے
مشکل ہے کہ ان نکات اور باریکیون کو زیادہ تر وہی سمجھ
سکتا ہے جو دربار شاہی سے باریاب ہو اور حالات ملوک
و امرائے سلاطین سے واقف ہو ازبسکہ یہ آداب و رسوم بطور
عموم بیان مین نہین آسکتے اور کسیقدر اپنے محل پر تدبیر تعلیم
اطفال و آداب نشست مین گذارش ہو چکے اور اخلاق محسنی وغیرہ
مین بھی ذکر کئے گئے ہین پھر ان امور کو اون مقامات پر حوالہ
کرکے دیگر لوازم ضروری کی طرف توجہ کرتا ہے پس عمدہ مراتب
نمک حلالی و ادائے حقوق کے یہ ہین کہ ہمیشہ اپنے مالک آقا کی
بہی خواہی و خیر طلبی کا جویا رہے اور جہانتک ممکن ہو امور
نیک کو عاید حال کرتا رہے اور ہر قسم کے محاسن و مکارم کو اپنے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ولی نعمت کیواسطے چاہتا ہے زبان فصاحت لسان کو ہمیشہ
نشر محامد و افشاء فضائل مین کہولے اور لسان طلاقت بیان
کو ہمیشہ اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کے اظہار مین جاری
رکہے جہانتک ممکن ہو عیوب کے چہپانے مین کوشش کرے اور
جسقدر مخفی ہو سکے کسی امر بد کو جو اتفاقاً واقع ہوگیا ہو شایع
نہونے دے سوا اسکے علاوہ دنیاے حق کے خود اسکی سبکی کا باعث ہے
خدمات متعلقہ کو بکشادہ پیشانی و بخوشدلی بجالاوے اور حفاظت دولت
و حراست اموال سلطانی مین جد و جہد کرے سبب احتشام
خسروانی کو قلب پر مستولی رکہے اور اوقات نازک مین جان و
دل کو عزیز نہ کرے اسلیے کہ اسکی آبرو اور عزت اور اسکی اولاد
کی صحت و سلامت بلکہ دین و ملت کی تکمیل سبب منجر اوسی ولی نعمت
کیطرف ہوتی ہے اور اوسی کے بذل و عطا سے اسکی معیشت
متعلق ہے۔ اسیوجہ سے حکما فرماتے ہین کہ جن لوگون کو تقرب
سلطانی حاصل نہوا ہو اونکو ہوس تقرب کی کرنی بجا ہے اگرچہ
منافع کثیرہ کی امید ہے مگر اوسی کے ساتھ مضرتین بہی کثرت سے
ہین تنہا حقوق رعیت کیا کم ہین جو اور حقوق بہی لازم کر لیے جاوین
گر نظام مقربان درگاہ [illegible] کا حال [illegible] معلوم ہوتے ہین مگر [illegible]

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

وہ ہر وقت سولی پر بیٹھے ہوئے ہین خوف دلمین سمایا ہوا ہے
نفس راست کرنا مشکل ہے رات دن سوتے جاگتے خیال لگا ہوا ہے
کہ دیکھیے کل کیا ہوتا ہے گھڑی گھڑی کے خیر مناتے ہین خدا خدا
کرکے دن رات کاٹتے ہین اگر بادشاہ انصاف پسند نہین ہے
تو اور بھی جان عذاب مین ہے گھر بار لٹ جانیکا دہڑکا لگا ہے
ادہر چوبدار کی صورت دیکھی ادہر جی سن سے ہوگیا جبتک وہ
کچھہ حکم سنائے دلمین پنکھے لگے ہوئے ہین ہوش وحواس اڑے
جاتے ہین سچ کہا ہے شاعر نے مصرع جسکا رتبہ ہے سوا
اوسکو سوا مشکل ہے + خلاصہ یہ کہ اگر چارۂ تدبیر معیشت
دوسرے طریقوں سے نہ نکلتا ہو دیکھے حضوری کی تمنا نکرے
خصوصًا سلاطین جور کی خدمتین بلکہ جہانتک ممکن ہو بہاگتا
رہے ہان اون صورتون مین زیادہ تر حضوری دربار رسی سلاطین
لازم ہوگی جب مظالم عام سے رعایا و دیگر ابنای جنس کا بچانا مقصود ہو
مثلاً دیکھا کہ بادشاہ کو ہمہ تن توجہ ظلم رسانی پر ہے اور تمام مملکت
یا کوئی خاص قوم معرض ہلاکت مین ہے تو ایسی صورت مین مقتضائے
تمدن یہی ہے کہ دو ایک شخص جو کمال تہذیب مین ممتاز ہون
حفظ قوم کے لیئے تقرب اختیار کرین اور تدابیر شائستہ و فقرات

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

چسپیدہ سے توجہ بادشاہی کو کسیطرف منعطف کردین اور اپنی
قوم کو بچالین جیسا کہ بعض بعض حکایات سابقین سے واضح ہی
اور حالات ثقات سے معلوم ہوتا ہے مثل قصۂ مومن آل فرعون
وعلی بن یقطین وغیرہ کے بالجملہ جو لوگ حاضر خدمت شاہی اور
ملازم رکاب جہان پناہی ہون اونکو ہمیشہ اپنے عہدے کے کامون
کو نہایت مستعدی و ہوشیاری سے انجام دینا چاہیے اور ہر وقت
محاسبہ و بازپرس کا خیال ذہن مین رکہنا چاہیے کہ معلوم نہین
کیسی آن پڑے اور کسوقت حساب دینا ہو حکایت مشہور ہے
کہ ایک روز چاندنی رات مین جہانگیر بادشاہ بوچے پر سوار کہاریون کے
کاندہے پر محلات کیطرف چلے جاتے تہے دفعتًا اوسطرف سے
گذر ہوا جہان اونکی والدہ ماجدہ تشریف رکہتی تہین جہانگیر شاہ
کو اس حالتمین دیکہکر اونہین حسرت ہوئی آہ سرد کہینچی اور
کلمہ افسوس زبان پر لائین بادشاہ بہی سمجہ گئے کہ یہ میری ہی
حالت پر افسوس کرتی ہین فورًا اوتر پڑے اور حاضر خدمت
ہوکر عرض کی حضور نے کیون آہ کی ہرچند ٹالا مگر انہون نے
نہ مانا تب بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا مجہے اسوقت تمہارے
باپ اکبر شاہ یاد آئے کہ وہ ہمیشہ راتون کو کاغذات ملکی دیکہا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کرتے تھے کبھی اسطرح بیکار عیش طلبی مین بسر نہین کرتے تھے جہانگیر شاہ نے ایک مہری کو حکم دیا کہ ابھی جاکر چوبدار سے حکم دے کہ ٹوڈر مل دیوان کو جسطرح بیٹھے ہون حاضر کرے چوبدار فوراً گیا اور ٹوڈر مل کو مع دفتر اوسیطرح سے اوٹھا لایا دیکھا کہ جامے کے بند کھلے ہوے ہین پگڑی سر پر نہین ہے قلم ہاتھ مین ہے پوچھا کیا کرتے تھے عرض کی دفتر دیکھ رہا تھا ایک موضع کے رقبہ پر غور کر رہا تھا کہ سال گذشتہ کی پیمایش سے امسال کمی ہو گئی ہے کم ہو گیا اسکی وجہ نہین معلوم ہوتی تھی اسمین پریشان تھا بادشاہ نے پوچھا پھر کیا معلوم ہوا ٹوڈر مل نے عرض کی کہ جب خادم نے تمام اوس ضلع کے نقشونکو ملایا اور ہر ایک کا مقابلہ کیا تب معلوم ہوا کہ اوس موضع کی سرحد پر ایک دریا واقع ہے اوس نے زمین اس موضع کی کاٹ کر بہادی اور دریا کے موضع مین بڑہادی اسکا رقبہ کم ہو گیا اوسکا زیادہ ہو گیا کہا اچھا جاؤ پھر بادشاہ بیگم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مین ان لوگون کے بہروسے پر غافل ہون اور اپنی اوقات کو راحت مین بسر کرتا ہون بادشاہ بیگم نے کہا کہ بیٹا تمہاری تقریر صحیح ہے مگر یہ تو خیال کرو کہ ٹوڈر مل کی یہ بیداری کسوجہ سے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

پیدا ہوئی فقط تمہارے الد اکبر شاہ کی بیداری کا آج تک ایکین
اثر ہے۔ تو نتیجہ اس حکایت کا یہ ہے کہ ٹوڈرمل کی محنت نے
اوسوقت کیا نتیجہ معقول پیدا کیا۔ اسیطرح ہر ملازم کو اپنے
کام پر مستعد رہنا چاہیئے اور ایسی ہی دلسوزی سے انجام دینا
چاہیے جسوقت بادشاہ یاد کریں بلا تردد حاضر ہو کر احکام کی
تعمیل کرے اور جو حکم صادر ہو اوسکی تعمیل ہمیشہ عمدہ طریق سے
کرے اسواسطے کہ دنیا کا کوئی کام نہیں ہے جسمیں دو پہلو
اچھے برے موجود نہوں اگر عمدہ طور سے انجام اوس حکم کا ہوگا
تو قدر و خوبی حکم بادشاہ کی خوب ظاہر ہوگی اگر بے عنوانی
و بد اسلوبی سے تعمیل ہوگی تو اصل حکم کی خرابی پر محمول ہوگا
پس کسی خادم کو سزاوار نہیں ہے کہ ایسی خرابی تعمیل سے آقا کی
حکم کی خرابی کیطرف منجر کرے یعنے اگر بادشاہ کسی چیز کی تحصیل
کا حکم دے اور عنوان اوسکا کسی دوسرے طریقے پر فرمائے
اور یہ مناسب موقع و محل سے کرے اوس مقصود کے پورا ہونیکا
عمدہ طریقہ سوچے تو اوسی طریقہ مستحسن کی تعمیل کرے اور یکنایہ
ظاہر کرے مگر نہ اس عنوان سے کہ ناگوار خاطر ہو بلکہ باندازِ
شائستہ اوس غلطی کو رفع کرے اور اگر بادشاہ اپنی غلطی کا الزام

اسکو دے تو بعذرت مین اوس غلطی کے ثابت کرنیکا صراحۃً نکرے
بلکہ خود مقر ہو کر بادشاہ کی غلطی کو اوڑہ لے جیسے سلطان محمود
اور ایاز غلام کے موتی توڑنے کی حکایت مشہور ہے - اگر اسکو
کوئی عہدہ اس قسم کا حاصل ہے کہ یہ بادشاہ کو راے و مشورۃ
دے سکتا ہے اور رموز و دقایق سلطنت پر مطلع ہے جیسے وزرا
و ارکین مشورت تو انکو لازم ہے کہ ہمیشہ ایسے طرز سے اپنی خیر اندیشی کا
اظہار کرین اور بادشاہ کی خصائل کا زوال چاہین جس سے ناگوار خاطر
نہو اور مقصود نکل آئے مثلاً کسی حکایت یا مضمون تاریخ کے پردہ مین
یا کسی شعر و رباعی وغیرہ کے اشعار سے یا کسی دوسرے شخص کی
زبان سے بیان کرین بر جستہ دیے محابہ ہرگز عرض نکرین کہ ایسا نہو
نتیجہ حاصل نہو اور دوبارا عرض کرنیکا موقع نہ رہے اسیوجہ سے بادشاہ
کے مزاج کو دریا سے اور سیل سے تشبیہ دیگئی ہے جدھر روان ہوئے
روان ہوے پھر کسیکے روکنے سے فوری نہین رک سکتی ہان اگر دوسرے
جانب دریا کا زور متوجہ کیا جائے اور کئی شعبی پر منقسم ہو جائے تو
بیشک وہ قوت باقی نہ رہیگی بلکہ اک زمانہ کے بعد ممکن ہے کہ اوس جانب
کا بہاؤ نہ رہے یا مثلاً پہاڑ پر سے پانی گر رہا ہے اگر فوراً روکدین تو
صدمہ عظیم پہونچے اور ہرگز نہ رک سکے اگر متعدد مقامات پر گرانیکی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

یا راہ مین ہیر پہیر کردین یا دو چار مقاموں سے مختلف طریقوں سے
روک روک کر بہائین تو اوسقدر نقصان نہوجتنا اوسکے دریا سے
سے ہوتا ہے۔ پس اسیطرح اگر بادشاہ کو کسی چیز کیطرف مائل دیکہیں
اور اوس امر کو خلاف مصلحت جانتے ہون تو اوسکے زوال کی اوسی
امر مین تدبیر کرین اور دوسری طرف طبیعت کو بانٹ دین یا اوسکے
مواقع بدل دین یا اونہین لوگونکو جو اوس شغل خاص کے معین
ہین تعلیم و تفہیم کرین یا کسی غیر شخص کیطرف سے اظہار اوسکا کرین
بہر طور وہ تدبیر کرین جسکا اثر پیدا ہوتا ہو یہ کہ امر ذہنی کے عنوان
سے باز رکہنا چاہین کہ ایسا طریقہ کبہی مفید نہین ہوتا بلکہ ضد اور ہٹ
کو پیدا کر دیتا ہے اور پہر اصلاح پذیر ہونا نہایت مشکل ہوجاتا
ہے اور اس قسم کے حکایت بکثرت کتب تاریخ مین موجود ہین اور
غور کرنیسے خود واضح ہوسکتے ہین — اور پہر لازم کو جیسے کچھہ بہی
رموز مملکت مین مداخلت ہو اسرار شاہی کے چہپانے مین اہتمام کرنا
چاہیے اور حزم و احتیاط کو عمل مین لانا چاہیے بلکہ جو امور ظاہری
ہون اور بالاعلان واقع ہوئے ہون اونہین بہی حتی المقدور
بیان نکرے تاکہ اس عادت سے پہر اسرار کے بیان پر خود ہی جرأت
نہوگی اور آقا کو بہی اس امر کا خیال رکہنا چاہیے کہ اظہار اسرار مین

حتی المقدور چشم پوشی کرے تا وہ خود پشیمان ہو کر متنبہ ہو جاوے اور
باز رہے والا اوس سے راز کو کبھی ظاہر نفرماوے اسلیے کہ ممکن ہے
کہ کسینے از روے تفرس و قیاس اخذ کرلیا ہو اور کسی تقریر سے
مستنبط کیا ہو تو یہ الزام دینا اوس شخص اسرار دان پر عبث
ہوگا بقول شخصے دیوار ہم گوش دارد جیسا مشورہ کے مقام پر
عرض کیا گیا۔ وجہ افشاے راز کی اکثر یہ ہوا کرتی ہے کہ انتظام
عالم ایک دوسرے پر موقوف ہے اور ہر شخص امر تازہ کی سماعت کا
مشتاق رہتا ہے ادہر ذراسی سن گن کسیکی کان مین پہونچی اوسنے
مناسبات کو ملاکر اور حاشیے چڑہاکر دوسرے سے بیان کیا اوسنے
تیسرے سے رفتہ رفتہ زبان زد عام و خاص ہو گئی۔ چونکہ مناسبات
صحیح تہے وہ وہ حاشیے بہی صحیح ٹہرے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ
ضرور کسی رازدار نے بیان کیا ہے۔ اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ بادشاہون
کو ایک قسم کی خاص ہمت ہوتی ہے خود دوسرے کسی شخص مین
نہین پائی جاسکتی یعنے اونکو ایک خاص مادۂ خدمت لینے کا
اور عام مخلوقات کو اپنا مطیع و فرمانبردار کرنیکا ہوتا ہے کہ وہ
اوسی طریقہ کو ضروری جانتے ہین اور فی الحقیقت کسیقدر نظم
و نسق کیواسطے لازم بہی ہے خواہ بنا بر نظام محبت ہو خواہ بالتزام

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

عدالت خواہ بمعاوضہ حقوق مالی خواہ بمبادلہ رعایات شاہی مگر
سبب اسکا کبھی تو ضرورت اصلی ہوتی ہے اور کبھی خوشامد چاپلوس
لوگون کی جب کثرت سے تعریفین کیجائینگی اور اظہار اوصاف
حد مبالغہ سے بڑہکر غلط و دروغ ہوجائیگا تو سننے والیکو ضرور
ایک قسم کا خیال پیدا ہوجائیگا اور اپنی اصابت راے و سلامت
ذہن کو مسلم جانیگا خواہ وہ منجر حصول کرامت کی طرف ہو
خواہ سنگبار پیدا کرے - مگر جبکہ مادہ اس خاص ہمت کا ضرورت
عقلی ہو خواہ بالذات مقتضی اظہار اقتدار و اجبار ہو جیسے
اقامت حدود مردم یا دفع اشرار ناس - خواہ اس وجہ سے
کہ سلاطین متقدم نے رعایا کو جبر و قہر کا عادی کر رکھا تا رحم
دلی اور عدالت سے کام نہین نکلتا - بلکہ منجر بد نظمی و سست کاری
کی طرف ہوجاتا ہے خواہ اسوجہ سے کہ ایک وقت مین عقلاً
ضرورت مزید اہتمام و سخت گیری کی تہی اور وہ عادت طبیعت
مین پیدا ہوگئی یا اور کسی وجہ سے بہر صورت ایسی ایک قوت
سلاطین مین ہوتی ہے اور اوسیکے سبب سے وہ طلب حدت
مین تاکید فرماتے ہین اور استعجال کرتے ہین تو ملازمین شاہی
کو بہی رعایت اس امر کی ضرور ہے خود بہی ملحوظ رکہین اور علم

رعایا کو بھی عادی رکھنا چاہیے تاکہ وسیلہ تعمیل اوامر کا ہو اور
اجرائے احکام بہ تعجیل تمام ظہور مین آئے - اور یہ بھی لازم
ہے کہ ملازم اپنے آقا کی نسبت کسی جرم کو یا سوء تدبیر کو ظاہر
نکرے اور کوئی الزام کسیطرح کا ہو اپنے آقا پر نہ لگائے ہرچند
اوسنے بمقتضائے شفقت و قدردانی گستاخ بھی کر رکھا ہو
بلکہ اگر کوئی امر قبیح ظاہر بھی ہو تو اوسے فاش نکرے بلکہ اگر
بھولیسے زبان پر آبھی گیا ہو تو اوسکا اظہار و اقبال نکرے
اسلئے کہ زمان اقرار سے تا زمان اخبار بڑا تفاوت ہو جاتا ہے
اگر کوئی ایسا امر خادم و مخدوم کے درمیان واقع ہو کہ جسکا
الزام خادم و آقا دونون پر عائد ہوتا ہو تو اوسوقت ایسا حیلہ
کرے جس سے خود بھی بری ہو جائے اور آقا کی نسبت بھی الزام
عائد نہونے پائے اور عقلا کے نزدیک بھی معذور سمجھا جائے -
اور جو چیزین آقا کو مرغوب ہون اونکا خیال رکھے اور اونکے
بہم پہونچانیمین سعی کرے اور جو مکروہ طبع ہون اونسے احتیاط
کرے اور حتی المقدور باز رہے بلکہ اگر کوئی امر بالذات اسی
مرغوب ہو اور وہی آقا کو بھی مرغوب ہو تو خود اپنے نفس کو
اوس سے باز رکھے اور آقا کی خدمت کیواسطے حاضر رکھے بلکہ

بلکہ ہمیشہ اس اصل کو اپنے ذہن نشین رکھے کہ اطاعت وخدمتگذاری
بغیر ترک حظ نفس ہو ہی نہین سکتی اور فرمان برداری مین
آزادی باقی ہی نہین رہتی یہ ایسا کلیہ ہے جو دین اور دنیا دونون
مین مفید ہے یہی معنی ہین تعبد کے اور یہی مطلب ہے پابندی
کا جیسا اشارۃً کئی مقام پر گزارش ہو چکا - بلکہ یہانتک اس
کلیہ کو قایم رکھنا چاہیے کہ اگر حق صریح اسکا رضاے آقائی
مین عندالضرورت صرف ہو جاے تو بھی دریغ نکرے اسواسطے
کہ اوّل مرتبہ مین اگر اپنے حق کا پورا کرنا چاہیگا تو خلل سے خالی
نہو گا بلکہ ایک قسم خود غرضی ظاہر ہو گی اور اگر ترک کرے گا تو
بہت بڑی جگہ آقا کے دلمین پیدا ہو گی جس سے آیندہ کیواسطے
صدہا اقسام کے منافع اور ترقیون کی امید ہے - اسیوجہ سے
دست سوال آقا کے سامنے بغیر ضرورت دراز کرنا اور حاجات
ذاتی کا بیان کرنا بھی ممنوع ہے بلکہ لطف کے ساتھ اور موقع محل
دیکھکر اشارۃً وکنایۃً اپنی اغراض کو عرض کرنا چاہیے تا طماعی
ظاہر نہو اور قناعت سے قدم باہر نہ بڑھے اسلیے کہ دنیا کا
ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب اسکی خواہش کا اظہار
ہوتا ہے تب یہ توجہ نہین کرتے اور جب بے پروائی کیجاتی ہے

تو خود بخود آتی ہے پس ہمیشہ پردہ استغنا مین طلب دنیا کرنی
چاہیے اور حرص خام مین اپنی آبرو کو نہ کھونا چاہیے اسلیے کہ
اگر روے احتیاج کسیطرف لے بھی گئے اور اوسنے نہ مانا تو ذلت
کی ذلت ہوئی اور کام کچھ بھی نہ نکلا اور اگر استغنا ظاہر کرتا رہا
تو کام بھی نکلا اور آبرو بھی رہی مگر اسکے واسطے سلیقہ شرط ہے
اسی باعث سے حکما فرماتے ہین کہ بادشاہون اور امیرون سے
اصل منفعت کو حاصل نکرنا چاہیے بلکہ اسباب حصول منفعت
کو طلب کرنا چاہیے جیسے عزت و اختیار کہ انسے خود دنیا کا
کام نکلتا ہے اور اظہار احتیاج کی ضرورت نہین ہوتی ہر چند
یہ ظاہر ہے کہ خدمت حصول منفعت کیواسطے اختیار کیجاتی
ہے مگر رؤسا و امرا کا یہ بھی خاصہ ہے کہ طالب نفع کو ناگوار کرتے
ہین اور حریص و طماع سمجھتے ہین اور جو اونکے نفع کی فکر کرتا ہے
اوس سے خوش ہوتے ہین اور عزیز جانتے ہین خود بذل و عطا
سے اوسکا تکفل کرتے ہین اور اوسکے اداے حقوق مین کمی نہین
کرتے بلکہ رؤسا رکی نگاہون مین اسطرح اپنے مالکو ظاہر کرنا چاہیے
کہ یہ گویا سب مال و اسباب جو کچھ اسکے پاس ہے وہ سب اونہین
کا ہے جسوقت چاہین لے لین تاکہ اونکے قلب مطمئن رہین اور

اور اسکے مال کو اپنا مال سمجھکر تلف وضایع پر نیت نکرین سبی مقتضا ہے
یہ کلیہ مشہور ہے اَلْمَمْنُوعُ مَحْرُوصٌ عَنْہُ وَالْمُبِیْنُ وَلْ مُمْلُوکٌ
عَنْہُ یعنے انسان کو جس چیز سے منع کرو اوسی پر حرص کرتا ہے
اور جو چیز دیدو اوسکو پسند کرتا اور جو کچھہ مال وجاہ حاصل کرے
اوسکو اپنی ذاتیات مین کمتر صرف کرے بلکہ ہمیشہ آقا ہی کے
اظہار زینت وتجمل مین خرچ کرے کہ اس صورت مین بہت بڑی
وقعت نگاہون مین پیدا ہوتی ہے اور بڑا اثر دلپر پڑتا ہے اور
فی الحقیقت مروت کا تقاضا بھی یہی ہے اور احسان کی جزا
بھی یہی ہے اور ایسی چیزون سے بھی احتیاط کرے جو مخصوص
امرا وسلاطین سے ہون اسواسطے کہ ایسی چیزونکا بہم پہنچانا
اوس چیز کی ضیاع کی فکر کرنا ہے اور اپنے نفس کو مرض ہلاک
مین ڈالنا ہے اور اگر آقا کوئی چھوٹی اور کم قدر چیز بھی عطا
کرے تو اوسکے قبول مین اوس چیز کی وقعت کا خیال نکرے
بلکہ اوسکے عطیہ کو تصور کرکے اظہار امتنان بہت کرے
اور جو کچھہ کم وبیش اپنے آقا سے حاصل ہو اوسی پر قناعت
کرے اور زیادہ اوس سے حرص نکرے اور دوسرے کیطرف
روئے التجا نلیجاوے کہ باعث بدنامی آقا کا ہے ۔ اگر آقا عتاب

کرے یا اظہار غیظ و غضب فرمائے تو ہرگز شکایت اوسکی نکرے
اور اپنی ہی خطا تصور کرے اسلیے کہ اکثر اوقات وہ رضامند تھا
اور ایک وقت میں ناراض ہو گیا تو کیا انصاف کا تقاضا یہی کہ اس
ایک وقت کی ناراضی کو ہر وقت کی رضامندی کے مقابل سمجھے
بلکہ ترجیح دی ہرگز یہ انصاف نہیں ہے مگر اسکا خیال رکھنا البتہ
ضابط و منصف کا کام ہے بلکہ ایسا مناسب عذر کرے جس سے
آقا کا عتاب زائل ہو جائے اور بحالت رضامندی بہم پہونچے
اور اگر کسی بادشاہ جور کا ملازم ہوا اوسکی مطاوعت سے گریز
نکر سکتا ہو تو اوسے یہ خیال کرنا چاہیے کہ وہ دوہری مصیبتوں میں
مبتلا ہے اگر بادشاہ کی مطاوعت کرتا ہے تو رعیت کے جبر
و ظلم کا شریک ہے تو دین و مروت و عقل و حکمت و انصاف
و عدالت سب تشریف لیے جاتے ہیں ـ اگر رعیت کی
خیر خواہی اور حفاظت میں سعی کرتا ہے تو بادشاہ سے بگڑتی
ہے اپنی آبرو و جان کا خوف ہے ایسے شخص کا علاج نہیں
ممکن ہے مگر دو صورتوں سے یا تو وہ قطع نظر کرے دنیا سے
اور ملازمت کو بحیل و تدابیر چھوڑ کر دروازہ بند کرے تجارت
و دیگر مناسب صنعت کو اختیار کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہیں

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

تو جہان تک ممکن ہو اپنی جان و آبرو کے ساتھ رعیت کی بھی خواہی

کرتا ہے تا اینکہ خداوند کریم اس رنج سے اوسکو پاک کرے ―

کتاب الادب بن مقنع مین لکھا ہے کہ اگر بادشاہ تجھکو اپنا بھائی

بنائے تو تو اوسکو اپنا خداوندجان اور اگر وہ تیری توقیر کرے تو تو اوسکی

تعظیم و اجلال مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نکر اگر کوئی جگہ حضور

بادشاہی مین ملے تو اوسیقدر تضرع و زاری و دعاگوئی کو ادا کرے مگر

دعا کے الفاظ بھی ایسے ہون جنسے بیگانگی اور بے تعلقی چاپلوسی محض

ثابت ہوتی ہو بلکہ امر واقع اور قدر امکان کے لگاؤ کو بھی لیے ہین

کہ اسمین وثوق یقین مدح اصلی کا ہوتا ہے اور بے انداز تعریف کو

بناتا سمجھتے ہین مگر اوسقدر کہ جو زبان زد او معمول بہ قرار پا چکا ہو

یا کسی فرقہ کیواسطے مخصوص ہو گیا ہو یا کسی عنوان کو لازم ہو جیسے

شعرا کی قصیدہ سرائی جسکے واسطے تخئیل اور اطرئی مدح حسن

ہے مگر اسمین بھی حدود ممدوح سے تجاوز نہ ہونے پائے مثلاً

وزیر کی مدح مین شاہانہ الفاظ یا شاہون کی مدح مین بزرگان دین کے

مخصوص الفاظ ― اور کبھی حضوری مین اس قسم کے الفاظ کا استعمال

نکرنا چاہیے جنسے بوے حق طلبی معلوم ہوتی ہو یا اپنے احسانات و

خدمتگذاری سابق کا اظہار ہو بلکہ ہمیشہ ویسی ہی خدمت کرکے اوس

سابق کی خدمت کو یاد دلانا چاہیے تاکہ اسوقت کی تازہ جانفشانی
وعرق ریزی کو دیکھکر سابق کی محنت یاد آجاے - اسیوجہ سے
حکماء متقدمین فرماتے ہین کہ دنیا مین کوئی کام وزارت سے دشوار
نہین ہے اسوجہ سے کہ اوس سے زیادہ قرب و واسطہ بہی بادشاہ
تک کسیکو حاصل نہین اور دشمن بہی اوسکے وہی لوگ زیادہ ہین
جو بادشاہ کی حضوری سے مستفید ہین ہر وقت اسی تاک مین ہین
جسطرح ہوسکے خلعت وزارت پہنے عنان انتظام ہاتہہ مین لیجیے لانکہ
یقین سمجہتے کہ یہی دن پہر انکو بہی درپیش ہین تخلیون مین صحبتون مین
آوازے کہینچتے ہین موقع پر فقرہ بندیان کرتے ہین - اسیوجہ سے
حکماء متقدمین نے وزارت کلی اختیار نہین کی حکیم ارسطاطالیس
استاد سکندر ہمیشہ معین و مددگار و مشیر رہے مگر خاصۃ عہدہ وزارت
کو قبول نہین کیا مگر اسمین بہی شبہ نہین کہ وزارت کا عہدہ ایسا
جلیل الشان ہے کہ جسے دوسرا واسطۂ خداوندی کہنا چاہیے
یعنے جسطرح بادشاہ رعایا و خدا کے درمیان مین ہے اوسیطرح بادشاہ
و رعایا کے درمیان مین وزیر ہے پس بعد سلطنت کے وزارت
سے اعلیٰ تر مرتبہ کوئی نہین جلسہ صنائع شریفہ مین مفصل
عرض کیا گیا ہے جاہل وزیر عاقل و خوش تدبیر کیواسطے زیادہ مفید

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اس امر مین استقامت رائے و احتیاط بے اندازہ ہمیشہ برابر [illegible]
رکھنا اپنے افعال و اقوال کا ظاہر و پوشیدہ اور بہت تحمل و بردباری
ہونا چاہیے تاکہ اگر کسیکو حسد و عداوت کی کیفیت اونکو معلوم
بھی ہو جائے تو اظہار غیظ و غضب نکرے تو اسطرح ظاہر کرے کہ
گویا اوسنے کچھ سنا ہی نہین اگر بادشاہ بھی کچھ استفسار کرے تو اپنی
اجنبیت ظاہر کرے تاکہ اوسکی مشابہت اور اونکا ظلم نظر بادشاہی
مین اچھی طرح ثابت ہو جائے — اور اگر اتفاقاً معارضہ و سوال
وجواب کی نوبت آئے تو ہرگز [illegible] تحمل [illegible]
کہ غصے کی حالت مین بھی تقریر صحیح [illegible] جسکا سبب
اسیوجہ سے یہ کلیہ قرار دیا ہے کہ غلبہ [illegible] مین ہمیشہ تعلیم بردباری
کو ہوتا ہے — پھر ان اصناف مختلف [illegible] آداب ملکی و وقت
شاہی مین رعایت صفت نفسانی انسان کی ہے ہر امر مکروہ پر اور صبر
رائے سلطانی کی مخالفت کی حالتمین اپنے باوجود مخالفت اپنی
رائے کے بادشاہ کی رائے سے موافقت کرنا اور اونکی مزاج کو
پہچان کر اور عنوان منشا خاطر کو دریافت کرکے اوسی کے موافق
انضباط قواعد کرنا — اسرار سلطنت کا مخفی رکھنا اگرچہ امر
سہل کیون نہو — کسی چیز مین استفسار نہ کرنا جسکی خود بادشاہ نے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

رئیس اطلاع نہ دے۔ ہمہ تن توجہ کرنا رضاجوئی مین۔ اقوال شاہی
کی تصدیق کرنا۔ آرا رجہان پناہی کی تزئین و آرائش کرنا
اور موافق صوابدید عقل کے اظہار کرنا سلاطین کی نکوئیونکا ظاہر
کرنا اور برائیونکا چھپانا۔ جن چیزونمیں بادشاہ کو رغبت ہو اونکو
آسان کرنا۔ جو ناگوار طبع ہون اونکو دور کرنا۔ اوسکی محنت کو
خود اوٹھا لینا۔ اپنے کام کو اونپر حوالہ نکرنا۔ ہر وقت اطاعت
مین مستعد رہنا۔ اپنی راحت سے خدمت کو مقدم رکھنا۔ خفگی
بادشاہ پہ آزردہ نہونا۔ سختی کو سختی نہ سمجھنا۔ معتوب شاہی سے
ناراض رہنا۔ مقربان درگاہ کو دوست بنائے رکھنا۔ یہانتک
احتیاط کرنا کہ معتوب شاہی کے ساتھ صحبت مین حاضر نہونا
بےموقع سفارش اوسکی نکرنا۔ اپنے پہلو کو بچائے رکھنا۔
جب بادشاہ خطاب کرے تو دل و گوش و جملہ اعضا و جوارح سے
سماعت کرے کسی دوسرے امر مین مشغول نہو کسی اور
طرف نگاہ نکرے صحبت بادشاہ مین دوسرے سے اشارہ
نکرے کوئی بات کا نمین چپکے سے نکہے۔ اسلیے کہ معلوم نہین
بادشاہ کو کیا بدگمانی پیدا ہو اسوجہ سے کہ سلاطین کو زیادہ تر
ایسے خیالات ہوجاتے ہین۔ اور اگر کسی سے سوال کرین تو

جلسہ ششم آئین مباسطت و حسن معاشرت

تم خود اوسکا جواب ندو پر اس سے سبکی اوسکا ہونیمین ظاہر ہوتی ہے
اور سائل و مسئول دونوں کی خفت کا باعث ہوتا ہے اگر سائل کہہ
بیٹھے کہ مین تمسے نہین پوچھتا تو ہوگا [illegible] ان جہکا لینے کے کیا جواب
ہوگا اگر کوئی جماعت سے پوچھے [illegible] اور تو اونمین سے ہو تو سر کے سبقت
جواب مین نکر [illegible] اگر [illegible] ہوگا اور تیرے قول کی تردید
پر آمادہ ہوجاتے [illegible] اسقدر [illegible] کہ وہ لوگ اپنی اپنی جواب
دینے سے [illegible] اور [illegible] دیکھے تو جواب دے - اور
اگر بادشاہ [illegible] عزیز رکھتا ہو تو بھی تو
[illegible] خاص [illegible] سے یا خدمتگذاران
[illegible] اخلاق [illegible] فہمائین سے شمار کرتے ہین
[illegible] شخص [illegible] خواہ وہ بادشاہ ہو خواہ فقیر ہو کسی شخص کے
ساتھ [illegible] میں ہوجاتا ہے اگرچہ وہ شخص کم مرتبہ ہو پس
اس [illegible] کو سمجھکر مرغوب بادشاہ کی تعظیم و توقیر کرنا چاہیے اور
[illegible] اوسے خوش رکھنا چاہیے - اس توجہ خاص کا سبب
اکثر مادہ روحانی ہوتا ہے خواہ کوئی قرابت سبب اسکا ہوجائے
یا کوئی خاص امر اسکا باعث ہو [illegible] توجہ روحانی کا معاملہ
[illegible] نہیں ہوسکتا اگر وہ [illegible] آزار ہوجائے گا تو عالی مرتبہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ہونا کچھ مفید نہو گا - اگر بادشاہ کوئی راے دے جو تیرے نزدیک خلاف مصلحت ہو تو تو اپنی راے کو ظاہر نکر اور اطاعت و مسکنت کے ساتھ قبول کرے اسلیے کہ بادشاہ حاکم ہے اور تو مطیع و فرمان بردار ہے پس اوسے حکم زیبا ہے اور تجکو اطاعت - پھر ابن مقنع فرماتے ہیں کہ جو شخص ان شرائط کا پابند نہو سکتا ہو اوسے ملازمت شاہی سے کنارہ کرنا چاہیے کہ نتیجہ زیادہ بدتر ہے اوس منفعت سے جو فوری حاصل ہو یہان تک ترجمہ تھا قول ابن مقنع کا اور اسی پر اس مطلب کا خاتمہ کیا جاتا ہے کہ قول ابن مقنع انشا اللہ مقنع ہو گا - واللہ اعلم بالصواب -

سوال - یہانتک تقریر پہونچی تھی کہ حکیم صاحب نے کسیقدر سکوت فرمایا بخیال طول صحبت برخواست کا ارادہ کیا بادشاہ نے کہا کہ ابھی تو کچھ ایسی رات بھی نہین آئی ہے نو بجنے مین کچھ دقیقے باقی ہین اگر مناسب ہو تو کیفیت معاشرت اصدقا و دیگر اصناف مخلوق کو بھی اسی ذیل مین بیان فرمادیجیے

جواب حکیم صاحب نے عرض کی ارشاد حضور کا بجا ہے سمع خراشی جہان پناہ کا مجھے خیال تھا ورنہ فقیر اسوقت ان مطالب کو تمام کرتا اب حضور اصرار فرماتے ہین تو فقیر بھی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

غرض کرنے پر [illegible] ہے ماہیت دوستی کی اور افضل ہونا
اوسکا عدالت سے پھر تقسیم اوسکی ارادی و طبیعی کیطرف پھر اسباب
محبت ارادی کے و تفصیل اوسکی جملہ اقسام کی اور اطلاقات
لفظی الفاظ محبت و مودت و صداقت و عشق کی سب فقیر
کل کے جلسے میں عرض کر چکا ہے [illegible] حضور کے ذہن مبارک میں
بھی ہوگا — اب دوست بہم پہونچانے کے طریقے اور شرائط و
صفات [illegible] اور [illegible] اور اسباب قائم
رکھنے دوستی کے اور طریقے [illegible] اور
جو امور اوسکے متعلق ہیں وہ [illegible] گذارش کرتا ہوں —
پس حضور پر [illegible] باہم ارتباط
کے ہیں اور انسان اسی [illegible] سے ممتاز ہوا ہے
اور یہی مادہ [illegible] اوسکی ترجیح کا [illegible] حیوان سے تو
اب سعادت انسانی بھی اسی میں ہوگی [illegible] اوسکی ترجیح
کا سبب ہے اپنے ابنائے جنس پر [illegible] زیادہ رکھتا ہو اور یہ بھی
ظاہر ہے کہ جس کی دوست زیادہ ہونگے [illegible] اپنے مایحتاج
کے حصول [illegible] ہوگا [illegible]
[illegible] سعادت کے کامل نہیں ہوسکتا [illegible] طرح کی

جلسۂ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

معاونت کی احتیاج ہے پس انسان کامل وہی ہے جسکی معاون
بہت ہون پس جو شخص درپے تحصیل کمال ہے وہ لابد دوستون
کے بڑہانے کی فکر مین رہیگا جو جو اچہائیان اسکے پاس ہین وہ ان
تک پہونچائیگا اور جو جو امور اونکے بہتر ہین وہ اوسکی طرف
منجر ہونگے تاکہ جن اچہائیون کو تنہا حاصل نہین کر سکتا مل
جلکر حاصل کرے اپنی عمر عزیز کو لذائذ کامل وتمتعات وافر
مین بسر کرے مگر میری مراد لذائذ سے یہ لذائذ فانی نہین
ہین جو قوائے شہوانی وخواہشہائے بہیمی سے متعلق ہین بلکہ
مقصود ان لذتون سے تمتعات حقیقی والتذاذ الٰہی ہے
جسکی تفصیل فقیر نے محبت کی ذیل مین عرض کی ہے۔ ہرچند
یہ محبت ایسی چیز ہے جو دو قسم کی لذت کو پورا کرتی ہے
یعنے اگر محبت بخواہش لذت فانی ہے تو بھی اگر بخواہش
لذت باقی ہے تو بھی ہان اتنا فرق ہے کہ فانی کی محبت
بھی فانی اور باقی کی محبت بھی باقی۔ مگر ایسی محبتین جو حقیقی
ہون اور مادہ اونکا خیر واقع ہوا ہو بہت ہی کمیاب ہین اور
حیوانی محبتین بہت کثرت سے کیونکر نہو کہ اچھی چیزین
دنیا مین بہت کم ہوا کرتی ہین اسلئے کہ عزت وخوبی کیو اسطے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

قلت لازم ہے اگر کثرت سے ہو تو عزت بھی اوسکی اوتنی
ہنو مگر ان دونو اچھی بری محبتون کا ساتھ ہے یعنے بغیر اسکے
کہ ایسی قسم کی محبت بھی بہم پہونچائی جاے چارہ نہین ہوتا
ہان اسقدر البتہ ضرور ہے کہ تمیز رکھتا ہو اور ہر ایک کی
قدر و منزلت کا فرق جانتا ہو یعنے اصل محبت حقیقی کو جانے
اور رفع ضرورت کے لیے محبت حیوانی کو بھی پیدا کرے اسکی
مثال حکماے اخلاق اسطرح سے دیتے ہین کہ جیسے کھانے مین مصالح
کی ضرورت ہوتی ہے ہر چند غذائیت مین اوسکو کوئی دخل
نہین مگر بغیر اوسکے درستی اوسکی بھی ممکن نہین پس یہ بھی شریک
ہو کر فائدہ غذا دیتے ہین اسیطرح محبت خیر سے تنہا فائدہ حاصل
نہین ہو سکتا جبتک بقدر ضرورت محبت حیوانی بھی حاصل
نکیجائے ۔ مگر اوسیقدر جیسے کھچڑی مین نمک اسی وجہ سے حکما
تحریر فرماتے ہین کہ جسطرح انسان کو محبت حقیقی ایک لازمی
شے ہے اسیطرح محبت ظاہری اور حسن معاشرت اور ملاقات
رسمی بھی ضرور ہے کہ اکثر اوقات یہ ظاہری محبت منجر باصلیت
ہو جاتی ہے پس جسطرح شراطہ صداقت کو از روے حقیقت استعمال
کرنا ضرور ہے اوسیطرح اکثر بغیر استحقاق بھی استعمال کرنا چاہیے

اسلیے کہ اظہار محبت صادق سے ممکن ہے کہ محبت بھی صادق
ہوجاوے جیسا مہذب اشخاص کا دستور ہے کہ آشنایان رسمی سے
بھی وہ ویسے ہی اخلاق کرتے ہین جنسے محبت صادق کا گمان
بلکہ یقین ہوجاتا ہے اور پھر یہ اونکا حسن اخلاق مجازی کو حقیقی
کردیتا ہے۔ حکیم ارسطاطالیس کہتے ہین کہ انسان کو محبت سے
چارہ ہی نہین خواہ غنی ہو خواہ فقیر اسوجہ سے کہ تونگر اور صاحب
ملک و مال جسقدر مستغنی ہے اوسیقدر لوازم اور ضروریات زیادہ
ہین اور اوتنی ہی احتیاج بھی اوسکی آدمیونکیطرف زیادہ ہے
یعنے اگر فقیر کا کام ایک آدمی سے نکلجاتا ہے تو صاحبان ملک
و مال کو ہزار آدمی کی ضرورت ہے بقول شاعر ۔ آنان کہ
غنی تراند محتاج تراند + تو اوسکو ہزار آدمیون سے محبت
بہم پہونچانا اور رفع احتیاج کرنا ضرور ہوگا مثلاً بادشاہ ایک
ملک وسیع پر قابض و متصرف ہے اور خلق خدا اوسکے
زیر فرمان ہے تو اتنے بڑے ملک کا انتظام تن تنہا کیونکر کرسکیگا
ضرور ہے کہ فوج بھی کثرت سے ہو منشیان و دفتر اہل قلم اہل
خدمت منتظمان مملکت بہت سے جمع ہون تاکہ اون سبکے
اعانت و امداد سے اتنے بڑے ملک کا انتظام کرسکے یہ اونکی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

خدمت تکفل معیشت وغیرہ سے کرے اور وہ اسکی بوجھ کو بیانین
اور اوسکا کام توجہ خاطر سے کرین - پھر کہتے ہین کہ یہ مادہ انسان مین
از روئے فطرت کے خلق کیا گیا ہے یہی مادہ ہے جو بہت
سی جماعت کو ایک دوسرے سے وابستہ کردیتا ہے اگر ایسا
نہو تو بہت سے معاملات دنیا کے درہم و برہم ہوجائین -
دیکھیے اک دونے سے مثال یہ ہے کہ اگر دو لڑکے ایک جانہون
تو کھیل نہین سکتے یا چند لوگ باہم نہون تو سیر و شکار سے
لطف نہین اوٹھاتے اسیطرح سلاطین اگر بہت سی فوج جمع
نکرین تو مملکت پر قبض و تصرف حاصل نہین کرسکتے - حکیم
انستقراطیس کہتے ہین کہ مجھے بڑا تعجب آتا ہے اون لوگون پر
جو اپنی اولاد کو تاریخ سلاطین و اخبار ملوک و وقایع شاہان گذشتہ
تعلیم کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان لوگون کے حالات مین زیادہ
تر لطف لڑائی بھڑائی جنگ وجدال کینہ و عداوت انتقام وغیرہ
کا ہے ان حالات کے سننے سے ضرور ہے کہ پڑھنے والے کے
دلمین بھی ویسے ہی آثار پیدا ہون - کیون ایسی حکایتین اور
تاریخین نہین پڑھاتے جنسے مادہ الفت کو جوش ہو جیسے
اکثر حکایات کتاب الفرج بعد الشدہ وغیر ذلک کہ جسکی بنیاد

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

خدمت تکفل معیشت وغیرہ سے کرے اور وہ اسکی بوجھ کو بٹاتا
اور اوسکا کام توجہ خاطر سے کرین - پھر کہتے ہین کہ یہ مادہ انسان مین
از روئے فطرت کے خلق کیا گیا ہے یہی مادہ ہے جو بہت
سی جماعت کو ایک دوسرے سے وابستہ کردیتا ہے اگر ایسا
نہو تو بہت سے معاملات دنیا کے درہم وبرہم ہوجائین -
دیکھی اک دینے سے مثال یہ ہے کہ اگر دو لڑکے ایک جا نہون
تو کھیل نہین سکتے یا چند لوگ باہم نہون تو سیر وشکار سے
لطف نہین اوٹھاتے اسیطرح سلاطین اگر بہت سی فوج جمع
نکرین تو مملکت پر قبض وتصرف حاصل نہین کرسکتے - حکیم
انشفراطیس کہتے ہین کہ مجھے بڑا تعجب آتا ہے اون لوگون سے
جو اپنی اولاد کو تاریخ سلاطین واخبار ملوک ووقائع شاہان گذشتہ
تعلیم کرتے ہین اسوجہ سے کہ ان لوگون کے حالات مین زیادہ
تر لطف لڑائی بھڑائی جنگ وجدال کینہ وعداوت انتقام وغیرہ
کا ہے ان حالات کے سننے سے ضرور ہے کہ پڑھنے والے کے
دلمین بھی ویسے ہی آثار پیدا ہون - کیون ایسی حکایتین اور
تاریخین نہین پڑھاتے جنسے مادہ الفت کو جوش ہو جیسے
اکثر حکایات کتاب الفرج بعد الشدہ وغیرہ کہ جسکی بنیاد

اکثر ایسی ہی اصول اخلاقی پر ہے - پھر کہتے ہین کہ محبت ایک
ایسی چیز ہے کہ معیشت بے اوسکے ممکن نہین ہے بلکہ انسانکی
زندگی بے محبت کے نہین ہوسکتی اگر تمام دنیا کے سب عمدہ
چیزین اور تمام مال ومتاع ایک شخص کو دیدیا جاے اور وہ
محبت کی صفت نرکھتا ہو تو یہ سب وبال جان ہوگا اور پہر
اپنی زندگی سے پورا کرنیمین دوست کا محتاج رہیگا اگر کوئی شخص
دوستی کے مرتبہ کو کم حقیقت سمجھے تو فی الحقیقت دوستی کا مرتبہ
کم نہین ہوجاتا اوس شخص کا مرتبہ البتہ عاقلون کی نگاہ مین
کم ہوجائیگا اگر کوئی یہ خیال کرے کہ دوستی ایک بہت آسان
چیز ہے بہت جلد حاصل ہوسکتی ہے اوسکا خیال خام ہے
ایسے دوست جو کسوٹی پر کسے ہوے ہون زر کامل عیار کی جا
رکہتے ہون امتحانون مین پورے نکلے ہون شرائط محبت کو کامل
کرتے ہون نہایت کم ہین - پہر تحریر فرماتے ہین کہ قدر محبت
ومودت کی عاقل کی نگاہ مین تمام روے زمین کے خزانون سے
اور ہفت اقلیم کی مملکت سے اور جتنی دنیا مین نفیس نفیس چیزین
خلق ہوئی ہین اور جس جس سے منفعت کامل حاصل ہوسکتی
ہے اون سب سے اسوجہ سے بہتر ہے کہ مصیبت کے وقت مین

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

یہ کوئی چیز کام نہین آتی پہر دوست ہے ایسا ہے جو اوسکی وقت
تنگی مین مدد کرتا ہے اور اپنی دوست کی مہم مین جان و دل سے
کوشش کرتا ہے خواہ وہ منفعت فوری ہو خواہ تاخیر سے
اوسکا ظہور ہونیوالا ہو خوشحال وس شخص کا جو اس نعمت عظمی
یعنی دوست کیرے سے مستفیض ہو ہرچند وہ نفایس دنیا مین
کسی چیز کا مالک نہو اور اوسکا کیا کہنا ہے جو ان امور کے ساتھ
ایسی نعمت کو بھی حاصل رکھتا ہو اسواسطے کہ جو شخص ایک ایسی
مملکت کا انتظام کرنا چاہے جو آنکھون سے اوجہل صدہا
منزلون کے فاصلے پر ہو اور ان لوگون کا حال دریافت کرے
جو نہایت دور و دراز مقامات پر ہون اور یہان بیٹھے بیٹھے ہر شخص
کی جزئیات و کلیات کی نگرانی کرنا چاہے وہ ان دو آنکھون
اور ایک دل اور ایک زبان سے کیا کر سکیگا ایسے شخص کو ضرور
ہے کہ بہت سے کانون اور بہت سی آنکھون بہت سے دلون کا
مالک ہو کہ وہ سب ملکر ایک ذات ہو جائین اور جو اوسکے دل
و زبان پر آئے وہ اطراف بلاد بعیدہ مین پہونچے اور جو وہ
دیکھین سنین وہ اس تک پہونچے بے زحمت اسکو تمام مملکت
کے حالات مخفی پر اطلاع ہو اور غایب کو بطور حاضر کے مشاہدہ

کرے یہ بات کسیطرح حاصل نہین ہوسکتی مگر محبت اور دوستی کے ساتھ
اور یہ انتظام کبھی حاصل نہین ہوسکتا مگر رفیق شفیق کے ہاتھون سے
یہانتک حاصل ترجمہ تہا حکیم الشقراطیس کا جب فضیلت محبت
وضرورت احباب معلوم ہوچکی تو اب بیان کرنا ایسے اسباب کا
ضرور ہوا جنسے دوستی حاصل کیجاسکتے ہے اور محبت قایم رہ سکتی ہے
اور دوستونکے اچھے برے ہونیکی شناخت ہوسکتی ہے تاکہ طالب
محبت کو دہوکہا نہو اور بعد حصول محبت کے دوستی بیجل پر افسوس
نکرنا پڑے جیساکہ کسی چرواہے کی حکایت مشہور ہے کہ وہ
ایک دنبہ کی تلاش مین بازار کو گیا چاہتا تہا کہ کوئی فربہ اور تنو مند
دنبہ خرید کیجیے ایک شخص کے پاس ایک دنبہ بہت فربہ دکہائی
دیا موٹا سمجہکر خرید کر لیا جب مکان پر آیا اور ذبح کیا معلوم
ہوا کہ گوشت نہ تہا ورم تہا اس منفعت کی امید پر نقصان دیکہنا
پڑا جیساکہ اس عرب کی حکایت کو شاعر نے بہانے نظم کیا ہے
اُعِیذُهَا نَظَرَاتٍ مِنْكَ صَادِقَةً + اَن تَحْسَبَ
الشَّحْمَ فِيمَن شَحْمُهُ وَرَمُ یعنے الفربہ خواہ مخواہ مرد آدمی
نہ سمجہے فربہی اور ورم مین تمیز کرے اسلیے کہ آدمیون مین
بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ فی الحقیقت تو وہ صاحب

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

فضائل نہین ہین مگر دیکھنے مین آدمی معقول اور بہت مہذب
معلوم ہوتے ہین اسوجہ سے کہ خود نمائی اور اظہار فضیلت
مین وہ کامل ہین جیسا جلد اوّل جلسۂ سوم تشابہ فضائل مین
مفصل عرض کیا گیا بہت سے بخیل روپیہ پیسا دیتے ہین
اس تمنا مین کہ سخی مشہور ہون بہت سے معرکہ آرائیان اور
خانہ جنگیان کرتے ہین تاکہ بہادر کہلائین حالانکہ نہ وہ خرچ
کرنیسے سخی ہوگئے نہ یہ عقلا کے نزدیک بہادرون مین شمار ہوئے
وہ مسرف ہوئے یہ مہلک کہلائے بلکہ اس صفت مین جانورونکو
آدمیون سے زیادہ ترجیح ہے کہ وہ صفات موجودہ سے
زائد اظہار نہین کرتے یہ اور بات ہے کہ کوئی شخص ذنکو اس
عنوان کی تعلیم کرے پھر ہمیشہ النساکو تمیز اصلیت اور صنعت
بہت ضرور ہے یہ نہو کہ بعض جانورونکیطرح جو ہری ہری
گھاس دیکھین کھالین خواہ وہ نفع کرے یا نقصان یا کسی
چیز کو شیرین سمجھکر نوش فرمائین اور آخر کو تلخ ہوجائے ایسی
صورتمین فائدہ کے عیوض سخت نقصان ہوجاتا ہے اور پھر کچھہ
چارہ نہین بن پڑتا ہے پس جب کیفیت دوستونکی بہم پہونچانیکی
بیان کردیجائیگی اور فرق اچھی طرحسے ظاہر کردیا جائے گا انشاءاللہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ان اصول کو ملحوظ خاطر رکھے کبھی دھوکھا نکھاوے گا اور کبھی کیسا ہی
کوئی مکر و فریب مین لاکر خود نمائی کرے یہ اوسے باور نکرے گا
کتنا ہی کوئی شخص چاہے کہ دانہ ڈالکر دام مین پھنسائے یہ نہین
پھنسنے کا ایسے اشخاص سے دور دور بھاگتا رہے گا اور پناہ بخدا
کرتا رہیگا طریقہ دوست صادق بہم پہونچانے کا اس سے بہتر نہین
ہے جو حکیم انشقراطیس نے بیان کیا ہے اس مقام پر فقیر اونہین
کے اقوال کا ترجمہ کرتا ہے کہتے ہین کہ جب کوئی شخص چاہے کہ
صدیق صادق اور رفیق شفیق پیدا کرے تو پہلے اوسے یہ ضرور
ہے کہ اوس شخص کے حالات تفحص کرے کہ آیا بچپن سے اپنے
ماں باپ سے یہ کیسا سلوک کرتا تھا اور اپنے اعزا و اقارب خورد
و بزرگ کے ساتھ اسکا کیا طریقہ تھا اگر معلوم ہو کہ بعنوان شائستہ
یہ اونکے ساتھ بسر کرتا تھا اور بخلق و محبت اونسے پیش آتا تھا
تو اوسے قابل صحبت کے سمجھے ورنہ پرہیز کرے اسلیے کہ مثل مشہور ہے
جو اپنے ماں باپ کا نہوا وہ کسی کا نہو گا بقول شاعر ع بیٹا وہی
سعید جو کام آئے باپ کے * اسلیے کہ جو عقوق مین مبتلا ہے
وہ عقوق کو کب خیال کرتا ہے اوسکے بعد اس امر کو دریافت
کرنا چاہیے کہ اوسکا سلوک اپنے دوستوں کے ساتھ کیسا تھا اگر

اونکے خدمت گذار ہیں کسیطرح کا قصور نہیں کرتا تھا اور اونکی وفا
روانی میں ہر طرح کے ارادہ و مستعد تھا تو شکر ادا کرے وہ قابل دوستی کے
ہے دانا ہمیں اوس سے کیا امید ہوگی پھر چند روز بطریق آزمائش
نشست و برخاست و صحبت کرنی چاہیے مختلف اوقات میں اوسکے
خلوص محبت کو دیکھنا چاہیے حالات مختلف نیک و بد کو بیان
کرکے اوسکا امتحان لینا چاہیے کہ آیا احسان کو کس مقدار پر سمجھتا
ہے اور محبت کی قیمت اوسکی نگاہ میں کتنی ہے کچھ ضرور
نہیں ہے کہ احسان کا معاوضہ اوسی احسان کے ساتھ کیا
بلکہ اگر زبان و دل سے بھی وہ احسان مند ہے اور شکر گذاری
ادا کرتا ہے تو بھی وہ محبت کے قابل ہے اسلیے کہ اکثر اوقات
انسان معاوضہ احسان سے عاجز ہوتا ہے اور شکر نعمت جیسا
چاہیے ادا نہیں کرسکتا ہے مگر جو قلب صافی رکھتا ہے تو
ویسا ہی ضرور اثر احسان کا ہوگا اور دل کی بات ضرور زبان پر
آجائیگی پس کسی وقت امتحان ہی ظاہر کریگا زبانی شکر گذاری
اگر کوئی اوسکے محسن کی برائی بیان کریگا تو ضرور ناگوار
اگر موقع محل دیکھیگا جواب دیگا ورنہ چشم و ابرو سے ناگواری
ظاہر ہو جائیگی اور کفران نعمت کرنیوالا ہرگز ان اوصاف سے

متصف نہوگا محسن کی کوئی قدر دوستی اوسکے دل مین نہوگی حقوق
صحبت کو بیوقعت سمجھتا ہوگا اگر کوئی احسان بھی اوسکے ساتھ
کریگا تو وہ اوسپر استحقاق اپنا قایم کرکے بیوجہ باطل کریگا
اگر کوئی کچھہ سلوک زر و مال سے کریگا تو اوسکو اپنے باپ دادا کا
قرض سمجھکر ناچیز و حقیر جانیگا ۔ پھر تحریر کرتے ہین کہ دنیا
مین کوئی آفت کفران نعمت سے بڑھکر نہین ہے کوئی عذاب
ناقدری احسان سے زیادہ نہین ہے کوئی شقاوت محسن کے
ایسی بدتر نہین ہے بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو لفظ کفر کفران
سے مشتق ہے اسیطرح کوئی سعادت شکر سے بڑھکر نہین ہے
اور کوئی نکوئی احسان سے زیادہ نہین ہے تا اینکہ حضرت حق
سبحانہ و تعالے بھی باوجودیکہ محتاج شکر نہین ہے مگر شکر کرنیوالے کو
دوست رکھتا ہے اونہین کو نعمت بھی زیادہ دیتا ہے اور
نا شکر کرنیوالے پر عذاب نازل کرتا ہے خود فرماتا ہے وَلَئِن
شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ
یعنے اگر تم شکر ادا کروگے تو ہم نعمت بہت زیادہ کرینگے اگر
کفران نعمت کروگے تو ہمارا عذاب بھی بہت سخت ہے پس
دوستی کیواسطے سب سے زیادہ اسی امر کا دریافت کرنا ضروری ہے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ احسان کرنا عبث ہو جاتا ہے اور دوستی کا کوئی نتیجہ بہتر نہین
پیدا ہوتا ہے پس منحصر اس امر کی تحقیق کرنا چاہیے کہ محبت اس
شخص کی لذات اور شہوات کیطرف لیے ہی ہے اگر لذت اپنے
او مطیع شہوت ہے تو [illegible] اوسکا محبت [illegible]
کریگا غیر کیواسطے اپنے نفس کی خواہشون کو [illegible] کریگا جبکہ
کی قدر اوسکی نگاہ ہو نہین بلکہ لذت سے زیادہ نہ ہوگی بلکہ زر و
مال کی محبت اوسکے دلمین زیادہ ہوگی رجوع کرنے کی فکر مین
اپنی عمر عزیز کو صرف کریگا یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ ایسے دوست ہوتے
ہین کہ بالکلیہ بکیر شرائط محبت ولوازم صداقت [illegible] و تعزیت [illegible]
کو ادا کرتے رہتے ہین اور دوست کی حاجت روائی مین کوئی
دقیقہ فرو گذاشت نہین کرتے مگر جسوقت کوئی معاملہ روپیے پیسے
کا درمیان مین آجاتا ہے ساری وفاداری اور صداقت شعاری
اونکی جاتی رہتی ہے اتنی بڑے امر عظیم کو ان دو ٹھیکریون کے
مقابل مین کھو دیتے ہین صدہا برس کی محبت کو دفعۃً [illegible]
مین ملا دیتے ہین اسیوجہ سے روپیہ کو مقراض المحبت کہتے ہین
ایسے ہی لوگون سے تشبیہ دیتے ہین کتون کی ایک [illegible]
سوتے اوسپر حملہ کرتے ہین آپسمین لڑے مرتے ہین [illegible]

[illegible] ملجائے تو بھی اوسکا کچھ بھلا ہو۔ انہین معنون مین یہ حدیث
ہے الدنیا جیفة وطالبها کلاب اسیطرح دو بلیون کے
[illegible] چھیچھڑا ہے شور وغل ہے گالی گلوچ کی نوبت ہے یہ
[illegible] آزردہ اونکے نقصان کے طلبگار ایک ہنگامہ محشر ہے
[illegible] بھی اتفاق نہین لٹھ بھی اوٹھتے ہین تلوارین بھی کھنچتی ہین
بندوقین بھی تیار ہو رہی ہین پلیتے سلگ رہے ہین بجلیان اوڑ
رہی ہین اگر پوچھیے اجی حضرت آج یہ کیسی چڑھائی ہے کس سے
مقابلہ پیش ہے جواب کیا معقول جی ہمارے بھائی صاحب نے
آج ہمارے مملوکہ و مقبوضہ اسامی سے دو روپیہ حقیت کے وصول
کرلیے اوسکو اپنی رعیت بنانا چاہتے ہین یا اسقدر بھوسہ پیال
اوسکے گھر سے لیگئے ارے میان تم ہی سہی جو اونکے گھر کی دھنیان کھود کر
چولہے مین نہ جلائی ہون اونکی دیوارین کھود کر زمین پر نگرائی ہون
تب تو مین شریف ہون جب اسکا منہ اٹھیا دون اگر وہ بیچارا
مصیبت کا مارا سائل بتقضائے اصلاح ذات البین بول
اوٹھا کہ اجی حضرت جانے دیجیے کوئی اپنے بھائیون سے ایسی
خفگی کرتا ہے اگر آپکی رعیت سے دو پیسے پر حقیت کے اونکو
دینے لیے یا تھوڑا سا بھوسا لیگئے تو کیا اتنی ہی بات مین قبضہ

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اونکا ثابت ہوگیا آپ بھی اونکی حیثیت سے ایسا ہی کر لیجیے گا تو
اوس بیچارے کی جان کو مصیبت ہوگئی فرمانے لگے اجی میاں صاحب
آپ کیا جانیے یہ زمیندارانہ معاملات ہیں ایک ایک کوڑی پر
جان دیتے ہیں ایک ایک چپے پر ہزاروں کا کشت خون ہو جاتا
ہے [illegible] شرح ملا کا سبق نہیں ہے جو ملا صاحب نے سمجھا دیا سمجھ لیا
[illegible] کہتے ہیں جب تک سو پاپی نہ جانتا ہو سپاہی نہیں
[illegible] ملتا ہے کہ [illegible] یہاں اپنی بات ہیٹی کریں تو ہم
[illegible] کر آئیں — اور اس انگریزی زمانہ میں تو نتیجہ اسکا
[illegible] میں [illegible] اور [illegible] میں بڑی [illegible]
[illegible] حکایت ایک روز ایک
[illegible] کے لوگ کہیں سے
[illegible] انکی بھی بات [illegible]
[illegible] ایک کہ بابا تھمیں ایک زمیندار
[illegible] صورت سے اونکو شریف جانکر قریب بلایا
[illegible] احوال پوچھا معلوم ہوا کہ یہ اوس قصبے کے رئیس ہیں دو
[illegible] کے زمیندار تھے باقی ایک دروازے پر بھی دو سو
[illegible] لوگ تھے آپس میں واندہ بندی تھی سرحد پر نزاع بھی ہوگئی تھی

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

لڑائی ہوا کرتی تھی خون ریزی کی نوبت آتی تھی بہتیرے تباہ و برباد
ہو گئے علاقہ رہن و بیع ہو گیا رہا سہا جو کچھ تھا بند و بست
عدالت کے خرچے میں آ گیا اب ایک آمدنی کچہری رہا ہوا ہے
میں ہے یہ چندان اوسکے پیرون میں باندھ دینگے اس کہر
سے گھاس چھیلیں گے اور اس گھوڑی پر لاد کر فروخت کرینگے
جب رات کا کھانا چلیگا ۔ یہ سنکر میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے
دل کانپنے لگا اونکی حالت پر افسوس کرتا تھا اور کچھ کچھ
تاسف سے اونکو نصیحت کرتا تھا اوسی حسرت میں
زبان سے یہ فقرہ نکلا کہ چلیے میں آپکو کسی ریاست میں نوکر
رکھوا دوں کچھ تو آپکی بسر اوقات کی صورت ہو جانے لگے
ہمکو تو کوئی کام نہیں آتا نہ لکھے نہ پڑھے نہ کبھی نوکری کی
ہم کسی کی نوکری کیا کریں ــــ زمانہ کے ہاتھ سے تنگ ہیں
زیست ناگوار ہے مرنا اچھا معلوم ہوتا ہے یہ سنکر مجھے اور بھی حیرت
ہوئی کہ اس بداخلاقی نے ایسے شریف کو اس حالت پر
پہونچایا مسند حکومت سے اوتار کر خاک ذلت پر بٹھایا
اسپر بھی وہ جہالت نہیں گئی رسی جل گئی مگر بل اوسکا نہ گیا
ہے پناہ بخدا پناہ بخدا ایک اس حکایت پر کیا منحصر ہے ہزاروں

شہرون کی یہی حالت ہے — اسی جہالت نے تباہ کیے ہوئے
ہین ذرا اطراف بلاد مین پھر کر سیر کیجیے تو حال معلوم ہو —
مین اسوقت کہان سے کہان پہونچ گیا معاف فرمائیے چونکہ
جنسیت نے غلبہ کیا تھا اس حکایت کو لکھ گیا اب یہ ادنی
حکیم دانا الشقراطیس کے مقولہ کو تمام کرتا ہون لکھتے ہین کہ
جو شخص دوستی پر مال و زر کو ترجیح دیتا ہو اوس سے بھی حذر کرنا
چاہیے — ان سب امور کے بعد اس امر کو بھی دیکھنا چاہیے
کہ اوس دوست کو محبت ریاست اور خواہش نفسانی اسپر غالب
نفسی تو نہین ہے اسواسطے کہ غلبہ اس غرض کا چاہتا ہے کہ وہ شخص
بغیر استحقاق اپنے نفس کو ترجیح دیتا ہے محبت کو ترک کرتا ہے
کبھی ایسا شخص انصاف نہین کرتا اور احسان و تعہد ساتھ
مساوی کو نظر مین نہین لاتا بلکہ تکبر و ترفع اوسکو ہمیشہ دوستون
اہانت و سبکی پر آمادہ کرتا ہے آخر الامر نتیجہ صداقت کا عداوت
ہوجاتا ہے پھر اسکے بعد نظر کرنی چاہیے کہ اوس شخص کو جس سے
دوستی کرنی مقصود ہے رغبت لہو و لعب راج رنگ کیطرف
تو نہین ہے مسخرگی کو تو پسند نہین کرتا اسوجہ سے کہ ایسے
امور کیطرف متوجہ ہونا دوستان صادق کی اعانت وامداد

بار برکات اور کبھی ایسا شخص جو سفر نہ کیواسطے مشقت گوارا
نہیں کر سکتا اور کبھی شرائط صحبت کو اچھی طرح سے ادا نہیں
کر سکتا یہانتک تو ترجمہ تھا قول اشقراطیس کا ان شرائط کے ساتھ
چند امور اور بھی ملحوظ رکھنے چاہئے کہ وہ بھی صحبت سے قطع کرنیوالے
ہیں اوّل سفاہت اور بلاہت کہ جس میں مادہ عقل نہیں ہے
اوس سے کوئی امید مناصحت نہیں ہے دوسرے زود رنج ہونا
ذرا سی بات پر بگڑ جانا اور سے امر پر ناراض ہو جانا تیسرے
متلون مزاج کبھی کچھ اور کبھی کچھ چوتھے مشکوک ہونا طبیعت کا
پانچویں کہنے سننے پر یقین کر لینا بغیر تحقیق کے چھٹے عار پسند ہونا یعنی
امور بدنامی کو گوارا کرنا ساتویں کاہل و سست مزاج ہونا —
آٹھویں بے اعتنائی اور بے پروائی کرنا امور دینی سے چاہے
جس مذہب میں ہو نویں کثیف مزاج اور بد تمیز و غیر محتاط ہونا
دسویں رذیل و ذلیل پیشوں کا کرنا جس سے طبیعت نفرت کرتی
ہر چند ضروری ہوں گیارہویں معتوب سلطانی ہونا خصوصاً
زمانہ شاہی کیواسطے بارہویں اس قسم کا مرض ہونا جو تعدی
کرتا ہو — اور جو امور اخلاقی انہیں ایسے ہوں جن سے محبت
میں فرق آنیوالا ہو یا ضرر اخلاقی و نفسانی یا حفظ صحت میں

فرق آتا ہو اون سبکو شرائط دوستی مین سے سمجھنا چاہیے جب
ان سب امتحانات وشرائط مین کامل نکلے اور ہر طرح فضیلت
اوسکی یقینی ہو جاوے اوسوقت بنیاد محبّت کرنی چاہیے اور
پھر اوسکے بڑہانے اور محفوظ رکہنے مین کوشش کرے کہ ایسا
شخص بہت کمیاب ہوتا ہے۔ ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ دنیا مین
جب مین کسیکو محزون ومغموم دیکہتا ہون تو مجہے حیرت ہوتی ہے
اور سمجہتا ہون کہ شاید اسکا کوئی دوست صادق نہین ہے ورنہ
یہ کیون مغموم رہتا یہی حکیم کہتا ہے کہ اگر کسیکو ایک دوست
بہی ایسا ملجاوے جو شرائط مذکورۂ بالا کا جامع ہو تو بہی غنیمت ہے
بلکہ حقیقتًا شرائط دوستی ایک شخص کے بہی ادا کرنے مشکل ہین نہ
یہ کہ بہت سے دوستون کے ایکہا حوائج کا پورا کرنا یہ تو نہایت
دشوار امر ہے مثلًا ایک دوست کے گہر مین شادی ہے اور
ایک کے یہان کوئی سانحۂ غم پیش ہے تو یہ شخص اگر اوسکی شادی مین
شرکت کرتا ہے اور آثار مسرت کامل طور پر جو مقتضا کمال محبت کا
ہی ظاہر کرتا ہے تو دوسرے کی محبت مین فرق آتا ہے اور اگر آثار غم
پیدا کرتا ہے تو مسرت حبیب کے خلاف ہے ایسیصورت مین
بغیر قطع شرائط کے چارہ نہین ہے یا کسی دوست کی حاجت روائی

باب ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کیواسطے سفر کی ضرورت ہے اور دوسرے کے پاس ہر وقت
بیٹھے رہنے کی احتیاج ہے تو پھر دونون کے شرائط کمال صحبت
کیونکر ادا ہو سکتے ہین یہان تک قول تھا حکیم انشقرطیس کا
مگر یہ تحریر جو منشا اتحاد و وحدت و یکتائی جمعیت کا ۔ مخصوص
حد کمال کیواسطے ہے جیسے کہ صفات اور شرائط دوستی بھی
حد کمال کیواسطے بیان کیے ہین مگر ان شرائط کا مجموعا ایک
شخص مین جمع ہونا یا ایسے کاملون کا افراط سے بہم پہونچنا دونون
امر عسیر ہین اور محبت ایک امر ضروری ہے جسپر دار و مدار
نظام عالم قرار کیا گیا ہے جیسا کہ سابق مین نقل کیا گیا اور اون
ضرورتون کا ایک شخص سے نکلنا غیر ممکن تو حصر بھی ٹوٹ
جائے گا اب ان دونو امرون کے مسلم رکھنے کے بعد یہ نتیجہ
اس کلیہ سے پیدا ہوگا کہ دوستون کی کثرت مین سعی کرے اور
ان شرائط مین جو اہم اور مقدم ہون ازروے ضرورت
اون پر اکتفا کرے اسوجہ سے کہ اگر وہان مسئلہ کفایت جاری
کیا جائے تو وہ محدود نہین ہو سکتا اسوجہ سے کہ ضرورتونکے
صد صنف ہے اور مختلف اوقات مین اور مختلف حیثیات مین
مختلف دوستون کی ضرورت ہوتی ہے اور جمع دونون کا

قول مصنف کہ جمع دوستان

سفر کی ضرورت ہے اور دوسرے کے پاس ہر وقت
کی احتیاج ہے تو پھر دونوں کے شرائط کمال محبت
ہو سکتے ہیں یہاں تک قول تھا حکیم انشقراطیس کا
جو منشا اتحاد و وحدت و یکتائی جیبت کا - مخصوص
کے واسطے ہے جیسے کہ صفات اور شرائط دوستی بھی
کے واسطے بیان کیے ہیں مگر ان شرائط کا مجموعاً ایک
ن جمع ہونا یا ایسے کاملوں کا افراط سے بہم پہنچنا دو نو
ن اور محبت ایک امر ضروری ہے جس پر دار و مدار
فرار کیا گیا ہے جیسا کہ سابق میں نقل کیا گیا اور ان
ان کا ایک شخص سے نکلنا غیر ممکن تو حصر بھی ٹوٹ
اب ان دو نوادروں کے مسلم رکھنے کے بعد یہ نتیجہ
ہے پیدا ہو گا کہ دوستوں کی کثرت میں سعی کرے اور
میں جو اہم اور مقدم ہوں از روے ضرورت
تفا کرے اس وجہ سے کہ اگر وہاں مسئلہ کفایت جاری
، تو وہ محدود نہیں ہو سکتا اس وجہ سے کہ ضرورتوں کے
ہے اور مختلف اوقات میں اور مختلف حیثیات میں
دستوں کی ضرورت ہوتی ہے اور جمع دونوں کا

تحقیق مصنف دربارۂ دوستی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بجد کمال غور جہاں تک ممکن ہو تا چار نہیں ہیں ان کی تحقیق کرنی چاہیے
اور اہم فالاہم کا حکم کرنا چاہیے — ایس کلیہ شرائط کا یہ ہے کہ
ایسے امور جن میں اخلاق بد کا شبہ ہو یا صحبت کو استوار نہ کرتے
ہوں یا حفظ حقوق میں فرق نہ آتا ہو البتہ ہوں ان کو اول مرتبہ
میں تحقیق کرے تب دوستی کا ارادہ کرے مگر یہ ضرور ہے کہ
جیسے جیسے [illegible] اوصاف متحقق ہوں اُن کی اُسی قدر توقیر و عزت
صحبت [illegible] میں رکھے اور [illegible] دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا ہی
مگر [illegible] اتحاد [illegible] دوست کے شرائط
گو [illegible] کرنا [illegible] کو جو لحاظ رکھنا
[illegible] ہے [illegible] ذکر کیا ہو اُن کی
پابندی خود [illegible] [illegible] یہ دوستی سبب ہے
تکمیل شرائط پر [illegible] تھا [illegible] میں یہ حدیث شریف ہے طُوبیٰ
لِمَن شَغَلَهُ عَيْبُهُ عَنْ عُيُوبِ النَّاسِ یعنی خوشا بحال وہ شخص جو
اپنی عیب بینی میں ایسا مشغول ہو کہ دوسرے کے عیب کو
نہ دیکھے یہی مطلب ہے [illegible] دوسرے کی ناصح بنا [illegible]
ناصح خود [illegible] جہاں [illegible] دوسرا امر یہ ہے کہ [illegible]
میں ذرا ذرا سی [illegible] خیال نہ کرے [illegible]

لازمی امر ہے اگر ایسی ہی نازک خیالی کو صرف کریگا تو بہیار کوئی شخص سوائے معصوم علیہم السلام کے ایسا نکلے گا جو عیب سے محفوظ ہو البتہ عادت کرتے کرتے اور اخلاق کاملکہ بہم پہونچاتے پہونچاتے پہر کسیقدر یہ حالت بہم پہونچ جائیگی کہ کوئی فعل اسکا غفلت مین بہی خلاف عقل وحکمت سرزد نہو جیسے حضرت محقق کے حالات مین لکہا ہے۔ حکایت علامہ محمد بن یوسف مطہر حلّی تحریر فرماتے ہین کہ بعد تحصیل وتکمیل علوم درسی و فقہی بنا بر تحصیل علوم حکمت مین اٹہارہ برس خدمت حضرت محقق طوسی مین حاضر رہا اور شب و روز خلا و ملا سفر و حضر مین بہت کم جدائی اختیار کرتا تہا اس زمانہ دراز مین مینے محقق سے ترک ادب ہی نہین دیکہا چہ جائیکہ گناہ صغیرہ و کبیرہ فی الحقیقت یہ حضرات مرید من اللہ تہے اور انفاس قدسیہ کہتے تہے کیونکہ حکمت اخلاقی طبیعت مین راسخ ہو گئی تہی اضطرار مین بہی ویسے ہی حکیمانہ افعال ظاہر ہوتے تہے بلکہ اگر ان لوگون کے حالات بشری کو غور کیجیے تو معصوم علیہ السلام کے اوصاف و اخلاق جنکا یہ ایک نمونہ بہی نہین ہو سکتا مصدق ہو جاتے ہین اور اس پر تو افاضت کے ادنا شعاع سے اون کے انوار ملکوتیہ

کی تکمیل معلوم ہو سکتی ہے بالآخر کبھی ایسے جزئیات خطا پر اعتنا
نہ کرنی چاہیے ورنہ پھر وحدت و وحشت کے سوا اور کوئی چارہ
نہوگا بلکہ زیادہ غور کرنے پر اپنے ہی نفس سے کنارہ لازم ہوگا
حالانکہ وہ خیر و لاینفک ہے پس دوست کو بھی اپنے نفس کیطرح خطا سے
معاف رکھنا چاہیے اوسیطرح محافظت و نصیحت کرنی چاہیے
تیسرا امر یہ ہے کہ اگر کسی دوست سے کسی شخص کو عداوت
ہو تو خود اوسکی وجہ سے دوست سے عداوت نہ بہم پہونچائے
بلکہ اگر ممکن ہو اور وقوع صلح کی امید رکھتا ہو تو صلح کرا دے کہ
دشمنی اور نفاق سے بڑھکر تمدن کی خراب کن دنیا مین کوئی چیز
نہین ورنہ خود اوسکی دوستی سے کنارہ نکرے اگر دو نو دوست
ہون اور دونون کی رضاجوئی ممکن نہو تو اون مین اوسی شخص کو
ترجیح دے جسکو از روئے فضائل و کمالات ترجیح ہو اور روابط
محبت مین جس سے زیادتی ہو اگر ان دونو مین ترجیح نہ ہو سکتی ہو
تو دونو نپر اظہار کر دے اور اون دونون کے امور متنازعہ سے
پرہیز کرے — چوتھا امر یہ ہے کہ جب کوئی دوست شرائط
کے موافق نہ پہونچے تو اوسکے ساتھ جہانتک ممکن ہو سلوک
کرتا رہے اوسکی احوال پرسی سے غافل نہ ہو جائے کوئی حق

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اوسکا اگرچہ ادنے کیون نہو ضایع نکرے اوسکے مہمات مطالب مین
سعی و کوشش کرے جو حوادث اوسیر پیش آجائین اونمین اوسکا
شریک ہوجائے اونکے دفع کرنیکی فکر کرے ہر طرح سکھ دکھ مین اوسکا
ساتھہ دے نہایت بشاشت اور خوش خلقی کیساتھہ پانچوان امر دوست سے
دیدار فرحت آثار سے مسرت ظاہر کرے دلی مسرت پر اکتفا
نکرے کہ دل کا حال سوا عالم الغیب کے دوسریکو معلوم نہین
ہوتا تاکہ ہر روز شوق اوسکا بڑہتا جائے اور محبت مین زیادتی
ہو چھٹا امر دوست کے غیبت مین سامنے سے زیادہ حق
دوستی ادا کرے نہ یہ کہ سامنے تو اظہار مودت کرے اور غیبت مین
غیبت بقول شاعر ؎ دوست باید کہ از معائب دوست ٭
مثل آئینہ روبرو گوید ٭ نہ کہ چون شانہ با ہزار زبان ٭ پس
سر رفتہ موبمو گوید ٭ تاکہ وہ اس تذکرہ کو سنکر اوسکی دوستی کا
قائل ہوجائے اور صداقت پہ یقین حاصل کرے اور اوسکے
ساتھہ وہ بھی ایسا سلوک کرے اسواسطے کہ آثار محبت خفیہ ہی
غیبت مین برابر ظاہر ہوتے رہتے ہین بلکہ یہی طریقہ اپنے تمام
متوسلین و اعزا و اقارب کے حق مین ملحوظ رکھنا چاہیے ساتوان
امر یہ کہ مدح و توصیف مین دوست کے اتنا مبالغہ نکرے کہ منجر

چاشنۂ آئین سلطنت و حسن معاشرت

چاپلوسی اور تملق کے علامت ہوا [illegible] انسان کو چاہئے کہ جس [illegible] بدماغی

وکبر ثابت ہو اس لئے کہ تملق گویا جادۂ صدق سے انحراف کرنا ہے

اور بے اصل چیز کو خلاف واقع بیان کرنا ہے پس بظاہر تو تملق ہے

مگر باطن میں نفاق ہے [illegible] نفاق بھی تو حالت قلبی کے

خلاف اظہار کرنے کو کہتے ہیں [illegible] بدماغی وکبر آٹھواں امر

یہ کہ ہر وقت [illegible] درستی کی عادت رکھے اور سستی

و پہلو تہی کو راہ نہ دے اس واسطے کہ عادت [illegible] اس طریقہ کا

نتیجہ [illegible] ہوتا ہے اور [illegible] حسن خلق کا

[illegible] پیدا ہوتا ہے [illegible] پیدا کرتی ہیں

[illegible] ہے کہ جس گروہ میں

[illegible] راحت [illegible] اور آسائش [illegible] بسر کرتے ہیں

اور [illegible] غیر کو بھی [illegible] لگاتے ہیں اپنی

جمع کو [illegible] ایک طریقہ ہے [illegible] جمع میں اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کہ ایک عالم کو تسخیر کرلیگا اور آوازہ کمال اوسکا اطراف عالم مین شایع
ہوجائیگا حکما فرماتے ہین کہ اس سے بڑہکر کوئی طریقہ تسخیر قلوب کا
نہین ہے اور اگر کبوتروں سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے تو آدمیون سے
کیون نہوگا وہ تو بے زبان ہین اور یہ صاحب بیان ہین انمین اور
اونمین کچہہ تو فرق ہونا چاہیئے یعنی انکو ترجیح حیوانات پر ہے اونکی ہر
اس بارے مین بہی ترجیح ہونی چاہیئے ۔ نوان امر یہ ہے کہ اگر
خداوند کریم اپنے فضل و عطا سے کوئی روز مسرت اسکو دکہائے
یا کسی قسم کی ترقی حاصل ہو تو اوسوقت اپنے دوستونکو بہول نجائے
اپنی خوشی مین اونکو بہی شریک کرے جسطرح اونکو وقت مصیبت
مین شریک کیا تہا بلکہ مصیبت مین شریک کرنا حالت مجبوری ہے
تہا ورنہ کسی دوست کا دل دکہانا اور کسی مصیبت مین اوسکو پہنسانا
کب شایان محبت تہا اور یہ حالت اختیاری ہے اور موافق دوستی یا
دوستی کے جسطرح دوستونکہ شریک مصیبت ہونا دوستی خالص کے
شایان تہا خلاصہ یہ کہ دوست کو برابر دکہہ سکہہ مین شریک ہونا
چاہیئے اور کرنا چاہیئے دسوان امر اگر کوئی روز بد کسی دوست
کیواسطے پیش آئے تو اوسمین انتظار اوسکی اطلاع حال او عرض
مطلب کا نکرنا چاہیئے بلکہ جسقدر وہ حالت و کیفیت سے تقرر

اوسکے مکنون خاطر کو دریافت کرکے سعی بلیغ اوسکے دفع مین کرے
شاید اوسکی بلا اس سے ٹل سکے اور اوسکا کام اس سے نکل سکے
بقول شاعر دَعْوَی الْاِخَاءِ عَلَی الرَّخَاءِ کَثِیْرَۃٌ + بَلْ فِی الشَّدَائِدِ
یُعْرَفُ الْاِخْوَانُ + یعنے اچھے دنون مین تو بھائی بہتی کو سبھی تیار ہوتے
ہین مگر جو بھائی برائی مین کام آوے وہی کام کا + گیارہوان امر
یہ کہ اگر کسی وقت کسی دوست سے کج ادائی و بے مروتی ظاہر ہو
تو اوسکے سبب کے دریافت کرنیمین بہت جلد کوشش کرے
اور جسقدر جلد ممکن ہو اوس کدورت و غبار کو دل سے نکال ڈالے
اسلیے کہ اگر اوسوقت تک یہ غبار بخیال وقت یا بوجہ سوء خلق
وغیرہ کی صفائی نچاہے اور دونون آئینۂ دل پر گرد آیا تو پھر یہ زنگ
جگہ مین پیوست ہو جاےگا پھر اوسکا چھٹنا مشکل ہوگا تو قبل اسکے کہ غبار
زنگ ہونے پاے صیقل عذر و الحاح سے جلا کر دے اور آئینۂ
دلکو صاف شفاف بنا دے ورنہ اس زنگ کدورت سے زنگ
محبت جاتا رہیگا دوست دشمن بن جائیگا۔ مگر اس زوال کدورت
کی تدبیر اس سے بہتر کوئی نہین ہے کہ انسان صدق بیانی و راست
گوئی کو کام مین لاے اور جو سبب وحشت و ناگواری خاطر کا
ہو اوسکے دفع کی فکر کرے اور راہ عذر و تسلیم کو اختیار کرے کہ

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

ایک حکیم کا مقولہ ہے کہ کوئی سفارش دنیا مین تسلیم و اقرار سے
بڑھکر نہین ہے - اور اگر خود کچھہ مکدر ہوگیا ہو تو بلا تکلف صاف
کہدالے اور ہرگز اوسکو دلمین نہ رکھے کہ یہ کلیہ ضرب المثل ہے
وَفِي الْعِتَابِ حَيَاةُ الْمُؤَدَّبِ بَيْنَ الْأَقْوَامِ یعنے عتاب کرنے مین
زندگی ہوتی ہے اوس شخص کی جو موؤدب ہو اور اگر موقع اظہار کا
نہ دیکھے بلکہ زیادتی ملال کا خیال ہو تو خود اوسکے محاسن قدیم و اشفاق
و الطاف سابق کو یاد کرے اور بے کہے دلسے نکال ڈالے کہ یہ طریقہ
اوس سے بھی اعلا و افضل ہے ہرچند اوسیقدر مشکل بھی ہے اگر
ایسا ممکن نہو تو بعنوان شایستہ اپنی اوس کدورت کو بیان کرے
اور دوست کی معذرت کو قبول کرلے کہ دوستی یون ہی باقی رہتی ہے
گیارہوان امر جسقدر شرائط ابتک بیان ہوچکے ہین یا آیندہ
بیان ہونگی اون سب کو حتی الامکان خود بجالاے اور دوسرے سے
اوسکی پوری پوری تکمیل کا طالب نہو اسلیے کہ جسوقت یہ
اون شرائط کا کما ینبغی پابند ہوجائیگا اور آثار اوسکے اور ظہور اوسکا
نظرون مین ہوگا خود تنہا پابندی باعث بقاے محبت ہوجائیگی
اگر ذرا سا بھی تساہل کرینگے اور دوست سے تکمیل شرائط کے
خواہان رہینگے تو کبھی فساد محبت سے محفوظ نہ رہینگے جسطرح

خام دیوار کا نقش و نگار بغیر حفاظت کے موسم بارش مین نہین ٹھہر سکتا بلکہ پختہ عمارتون کی زنگا نیری بھی اگر محفوظ نکیجائے تو بقا نہین کر سکتی خیال کیجیے کہ اوس شخص کا جفا پیشہ ہوجانا جس سے سب طرح کی نکوئی کی امید ہو اور پہلو تہی ایسے دوستون سے جس سے ہر دکھ سکھ مین شرکت کی امید ہو اسکی کیا تاثیر پیدا ہوتی ہے اور کیا کیا برے نتیجے اس سے ظاہر ہوتے ہین صورت اوّل مین دوست کی جفا کبھی شخص تک اثر کرتی ہے یعنے ایک ہی شخص کی امید منفعت مین فرق ڈالتی ہے مگر صورت ثانی مین بہتون کی بدی سے نقصان عظیم حاصل ہوتا ہے اس لیے کہ اگر دوست دشمن ہوجائین گے اور درپے مضرت ہونگے تو اون سب کی مضرتین خالص دشمنون سے کہین زیادہ ہونگی علاوہ اسکے کہ جو امیدین اونسے دوستی کی حالتمین تھین وہ سب جاتے رہنگے بارہوان ۱۲ امر یعنے بیدلی سے فقط دکھلانیکو کسی چیز کا کرنا ہر چند ہر طرح سے مذموم ہے مگر دوستون کے ساتھ ایسا فعل نہایت ہی برا ہے اس لیے کہ ظاہر کا مخالف باطن کے ہونا سبب ہے اختلاف کا اور اختلاف علت ہے تباین کی اور تباین ہی شر پیدا ہوتا ہے شر سے محبت ٹوٹتی ہے اسواسطے کہ دوستی کا کرنا

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اصل مین تباین کے رفع کیواسطے ہے تو جب تباین خود دوستی مین
حاصل ہو جائیگا تو دوستی جو اوسکے مخالف کا نام تہا کیون باقی رہیگی کہ
جمع ضدین محال ہے ریاکر نیوالا کبہی ایسا ہی سمجہتا ہے کہ یہ ظاہری
حالت باعث تشحیذ خاطر ہوتی ہے قوت اصلی کو ترقی دیتی ہے
اور اس مجازی و ظاہری محبّت سے حقیقی بہی ہو جاتی اسی خیال
سے رؤسا و امرا کی محفلون مین اظہار محبّت کرتا ہے اس حد تک قاعدہ
ادب سے بہی تجاوز کرتا ہے اور جاہلون کی طرح الفاظ غیر مرادی کا
استعمال کرتا ہے تا کہ یہ معلوم ہو اللہ اکبر یہ شخص بڑا محبّت کرنیوالا ہے
حالانکہ تنہائی مین اوسکا ادنے شمہ بہی ظاہر نہین ہوتا بالکل انجان
بن جاتے ہین صحبت امرا مین تو بڑی ہی طراری و فراری دکہاتی ہین
اوسوقت دوستون کی حالت سکوت کی ہوتی رعب شاہی سے اوسان
خطا ہوتی ہین یہ اپنی حاضر جوابی دکہا رہے ہین - ایسے اشخاص حقیقت
مین زیادت پیشہ اور جبّار ہین اسلیئے کہ جبّار بہی تو ایسا ہی کرتے ہین کہ
جب ثروت و نعمت اونمین زیادہ ہو جاتی ہے دوسریکو نظر حقارت
سے دیکہتے ہین اور اونکی مروت مین طعن کرتے ہین اظہار معائب
مین کوشش کرتے ہین اور اوسکو بہتر چاہتے ہین تا اینکہ آپسمین عداوت
کی ٹہہر جاتی ہے ایک دوسریکی نعمت کا زوال چاہتا ہے نوبت خونریزی

کی آجاتی ہے ہزارہا آدمیونکا خون ناحق مفت رائگان ہوتا ہے
تو حقیقت مین یہ جتباری اور یہ مر ایک ہی چیز ہے تیرھوان امر
بخل کرنا دوستون کے ساتھ ہرچند بخل بھی اقسام رذائل مین سے
ہے جیسا کہ جلد اول اخلاق مین عرض کیا گیا مگر دوستون کے ساتھ
نہایت ہی مذموم ہے خواہ مال سے ہو خواہ اسباب سامان سے خواہ
کسی کمال سے خواہ کسی علم و عمل سے ہو اس لیے کہ حب متاع دنیا مین
جو بیت بقدر رشے ہے بخل کرنیکی ممانعت ہے خصوصًا دوستونسے
تو ایسی چیزونمین بخل کرنا جسمین بخل کرنیسے نقصان ہوتا ہے اور
خرچ کرنیسے زیادتی کیونکر خوشنما و موافق عقل ہوگا اور ایک شخص کا
اوس نعمت سے محظوظ ہونا اور دوستونکا محروم ہونا باوجودیکہ اونکے محظوظ
ہونیسے اسکا حظ نہین جاتا کسطرح مناسب سمجھا جائیگا مگر یہ بخل
علوم مین چند وجہو ںسے ہوتا ہے یا تو قلت بضاعت سے یا طلب
تفوق سے کہ جاہلون کے سامنے ذی علم مشہور ہو جائے یا اس خوف سے
کہ کسب معیشت مین فرق آجائے یا ازروے حسد اور یہ سبب
قبیح و مذموم ہین بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہین کہ غیر کے علم مین
بخل کرتے ہین اور اونکو اظہار و اعلان سے منع کرتے ہین ایسے ہی
لوگون کے سبب سے اشاعت علوم مین فرق آتا ہے ہم نہین کہتے

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بعض ایسے بھی ہوتے ہین کہ اگر کوئی کتاب کبھی فاضل کی اونکے ہاتھ
آگئی اور نسخہ اوسکا کمیاب معلوم ہوا تو اوسکے تعدد کو خلاف اپنے
کمال کے سمجھتے ہین اور حبس و منع مین کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہین کرتے تا اینکہ اثر بھی اوسکا مندرس ہوجاتا ہے جیسا علوم
حکمت ہند سے محو ہوگئے اسیوجہ سے کہ باشندگان ہند قوم
آریہ کا یہ دستور قرار پایا تھا کہ سوا برہمنون کے دوسرے کو تعلیم علوم
نہین کرتے تھے اور جب تک اوس طالبعلم کو اپنی اطاعت و
فرمانبرداری مین راسخ نہین پاتے تھے کچھہ بتاتے نہ تھے اثر اس
خلق بد کا یہ ہوا کہ اب اونمین بھی اون کتب کا سراغ نہین معلوم ہوتا
خلاصہ یہ کہ دوستون کے حق مین سب سے زیادہ یہ امر مضر ہے
اور باعث ہے انقطاع دوستی کا اسوجہ سے کہ عالم مین دوستی کا
نتیجہ یہی ہے کہ ایک دوسرے سے مستفید ہو جب یہ اوس سے
بخل کریگا تو لوگ اس سے بخل کرینگے اگر ایسا ہی سب اختیار کرین
تو تمدن جو باعث نظام عالم ہے ٹوٹ جائے بارہوان امر یہ کہ
دوست کی برائی سننے کا روادار نہو کسیکو اتنی گنجائش نہ دے کہ
وہ کسی دوست کی غیبت کو بیان کر سکے بلکہ بعنوان تمسخر و مضحکہ
بھی دوست کا ذکر ہونے نہ دے کیونکہ کوئی شخص اپنے دوست کا

جامسہ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

ذکر بے عنوان ہی سن سکتا ہے جیسا کہ کان اور آنکھ اور دل اور
دوست سے چشم و گوش ہوں اگر اپنی برائی آپ سُننے پر کوئی محظوظ
ہوتا ہو تو البتہ دوست کی بھی برائی سن سکتا اسوجہ سے کہ خدا
کسی فعل پر با وجود اختیار خود اس فعل کا کرتا ہے اگر دوست سُن
پائے کہ فلاں شخص میری عیب جوئی پر راضی تھا تو کیا اوسے
ناگوار نہوگا اور متنفر نہوگا اور دوست دشمن نہو جائیگا تغیر دوستان
امر۔ دوست کے نصیحت کرنے میں بھی بخل نکرے اسواسطے کہ جسطرح
دوست کے معائب کا سُننا خلاف دوستی تھا اوسیطرح دوست کو
اوسکے عیوب پر مطلع نکرنا بھی خلاف امانت و دیانت ہے بلکہ
احتیاط ایسے امر میں خیانت کے درجہ کو پہونچ جاتی ہے مگر
ضرور ہے کہ نصیحت ایسے اسلوب سے کیجائے کہ دوست کے ناگوار
خاطر نہو اور فضیحت کے درجے پر نہ پہونچ جائے اسیوجہ سے حکما
فرماتے ہیں کہ پہلے کسی مثال یا حکایت کے ذیل میں بیان کرے
اگر اس سے بھی کچھ نفع نہو تو اشارہ میں ملائم عبارت کے ساتھ
بعد کسی تمہید مناسب کی بیان کرے مثلاً پہلے اوسکے محامد و اوصاف
کو ذکر کرے اوسکے ذیل میں اوس عادت بد کو بھی بطرز شائستہ
ادا کرے اور اگر بالتصریح بیان کرنیکی احتیاج ہو تو اسکا خیال

رکھے کہ کوئی دوسرا شخص شریک صحبت نہو محض تخلیہ ہو اور سوء فہمین بھی
اظہار اوس امر کا ایسی عبارت سے ہو جس سے قلق اور افسوس ظاہر
ہوتا ہو نہ یہ کہ طعن و تشنیع کے عنوان سے بلکہ اس کیفیت کو بھی پوشیدہ کرنا
چاہیے تاکہ ایسا نہو دشمن کے کان تک پہونچ جاوے — چودہوان
امر — یہ کہ کسی بدگو اور چغل خور کے کلمات کو دوست کے حق مین سماعت
نکرے اور ہرگز دوست کی نسبت کیسا ہی وہ فقرہ گرم کہنا چاہیے
نہ سنے کہ ان لوگون مین قوت بیانیہ کا ہونا اور کلمات سیاست
اور فقرات موقع و محل کا ادا کرنا بھی ضرور ہی اکثر بدکار و اشرار الصحا
و اخیار کی صحبتون مین پوشیدہ ہوتی ہین اور اکثر ذکر لذیذ مین فقرات مفید
مطلب ذکر کر جاتے ہین اور اوسے سے امر کو عظیم کرکے بیان
کرتے ہین اور چھوٹی سی بات کو بہت گھٹا کر دکھاتے ہین اور
قرائن اوسکے ایسے جمع کر دیتے ہین جسمین باور ہونے مین کوئی شبہ
باقی نہین رہجاتا بلکہ ایسے جعل باتونکو بھی اپنی ضرورت کیواسطے بیان
کرتے ہین چاہیے اونکا کچھہ مطلب نکلے یا نہ نکلے یا فقط عداوت
ہی سبب اوسکا ہو — حکمائے دانشمند نے ایسے لوگون کی تشبیہ دی
ہے اون چورون سے جو ناخنون سے دیوار مین رخنہ پیدا کرتے ہین
اور جب جگہ بیلچہ کی پیدا ہو جاتی ہے دیوار کھود کر سیندھہ کر لیتے ہین

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

بلکہ وہ دیوار ہی گرا دیتے ہین اس قسم کی بہت سی حکایتین کتب مین
مذکور ہین چنانچہ کتاب کلیلہ دمنا کے شیر اور بیل کی حکایت
اسی مطلب کی توضیح کرتی ہے اور غرض بھی اوس سے یہی ہے کہ
جب ایسا بڑا بہادر و قوی جانور ایک روباہ ضعیف کے کہنے سے
مبتلا ہو گیا بادشاہ قادر و توانا و صاحب ملک چند بدگویونکے
واسطے سے وزرا اور ارکین معظم سے ناخوش ہو گیا تو دوستون کے
درمیان مین عداوت کا پیدا ہو جانا کیا دشوار ہے خلاصہ ان
تمام شرائط کا یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو حزم و احتیاط کو مرعی رکھے
اور ہرگز اس پہلو کو ترک نکرے اسواسطے کہ از روے تمدن محبت سے
بڑھکر کوئی دوسری چیز ایسی نظم عالم مین نہین ہے اور کوئی شے باہم
ربط و اتحاد اس سے زیادہ پیدا نہین کرسکتے پس اسکی محافظت
مین بھی اوسیقدر احتیاط کرنی چاہیے۔ اس لیے کہ جسطرح انسانکو
بالذات ایسے اخلاق کیطرف ضرورت ہے جنسے نظم و نسق
و الفت صحیح رہے جیسے عدالت کیواسطے تصحیح معاملات کی
تاکہ ذلیت نہو ستر حفظ ہو عفت کی احتیاج ہو اسواسطے کہ شہوت
ایسی باتین عقل و حواس جو اصل اصول ہین زائل ہو جائین اور سو
ہمکا مرتکب نہو۔ شجاعت اسواسطے کہ سختیون کو نقصان دفع کرسکے

جلسہ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

اسیطرح چند اسباب خارج کی بھی ضرورت ہے جیسے کسب مال
واسطے آزادی وحصول قدرت واختیار کے پس جسقدر رفع احتیاج
اوس امر خارج کے متعلق زیادہ ہے اوسیقدر وہ زیادہ لازم ہے
اور ظاہر ہے کہ کوئی چیز زیادہ محتاج الیہ اعانت واستمداد سے نہین
اوس شخص کیواسطے جو محتاج معاونت خلق کیا گیا ہے تو اب معین و
مددگار واعوان صالح سے بھی زیادہ کوئی امر محتاج الیہ نہ رہا اور جب
انحصار اعوان صالح کا بقائے محبت پر ہوا اور بقاے محبت ایفائے
شرائط ومستعدی کے بغیر نہین ممکن تو اب اس ضرورت سے اتخاذ
دوست کی تکمیل شرائط مین سب سے مقدم ہوگی - اسی وجہ سے
یہ کلیہ حکمانے معین فرمایا ہے اور فی الحقیقت خلاصہ ہی تمام دین دنیا کے
افعال واعمال کے نتائج کا وہ یہ کہ کوئی برائی کسل وکاہلی سے بڑھکر نہین اور
کوئی نکوئی مستعدی سے افضل نہین پس جس مین یہ مادہ زیادہ ہے اوس مین
آثار تمدن اسیطرح سے پیدا ہوسکتی ہین - اور یہ مضمون تو تقریر
سابق مین مفصلا گذارش کر چکا کہ جو اشخاص تمدن کے اصول کی
پابند نہین اونمین حدت و وحشت لازم ہے اور اونکو ہرگز زندہ اور
متحرک مین شمار نکرنا چاہیے - پس محبت کی فضیلت سب سے بالا ہوگئی اور اسکا
اہتمام مقدم ہے اور زیادہ تکرار سے غرض مختصر کی یہی تھی کہ مگر غرض [illegible]

حسن معاشرت

سوال جب جناب حکیم صاحب اس وادی محبت کو طے کر چکے
اور گلستان حداقت نشان کی سیر و سیاحت سے فارغ ہوئے
عادل شاہ نے پھر التماس کیا آج ان مطالب کو باقی چھوڑیے
جو کچھ اقسام محدان مین رہگیا ہو بیان ہی کر دیجیے کثرت شوق تاب ضبط نہین
دیتا کہ اس تھوڑے سے مطلب کو کل پر حوالہ کرون اور تمام شب و روز
اسی اشتیاق مین مبتلا رہون جواب حکیم صاحب نے عرض کی
کہ اب اسقدر اور باقی ہے کہ عوام مخلوقات خدا سے کسطرح ملنا چاہیے
اور اونکے ساتھہ کیسی رفتار کرنی چاہیے یہ تو حضور پر واضح ہو چکا ہے
کہ آدمی ایک طرح کے خلق نہین ہوے مختلف حیثیتون سے اونکی
متعدد قسمین ہین تو سب سے ایک طریقہ ربط و اتحاد و سلوک
سردار کا کیونکر ہو سکتا ہے ۔ اس حیثیت سے کہ اونسے ہمین
کن اقسام پر رفتار کرنی چاہیے آدمیون کی تین قسمین ہین یا تو وہ
بلند مرتبہ ہمسے ہین یا برابر یا پست تر اگر بالا تر ہے تو اوسکے مرتبے
کو ملحوظ رکھنا چاہیے تاکہ نقصان کیطرف متوجہ نہو اگر ہمد مقابل ہے
تو اوسکی ترقی کا خیال رہے تاکہ باعث اوسکے کمال کا ہو اگر خود ونتر

تو وہ درجۂ کمال حاصل کرے جس سے برابر ہو جائے۔ اب خیرالقران
تینون قسمون کی معاشرت کا بھی علیحدہ ہے پس قسم اوّل کی معاشرت
جو بزرگ و کمتر مرتبہ والونمین ہوتی ہے اوسکی تفصیل آداب ملازمان
سلطانی سے واضح ہوسکتی ہے۔ اور معاشرت مد مقابل کی تین حالتسے
خالی نہین دوستون کے ساتھہ یا دشمنون کے ساتھہ یا اون لوگونکے
ساتھہ جو نہ دوست ہین نہ دشمن۔ پھر دوستون کی بھی دو قسمین
ہین یا دوست حقیقی ہین یا غیر حقیقی۔ حقیقی دوستون کی معاشرت
کی کیفیت شرائط محبت و دوستی مین عرض کی گئی۔ اور فرق دوست
حقیقی و غیر حقیقی کا بھی وہین سے معلوم ہوگا کہ ان دونون مین
بالتمیز کیا ہے اور دونون کی پہچان کیونکر ہوسکتی ہے باقی رہی اگر جو دوست
حقیقی تو نہین ہین مگر مشابہ دوستان حقیقی کے ہین شاید تصنع اور بناوٹ کا
اونمین پایا جاتا ہے انکے ساتھہ بھی اوسی طریقے کو استعمال کرنا چاہیے
جو مرتبہ اونکا از روے حقیقت کے ہو لیکن غیر حقیقی بھی خالی
اس سے نہین کہ کچھہ اصلیت رکھتا ہو پس جسقدر بعد امتحان کے
اصلیت ثابت ہو اوتنا ہی اونکے حقوق کو مرعی رکھے مگر احسان
و نیکی مین دریغ نکرے اور استمالت و مدارات و صبر وغیرہ مین
زیادہ اونکا خیال رکھے اور جسقدر ہوسکے اونکے رفع حوائج مین کوئی

جلسہ ششم آئین سلطنت وحسن معاشرت

دقیقہ فروگذاشت نکرے بلکہ بذل و کرم سے اونکو حقیقی دوست
بنالے ہان اسقدر بیشک خیال رکھنا چاہیے کہ ایسے دوستون سے
جو حقیقی نہون اپنے اسرار و عیوب کو پوشیدہ رکھے اور جو رازکی
باتین ہون یا جنسے افتضاح ونقص پیدا ہوتا ہو اونکے بیان سے احتیاط
کرے اور اگر کوئی خطا اونسے ہوجاے تو ہرگز شکایت وملامت
نکرے اور اگر وہ اسکے حقوق کے ادا کرنے مین کوتاہی کرین تو عتاب
نکرے بلکہ معاوضہ بہی اوسکا اونکے ساتھہ اوسطرح پر نکرے کہ ایسی
صورت مین بسبب اونکے حقیقی نہونے کے کوئی فائدہ شکایت کا
مترتب نہین ہوتا بلکہ سکوت سے امید اونکے اصلاح کی ہے اور یہ
بہی امید ہے کہ بعد چندروز کے مراتب صداقت اونکے بڑہ کر
بدرجۂ حقیقی پہونچ جائین جہانتک ممکن ہو اونکے ساتھہ مواسات
اور سلوک نیک کرتا رہے اور اونکے عزیزون اور دوستون کے
ساتھہ احسان ومدارا کرے اور ہمیشہ ملاقات کیوقت اظہار بشاشت
کو صرف کرے اور اختلاط وارتباط کی باتین خواہ اصلی ہون خواہ
مصنوعی ضرور اونکے ساتھہ کرتا رہے اور اونکی ضرورت کیوقت
دستگیری اونکی کرے اور اسقدر اپنے احسان سے اونکی گردنون کو
بوجھل کردے تاکہ ہر شخص کو اوس سے رغبت پیدا ہو اور اگر شاید وہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کسی مرتبہ بلند کو پہونچ جائین تو اوسکی بہی کوئی منفعت اونسے پیدا
نہین تو اونکے شر ور سے کسیقدر پناہ ملے مگر اوس صورت مین زیادہ
بار اونکو ندے اور زیادہ بہرو سا او نپر نہ کرے کہان دوستی بڑہ یا اسکی فکر
کرتا رہے۔ لیکن معاشرت اعدا کے ساتھہ پس اوسکی بہی دو قسمین
ہین یا دور کے دشمن ہین یا نزدیک کے پہر وہ بہی دو حال سے خالی
نہین یا ظاہر بظاہر ہین یا پوشیدہ۔ صاحبان کینہ دشمنان ظاہر مین
شمار ہین اسوجہ سے کہ ظہور اونکے کینہ کا ظاہر مین ہوجاتا ہے اور
صاحبان حسد دشمنان باطن مین محسوب اسوجہ سے کہ ظاہر مین تو
وہ اظہار دشمنی نہین کرتے مگر باطن مین دل اونکے اسکی ثروت اور
حکومت کو ناگوار کرتے ہین پہر طور دشمن نزدیک زیادہ تر پرہیز کی
قابل ہے خواہ وہ ظاہر ہو خواہ باطن اسواسطے کہ وہ ہر وقت کے
حالات و کیفیات سے واقف ہے جملہ ماکل و مشارب سے آگاہی
رکہتا ہے بقول شخصے گہر کا بہیدی لنکا ڈہاوے خلاصہ یہ کہ دشمن سے
ہمیشہ ہوشیار رہنا چاہیے کیساہی کمزور ہو ناتوان نہ جاننا چاہیے
بقول شاعر ؎ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + عمدہ طریقہ تو
سیاست دشمن کا یہ ہے کہ تحمل و صبر و مدارا وغیرہ سے اوسکو بہی
دوست بنالے اور کینہ و بغض و عداوت کو اوسکے دلسے نکالکر صیقل

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کردے کہ اس سے بڑھکر کوئی تدبیر معقول قابل اطمینان دوسری نہیں ہے
اگر ایسا نکر سکے تو ظاہری مروت اور نکوہی رائے سے دریغ نکرے
اور کبھی ظاہر بظاہر دشمنی کا اظہار نکرے اسواسطے کہ شر کا نیکی سے
دفع کرنا بھی نیکی ہے اور شر کا شر سے دفع کرنا بھی شر ہے اگر دشمن سفیہ
یا کم عقل ہو تو ہرگز اوسکو خیال نکرنا چاہیے کہ دیوانہ بکار خویش ہوشیار
ہوتا ہے اور اسپر بھی کبھی بھروسہ نکرنا چاہیے کہ زمانہ دراز منقضی
ہونے سے اوسکی عداوت جاتی رہی نہین آتش زیر کاہ برسون کے
بعد سلگتی ہے بلکہ جہان تک ممکن ہو عداوت کا زمانہ بڑہنے ندے
اور صفائی مین کوشش کرے اسلیے کہ جتنا زمانہ عداوت کا بڑہتا
جائیگا اوتنا ہی رنج ملال افکار زیادہ ہونگے اور اوسیقدر نعمت
مین زوال ہوگا اور اوسیقدر مال کا نقصان آبرو کی اضاعت
بزرگی کا فرق بہم پہونچیگا جسکی کیفیت کمی کے غور کرنے پر اور انصاف
کرنے پر معلوم ہوگی اور جسقدر عمر تدابیر دشمن مین صرف ہوگی وہ
بالکل رائگان و برباد ہوگی نہ دنیا ہی مین اوسکا فائدہ ہے اور
نہ آخرت مین بقول شاعر ؎ اے مگس حضرت سیمرغ نہ جولانگہ تست
عرض خود می بری و زحمت ما میداری + جب ان مراتب کو فقیر
گزارش کر چکا تو اسباب عداوت ارادی کا بیان کرنا بھی ضرور ہے

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اور وہ پانچ سببوں سے پیدا ہوتی ہے اوّل تنازع ملکیت مین
خواہ قلیل ہو خواہ کثیر اس قسم کی یہ عداوت بہی بہت مشکل سے
زوال پذیر ہوتی ہے — دوم تنازع جاہ و مرتبہ مین اکثر اسکی بنیاد
رشک و حسد سے ہوتی ہے — سوم تنازع غایت مین یعنے حصول
نتائج مین مثلاً کسیکی تدبیر نے عمدہ نتیجہ پیدا کیا اور کسیکی تدبیر
نے قصور کیا اور دونون کا مدعا ایک تہا اسوجہ سے اسمین عداوت
پیدا ہوگئی چہارم باعث دشمنی کا ایسی شہوت پسندی جو باعث
ہتک حرمت یا زوال آبرو ہو پنجم اختلاف آرا باعث عداوت
ہوجاوے ان سب کا علاج یہ ہے کہ سبب کے زوال مین کوشش
کرے اور اوسکی غرض کو بعنوان شایستہ بطور عقل سمجہ لے اور
عوام الناس کے قول و فعل پر عمل نکرے بلکہ ہمیشہ نتائج عقلی لحاظ
کر لیا کرے کہ وہی مقدم ہے اور بہتر ہے — اور کید دشمن سے بچنے
کا طریقہ اس سے بڑہکر کوئی نہین کہ اونکے حالات پر مطلع ہوتا رہے
اور اونکے مکر و حیلہ سے آگاہ ہو رہے تا قبل از وقوع واقعہ انسداد
اوسکا کر سکے اور اس امر کی حفاظت کرتا رہے کہ دشمن کوئی
بدگوئی اور شکایت روبرو حکام تک نہ پہونچاوے بلکہ اگر موقع
ہو تو بعنوان مناسب خود کہے یا کسی دوسرے سے کہلاوے تا کہ

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اصل امر گوش گذار ہو رہے اور وقت بد سگالی و بدگوئی کے
مفید ہو اور ہمیشہ دشمنوں کے عیوب کو دریافت کرتا
رہے اور اونکے اخفا کی کوشش کرے تاکہ اونکے خصائل بد
ترقی کریں اگر کسی عیب کی شہرت ہو جائیگی تو وہ خود نباہ
مانگیگا اور اگر مخفی رہینگے اور کسی موقع پر یہ اونکا اظہار کریگا
تو باعث اوسکی شرمندگی کا ہوگا — حکما کہتے ہیں کہ ایسے مقام
پر سچائی بہت بڑا آلہ دشمن کی محافظت کا ہے بقول مشہور
سانچ کو آنچ نہیں بلکہ دروغ بیفروغ سے ہمیشہ دشمن کو غلبہ حاصل
ہو جاتا ہے اور اگر شاید کہیں حفظ ہوا تو سبب اوسکا قصور
تدبیر ہوگا نہ تحقق صداقت — اور یہ بھی ضرور ہے کہ دشمن کی حیلہ
عادات سے اطلاع بہم پہونچائے تاکہ اوسکے موافق تدبیر کو عمل میں
لاوے اور جو امور ناگوار خاطر دشمن ہوں اونسے بھی آگاہ ہو رہے
کہ ظفر اکثر ایسی ہی صورتوں میں دکھائی دیتی ہے — اور سب سے
عمدہ طریقہ زوال عداوت و تدبیر ازالہ دشمن کا یہ ہے کہ انسان
خود اپنے افکار عالی اور تدابیر بلند کو صرف کرے کہ جو مادہ قوت
و اقتدار دشمن کا ہے اوسمیں ترقی کرے اور حقیقت میں از روی
کمال و علم بھی اسباب لوازم اوس سے بڑھ جائے تاکہ اسکی بلندی

خود کسر عدد کا سبب ہو دونو طرح سے یعنے اسکا وقار بھی بڑھ جائے
اور اوسکی قوت بھی اسکے مقابل مین گھٹ جائے اور ہمیشہ اسی فکر
مین رہے کہ دشمنون کے دوستون کو اپنا دوست بنائے اور دشمن
کا دشمن بنا دے بلکہ جہانتک ممکن ہو دشمن سے پیرایہ دوستی
ظاہر کرے کہ باطنانہ سہی تو ظاہر مین تو برائی کرنیسے شرمائیگا
اور دوست بنے رہنے پر اوسکے اسرار و حالات پر اچھی طرح سے
اطلاع حاصل ہوگی پھر جناب محقق ارشاد فرماتے ہین کہ کسی دشمن
کو دشنام نہ دے اور کلمات بد سے یاد نہ کرے بلکہ تعرض اور
اعتراض سے بھی احتیاط کرے اسلیے کہ نتیجہ اس کا اکثر بد پیدا ہوتا ہے
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہی ہزار اپنے واسطے پیش آتا ہے بلکہ
جہانتک ممکن ہو دشمن کے نفوس و اموال کو بھی ضرر نہ پہونچائے
کہ عقلا اس فعل کو وسیلہ سفاہت سمجھتے ہین اور دشمنون کو زبان
درازی کی جگہ مل جاتی ہے حکایت کہتے ہین کہ ابو مسلم مروزی
نے اٹھارہ برس نضر سیار سے معرکہ آرائی کی اور آخر کار گرفتار
کرکے اپنی دار السلطنت کو لایا ایک شخص اوسوقت صحبت
مین حاضر تھا اوسنے نضر سیار کو دشنام دی ابو مسلم نے ترش رو
ہوکر کہا کہ ہر گز تجھکو زیبا نہ تھا اگر تینے تدارک اس کا کیا تھا او

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

درپے جان و آبرو ہوا تھا تو اوسکا ایک سبب تھا مگر تجھے کوئی
فائدہ اس دشنام سے حاصل نہین ہوا بالآخر اگر دشمن کو کسی آفت
مین مبتلا دیکھے تو اوسپر مسرور نہو اور اظہار مسرت نکرے
اسواسطے کہ شاید زمانہ گردش کرے اور خدانخواستہ وہی روز
بد اسے پیش آوے تو باعث شماتت ہو اگر دشمن حمایت طلب
کرے اور جائے پناہ تصور کرکے زیر دامن آئے یا کسی چیز مین
امانت دار کرے تو ہرگز ہرگز پہلوتہی اور خیانت نکرنی چاہیے
بلکہ نہایت کشادہ پیشانی اور مروت سے اپنے ذیل کرم مین
لینا چاہیے اسواسطے کہ اگر اسکے لطف و عنایت نے دشمن
کے قلب پر اثر ڈالا تو دوست ہو جائیگا ورنہ اسکی نکوئی اور
حسن سیرت عالم مین مشہور و معروف ہوگی اور اوسکا اثر بہت
دور تک پہیلے گا ہرچند یہ مرحلہ اوس شخص کیواسطے زیادہ دشوار
ہے جو پابند ہوا و ہوس ہو مگر جو پابند عقل و خرد ہے ضرور
ہر چیز کے نتیجہ پر غور کریگا پہر تحریر فرماتے ہین کہ دفع اعدا
کے لیے تین طریقے ہین اوّل یہ کہ حتی الامکان دشمنون کی
نفوس کی اصلاح کرے اگر یہ ممکن نہو تو اصلاح ذات البین مین
کوشش کرے دوم دشمن سے ملنے چلنے مین احتیاط کرے بعض

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دور و دراز گوارا کرے سوم یہ کہ دشمن کے استیصال کی فکر
کرے اور اوسکے مکر و کید کو اپنے تک پہونچنے نہ دے یہ سب مین
اخیر تدبیر ہے اور اسکی چھ شرطین ہین کہ بغیر اون کے پائے جانے
کے ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے اوّل یہ کہ دشمن بالذات شریر
ہو کسیطرح اصلاح اوسکی ممکن نہو دوم یہ کہ کوئی تدبیر سوا قہر
اور غلبہ کے ہو نہ سکتی ہو اور کوئی چارہ خلاصی کا ممکن نہو
سوم یہ کہ اسباب کی امید ہو کہ اگر ظفر اوسکو حاصل ہوگی
تو وہ اس سے زیادہ تدارک کریگا اور کوئی دقیقہ اوٹھا نرکھے
گا چہارم یہ کہ کئی مرتبہ اوسکی شرارت کو مشاہدہ کر چکا ہو
کہ اُمید صلاحیت باقی نرہے پنجم یہ کہ استیصال مین کسیطرح کی
خیانت اور غدر اسکی جانب عائد نہو ششم یہ کہ کوئی نتیجہ
بد دنیا و آخرت مین پیدا نہو جبتک یہ مجبوریان نپائے جائین
ہرگز استیصال پر کمر ہمت کو چست نکرے لیکن باوجود اسکے
اگر دوسرے دشمن سے اوسکا استیصال ہو سکتا ہو تو خود
جرات نکرے کہ یہ طریقہ قرین حزم و احتیاط ہے اور وہ قسم
دشمنون کی جو محض بہ مقتضائے حسد عداوت کرتے ہین اونکا
تدارک اس سے بڑھکر کوئی نہین کہ جو باعث اونکے حسد کا ہے

اوسمین ترقی کرے تاکہ اور زیادہ وہ جل جلکر گداختہ ہون اور
آخر مجبور ہوکر اپنے حسد سے باز آئین اتنا خیال ضرور ہے کہ
اونکی تدابیر موثر نہونے پائین اور اونکے کید و مکر سے محفوظ
رہے اور جہانتک ممکن ہو اونکے اس طریقۂ خاص کو ظاہر کرتا رہے
مگر شرط یہ ہے کہ خود کسی امر مکروہ کا مرتکب نہو اور اونکے
تدارک مین کسی امر بد کو اختیار نکرے اور معاشرت اون لوگونکی
ساتھ جو نہ دوست ہون نہ دشمن یہ بہی مختلف ہے کلیہ اسکا
یہ ہے کہ جو شخص جس مرتبہ کا مستحق ہو اوسکو اوسی مرتبہ کے
ساتھ رکھے مثلاً جو لوگ نصیحت کرنیوالے اور ہدایت فرمانے
والے ہین اونکی خدمت مین بانکسار حاضر رہے اون کے
اقوال ہدایت بنیاد کو توجہ خاطر سے سُنے اور جہانتک ممکن ہے
تعمیل مین کوشش کرے مگر یہ ضرور خیال رہے کہ ہر شخص کا
قول قابل قبول نہین ہوتا جبتک عقل و خرد کے نزدیک وہ
قول قابل اعتماد نہو ہرگز تسلیم نکرے بلکہ اگر کوئی ادنے شخص
بہی قول محکم بیان کرے تو ضرور تسلیم کرے جیساکہ مشہور ہے
اُنْظُرْ اِلٰی مَاقَالَ وَلَاتَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ کہنے والے کی
بات کو دیکہو نہ کہنے والے کی ذات کو مثلاً اگر گنوار بادیہ نشین

ایسی ایسی حکایتین اور ضرب المثلین بیان کرتے ہین جو بالکل
قواعد عقل کی موافق ہوتی ہین جیسے گردہر کبراج کی کنڈلیان اور تلسی
داس کے دوہرے وغیرہ تو عقل کی راہ سے عالم مجیب کے قول
لائینے سے یہ اقوال بامعنی بہتر ہین بہر طور انسانکو خود تدبر اور
تعمق کرنا چاہیے اور تنہا اعتبار پر عمل نکرنا چاہیے مگر یہ بات
بہی صاحبان علم کیواسطے ہے کہ وہ خیر و شر مین اچھی طرح سے
تمیز کرسکتے ہین نہ جاہل اونکے واسطے اسیقدر کافی ہے کہ فہمیدہ
و سنجیدہ کے قول پر عمل کرین اسیواسطے معصوم علیہ السلام
کا قول بے دلیل کے قابل تسلیم ہے کہ پہلے اونکی عصمت
عقل کے روسے ثابت ہوچکی ہے تو اب اگر کوئی تقریر سمجہہ مین
نہ آئے تو وہ ہمارے یا راوی کی فہم کا قصور ہے بہر طور مقصود یہ ہے
کہ وہ سہو کا کہانتیسے محفوظ رہے اسواسطے کہ اکثر لوگ خود
غرضی سے بہت سے مطلب بیان کردیتے ہین جنکی اصلیت
کچہہ بہی نہین ہوتی اسی وجہ سے ایسے لوگون کی تعظیم کرنا چاہیے
جو محض خیر خواہی کی راہ سے خلق خدا کو نفع پہونچاتے ہین
اور خود بہی اونہین کے طریقے سے مشابہت کرنی چاہیے اور
ہرگز حق بات مین ملامت کا خیال نکرنا چاہیے اور بیہودہ گویونکے

جلسہ ششم آئین سلطنت حسن معاشرت

کہنے سننے کو برا نہ ماننا چاہیے اگرچہ کیسی ہی سخت کلمات کہین مگر
اسکو ہمیشہ حلم و بردباری کے ساتھہ اونسے معاملہ کرنا چاہیے
تاکہ وہ درپے اذیت نہون اور یہ اپنے فعل مستحسن سے باز نرہے
اگر بدنامی سے خوف کرے اور تقریر ناملایم سفہا کا تحمل نکر سکے
تو اظہار اوس ملال کا نکرے اور معاوضہ اونکی ملامت کا ہرگز
عمل مین نہ لاوے نہایت حزم و احتیاط سے اصلاح کرے یا
مفارقت و دوری اختیار کرے یا اونکی صحبت سے کنارہ کشی
کرے جہانتک ممکن ہو ایسے گروہ سے رسم ملاقات نکرے
کہ نتیجہ ایسی ملاقات کا سواے زحمت اور مصیبت کے اور کچھہ نہین
ہوتا خصوصًا وہ لوگ جو اخلاق بد سے موصوف ہون جیسے
متکبر کہ انکی صحبت سے ضرور اثر تکبر کا پیدا ہوجاتا ہے بلکہ حکما کا
یہ مقولہ ہے کہ متکبر کے ساتھہ خود بھی تکبر کرنا چاہیے اور اگر وہ
تعلی کرے تو خود بھی بلند پروازی کرے اسلیے کہ متکبر کے ساتھہ تکبر
کرنا گویا علاج بالمثل ہے اور تواضع اور فروتنی ایسے لوگونکے
ساتھہ مین باعث اہانت و تحقیر ہے اسلیے کہ وہ لوگ اپنے
گمان مین اس فعل کو ہنر سمجھتے ہین اور اپنی راے کو صایب جانتے
ہین [illegible] مطالب [illegible] سمجھتے ہین جب کوئی

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

دوسرا بھی اونکے سامنے تکبر کریگا تو یا اپنے فعل پر نادم ہونگے یا برابر سمجھینگے بقول سعدی ؎ تواضع زگردن فرازان نکوست گدا اگر تواضع کند خوے اوست ✦ اور اہل فضائل سے ہمیشہ اختلاط کرنا چاہیے اور اونکے اخلاق و عادات حسنہ کو اخذ کرنا چاہیے جسقدر ممکن ہو اونکی سیرت و طریقہ کو اختیار کرے جہانتک ہو سکے اونہین کے قدم بقدم چلے یہانتک کوشش کرے کہ خود بھی اوسی زمرہ مین شمار ہو اور اپنے ہمسایہ اور ہم پیشہ اور ہم طریقہ لوگون کی تعظیم و توقیر اور رفع حاجات اعانت و امداد مین کوشش کرے اگر کوئی امر نا ملائم یا خلاف مروت اوسنے ظہور مین آئے تو صبر کو کام فرمائے ہرگز عتاب و سختی نکرے اسلئے کہ کریم النفس وہی ہے جو اپنے نفس پر قادر ہو اور لئیم وہ ہے جو متابعت ہوا و ہوس مین نتیجے کا خیال نکرے اسی وجہ سے حکما فرماتے ہین کہ لئیم ہمیشہ صبر بدن پر کرتا ہے اور کریم صبر اپنے نفس پر کرتا ہے اسیطرح جملہ مخلوقات سے بعقل و فراست معاملہ کرنا چاہیے اور ہمیشہ تمام مخلوقات خدا کی اصلاح کا در پے رہے اور جو گروہ زیر دست اور محکوم ہو اونکی سیرت کو دیکھے حسن سیرت میں

جلسۂ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

اور جس طریقے مین معلوم ہو ویسا معاملہ اونکے ساتھہ کرے
مثلاً گر طالبان علم اگر رغبت اونکی تحصیل علوم کی بسبب نکوئی
طبیعت کی ہے تو اونکی تعلیم مین توجہ خاص فرمائے اور اگر
غرض اونکی تحصیل علم سے صحیح نہین تو تہذیب اخلاق تعلیم کرے
اور اونکے معائب نفسانی سے اونکو مطلع کرتا رہے اور جو علم کہ باعث
اونکی خرابی طبیعت اور لغزش قدم کا ہو اوس سے منع کرے جیسے
اذکیائے غیر سلیم الطبع کو علم فلسفہ الہیات وغیرہ یا بلید الذہن کو
فنون عالی وغیرہ لکہ ایسے اشخاص کی تعلیم و ترتیب مین تقدیم و تاخیر
علوم نظری و عملی کے ملحوظ رکھے اسکی تفصیل جلد اول [illegible] اخلاق
مین گذارش ہو چکی خلاصہ یہ کہ جہانتک طبیعت جس تک سے آمادہ
اصلاح ہو سکے اوسی طرح سے اوسکی ترتیب کرنی چاہیے اور ویسا ہی
طریقہ اونکے ساتھہ عمل مین لانا چاہیے اسیطرح ہر جماعت کے اشخاص
رعیت کے پابند اونکے فلاح و خیر کا کرے مثلاً اہل صنعت کی تکمیل
صنعت مین [illegible] اور اہل حرفت کو تکمیل پیشہ مین مدد دے اور صنعت
و پیشہ [illegible] باز رکھے اور بعنوان شائستہ اپنے امکان سے کوتاہی
[illegible] مثل [illegible] تنگ [illegible] جو عادی احتیاج اور التجا کے
ہو گئے ہون اونکو بھی اس طریقے سے باز رکھے اس طرح سے کہ جو لوگ

زیادہ الحاح کرتے ہین اونکے دینے مین تاخیر کرے اور جو لوگ اپنی
غرض اصلی کو بیان کرتے ہین اونکی حاجت روائی مین تعجیل کرے
محتاج اور طامع مین تمیز کرے طماع کو باز رکھے حاجتمند کو بقدر ضرورت
دے اقویا کو محنت ومشقت کا عادی کردے ضعفا کو راحت
پہونچائے **حکایت** مشہور ہے کہ سبحانعلیخان مرحوم ومغفور
ایک روز اپنی صحبت مین تشریف رکھتے تھے ایک شخص لباس
مکلف پہنے ہوے ملاقات کو آئے خانصاحب نے اونکی تعظیم
وتوقیر کی اور وقت رخصت اونکے خدمتگار کو بلاکر پانسو روپیہ
دیے اور کہا کہ کلہ پھر میرے پاس تنہا آنا تھوڑی دیر نہین گذری
تھی کہ ایک شخص ایک بچے کو گود مین لیے ہوے فریاد وزاری
کرتا ہوا آیا دریافت کیا تو اوسنے بیان کیا کہ اوس شخص کی زوجہ
بے کفن پڑی ہوئی ہے کوئی سامان تجہیز وتکفین کا نہین ہے
خانصاحب نے آٹھہ آنے پیسے دلوائے حاضرین صحبت
کو نہایت تعجب ہوا ایک شخص اونمین سے اوٹھکر اوسکے ہمراہ
ہوا پیچھے پیچھے چلا جاتا تھا دیکھا کہ وہ صاحب ایک کمرے پر
تشریف لیگئے اور چھہ آنے پیسے ایک طوائف کو حوالہ کیے اور
دو آنے اوس بچے کی مان کو دیے دریافت کرنے پر معلوم ہوا

جلسہ ششم آئین سلطنت و حسن معاشرت

کہ روز آپ ایک لڑکا کرایہ پر لے آیا کرتے ہیں اور روسا کو بھوکا
دیکر کفن کے نام سے بیچا کرتے ہیں اور اپنی معشوقہ کی
خدمت میں حاضر کرتے ہیں نتیجہ یہ ہے کہ انسان کو بہ ہوشیاری بدل و
عدل کرنا چاہیے اور علی الدوام ہمارا یہی خیال و درستی فہم
ریاست کو درست کرنا چاہیے [illegible] غایت کو
ملحوظ رکھنا چاہیے [illegible] اسلئے کہ علم اخلاق [illegible] درست [illegible]
تبدیل [illegible] کا ہے [illegible] اور [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
شکر کسی زبان سے ادا نہیں کرسکتا آج آپکو بہت بہت ہوئی
ہے کہ انشاء اللہ [illegible] زیارت سے مشرف ہونگا بعض
جناب جزئی [illegible] استفسار کرینگے قابل عرض [illegible] ہونگا یہ کہکر
بادشاہ محل [illegible] تشریف لیگئے حکیم صاحب اپنے [illegible] گھر [illegible]

خاتمۃ الکتاب

جب فیلسوف دانا کے روزگار نے پردۂ ظلمات میں پناہ لی اور
حکیم خردمند نے خلعت نورانی پہنکر اوج سپہر برین سے بڑائی کی اور
لی افلاطون روشن ضمیر نے خموانہ مغرب میں منھ چھپایا ارسطو
جہان نے بہمراہی افواج نجوم دربار سکندر رومی کو حضور فرمایا
حکیم صاحب دربار عادل شاہی میں حاضر ہوکے اور ادب کے فرش
بجا لا کے سوال ارشاد ہوا کہ مطالب حکمت عملی کو جو آپنے
تمام فرمایا اب بغرض [illegible] تمامی کتاب کے مختصر سا حال حکیم
ارسطاطالیس کا بیان کیجیے اسوجہ سے کہ اکثر مطالب اخلاقی
اور تمدن کو آپنے اونہین کی زبان سے نقل کیا ہے اور بہت سے
مضامین حکمت اخلاق کو اونہین کی کتاب سے بالتفصیل ترجمہ
فرمایا ہے تو اونکا ذکر خیر بھی موجب صحت عقیدہ و باعث
کثرت اعتماد ہوگا اوسکے بعد امیدوار ہون کہ چند نصیحتین
بھی ارشاد ہون جنسے تجربہ حاصل ہو جواب حکیم صاحب نے
دست بستہ عرض کی اگر ارشاد فیض بنیاد یہی ہے [illegible] تو حکم کو
تعمیل میں کیا عذر ہے اصحاب تاریخ و سیر یون [illegible] لکھتے ہیں

خاتمۃ الکتاب

حساب تحریر فرماتے ہین کہ تولد حکیم ارسطاطالیس کا سنہ ۵۲۲۵
سال ہبوطی مین تہا یعنے ولادت حضرت عیسیٰ سے ایکسو پینسٹھ برس
پیشتر انکا علم علم وحکمت بلند ہوا اسم شریف مین چار لغتین وارد ہین
ارسطاطالیس وارسطالیس وسطاطالیس ورسطالیس مگر
اصل یونانی نام انکا ارسطو ہے معنی اسکے فاضل کے ہین والد
ماجد انکے حکیم نیقوماخس بن ماخاون ہین اور سلسلہ نسب انکا
دونون طرف سے منتہی حکیم اسقلبیوس کیطرف ہوتا ہے جیسا
کہ حکیم بطلمیوس نے اپنے بعض مصنفات مین ذکر فرمایا ہے
مولد انکا بلدہ اسطاغیرا اطراف و متعلقات یونان ہے تلمذ انکا
حکیم افلاطون بن ارسطی ایک آتھینیوس ثانی سے ہی بیس برس
خدمت استاد مین حاضر رہے اور دقایق علوم وحقایق حکمت کو
حاصل کرتے تھے یہانتک کہ افلاطون بحضوری ارسطاطالیس
کسی قسم کا درس نہین دیتے تھے اگر کوئی کچھ سوال کرتا تہا تو ارسطو
کا حوالہ کرتے تھے اونکی قدر ومنزلت کی یہ کیفیت ہے کہ بعض کتب
احادیث مین وارد ہے کہ عمرو بن عاص بعد مراجعت مصر خدمت
حضرت رسولخدا صلعم مین حاضر ہوے بعض حالات مصر بیان کرنے
لگے حضرت نے استفسار فرمایا کہ اہل مصر کا اب مذہب کیا ہے

خاتمۃ الکتاب

اور کسپر عقیدہ رکہتے ہین عمرو بن عاص نے کہا کہ وہ لوگ ارسطو
علیہ اللعنہ کے اقوال کے مطیع ہین حضرت نے عتاب فرمایا اور اس
جسارت سے منع فرمایا اور ارشاد کیا اِنَّہٗ نَبِیٌّ ضَیَّعُوْہُ قَوْمُہٗ
یعنے وہ مرتبہ عقل مین شان نبوت رکہتا تہا مگر اوسکی قوم نے اوسکو
ضایع کردیا - اور معلم ثانی اپنے مصنفات مین تحریر کرتے ہین
کہ فلاسفہ یونان کے سات فرقے ہین اوّل اصحاب فیثاغورس
جو اپنے معلم کے نام سے مشہور ہین نہین کی تقلید مین اکثر حکماے
انگلستان وغیرہ ہین دوم وہ لوگ جو کسی شہر کے نام سے
مشہور ہوگئے اونکو ارسطینوس کا تابع کہتے ہین سوم اپنے
مدرس کے نام سے مشہور ہین انکو تابعین کرسفس کہتے ہین
چہارم اصحاب مظلہ ہین انکو مظلّہ اسوجہ سے کہتے ہین کہ ہیکل
شہر اسن کے سایہ مین درس وتدریس کرتے تہے پنجم وہ گروہ ہے
جو کسی خاص طریقے مین اپنے اوستاد کا پیرو ہے انکو اصحاب
دیوجانس کلبی کہتے ہین اسوجہ سے کہ دیوجانس کا یہ طریقہ تہا
کہ سوا اپنے اصحاب وخویشاوند کے دوسرے سے لطف وصحبت
نہین کرتے تہے ششم اصحاب لذت ہین جنکا مقولہ یہ ہے
کہ غرض حکمت ومعرفت سے فقط لذت دانش ہے جو نفس کو

خاتمۃ الکتاب

حاصل ہوتی ہے منجملہ اصحاب افلاطون وارسطاطالیس انکو
مشائیین کہتے ہیں وجہ یہ ہے کہ اکثر حالت مشی میں درس دیتے
تھے مگر ان سات گروہوں میں سے تابعین فیثاغورس و اصحاب
افلاطون و ارسطو ترقی کیگئے چنانچہ آجتک یہی دو نظام جاری
ہیں۔ الحاصل جبتک افلاطون بقید حیات رہے ارسطو خدمت استاد
مین حاضر رہے جب اونہونے عالم ہستی سے انتقال کیا سن
ارسطاطالیس کا ۳۷ برس کا تھا پھر یونان مین آکر ایک مدرسہ
کی بنیاد کی اور وہان طلبا جمع کرکے تعلیم مشکلات علوم کرنا
شروع کی تا اینکہ فلپ پدر اسکندر رومی نے عریضہ لکھا
اور شہر ماکادونیہ کو طلب کیا حکیم نے وہان آکر توقف کیا اور
تعلیم و تربیت اسکندر مین اہتمام فرمایا اور بیشہ میسیدان مین
قیام کیا مگر جب اسکندر نے رخصت کی تو آب و ہوائے شہر
سٹدان خلاف مزاج ہوئی وہان سے سفر کرکے شہر ایتھن
مین توقف کیا اور دس برس وہان تعلیم علوم کرتے رہے۔ مگر
بسبب عداوت بعض اماذن کاہن وہان بھی سکون
نہ رہ سکے اپنے مولد بلدہ سطاغیرہ مین آئے اور اخیر زمانہ تک
تکمیل کمالات مین سعی وافر فرمائی۔ ایک روز [illegible]

خاتمۃ الکتاب

جذر و مد دریافت کر رہے تھے چاہتے تھے کہ ایک تصنیف خاص
علّت جذر و مد مین تحریر کرین کہ دفعتًا ایک موجہ دریا نے
آکر چھپا لیا اور ارسطاطالیس اوسی جذر و مد دریا کے تفکر مین
غرق ہوگئے شاگردون نے دریا سے اوس در بے بہا کو نکال کر
بکمال عزت و آبرو پیوند خاک کیا مگر جب کوئی مشکل شاگردون
کو پیش آتی تھی مقبرۂ **ارسطاطالیس** پر جا کر طلب افاضت
کرتے تھے اور اوس مسئلہ مشکل کو حل کر لیتے تھے مردم اصطاخیر
نے جمع ہوکر نعش **ارسطاطالیس** کو ایک تانبے کی صندوق
مین لیجا کر شہر اسطاگیس مین دفن کیا اور اوس جگہ کو مشورتخانہ
قرار دیکر مشورۂ باہمی کرتے تھے اس اعتقاد سے کہ برکت قبر
ارسطاطالیس سے اونہین علم و ذکا حاصل ہوجائے المختصر
اس حکیم دانا نے مجموع اڑسٹھہ برس اس دنیائے فانی میں
بسر کی اور ایک سو بیس کتابین علوم حکمیہ و فنون مختلفہ میں
تصنیف و تالیف کین ایکروز شبکو مامون رشید خلیفہ
عباسی نے خواب مین حکیم **ارسطاطالیس** کو دیکھا بعد
دریافت حال کے پوچھا کہ دنیا مین آپکے نزدیک بہتر کون
شخص ہے حکیم نے کہا جسکی بہتری پر عقل حکم کرے پھر عرض کیا

خاتمۃ الکتاب

جسمے کوئی نصیحت کیجیے کہا کہ خدا کی توحید اور صحبت نیک
اختیار کر جب جسکو ماموں کی آنکہ کہلی حکم دیا کہ مصنفات ارسطو
جمع کیے جائین اور ترجمہ ہون بادشاہ روم کو نامہ لکہا کہ مصنفات
ارسطو جسقدر آپکے مملکت مین موجود ہون روانہ کیجیے بادشاہ نے
بہت تفحص کیا تو ایک رہبان جو قسطنطنیہ سے کئی میل کے
فاصلے پر رہتا تہا اوسنے عرض کی کہ اراضی یونان مین عہد قسطنطین
بادشاہ سے اب تک ایک مکان مقفل چلا آتا ہے جو بادشاہ
ہوا وہ صاحب عالی ہمت گذرا اوسنے ایک ایک قفل اضافہ
کیا اس گمان سے کہ اوس مکان مین کوئی خزانہ بیش بہا ہے
[illegible] [illegible] اوس کہولنا اوسکا اور صرف کرنا اوس خزانہ کا
سبب سمجہا حالانکہ اوس خزانہ مین کوئی مال دنیا نہین ہے
بلکہ کتب حکمت ہین جنمین علوم عقلی مدوّن ہین جب
مردم یونانیہ نے دین مسیحائی اختیار کیا تہا تو قسطنطین
بادشاہ نے کتب حکما کو بند کرکے مقفّل کر دیا تہا تا لوگ
اون کتب کے ذریعے سے گمراہ نہون اور دین مسیحی مین سستی
اختیار نکرین یہ سُنکر بادشاہ نے اہل مشورت کو جمع کیا اور
پوچہا کہ ان کتابون کا ماموں کے پاس بہیجنا خلاف عقل و

خاتمۃ الکتاب

وحکمت ہے یا نہین سب نے بالاتفاق عرض کی کہ کوئی
ہرج نہین ہے بلکہ شاید ان کتابونکے ذریعے سے اونکے دین
وملت مین فرق آوے یہ سوچکر بادشاہ نے بے تکلف اون
کتابون مین سے پانچ شتر گرانبار کرکے مامون کے پاس
روانہ کئے مامون نے بہت سے حکماء عصر کو ملازم رکھکے
اون کتابونکے ترجمہ کا حکم دیا چنانچہ حنین بن اسحاق
وحبیش بن حسن وثابت بن قرہ پانچ پانچ سو دینار
سرخ کے ملازم تھے اور برابر اون کتب کا ترجمہ زبان عربی مین
کرتے تھے چنانچہ قسطا بن لوقا بعلبکی جب
بغداد مین لائے ہین تو اس قسم کی بہت سی کتابین اونکے
ساتھ تھین جسمین اکثر کتابین خود اونہون نے ترجمہ کی ہین
اور بعض اونکے فرمایش سے ترجمہ کی گئین تھین ان کتب مین
اکثر مصنفات ارسطاطالیس کی تھی کہ بعض اونمین سے
پوری پوری ترجمہ ہوئی اور بعض ناقص رہگئی چنانچہ
آجتک وہ اوسی طرح ناتمام ہین مصنفات ارسطو چار قسم کے
ہین اول منطقیات دوم طبعیات سوم الٰہیات چہارم
خلقیات جس فن مین یہ کتاب ہے تفصیل اور فہرست ان کتب کی

خاتمة الکتاب

شرح ترجمہ و نام مترجم صاحب تاریخ الحکما نے لکھی ہے اور
بعض مصنفات کتب خانہ فقیر مین بھی موجود ہین اس مقام پر
کتب خلقیات کی فہرست تحریر کرتا ہون ۔ منجملہ اوس کے
کتاب النفس ہے جسے یحییٰ بن عدی نے تیسرے مقالہ
تک ترجمہ کیا ہے اور حنین نے پورا ترجمہ زبان سریانی مین
کیا ہے اور اسحاق نے دو مرتبہ اوسکا ترجمہ کیا ہے اور
ثامسطیوس نے اوس کتاب کی شرح کی پہلے مقالہ کے
دو مقالہ کیے اور دوسرے مقالہ کے بھی دو مقالہ اور تیسرے
مقالہ کے تین مقالہ اور لاامیندروس نے اوسکی تفسیر کی
اور سنبلیقوس نے شرح کی اور حکیم اسکندر نے تلخیص
کی سو ورق سے زیادہ اور ابن البطریق نے اوسکا خلاصہ
کیا پھر شرح ثامسطیوس کو اسحاق نے عربی مین ترجمہ
کیا اور پھر تیس۳۰ برس کے بعد تصحیح کی دوسری کتاب حس و
محسوس کے بیان مین ہے اسکے دو مقالے ہین مگر یہ بہت
کمیاب ہے جسقدر موجود ہے وہ ابی البشر متی بن یونس
سے نقل کیگئی تیسری کتاب ملقب بکتاب الحیوان
ہے اوسمین اونیس مقالے ہین ابن البطریق سے منقول ہے

خاتمہ الکتاب

اور ایک نقل قدیم اوسکی سریانی مین موجود ہے وہ عربی سے بہتر ہے نیقولاوس نے اس کتاب کو مختصر کیا ہے علی بن زرعہ نے عربی مین اوسکا ترجمہ کیا ہے چوتھی کتاب ارسطو سے کتاب الاخلاق ہے جسکی فرفوریوس نے شرح کی ہے اسمین بارہ مقالے ہین حنین بن اسحاق نے اوسکا ترجمہ کیا ہے چند مقالہ اوسکے بخط اسحاق یحیی ابن عدی کے پاس تہے اوس کتاب کے اکثر فوائد حکیم محمد بن یعقوب بن مسکویہ رازی نے کتاب الطہارت مین نقل کیے گئے اور اکثر محقق طوسی نے کتاب اخلاق ناصری مین درج کیے — فقیر نے بہی وہی کتاب کا حاصل مطلب باضافہ چند مطالب اس کتاب مین عرض کیا ہے اب اس مطلب کو فقیر بعض نصائح حکیم افلاطون پر تمام کرتا ہے جو اونہون نے وقت احتضار اپنے شاگرد ارسطاطالیس کو بطور وصیت کے تعلیم کیے تہے اور جملہ فروع علم اخلاق مین نافع ومفید ہین فرماتے ہین کہ —

1 — اپنے معبود کو پہچان اور اوسکے حق کو ملحوظ رکھ —

2 — ہمیشہ تو پڑھنے پڑھانے مین اوقات بسر کر —

خاتمة الکتاب

۳ تحصیل علم وکمال کو ہر چیز سے مقدم رکھہ —

۴ اہل علم کو کثرت علم سے امتحان نکر بلکہ اجتناب شر وفساد سی
حال اونکا دریافت کر —

۵ خدا سے ایسی چیز نہ طلب کر جسکا فائدہ منقطع ہوجائی

۶ یقین کرے جتنی نعمتین ہین خدا کی طرف سے ہین —

۷ جتنی خدا کی نعمتین ہین وہ باقی ہین اور تجھسے نہین جدا
ہونے کی —

۸ ہمیشہ ہوشیار رہ کہ شر کے اسباب بہت ہین —

۹ جو چیز کرنی نچاہیے اوسکی آرزو بھی نچاہیے

۱۰ خدا کا انتقام بندون سے غصہ اور خفگی سے نہین ہوتا ہے
بلکہ راستی اور تادیب سے یعنے خدا کی لاٹھی مین آواز نہین

۱۱ ایسی حیات کی تمنا نکر جسکے ساتھہ موت شریک ہو

۱۲ حیات اور موت کو شمار مین نہ لا مگر یہ وسیلہ نیکی کے حاصل
ہونیکا سمجھہ —

۱۳ آسایش وراحت پر آرام نکر جبتک اپنے نفس سے
تین چیزو نکا حساب نہ لے پہلے اوس دن مین کوئی خطا تجھسی
ہوئی یا نہین دوسرے یہ کہ کوئی کار نیک تو نے کیا یا نہین —

خاتمۃ الکتاب

تیرے یہ کہ کسی کام مین تونے تقصیر کی یا نہین۔

۱۴ یاد کرے کہ اصل مین تو کیا تہا اور بعد ہوت کے تو کیا ہو جائیگا

۱۵ دنیا مین کسیکو تکلیف ندے کہ عالم کے سارے چیزین گہٹتے بڑہتے ہین اور دنیا کا کار بار بدلا کرتا ہے۔

۱۶ بڑا بدنصیب وہ ہے جو عاقبت سے غافل ہو جائے

۱۷ کم بخت وہ ہے جو لغزش مین سنبہل نہ جائے۔

۱۸ سرمایہ اپنا اون چیزون سے نکر جو تیری ذات سے علیحدگی رکہتی ہون۔

۱۹ نیک کام مین مستحق کے سوال کا انتظار نکر۔

۲۰ قبل بیان کے حاجت کو پورا کر۔

۲۱ اوس شخص کو حکیم نجان جو دنیا کی لذت پر خوش ہو۔

۲۲ اوس شخص کو عاقل نسمجہہ جو مصیبتون مین بیتاب ہو جائے

۲۳ مرنیکو یاد رکھہ مرنیوالون پر عبرت حاصل کر۔

۲۴ ذلت آدمی کی سخن بیفائدہ مین ہے۔

۲۵ بے پوچہے جو کوئی چیز بیان کرے تو اوسے بیچان لے۔

۲۶ جو شخص دوسرے کے شعر مین فکر کرے نفس اوسکا خود شعر ہے

۲۷ نکر سوچ سمجہہ لے تب کہہ۔

خاتمة الکتاب

۲۹ زمانہ ہمیشہ گردش مین لیاکرتا ہے اور ہر ایک کی حالتین بدلتی رہتی ہین

۳۰ سب کا دوست بنا رہے۔

۳۱ جلدی غصہ نکر کہ غصہ کی عادت ہوجائے گی۔

۳۲ آج اگر کسیکو احتیاج ہو توکل پر نہ ٹال معلوم نہین کہ کل کیا ہوجائے۔

۳۳ جو شخص کسی حالت مین گرفتار ہو اوسکی مدد کرے۔

۳۴ جو اپنے فعلون مین گرفتار ہو اوسکے نزدیک نجا۔

۳۵ جبتک اچھی طرح سے نہ سمجھے جھگڑے کا فیصلہ نکرے۔

۳۶ باتون سے حکیم نہ بنے بلکہ قول و فعل موافق حکمت کے ہون

۳۷ زبان کی حکمت جہان مین رہتی ہے عمل کی حکمت آخرت مین کام آتی ہے۔

۳۸ نیک کامون کی مصیبت نہین رہجاتی مگر نیک کام رہجاتا ہے

۳۹ گناہ کی لذت باقی نہین رہتی ہے مگر مواخذہ رہجاتا ہے

۴۰ اوسدن کو یاد کر جب تجکو پکارین اور تو سن سکے اور بول نسکے

۴۱ دنیا سے ایسی جگہ جاتا ہے جہان دوست دشمن کچھہ نہین پہچان سکتا

۴۲ دنیا مین کسیکو نقصان نہ پہونچا ایسا نہو تیرا نقصان ہو۔

۴۳ تو ایسی جگہ جانیوالا ہے جہان آقا غلام سب برابر ہین

خاتمۃ الکتاب

پہر تکبر کس واسطے ہے —

۴۴ زاد راہ طیار رکھہ نہین معلوم کب کوچ ہو —

۴۵ خدا کی نعمتون مین حکمت سے بڑہکر کوئی چیز نہین —

۴۶ حکیم وہی ہے جو فکر اور قول کو برابر رکھے —

۴۷ نیکی کر بدی سے باز آ —

۴۸ سُن اور یاد کرے —

۴۹ ہر وقت اپنے کامونکو سمجہہ لیا کر —

۵۰ اپنے حال کو دیکہتا رہ —

۵۱ دنیا کے کسی کام مین ملال نہ اوٹھا —

۵۲ کسی کام مین سُستی اور جلد بازی نکر —

۵۳ حد اعتدال سے نیکی مین تجاوز نکر —

۵۴ کبہی برائی پر مائل نہو —

۵۵ کوئی گناہ نیک کام مین نہ ے —

۵۶ تہوڑی مسرت کیواسطے بڑے کام کو نچہوڑ —

۵۷ ذراسی خوشی کے لیے ہمیشہ کا رنج نہ اوٹھا —

۵۸ حکمت کو دوست رکھہ اور حکما کا قول سن —

۵۹ ہوائے دنیا کو دلسے دور کر تاکہ آداب دنیا کو نچہوڑ —

خاتمۃ الکتاب

۶۰ وقت سے پیشتر کسی کام کو نکر۔

۶۱ جس کام کو کر سوچ سمجھ کے کر۔

۶۲ تونگری سے غرور نہ پڑ ہا۔

۶۳ مصیبت سے دل اپنا نہ توڑ۔

۶۴ دوستون سے یون رفتار کر کہ حاکم کی احتیاج نہو۔

۶۵ دشمنون سے یون معاملہ کر کہ ظفریاب ہو۔

۶۶ کسی شخص سے کبھی بیوقوفی نکر۔

۶۷ سب سے جھک جھک کر چل

۶۸ کسیکو انکسار سے حقیر نہ سمجھ۔

۶۹ جو اپنے سے نہو سکے اسکی امید دوسرے سے بلا مصلحت نکر۔

۷۰ باطل پر خوش نہو۔

۷۱ قسمت پر اعتماد اور بھروسا نکر۔

۷۲ اچھے کام مین پشیمان نہو۔

۷۳ دکھلانیکو کوئی کام نکر

۷۵ عدل کا پابند رہ۔

۷۶ نیک کامون کی عادت کر۔

۷۷ بری آدمیوں سے صحبت اختیار نکر [illegible]

خاتمۃ الکتاب

۷۸ اپنی اولاد کو اپنے انداز کی تعلیم نکر کیونکہ وہ اور زمانہ کے واسطے پیدا ہوئے

۷۹ کسی کام میں جلدی نکر کہ کام کی اچھائی دیکھی جاتی ہے نہ جلدی

۸۰ چھوٹے کو حقیر نہ سمجھ شاید کہ تجھ سے بڑا ہو —

۸۱ عالم کی سخاوت خدا کی سخاوت کے برابر ہے اسلیے کہ اوسکا دیا ہوا کبھی زائل نہیں ہوتا —

۸۲ علم کی ایک یہ بھی فضیلت ہے کہ کوئی اوسکے طالب کی اعانت اصلی نہیں کر سکتا —

۸۳ علم کو کوئی چھین نہیں سکتا اور سب چیزیں چھن جاتی ہیں

۸۴ نیک سے نیکی کرنا نیکی کا چاہنا ہے بد سے نیکی کا کرنا اوسکا عادی کرنا ہے —

۸۵ جب کوئی شخص اپنے رتبے سے زیادہ جگہ پائیگا اخلاق اوسکے خراب ہوں گے —

۸۶ بڑے آدمی بزرگی کی قدر کرتے ہیں جیسے بلی سڑی ہڈی گوشت کو

۸۷ عاقل کو چاہیے کہ غذا کی شیرینی میں دوا کی تلخی کو نہ بھولے

۸۸ بادشاہوں کو رعایا سے علیحدگی مناسب ہے ورنہ وہ بھی انکو ایسا ہی سمجھنے لگیگی

۸۹ بد اندیش اپنی ذلت چاہنے والے ہیں عزت کسیکو نہیں دیتے

۹۰ کریم کی عزت یہ ہے کہ قائل ہونے پر عزت کرے —

خاتمة الکتاب

۹۱ لئیم کی پہچان یہ ہے کہ معقول ہونے پر عداوت کرے۔

۹۲ بادشاہونکو سخت بچنا ہے تاکہ غفلت مین دوسرے کا محتاج نہو

۹۳ آزاد مزاج وہ ہے جو ادنے لوگونکی باتون پر زیادہ صبر کرے بہ نسبت اغنیا اور اعلے درجے کے لوگون کے۔

۹۴ شریف وہ ہے جو ضعیفونکا کام قوت دارون سے زیادہ کرے

۹۵ چار وقتون مین النفس جلد مغلوب ہوجاتا ہے۔ (۱) غصہ کا روکنا (۲) تنگدستی کی حالت (۳) نادانون کی نصیحت (۴) بحث مین تمسخر۔

۹۶ دوستی اوس سے کرنا چاہیے جو تین چیزون سے باز رہے (۱) عیش وطرب سے (۲) مکروفریب وکبر وغرور سے (۳) پست ہمتی و دون طبعی سے

۹۷ ایسے شخص کی مدح کیا جو اچھے برے پر اعتماد نکرے۔

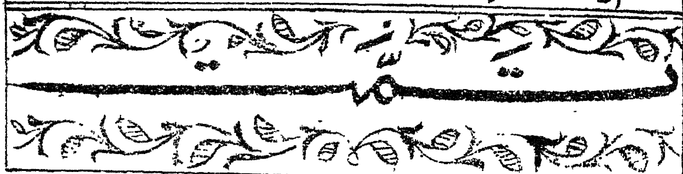
۹۸ حاکم کو مجرمون پر رحم کرنا چاہیے کہ اگر وہ نہوتے تو یہ سند حکومت نہ پاتا۔

۹۹ دوست کی رائے تیرے واسطے تیری رائے سے بہتر ہے کہ وہ تیری خواہش سے خالی ہے۔

۱۰۰ بڑی حسرت کا مقام ہے اوس عقیل پر جسکا جاہل حاکم ہو

خاتمۃ الکتاب

اور اوس مرد قوی پر جو بچہ ضعیف مین ہو- اور اوس
کریم پر جو لیئم کا محتاج ہو-
اسکے سوا افلاطون کی ایک کتاب خاص نصیحت مین ہے جسمین
بہت عمدہ عمدہ اخلاق تحریر کیئے ہین جسکا نام **الفاظات
افلاطون** ہے اور بعض بعض علمانے اوسکا ترجمہ بھی کیا ہے
بخیال تطویل انہین سو نصیحتون پر اکتفا کیگئی- یہانتک بیان
کرکے حکیم صاحب نے اجازت چاہی بادشاہ نے اشارہ
کیا ستّرہ پارچہ کا خلعت حاضر ہوا جیغہ دستار اپنے ہاتھ سے
حکیم صاحب کے سر پر رکّھا کلمات معذرت بیان کیے
اور کہا کہ آپکا تشریف رکہنا اس شہر مین موجب برکت ہے
مدرسہ شاہی مین سکونت فرمائیے افاضات علمی سے عالم کو
فیضیاب کیجیے بندہ ہر طرحسے خدمت کو حاضر ہے حکیم صاحب
رخصت ہوے زر نقد عمال و خدام شاہی کو تقسیم کیا خلعت
پہنے ہوے فرودگاہ پر تشریف لائے قدردانی بادشاہ کا
عالم مین شہرہ ہو گیا آجتک اوسکا تذکرہ باقی ہے-



عذر مولف

عذر مولف

شکر صد شکر اوس کریم کارساز کا جسکے فضل وعنایت سے فقیر نے
ان جلسون کو تمام کیا اور کتاب کے خاتمہ کا سرانجام کیا ہرچند مضامین
عالی اور مطالب دقیقہ کا اردو مین لانا اور اصطلاحات و رموز حکمت کا
سمجھانا خالی از دقت و زحمت نہ تھا مگر جو امر فقیر کے امکان مین
تھا اور میرے قوائے بشری کے احاطہ سے ہوسکتا تھا اوسمین
دریغ نہین کیا اور حتی الامکان استقصای جزئیات و تشریح ضروریات مین
سعی وافر و جہد خاطر کی بہت سے مطالب از سر نو اضافہ کیے
اور بہت سے مضامین ذیل تراجم مین بڑہائے دلچسپی کا بھی خیال
رکھا اور روانی و سلاست کو بھی بالکل ہاتھ سے جانے نہین دیا
حل مطالب مین اگر ایک فقرے کے دس ہوگئے تو پروا نہین کی اور
غرض تھا وضوح مین اگر تطویل سے تلخیص کی نوبت آئی تو اعتنا نہین کیا
کہ اصل نظر تو غرض پر تہی ترجمہ لفظی مقصود نہ تھا جیسا حضرت مصنف نے
کتاب الطہارات کی طرف نسبت ترجمہ دی ہی جا بجا انکی ترتیب اور
ہیئتی ترتیب مین زمین و آسمان بلکہ آسمان و ریسمان کا فرق ہوگیا ہی
یعنی سہل ہی تاکہ وقت مضامین و نکات حکمیہ کا آسان ہو کیونکہ
مترجم کی غایت اگر عدم اغلاق مطالب نا گوار خاطر ہو تو فقیر کو معذور رکھیے

عذر مولف

معاف فرمائین اور اگر کسی سہو و نسیان عبارت پر اطلاع ہو تو عجلت تحریر
کثرت اشتغال کو نظر مین لائین کہ ایسے وقت مین یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے
کہ ہجوم افکار و تواتر انتشار سے نفس راست کرنا دشوار تھا معلوم نہین کسطرح سے
اس کتاب کو بائے بسم اللہ سے تائے تمت تک پہونچایا اور کس توفیق غیبی نے فاتحہ
سے خاتمہ دکھلایا اوسی کیطرف الحاح والتجا ہے کہ بار الٰہا تو عالم الغیب ہے
دلونکا حال خوب جانتا ہے کہ محض خیرخواہی و بہتری تیرے مخلوقات
کی مقصود ہے پس ترویج و اشاعت و مرغوبی اسکی انظار اہل خرد مین
تیری ہی اعانت سے ہوگی اور تیری ہی استمداد پر مجھے تکیہ ہے پھر اسکے
امیدوار ہون کہ مجھے اسکے عمل کی توفیق عنایت کر اور میرے
دونون نور نظر اور میرے جملہ اعزا و اقارب کو اسکا پابند کردے
اور جو شخص اس کتاب کو بنظر انصاف و رغبت ملاحظہ فرمائے
اور اس بندۂ ذلیل کی اس نذر قلیل کی قدر کرے اوسکی عزت
و حرمت کا تو حامی ہو اوسکو دین و دنیا مین تو کامل ترقی عنایت
فرما اور اس کتاب کے ثمرات کا عمدہ ذائقہ اوسکو چکھا وآخر
دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ
مُحَمَّدٍ وَّ ذُرِّیَّتِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ مِنْ یَّوْمِنَا ہٰذَا اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ ۰

بماہ رجب سنہ ۱۳۰۲ ہجری مطابق ماہ مئی سنہ ۱۸۸۵ء صورت اختتام پذیرفت

